

مجموعہ

رسائل چاند پوری

جلد اول

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید تمیزی حسن چاند پوری
ناظم تعلیمات و شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند
ضیعتہ مبارکہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی



انجمن ارشاد المسلمین

۶۔ بی شاداب کالونی، جمید نظامی روڈ ○ لاہور



رسالہ چاند پوری

جلد اول

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری ناظم تعلیمات
و شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

ناشر

انجمن ارشاد اسلامی

۶۔ بی شاداب کالونی، جمید نظامی روڈ

فہرست

۴	علامہ اقبال مرحوم	علامہ در بند علامہ اقبال کی نظریں
۶	فخر علی خان مرحوم	دیوبند و نظم
۷	دار الفکر بریل و نظم	
۸	مقدمہ	
۹	انوار احمد الیم کام	
۶۶	ازہ دار العلوم حزب الخائف لاہور	فتویٰ
۶۷	پروفیسر احمد سعید	تعارف مولانا مرتضیٰ حسین
۷۳	مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری	تزکیۃ الخواطر
۱۳۱	" " "	توضیح البیان نے حفظ الایمان
۱۶۹	" " "	احمدی التفسیر والتسمین
۲۳۱	" " "	انتصاف البری
۲۴۷	" " "	الفتح علی سان الفصم
۲۷۷	" " "	الکوکب الیمانی
۳۰۹	" " "	اسکات المتدی
۳۵۵	" " "	شکوہ الحاد و عقبہ برزاق علی الشام
۴۷۷	قاری محمد عارف	مقدمہ کتاب کے مآخذ : ۱۔ ۳۷۷ : ۲۔ ۳۷۷ : ۳۔ ۳۷۷ : ۴۔ ۳۷۷

سلسلہ مطبوعات (۴)

نام کتاب :-	مجموعہ رسائل چاند پوری
مصنف :-	مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری
تاریخ طباعت :-	ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ / اکتوبر ۱۹۷۸ء
ناشر :-	انجمن ارشاد المسلمین لاہور
پریس :-	
تعداد :-	ایک ہزار
قیمت :-	

ملنے کے پتے

- (۱) سبجانی اکیڈمی - ۱۹ اردو بازار — لاہور
 - (۲) انجمن ارشاد المسلمین، بی شاداب کالونی میدان نظامی روڈ - لاہور
 - (۳) مدرسہ عربیہ حفظ القرآن سرکلر روڈ کھروڑ پکا ضلع ملتان
- نوٹ :- بذریعہ ڈاک منگوانے والے حضرات پتہ نمبر ۲ سے منگوائیں

علماء دیوبند علامہ اقبال کی نظر میں

- (۱) دیوبند ایک ضرورت تھی۔ اس کے مقصود تھا ایک روایت کا تسلسل وہ روایت جس سے ہماری تعلیم کا رشتہ ماضی سے قائم ہے۔ اقبال کے حضور ۲۹
- (۲) ”میری رائے ہے کہ دیوبند اور ندوہ کے لوگوں کی عربی علمیت ہماری دوسری یونیورسٹیوں کے گزرجوئیٹ سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔“ اقبال نامہ حصہ دوم ص ۲۲
- (۳) میں آپ (صاحبزادہ آفتاب احمد خان) کی اس تجویز سے بڑے طور پر متفق ہوں کہ دیوبند اور کھنڈو ندوہ کے بہترین مواد کو برسرکار لانے کی کوئی سہیل نکالی جائے۔

اقبال نامہ حصہ دوم ص ۲۱

- (۴) ایک بار کسی نے علامہ مرحوم سے پوچھا کہ یہ دیوبندی کیا کہتی ہے؟ کہا، انہیں ہر عقیدت پسند دیندار کا نام دیوبندی ہے۔ علامہ دیوبند کا مسلک ۵۵
- (۵) مولوی اشرف علی صاحب تھانوی سے پوچھے وہ اس (مثنوی مولانا روم) کی تفسیر کس طرح کرتے ہیں میں اس (مثنوی کی تفسیر کے) بارے میں انہی کا مقلد ہوں۔

مقالات اقبال ص ۱۸

- (۶) ”میں ان (مولانا سید حسین احمد مدنی) کے احترام میں کسی اور مسلمان سے پیچھے نہیں ہوں۔“ انوار اقبال ص ۱۳۷

نیز فرماتے ہیں ”مولانا سید حسین احمد مدنی“ کی حمایت دینی کے احترام میں میں ان

کے کسی عقیدت مند سے پیچھے نہیں ہوں۔“

انوار اقبال ص ۱۳۷

(۷) اس (دہر) کے متعلق مولوی سید انور شاہ صاحب سے جو دنیا کے اسلام

کے جدید ترین محدثین وقت میں سے ہیں میری خط و کتابت ہوئی۔“

انوار اقبال ص ۲۵۵

(۸) ”محمد الف ثانی رحمہ اللہ عالمگیر رحمہ اللہ اور مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہم نے اسلامی میت کے احیاء کی کوشش کی مگر صوفیاء کی کثرت اور صدیوں کی جمع شدہ قوت نے اس گروہ احرار کو کامیاب ہونے دیا۔“ اقبال نامہ حصہ دوم ص ۴۹

(۹) ”مولانا شبلی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۳۲ھ (۱۹۱۴ء) کے بعد آپ (حضرت مولانا سید سلیمان ندوی خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی) استاذ اکل ہیں۔“ اقبال نامہ حصہ اول ص ۵۷

عرفیتہ اقبال بخد مت مولانا محمد انور شاہ کشمیری و حقول اقبال ص ۲۵۷

(۱۰) مخدوم و مکرم حضرت قبلہ مولانا اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مجھے ماسٹر عبداللہ صاحب ابھی معلوم ہوا ہے کہ آپ انجنیئر خدام الدین کے جلسے میں تشریف لائے ہیں اور ایک دور در قیام فرمائیں گے میں اسے اپنی بڑی سعادت تصور کروں گا۔ اگر آپ کل شام اپنے یریزہ مخلص کے ہاں کھانا کھائیں جناب کی وساطت سے حضرت مولوی حبیب الرحمن صاحب قبلہ عثمانی حضرت مولوی شبیر احمد صاحب اور جناب مفتی عزیز الرحمن صاحب کی خدمت میں یہی تمنا ہے۔ مجھے امید ہے کہ جناب اس عرضے کو شرف قبولیت بخشیں گے۔ آپ کو قیام گاہ سے لانے کے لیے سواری یہاں بھیج دی جائے گی۔

دارالتکفیر بریلی

اوردہ کر حامد مٹا خان کئے بدعت کا کاف
ماچٹر کے کفن مازوں سے لایا ہے دہار
نیچ میں کھٹل بھرا گودڑ ہے پھیلا یا ہوا
پیکر طاعت ہے یا ہے رشائے مصطفیٰ
ذات ان کی ہے مجدد بان کی لام کاف
شرک کی انہی بریلی کا یہ بدعا فربان
گرچہ آتا ہے نظر اہل رضائی کا خلاف
باپ اتھا اس لاش کا سر اور بیٹا اس کی باپ
ہے وہ کافر جس کو بھان سے ذرا بھی اختلاف
دید کے قابل ہے اس کا انکسائے انعطاف
اور کبھی علامہ شبلی کو گالی دیا شگراف
اسکے دشمن آپ ہیں جو ہونسا کی کے ملا
یہ وہ سنگین جرم ہے جو ہونہیں سکتا صاف
بندہ پرور کہ نہیں دیتے یہی کیوں مٹا صاف

زندگی اس کی ہے قسٹ کے لیے پیغام موت
کر رہا ہو جو بجائے کعبہ قبروں کا طواف

ظفر علی خان

دیوبند

شاہد باش و شادری اسے سرزمین دیوبند
تختِ میثاق کی عزت کو لگائے چار پاند
اہم تیرا کتھی ضرب تیری بے پناہ
تیری رجت پر ہزار اقدام سو جاں سے نثار
تو علم بردارِ حق ہے حق نگہبان ہے ترا
نازکرا اپنے مفکر پر کر تیری خاک کو
جان کر دیں گے جو ناموس پیغمبر پر فدا
کفر ناپا جن کے آگے بارہا گئی کانپاں
اس میں قائم ہوں کہ انور شر کو محمود حسن
ہند میں ٹوٹنے کیا اسلام کا جھنڈا بست
مکتبِ بطل کی قیمت کو کیا تو نے دو چند
دیو استبداد کی گردن ہے اور تیری کند
قرنِ اول کی خیر لائی تری الٹی زفت
خیلِ باطل سے پہنچ سکتا نہیں تجھ کو گوند
کر لیا ان عالمانِ دینِ قیم نے پسند
حق کے رستہ میں کٹا دیں گے جو اپنا بندہ
جس طرح جلتے تو ہے پر قص کرتا ہے پسند
سب کے دل تھے دروند اور سب کی نظر آرز بند

گر مٹی ہنگامہ تیری ہے حسین احمد سے آج

جن سے پرچم ہے روایاتِ سلف کا برہند

ظفر علی خان

مقدمہ

الحمد لله وكفى وسلا على عباده الذين اصح ففؤ

بحسن میں تلخ نوائی مری گوارا کر

انگریز نے اپنی مشہور زمانہ پالیسی "ڈیوائڈ اینڈ رول" لٹاؤ اور حکومت کرو کے ماتحت ہندوستان کے مسلمانوں میں تفریق و انتشار کے وہ بیج بوئے جو جلد ہی ایک تناور درخت بن کر نمودار ہوئے اور افتراق و تشتت تکفیر و تفسیق اور انتشار و فساد کے ایسے زہریلے ثمرات جو غفلت سے زیادہ تلخ اور قہر سے زیادہ خاردار تھے امت مسلمہ کے دامن اتحاد میں ڈال دئے اور انھوں نے نہ صرف نظریاتی اختلافات کے دھبوں سے ان کے بے باغ و گنج داغدار بنایا بلکہ یہ اختلافات کچھ اس نوعیت کے تھے کہ ساتھ ہی ان کے دامن اتحاد کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تار تار کر دیا۔ شاطران یورپ نے ہندوستان کی بساط سیاست پر اپنے مخالفین دھن میں جوش و ولولہ اور جذبہ جہاد آزادی کے لحاظ سے مسلمان سب کے پیش پیش تھے) کو شکست دینے کے لیے جن بوقلموں ہروں کو استعمال کیا ان میں مرزا غلام احمد قادیانی

(۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء) اور جناب احمد رضا خان بریلوی (۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) سرفہرست ہیں۔

اول الذکر سے رد و آریہ، رد عیسائیت اور حقانیت اسلام ایسے موضوعات پر ابتدا و کام کیا گیا۔ چنانچہ ان موضوعات پر انھوں نے متعدد کتابیں اور رسائل تحریر کیے۔ نیز آریوں اور عیسائیوں سے مناظرے کیے تاکہ مسلمانوں کے قلوب میں ان کا احترام و عقیدت اور مناظرانہ قابلیت میں ان کا نفوذ و برتری جاگزیں ہو جائے اور ساتھ ساتھ خوارق و کرامات اور کشف و شہود کے

دعویٰ کیے تاکہ جو لوگ لبثا پیر پرست اور مشائخ و بزرگوں کے فلوک حد تک عقیدت مند واقع ہوئے ہیں وہ بھی باآسانی زیرِ دام آسکیں۔ اور پھر ان تمام مراحل کے بعد اس کے ذریعہ جہاد کو فسخ کر یا گیا اور چونکہ احکام الہیہ کی تسبیح صرف نبی کی زبانی معلوم ہو سکتی ہے اس لیے دعویٰ نبوت بھی کر دیا گیا۔ نیز حکومت برطانیہ کی تعریف و توصیف اور اس کی بیدار مغزی اور عدل و انصاف کے اعلانات کرائے گئے اور جس کسی نے اس کی مخالفت کی اسے کافر مرتد قرار دیا گیا۔ لیکن دعویٰ نبوت کے باعث انگریز کا یہ "خود کاشت پودہ" انگریز کے کما حقہ کام نہ آسکا۔ جو فرائض و ذمہ داریاں مرزا غلام احمد قادیانی کا حقہ ادا کر سکا تھا ان کو مرزا صاحب کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر بیگ کے شاگرد رشید جناب احمد رضا خان نے باحسن و جود سرانجام دیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے ذمہ اصولی طور پر دو کام تھے۔ اولیٰ منہج جہاد اور انگریزی حکومت کی تعریف اور اس کے عدل و انصاف، زحمتی و بیدار مغزی کی اشاعت کرنا تاکہ عوام کے دلوں سے حکومت برطانیہ کی نفرت و عداوت ختم ہو اور مجاہدین آزادی اور ان تمام لوگوں کو کافرو مرتد قرار دینا اور ان سے باز رہنے کی یقین کرنا جو اس کے اس مشن کے خلاف ہوں (۲) ایسے عقائد و نظریات کی اشاعت کرنا جو صرف قرآن و سنت کے خلاف ہوں بلکہ امت مسلمہ کے تیرہ سو سالہ اجماع سے بھی متصادم ہوں تاکہ اس طرح ملت اسلامیہ اندرونی طور پر باہم گدگد کرے و گریباں ہو کر اپنی قوت و طاقت ختم کر ڈالے اور انگریز بہادر آرام کے ساتھ حکومت کرتا رہے اور خود انجناب خیفہ سرکاری وظائف سے اپنے عشرت کمروں میں متمتع و مستفید ہوتے رہیں۔

لے ملفوظات اعلیٰ حضرت بریلوی ملّا ج الملح کراچی۔

یہی دونوں کام بریلی کے بڑے حضرت نے سرانجام دیئے لیکن اس فرق کے ساتھ کہ
 پہلے تلخ بھری کی بناء پر ان سے دعویٰ نبوت نہیں کرایا گیا بلکہ ان "بڑے حضرت" نے اپنے
 مخالف اس طور پر سرانجام دیئے کہ اپنے سنی خفی ہونے اور مخالفین کے وہابی، بھری،
 دیوبندی، ندوی، رافضی، غیر متعلقہ، کافر مرتد واجب القتل بے دین، ملعون زندیق اور منافقوں
 کیا کیا ہونے کا زور دار پر و پگینڈہ کیا اور ملت اسلامیہ کے اساطین علم و فضل اور شہسواران
 میدان سیاست پر دن و باڑے ایسے ایسے الزامات لگائے اور ایسے ایسے غلط بہتان تراشے
 کہ شرم و حیا سرسٹ کر رہ گئی۔ اس طرح انتہائی چالاک اور عیاری سے انھوں نے پوری امت
 مسلمہ کو دفاعی جنگ لڑنے پر مجبور کر دیا خواہ وہ ارباب علم و فضل ہوں یا صاحبانِ جبر و دستار
 خواہ وہ میدانِ ادب و صحافت کے شہسوار ہوں یا اقلیمِ سیاست کے تاجدار۔ اگر ان کے کسی الزام
 کا دس بار جواب دیا گیا تو انھوں نے ہزار بار اس الزام کو اس طرح دہرایا کہ اس الزام کا کوئی
 جواب ہی نہیں دیا گیا۔ ہمارے خیال میں اگر اس فتنہ کی پیدائش کے وقت سے ہی دفاع پر سارا
 وقت صرف کرنے کی بجائے ان کے اصل مشن کو آشکار کیا جاتا اور ان کے عقائد و نظریات سے
 پردہ اٹھایا جاتا اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ان نام نہاد ٹیکیداروں نے خدا و رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر زور دیا وہ غلام و درمغیرین و محدثین و فقہاء کی
 شان میں جو گستاخیاں کی ہیں ان سے عوام کو آگاہ کیا جاتا تو اب تک یہ فتنہ اگر بالکل ختم نہ ہوا ہوتا
 تو اس کے پچھتے پھوٹنے کے تمام موانع یقیناً ختم ہو چکے ہوتے۔ لیکن انکس سارا وقت اپنے
 اوپر سے الزامات کے دفعہ میں ضائع ہو گیا اور منافق عوام زہریلے پروپیگنڈے کے باعث
 یہ سمجھنے لگے کہ بریلوی حضرات میں عشقِ رسول اور اتباعِ سنت بدرجہ اتم پایا جاتا ہے اور
 وہی فی الواقع سنی اور اہل سنت و جماعت ہیں اور ان کے مخالف اول تو بہن اولیاء کرام

(معاذ اللہ) اور گستاخی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام (خاک بدین گستاخ) کے باعث دائرۃ اسلام
 ہی سے خارج ہیں ورنہ کم از کم اہل سنت و جماعت سے خارج ہونا تو یقینی سی بات ہے۔ مرزا
 غلام احمد قادیانی اگر اس صورت حال کو دیکھتا تو یہ شعر ضرور پڑھتا:۔

ما و مینون ہم سبق برویم در دیوان عشق اور بصحافت وادارہ کوچ ہارسا شدیم

مرزا غلام احمد قادیانی سے متعلق دوسرے کام کو بریلی کے "بڑے حضرت" نے کس طرح
 سرانجام دیا۔ اس کی تفصیلات کہ ہم آئندہ کسی فرصت کے موقع کے لیے اٹھا رکھتے ہیں۔ البتہ
 پہلا کام مرزا صاحب کے بڑے بھائی مرزا غلام قادیان کے شاگرد رشید جناب احمد رضا خاں کے
 ہاتھوں کس طرح بحسن و خوبی انجام پایا۔ اس سلسلہ میں چند باتیں ہم یہاں عرض کرتے ہیں۔

(۱) چونکہ شرعاً جہاد آزادی کا دار و مدار ہندوستان کے دارالحرب ہونے پر تھا جبکہ فتویٰ
 حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ دم ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۳ء) انیسویں صدی کے بالکل آغاز
 میں دے چکے تھے اور انہی کے فتویٰ کی بنیاد پر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے
 خلیفہ اجل حضرت سید احمد شہید رحمہ دم ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء) اور شاہ صاحب کے حقیقی بھتیجے شاد اسماعیل
 شہید رحمہ دم ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء) اور داماد مولانا عبدالحی صاحب رحمہ دم ۱۲۴۳ھ/۱۸۲۸ء) نے
 برصغیر میں اقامتِ جہاد کا کام شروع فرما دیا تھا۔ اس لیے سب سے پہلے ضرورت اس امر کی
 تھی کہ اس بناء جہاد کو منہدم کر دیا جائے۔ تحریک مجاہدین اور ۸۵ء کی جنگ آزادی کے بعد
 انگریزوں کو اس کی ضرورت کا احساس شدید تر ہو گیا۔ چنانچہ احمد رضا خاں صاحب رحمہ
 مٹونک کر میدان میں آئے اور ۱۲۹ھ - ۱۸۸۰ء میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
 کے فتویٰ کے بغیر یہ فتویٰ دیا کہ ہندوستان دارالاسلام ہے۔ اور بعد ازاں نصرۃ الابرار مطبوعہ ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۹ء
 ملے جس وقت شاہ صاحب نے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ دیا تھا اس وقت ہندوستان پر انگریزوں کا تسلط تھا جس نے ہندوستان
 پلوں صدی بعد اس کا اقتدار ہند پر مستحکم ہو گیا تھا جبکہ احمد رضا خاں صاحب رحمہ دم کے دارالاسلام ہونے کا فتویٰ دے رہے تھے ۸۵
 یہیں تقابلاً وہ از کیناست تاجکجاہ - منہ

میں موصوف کا جو ترقی شریعت کا انگریز جس نے کسی بھی ہندو مسلم مشترک جماعت میں شرکت کے جواز کے بارے میں چھپا اس میں بھی یہ تحریر فرمایا۔ "بغیر غفلت اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ اسلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام میں بدلائل ساطعہ ثابت کیا ہے کہ ہندوستان دارالاسلام ہے اسے دارالحرب کہنا ہرگز صحیح نہیں" "نعمو الابراہیم" نیز عرفان شریعت صفحہ ۲ اور احکام شریعت صفحہ ۲ وغیرہ کتب میں بھی ہندوستان کے دارالاسلام ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔ خوب فرمایا ہے علامہ اقبال مرحوم نے

ملا کہ جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت ناناں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

۱۸۸۵ء میں کانگریس کی بنیاد رکھنے کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا اور کانگریس جماعت آزادی کے نام سے بھی آشنا نہ تھی۔ بلکہ اس کے بزرگس ادیبین افراس و تقاضا میں پرش "ہندوستان اور انگلستان میں اتحاد و یکجہت کا استوار کرنا" شامل تھی ملاحظہ فرمائیں حیات صفحہ ۲ اور جب اس نے انگریز کے خلاف آزادی کی جدوجہد میں حقہ لین شروع کرنا تو پھر یہ "بڑے حضرت" اس کے سخت ترین مخالف ہو گئے۔ منہ

۱۸۸۵ء اسی قوی میں لکھا ہے اور ہندو زمانہ عند تحقیق ان سب احکامات قتل ہندو کے حرم میں مسلمان سے قصاص لینا۔ عیاری میں ہندو کی حیات کو جانا۔ موت کی صورت میں تعزیت کے لیے جانا اور اس کے ساتھ تمام دنیاوی معاملات کا جائز ہونا، گئے ستمی پر، خصوصاً اس معاملہ میں انیس شریک کرنا جس میں رفاہ عام و نفع انام و حفظ حقوق و مراعات حقوق ہر کس میں خافضین کا فائدہ نہیں بلکہ اپنا اور تمام اہل وطن کا نفع ہے۔ "نعمو الابراہیم" صفحہ بعض بریلوی حضرات کی جانب سے یکم الامت حضرت ولانا اثر علی خان نوئی دہلی ۱۲۷۲ھ ۱۲۳۱ھ ۱۹۱۴ء کے رسالہ "تخیر الافواہ" میں الربوئی ہندوستان "کو پیش کر کے کہا جاتا ہے کہ دیکھئے حضرت تھانوی رحمہ بھی ہندوستان کو دارالاسلام قرار دے رہے ہیں۔ اگر ہندوستان کو دارالاسلام قرار دینے سے انگریز کا لکینٹ اور فیض خوار ہونا ثابت ہوتا ہے تو پھر حضرت تھانوی کو بھی اسی خبرست میں شامل کر دو جنھیں "دوام قوی" جوابا گنارشی ہے کہ حضرت تھانوی کے نزدیک ہندوستان قطعاً دارالاسلام نہیں ہے بلکہ وہ بھی دوسرے

(بقیہ ماثیہ صفحہ سے آگے)

علامہ دیوبند کے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کے ہی قائل اور یہی ان کا اپنا تحقیقی مسلک ہے البتہ اپنے اتہائی حرم و رقیط اور شدت قوی و پرہیزگاری کے باعث ہندوستان میں سووی مسالمت کی اجازت نہیں دیتے ہیں کیونکہ کلام مالک (دم ۹، ۱۹۵۷ء) اور نام شافعی (دم ۲۰، ۱۹۱۹ء) اور امام احمد بن حنبل (دم ۲۱، ۱۹۵۷ء) نیز حنفیوں سے امام ابو یوسف (دم ۸۲، ۱۹۸۸ء) کے نزدیک سودا کا لین دین الحرام میں بھی جائز نہیں ہے صرف امام ابو حنیفہ (دم ۵۰، ۱۹۷۶ء) اور امام محمد (دم ۸۹، ۱۹۰۵ء) دارالحرب میں عربی کا فرسے (ذکر مسلمان سے) سود لینے کی اجازت دیتے ہیں۔ سود دینا ان حضرات کے نزدیک بھی جائز نہیں ہے۔

اس لیے احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ ہندوستان میں سود لینے کی قطعاً اجازت نہ دی جائے کیونکہ معاشرت پاک میں سود کے بارے میں انتہائی شدید وعیدیں وارد ہوئی ہیں چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ سود کا ایک درجہ مینا مینیس باز نہ کرنے سے زیادہ بدتر ہے اور حضرت عرفا روق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (دم ۲۳، ۱۹۴۲ء) ارشاد فرماتے ہیں ایک چیز کے فروختے حال میں لیکن دسویں حصہ میں سود کا شنبہ ہر توہمان و ممال حصوں کو بھی سود کے خوف سے چھوڑ دیتے ہیں لیکن بایں امر چونکہ بعض حضرات ہندوستان کے دارالحرب ہونے اور اپنے حنفی ہونے کے ناطے سے سود لینے سے احتیاط نہیں کرتے تھے بلکہ مسلمانوں سے بھی سود لے لیتے تھے جو کہ مذہب حنفی میں بھی جائز نہیں ہے اس لیے حضرت تھانوی رحمہ نے بدقیقات سے قطع نظر کرتے ہوئے اور اپنے تحقیقی مسلک کو نظر رکھتے ہوئے سود سے بچانے کے لیے بنظر احتیاط ہندوستان کو دارالاسلام لکھ دیا اور یہ ایسا ہی ہے۔ میرا کہ بریلویوں کے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب ارشاد فرماتے ہیں "یہ وہ ہے جن کا قوی عوام کو دیا جاتا ہے اور تحقیق کا تمام دوسرا ہے۔ احکام شریعت ج ۲ صفحہ ۱۵۰۔ رہا حضرت تھانوی رحمہ کا اپنا تحقیقی مسلک ان کی ذیل کی عبارت سے ملاحظہ فرمائیں "شرعی اصطلاح میں دارالحرب کی تعریف یہ ہے کہ جہاں پورا تسلط غیر مسلم ہو۔ تعریف تو یہی ہے۔ آگے جو کچھ لکھنا لکھا ہے وہ امارت میں اور ہندوستان میں غیر مسلم کا پورا تسلط ہونا ظاہر ہے۔" ملفوظات مکالمات اثر نمبر ۱۳ ص ۱۵۱ جو جے کہ حضرت مولانا مفتی محمد صاحب (دم ۱۲۹۶ء ۱۹۷۶ء) جو حضرت تھانوی کے خلیفہ جانشین ہیں اور سب سناٹان سے ہر طرح متفق بھی اپنے قوی میں ہندوستان کے دارالحرب ہونے کی ہی تصریح فرماتے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ہندوستان موجودہ زمانے میں ہمارے حضرات کے نزدیک دارالحرب ہے۔ "امداد ملتیں ج ۲ صفحہ ۲ اگر تھانوی کا مسلک ہوتا کہ ہندوستان دارالاسلام ہے تو غیر لیکن تھانوی صاحب یہ فرماتے کہ ہندوستان ہمارے حضرات کے

نزدیک دارالحرب ہے۔ نیز حضرت تھانویؒ جی تہذیب لاناخوان دالے قول کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتے ہیں چنانچہ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ رشتہ احمد رضا خاں صاحب (سے) ہندوستان کو دارالاسلام بھیجا ہے اور ان کی دلیل دیکھو ورنہ ضعیف جیسی بھی ہے۔ "تہذیب لاناخوان" میں مذکور ہے۔ "مخلص اعداء الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۸" اور اگر ان کا پناہ مسک یہ ہوتا ہے کہ ہندوستان دارالاسلام ہے اور اس کی کتابت کرنے کے لیے رسالہ مذکور لکھا ہوتا تو یہ دل رشا دفرماتے کہ ہندوستان دارالاسلام ہے اور میں نے اس کا دارالاسلام ہونا تہذیب لاناخوان میں بدلائن ثابت کر دیا ہے۔ لیکن ایسا نہیں کیا جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت تھانویؒ نے صرف مسلمانوں کو سودے بچانے کے لیے ایک امتیازی تدبیر کے طور پر رسالہ مذکور میں ہندوستان کو دارالاسلام لکھا ہے۔ گویا ان کا مقصد یہ ہے کہ سودے کے معاملہ میں ہندوستان کو دارالاسلام سمجھو جیسا کہ ان کی کتاب کے نام سے ہی یہ بات واضح ہو رہی ہے کیونکہ ان کی کتاب کا نام ہے "تہذیب لاناخوان جن ربرقی المسندتان" جس کا مطلب ہے "پانچ مسلمان بھائیوں کو ہندوستان میں سودی معاملات سے بچانا" اسکے برعکس احمد رضا خاں صاحب کی کتاب کا نام ہے "اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام" یعنی بڑے بڑے لوگوں (مجاہدین آزاد و غیرہ) کو مطلع کرنا کہ ہندوستان دارالاسلام ہے۔ اس نام سے ہی یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ احمد رضا خاں صاحب کا مقصد ملک میں صرف تہذیب و تمدن و زبائین ہے کہ ہندوستان دارالاسلام ہے، نہ کہ مجاہدین آزاد کی جدوجہد کو مستور کیا جائے۔ انہیں سود کی حرمت اور لوگوں کو اس سے بچانے کی کوشش سے کیا غرض؟ انجناب نے تو ہندوستان کو دارالاسلام قرار دیتے ہوئے بھی سود کے حلال و طیب ہونے پر ایک کتاب کفیل الفقیہ لقاہم فی احکام قرطاس الدراہم نامی تصنیف کر کے شائع فرمائی ہے اور اپنی امت کے لیے یہ آسانی کر دی کہ قبضہ چاہو سود حاصل کر کے منافع کا ڈیس آقا خیال ہے کہ سود حاصل کرنے کے لیے جب کسی دوسرے شخص کو رقم دو تو وہ نوٹوں کی صورت میں ہونی چاہیے اور اس کو دینے وقت یہ دیکھو کہ میں یہ رقم تجھے قرض دے رہا ہوں بلکہ یوں کہو کہ یہ نوٹ (مثلاً سو روپیہ کا نوٹ) میں تیرے ہاتھ آتی زائد رقم (مثلاً سو سو روپیہ) کے عوض بیچتا ہوں پھر وہ شخص جب چاہے اپنا کام سر انجام دینے کے بعد اصل رقم مع زائد سوا سو روپیہ) پہلے شخص کو دے دے۔ اب زائد رقم (مثلاً ۲۵ روپیہ) پہلے شخص کے لیے بالکل حلال و طیب ہے۔ پانچویں کوئی شخص کہہ کہ اس میں شائبہ بھی نہ رہے۔ چنانچہ بریلویوں کے سابق منشی اعظم و شیخ الحدیث دارالعلوم حزب الاحناف لاہور جناب ابوالبرکات سید احمد دم ۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء نے اس کتاب کی اشاعت پر اپنی الفاظ شائع کیا تھا۔ کفیل الفقیہ۔

(۲) دنیا بھر کے مسلمان ترکی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر رہے تھے، نیز خلافت عثمانیہ کے تحفظ و بقا کی خاطر اپنے حق کو خطرہ ملک بہا دینے کے لیے تیار تھے اور حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۴، ۱۳۴۸ھ/۱۹۵۸ء) نے مسئلہ خلافت متعلق ایک انتہائی معرکہ آرا اور معقدانہ مضمون "مسئلہ خلافت و جزیۃ العرب" کے نام سے تحریر فرما کر شائع کیا اور جس میں متعلقہ مسئلہ کے تمام پہلوؤں کو بڑی وضاحت اور پر زور دلائل کے ساتھ تحریر فرما کر خلافت کی شرعی اہمیت و ضرورت کو واضح کیا نیز سید پر دالے تمام اشکالات کو بحسن و خوبی رفع فرمایا تھا۔ لیکن اگر مزید کسی بھی ایجنٹ اور وظیفہ

نوٹ کے متعلق جلد مسائل کہ جائز طور پر خاطر خواہ نفع حاصل کرو اور سود نہ ہو۔ نیز گنگوہی اور بریلوی (عبدالحی) صاحب بھٹوی کے نوٹوں کا رد" ملاحظہ ہو حسام الحقین حزب الاحناف صفحہ آخر۔ منکوں میں تو سود سال کے بعد ملتا ہے اور وہ بھی منظر خواہ" نہیں بلکہ جتنے فیصد مقرر ہے اتنا ہی ملے گا۔ بریلویوں کے چودہویں صدی کے مجدد احمد رضا خاں صاحب اپنی امت کے لیے بڑی آسانی فرمادی کہ خواہ چند یوم کے لیے ہی ادھار دو لیکن اس پر سود خاطر خواہ" بتنا دل چاہے حاصل کر سکتے ہو۔ یہی نظام مصطفیٰ کا وہ طریقہ ہے جو بریلوی میں تیار ہوا ہے عیا

بریں عقل و دانش، باید گریست

بہر حال یہ بات پوری طرح کھل کر سامنے آگئی کہ حضرت تھانویؒ کے نزدیک بھی ہندوستان دارالحرب ہی ہے اور ہندوستان کے دارالحرب ہونے کے قائل ہونے کے باوجود وہ مسلمان بھائیوں کو ہندوستان میں سود لینے سے بچانے کی ہر ممکن کوشش فرماتے ہیں اور اس کے بالکل برعکس بریلویوں کے اعلیٰ حضرت اور چودہویں صدی کے مجدد احمد رضا خاں صاحب ہندوستان کو دارالاسلام قرار دینے کے باوجود جواز سود پر ایک کتاب "کفیل الفقیہ لقاہم فی احکام قرطاس الدراہم" نامی لکھ کر شائع فرماتے ہیں اور اس طرح سود لینے کی کھلی جھجی دیتے ہیں۔

ببین تفاوت رہ از کجاست تا کجاست

ان تمام حقائق کے برعکس یہ شور و غوغا کرتے چلے جانا کہ حضرت تھانویؒ کی تحقیق کے مطابق بھی ہندوستان دارالاسلام ہے۔ بریلویوں کی اس مخصوص پالیسی کا مقصد ہے کہ اس قدر جھوٹا لوگوں کو دکھائے کہ سچ بچھنے لگ جائیں۔ نیز

کے لیے ایسے اہم مرتبہ پر غور و خوض پیش کرنا ممکن تھا۔ چنانچہ احمد رضا خان صاحب نے ایک کتاب دوام العیش فی الاُمت من قریشیہ مکہ ماری۔ اور ایک حدیث کا غلط سہارا لے کر یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی کہ خلیفہ المسلمین کا نسبتاً قریشی ہونا ضروری ہے۔ اور غیر قریشی شخص شرعی خلیفہ بن ہی نہیں سکتا۔ مطلب یہ ہوا کہ جس خلافت کو اگر نیکو رہبر سے بچانے کی کوششیں ہو رہی ہیں جب شرعاً اس کا جواز ہی نہیں ہے تو یہ تمام مساعی نہ صرف یہ کہ لاعا حاصل و بیکار ہیں بلکہ نامانوس بھی ہیں۔ اس لیے اول تو حکومت برطانیہ کا ہاتھ بٹاؤ تاکہ وہ ایک غیر شرعی نام نہاد خلافت کو صنفِ ہستی سے باسانی اور جلد سے جلد مٹا سکے ورنہ کم از کم آرام کے ساتھ گھر میں بیٹھو۔ کیونکہ ایک غیر شرعی چیز کی حمایت میں اتنی لمبی چوڑی قربانیاں پیش کرنا اور اپنا جان و مال نقصان کرتے ہوئے حکومت برطانیہ سے ٹکرینا کہاں کی دانشمندی ہے؟ دنیا و آخرت دونوں کے خسارہ کے علاوہ اور کیا حاصل ہو گا۔ اتنا افسوسناک ایسا راجحون۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا تھا۔

کرتے ہیں غلاموں کو غلامی پر رضا مند تاویل مسائل کو بناتے ہیں بہانہ

(۳) ہندوستان میں جہاد آزادی کے بارے میں احمد رضا خان صاحب رقمطراز ہیں۔

”مسلمانان ہند پر حکم جہاد و قتال نہیں“ نیز ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے (جہاد) سنی ہی ہم اور سپہیان کرچکے کہ بنصرہ قرآن عظیم ہم مسلمانان ہند کو جہاد پر پا کرنے کا حکم نہیں اور اس کا واجب بتانے والا مسلمانوں کا بدخواہ نہیں۔ اس عبارت کو دوبارہ پھر بخیر پڑھئے فرماتے ہیں جہاد آزادی کو واجب بتانے والا مسلمانوں کا غیر خواہ نہیں بلکہ حکم کھلا بدخواہ ہے

لہ دوام العیش فی الاُمت من قریشیہ مکہ
لہ الحجۃ المکرمۃ فی آیت الممتحنہ ۹۵

اور بریلوی حضرات سے دریافت فرمائیے کہ جہاد آزادی کے سلسلہ میں جناب کی یہی خدمات ہیں جن کی بنیاد پر آج اپنے آپ کو جہاد آزادی کا علمبردار قرار دیا جاتا ہے۔ کیس ہے یہی بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن

بریلویوں کے منتفی اعظم ہند اور احمد رضا خان صاحب کے صاحبزادے محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب ہندوستان کے حالات کا ایک من گھڑت نقشہ پیش کرنے کے بعد یوں گوہر فرماتے ہیں: ”ایسی حالت میں جہاد جہاد کی رٹ لگانا غیر قوموں کو اپنے اوپر ہنسنا اور ان سے یہ طعن اٹھانا ہے۔“

اس سادگی پر کون نرم جانے لے خدا رٹتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں اور جبکہ وہ (جہاد) ان نشاناتِ قبایح پر مشتمل ہے حرام حرام حرام ہے وہ ہرگز مکرم شرع نہیں۔ شریعت پر افتراء اور زیادت ہے جو آج اسے مکرم الہی داور حضرت رسالت پناہی مٹھل رہے ہیں مسلمانوں کے سخت دشمن ہیں۔“

بریلوی حضرات سے سروسٹ ہم صرف یہ سوال کرنا چاہتے ہیں کہ ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء میں پاکستان کے اندر چلنے والی تحریک نظامِ مصطفیٰ کو آپ حضرات جہاد قرار دیتے ہیں یا نہیں؟ اگر آپ کی نظروں میں یہ تحریک جہاد کا حکم رکھتی ہے تو کیا مذکورہ بالا شعر ان حالات میں صادق نہ آتا تھا؟ کیا مسلمان عوام بالکل نیتے اور غیر مسلح اور برسرِ اقتدار فرتق ہر قسم کے ہتھیاروں سے مسلح نہ تھا؟ پھر کیا وجہ ہے کہ یہ تحریک نظامِ مصطفیٰ تو جہاد کہلائے اور متحدہ ہندوستان میں چلنے والی تحریک آزادی بقول آپ کے حرام حرام حرام قرار پائیں؟ اس کی وجہ اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ چونکہ آپ کے بعض حضرات بھی

لہ طرق الہدی والا رشاد الی احکام الامارۃ ولجہاد ص ۳۲

اس تحریک میں دگو برائے نام سٹی شامل تھے اس لیے یہ تحریک نظام مصطفیٰ جہاد قرار پائی تاکہ اپنے آپ کو جہاد قرار دے سکیں اور متحدہ ہندوستان میں انگریز کے خلاف آزادی کی تحریکات میں آپ کی شریعت نہ تھی اس لیے وہ حرام حرام قرار دے دی گئیں۔ اور اگر یہ تحریک نظام مصطفیٰ بھی جہاد نہ تھی تو پھر آپ حضرات نے مسلمان عوام کو کیوں حرام موت مروا یا دنفوذ (بلند) عبدالمکرم شرف صاحب احمد رضا خان صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں "نصاری کی حکومت میں جہاد تو ممکن نہیں تھا ہاتھ میں تلم تھا اسی سے شمشیر (دشمن کا کام لیا) ایک دوسرے بزرگ موصوف کے بارے میں رقمطراز ہیں "یہ قوم اعداء اللہ پر جہاد کے لیے پیدا ہوئی ہے۔ اب تلوار نہیں رہی تو خدا نے تعالیٰ نے دبی کاٹ پھاٹ ان کے تلم کہ عطا فرمادی ہے" آپ حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ تلمی ولسانی جہاد انگریزی حکومت کے خلاف قطعاً نہ تھا۔ بلکہ یہ تلمی ولسانی جہاد جن لوگوں کے خلاف تھا

اسلام ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس سلسلہ میں ان کے گھر کی ایک شہادت پیش کر دی جائے۔ سید مونس شاہ گجراتی نے جو کہ جمیعت علماء پاکستان کے اول نائب صدر ہیں جمیعت کے مرکزی سیکرٹری جنرل جلیل الرحمن نیازی صاحب کے نام ایک مراسلہ بھیجا ہے جس میں جمیعت کی مجلس شوریٰ کا ہنگامی اجلاس طلب کرتے ہوئے نرانی صاحب پر الزام لگایا ہے کہ مولانا شاہ احمد نرانی کی گذشتہ دور میں کی آمرانہ روش سے پارٹی کے وقار کو سخت دھچکا لگا ہے۔ نظام مصطفیٰ کے نفاذ کی حمایت میں مولانا نرانی کا گھر کا طرز عمل اور پاکستان دشمن عناصر کے ساتھ اتحاد و کربلا اہل سنت کے خلاف سازش تھی اور انھوں نے ایسا اقدام پر دینی طاقتوں اور اہل سنت دشمن عناصر کے اشارے پر کیا۔ انھوں نے خط میں الزام لگایا کہ قومی اتحاد کے اجلاسوں میں میاں نرانی نظام مصطفیٰ کے مطالبہ سے گریز کرتے رہے۔ انھوں نے کہا کہ مشرقی احمد بابوہ اور سید محمود شاہ آف پشیمان کو ایک سازش کے تحت جمیعت سے الگ کیا گیا اور تعاقبوں کے باوجود جاری رقوم کا حساب نہیں دیا۔ اس طرح انھوں نے لاکھوں روپے خرچہ کر دیے اور پنجابی اور ہندوستانی میں نفی پید کی۔ روزنامہ مشرق ۲۶ ستمبر ۱۹۸۱ء کچھ ہے گھر کا بھیدی لٹکا ڈھانے۔ منہ

تھے رسائل رضویہ جلد اول صفحہ ۱۸

۱۲

ان کی تفصیل احمد رضا خان صاحب کی زبانی معلوم کیجئے۔ وہ فرماتے ہیں (جہاد ولسانی کی زبان تو ظلم سے رد۔ وہ ابھی سن چکے کہ ایسوں ہی پر سب اہم واکہ۔ بحمد اللہ تعالیٰ خدا دین شرع ہمیشہ سے کر رہے ہیں اور اللہ و رسول کی مدد شامل ہو تو دم آخر تک کریں گے۔ وہابیہ۔ نیا چروہ۔ دیوبندیہ۔ قادیانیہ۔ روانض۔ غیر تقلیدین۔ ندویہ۔ آریہ۔ نصاریٰ وغیرہم سے کیا اور اب ان گاندھویہ مولانا محمد علی جوہر۔ مولانا شوکت علی۔ مولانا عبدالباری فزنگی مثلی مولانا عبدالجبار بدایونی وغیرہ) سے بھی برسر پیکار ہیں۔ اس عبارت سے معلوم ہو گیا کہ ظلم ولسان کے ذریعہ جہاد کا دعویٰ بھی صرف کٹنے کی باتیں ہیں اور لوگوں کو بے وقوف بنانے کا ایک حربہ ورنہ ان بزرگوں سے پوچھ دیجئے کہ احمد رضا خان صاحب اور ان کی ذریت منوی کی طرف سے حکومت برطانیہ کے خلاف کتنے رسائل اور کتابیں تحریر کی گئیں؟ اور قوم میں آزادی کا جوش و ولولہ پیدا کرنے کے لیے کتنا تلمی جہاد کیا گیا؟ حکومت کے خلاف کتنے جلسے کیے گئے؟ اور کتنے جلسے نکالے گئے؟ اور اس سلسلہ میں آنے والے کتنے مصائب و آلام کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا گیا؟ بلکہ احمد رضا خان صاحب اپنی اس عبارت سے واضح کر دیا ہے کہ ان کا تلمی جہاد صرف مسلمانوں کو آپس میں لڑانے اور ان میں انتراق و انتشار پیدا کرنے اور عوام کو مجاہدین آزادی سے برگشتہ کرنے کے لیے تھا اور لوگوں کو بے وقوف بنانے کے لیے مسلمانوں کو آپس میں لڑانے اور ان کو کافر قرار دینے کا نام رکھ دیا جہاد! احمد رضا خان صاحب کی اسی روش پر قبیل مرحوم نے فرمایا ہے

وہ حق از کافری رسوا تراست
نامک لائونین کا فرگر است
کھنگاہ و کو رزوق و ہرزہ گرد
ملت از قاتل و قاتلش فرد فرد

دین کا فرض کرو تہ بھر جہاد دین تلافی بسبیل اللہ مباد
یاد رہے کہ احمد رضا خاں صاحب اور ان کی ذریت کے علاوہ کسی اور مکتب فکر نے اب راست
اور ان کے پیروکاروں پر کفر کا فتویٰ قطعاً نہیں لگایا بہر حال اس طرح سے یہ بریلوی پارٹی
انگریز کی پالیسی، لڑاؤ اور حکومت کرو کو عملی جامہ پہنانے میں حکومت برطانیہ کی مکمل طور پر
آلہ کار بنی ہوئی تھی۔ اب ذرا غور فرمائیے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے فتویٰ تیسخ جہاد اور
احمد رضا خاں صاحب اور ان کی ذریت معنویہ کے ہندوستان سے عملاً جہاد کو ختم کر
دینے کے فتوؤں میں کیا فرق ہے؟ چاہیے تو یہ تھا کہ اگر بالفرض قوم میں جہاد کی
سکت نہ بھی ہوتی تو بھی اسے حکم دیا جاتا کہ وہ جہاد کے لیے اپنے آپ کو تیار کرے
اور قرآن پاک کی یہ آیت ”وَأَعِدُّوا لَهُمْ مِمَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ ۚ الْأَذَىٰ
”کفار سے جہاد کے لیے حتی الامکان تیار رہی کرو“ قوم کے سامنے پیش کی جاتی نہ یہ کہ
جو لوگ انگریز کے خلاف برسرِ پیکار تھے ان کے راستہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں کھڑی
کی جاتیں اور جہاد کے حرام حرام ہونے کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا۔ لیکن جس کا
نصب العین ہی قوم میں جمود پیدا کرنا اور روح جہاد کو ختم کرنا ہو وہ اپنے فرائض
منصبیہ سے کیسے دست کش ہو سکتا ہے؟ چنانچہ علامہ اقبال مرحوم نے دونوں
ہی کے نظریات پر تنقید فرمائی اور عوام کو بروقت دونوں فتنوں سے آگاہ فرما کر
ان سے بچنے کی تلقین کی۔ چنانچہ اول الذکر کے بارے میں فرماتے ہیں۔

وہ نبوت ہے مسلمان کیلئے برگِ خشیش جس نبوت میں نہیں قوتِ شوکت کا پیام
اور آخر الذکر کے نظریہ پر یوں تنقید فرمائی۔

سے بریلویوں کی تکفیر کے کٹھے مکمل طور پر معلوم کرنے کے لیے کتاب ”تخفیر فی انسانی“ ضرور ملاحظہ فرمائیں

۱۔ فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ مسلم کا ہے دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کا رگر!
ہم پر چلتے ہیں شیخ کیسا نواز سے مشرق میں جنگ شرعے تو مفتوحہ یعنی شتر
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات اسلام کا محاسبہ یورپ سے درگزر
شیخ کیسا نواز کے بارے میں ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں ۲۔
مقصود ہے ان اللہ کے بندوں کا مگر ایک ہر ایک ہے گز مریج معانی میں یگانہ
بہتر ہے کہ شیروں کو سکھا دیں رزم آہو باقی نہ رہے شیر کی شیریں کا فساد
کرتے ہیں غلاموں کو غلامی پر رضامند تاویل مسائل کو نالتے ہیں بہانہ
بریلویوں کے استدلال لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں ”کو رو کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔
۳۔ کافر ہے تو تشریح کرتا ہے بھروسا مومن ہے تو بے تین بھی لڑتا ہے سپاہی
(۴) جب ترکوں کے لیے پورے ہندوستان میں چندہ اکٹھا کیا جانے لگا تو ان حضرات
نے اس کی مخالفت بھی عجیب انداز سے کی۔ کیونکہ کھل کر نہ ترکوں کے خلاف کچھ کہا جا
سکتا تھا اور نہ ہی یہ فتویٰ دیا جاسکتا تھا کہ ترکوں کے لیے چندہ دینا حرام ہے اس لیے
یہ شور مچانا شروع کیا کہ جو چندہ ترکوں کے لیے جمع کیا جاتا ہے وہ ترکوں تک نہیں
پہنچتا بلکہ اس کا بہت سا حصہ بیڑان کرام خود مخم کر جاتے ہیں تاکہ عوام الناس
کا رکھوں اور راہنماؤں سے بدظن ہو کر چندہ دینا ترک کر دیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے
”غریب مسلمانوں کی محنت لکھو کھا رو پیہ سخت بے دردی سے بے عمل اور بے جا صرف کیا۔
بہت سے کارکنوں کو اپنا آئو سپیدھا کرنے اور ہاتھ دنگنے کا نادر موقعہ دیا۔“

۱۔ تنظیم حکم قرآن کریم مطبوعہ ضیاء القنادیل ملتان شائع کردہ انجمن حزب الامانات ہند ماہرہ۔

بریلویوں کے مفتی اعظم ہند اور احمد رضا خان صاحب کے فرزند ارجمند محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ "غریب مسلمانوں نے جو روپیہ نہایت عرق ریزی محنت جاکا ہی سے کمایا اور اپنے مظلوم ترک بھائیوں کی امداد کے لیے دیا اس پر اس بیدردی سے چکی چلائیں اللہ! خود احمد رضا خان صاحب ارقام فرماتے ہیں "غریب نادار مسلمانوں کی کمائی کا ہزار ہا روپیہ ان تبلیغوں میں برباد جا رہا ہے اور جائے گا اور محض بے کار و نامراد جا رہا ہے اور جائے گا۔ ہاں لیڈروں مبلغوں کی سیر و سیاحت کے سفر خرچ اور جلسہ و اقامت کے پلاؤ و قورے سیدھے ہو گئے اور ہوں گے" اور احمد رضا خان صاحب کے خلیفہ اجل اور منظر اعلیٰ حضرت مولوی حشمت علی صاحب یوں گوہر افشانی فرماتے ہیں "تنبیہ، تنبیہ، تنبیہ۔ مسلمانوں! ترکوں کی حمایت، اماکن مقدسہ کی حفاظت، سلطنت اسلامی کی اعانت یہ سب دکھانے کے دانت کہ کسی طرح مسلمانوں میں اشتعال ہو لا کھوں روپیہ کا چندہ ہا تھا آئے۔ مولانا رضی الحسن چاند پوری نے اس اہم موقع پر احمد رضا خان صاحب کو ایک خط لکھا تھا۔ تفصیل خود انہی کی زبانی ملاحظہ ہو۔ ہم نے خان صاحب کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ اس وقت اسلام پر جو وقت ہے۔ آیا آپ ہو سکتا ہے کہ چند دنوں کے لیے مخالفین اسلام پر نیت مابت کر دیں کہ مسلمان ایسے وقتوں میں باہمی نزاعات کو چھوڑ کر سب اسلام کی خدمت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اور ہم آپ متفقہ کوشش سے ترک مظلوموں کے لیے چندہ کریں۔ رجسٹری کر کے خط لکھا واپسی کا رو بھی ہمیں۔ جواب نہ ارد۔ ہمارے ساتھ مل کر چندہ نہ کرے

خود ہی چکرتے وہ بھی معلوم ہے کہ اپنے مدرسہ کے لیے جلسہ ہوتا تھا اسی شان سے ہوا۔ بلکہ ادنا بچے جب چندہ ترک مجردوں کے لیے کہا تو جواب یہ ملا کہ "نفیر کر اس سے کیا تعلق؟" مولانا چاند پوری اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں "واقعی نفیر کا منصب تو مسلمانوں میں اختلاف ڈولانا سب پر کفر کا فتویٰ جاری کرنا ہے۔۔۔۔۔ ناظرین! کہاں تو مصنوعی فعل مبارک کی کہ وہ تعظیم کہ کئے دکتے، ہزاروں کا چندہ یار کے گھر کے شامیانے کے لیے ہوا اور یہاں اسلام جاتا ہے مگر کان پر جوں نہیں رہتی۔ قابل توجہ امر یہ ہے کہ کہاں تو کفیر اہل اسلام کے لیے سفر عرب ہوا اور کہاں اس مصیبت کے وقت چندہ کی بمبی کوشش اور سعی تبلیغ نہ ہو نہ دوسے کے خلاف جھوٹے رسالے سو سے زیادہ لکھ کر ہزاروں کی تعداد میں شائع کیے۔ بقول اپنے من میاں مطہر حضرات دیوبند کی مخالفت میں، ۲۴ برس تک رسائل شائع کیے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ ترک مظلوموں کی امداد میں کئے سطر لکھ کر مطبع شریف کے سائل اور اشتہارات شائع ہو گئے؟

یغور ملاحظہ فرمائیے یہ ہیں ان لوگوں کے اصلی ضد و حال جو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بلا شرکت غیر سے واحد ٹھیکیدار ہونے کے مدعی ہیں اور اپنے ماسوا تمام لوگوں کو گستاخ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور کافر مرتد واجب القتل قرار دیتے نہیں تھکتے۔ ۱۵

خود کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا فرد جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

(۵) برطانیہ اور ترکوں کی جنگ میں برطانیہ کے خلاف کچھ لکھنا تو درکنار ساری کوشش اسی بات کی رہی کہ کسی مذہبی طرح ترکوں کو ہی مورد الزام ٹھہرا دیا جائے اور مسلمان یاس و عزت کا شکار ہو کر میٹھ رہیں۔ چنانچہ احمد رضا خان صاحب ایک صاحب کے خط کے جواب میں رقمطراز ہیں: "ترکوں کی اس تازہ تبدیل روش کا ذکر تھا جس نے میرے خیال کی تصدیق کر دی۔" اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْبَاقِيَ وَيَكْفُرُوا مَا بَايَعُوْهُمْ
الایہ۔ بیشک اللہ کسی قوم کو گردش میں نہیں ڈالتا جب تک وہ اپنی حالت خود بدل ڈالیں۔۔۔ یہاں (حدیث میں) اَمْرُ اللّٰهِ وہ وعدہ صادر ہے جس میں سلطان اسلام شہید ہوں گے اور روئے زمین پر اسلامی سلطنت کا نام نہ رہے گا تمام دنیا میں نصاریٰ کی سلطنت ہوگی۔ اگر معاذ اللہ وہ وقت آگیا ہے جب تو کوئی چارہ کار نہیں۔
شدنی ہو کر رہے گی۔۔۔۔۔ مگر فقیر جہاں تک نظر کرتا ہے ابھی وہ وقت نہیں آیا۔۔۔۔۔ بہر حال بندگان بچارگی، دعا کے سوا کیا چارہ ہے؟۔۔۔۔۔ کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں "حالانکہ حقیقۃً یہ دین سے آزادی ہی سخت ذلت کی قید ہے جس کی زندہ مثال یہ ترکوں کا تازہ واقعہ ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اور بریلویوں کے صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی دم ۳۶/۱۳۸۸ء ترکوں کو مجرم اور غدار قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہیں یہ ترک کی کوہ روز بکیوں دیکھنا پڑا۔
مقدور ایسا ہی تھا مگر عالم اسباب میں اس کے لیے اسباب ہیں۔ سب سے بڑا سبب جو اصل ہے اور دنیا بھر میں مسلمانوں کو کہیں کسی معاملہ میں کوئی ناکامی ہو اس سبب کی

علت ہے وہ احکام اسلام سے علیحدگی ہے۔۔۔۔۔ اگر ترک سلطنت کی اعانت کرنا ہے تو واقعی اعانت جب ہی ہو سکتی ہے جبکہ یہ اسباب رفع کیے جائیں۔ کیا اس مقصد کے لیے مسلمانوں کا کوئی وفد قسطنطنیہ پہنچا جو ترکوں میں اسلامی ہمدردی پیدا کرنے اور فداکاری سے تائب ہونے کی کوششیں کرتا ہے؟ ہم پوچھتے ہیں کہ اگر کوئی وفد جناب کے ذہنی مقصد کی خاطر قسطنطنیہ نہیں گیا تھا تو پھر جناب کی جماعت مبارک رمضانے مصطفیٰؐ نے کیوں نہ بھیجا؟ یا صرف باتیں ہی بنانا مقصود ہے اور دوسروں کے راستے میں صرف روٹے اٹکانا ہی جناب کا نصب العین ہے؟ اس کے بعد مسلمانوں کو مایوسی اور عالم اسباب میں ہر قسم کے چارہ کار سے ان کو دستبردار کرنے کے لیے ہر شاد فرماتے ہیں "حقیقۃً الامر یہ ہے کہ شہادت الہیہ کے سامنے تمام تدابیر بیچ ہیں وہ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے لَعَنَ مَنْ كَفَرَ تَابَ مَنْ تَشَاءُ وَتَذِلْ مَنْ تَشَاءُ جس کو وہ ذلیل و نوا کرے تمام عالم ایک شتم اس کی ذلت کم نہیں کر سکتا جس کو وہ غلبہ دے کوئی اس کو مغلوب و مقہور نہیں کر سکتا اِنَّ الْحُكْمَ اِلٰی اللّٰهِ سلطنت ترکی عاجز و کمزور ہو سکتی ہے۔ بادشاہ اسلام کا اقتدار خفا ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ مگر فرمان الہی کے نفاذ کو کوئی طاقت نہیں روک سکتی؟ اس کے بعد ان تمام مصائب و آلام کا حل استغفار، دعا، الحاج و زاری اور مناجات سحر وغیرہ کو قرار دیا ہے۔ دعاؤں کی تاثیر کا انکار نہیں مگر عالم اسباب میں ہاتھ پر ہاتھ دھر کر میٹھ رہنا اور صرف دعاؤں سے حل مشکلات کی توقع رکھنا خود فروشی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ علامہ اقبال مرحوم نے ان

کم از کم طول بخشتے تھے اور اسی قسم کے لوگ برطانیہ کی پالیسی "لٹاؤ اور حکومت کرو" کو علی جامہ پہنانے میں اس کے آلہ کار بنے ہوئے تھے۔ چونکہ مسلمانوں میں اس تماش کے لوگوں میں احمد رضا خان صاحب اور ان کی ذریت منور سب سے پیش پیش تھی اس لیے اس موقع پر ترک موالات اور بائیکاٹ کی تحریک کا رخ انگریزوں کی جانب سے موڑ کر ہندوؤں کی طرف پھیرنے میں ان حضرات نے بڑی کدوکاوشش کا مظاہرہ کیا۔ پہلے تو کہا گیا کہ یہی ترک موالات و بائیکاٹ ہندوؤں سے بھی ہونا چاہیے کیونکہ وہ بھی زمرہ کفار میں شامل ہیں۔ اور جب حامیان ترک موالات نے جواباً سورہ متحنہ کی آیت ۹۱ کو پیش کیا جس میں صرف برسر پیکار کفار سے بائیکاٹ کا حکم ہے اور دیگر کفار (غیر محارب) سے برتر و احسان کی اجازت دی گئی ہے تو احمد رضا خان صاحب نے ایک کتاب "المجتمۃ المؤمنۃ فی آیۃ المتحنۃ" تالیف فرمادی اور اس میں لکھا کہ آیت ذمہوں کے بارے میں ہے جبکہ ہندو ذمی نہیں بلکہ حر ہیں لہذا ان کا بھی بائیکاٹ ہونا چاہیے اور یہ یاد نہ رہا کہ اس سے پیشتر وہ خود ہندوستان کے ہندوؤں کے ذمی ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں ان کے فتویٰ کی عبارت ملاحظہ ہو: "اس سے پہلے فقیر ایک مدلل فتویٰ لکھ چکا ہے کہ ہندو زمانہ اہل ذمہ ہیں انھیں کافر حر ہی نہیں کہہ سکتے و تمام تحقیقہ فی فتاویٰنا الملقبۃ بالعطا یا النبیۃ فی الفتاویٰ الرضویۃ اور ظاہر ہے کہ شرع معطل نے معاملات دینویہ میں اہل ذمہ کو ہمارے معاملہ رکھا ہے۔ بہر حال اب احمد رضا خان صاحب کا فتویٰ بدل چکا تھا کیونکہ ترک موالات کے وقت کی کانگریس وہ کانگریس نہ تھی جو ۸۸ء میں ایک انگریز کے ہاتھوں قائم ہوئی تھی اور جس کے اولین اغراض و مقاصد میں انگلستان اور ہندوستان کے درمیان اتحاد و

یگانگت پیدا کرنا بھی شامل تھا جبکہ ۱۹۲۰ء کی کانگریس ہندوستان سے انگریز کو زنج و کین سمیت اکھاڑ کر پھینک دینا چاہتی تھی اس لیے احمد رضا خان صاحب کے فتویٰ کے بدل جانے میں کوئی اچھیجھ کی بات نہیں ہے۔ نیز یہ بات بھی قابل ملاحظہ ہے کہ احمد رضا خان صاحب نے جدید فتویٰ میں صرف اسی پر اکتفا نہ کیا کہ ہندو بھی حر ہیں اور انگریز بھی حر ہیں بلکہ ہندو کو انگریز سے زیادہ بدتر ثابت کرنے کی کوششیں کی گئیں چنانچہ بریلویوں کے صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی ارشاد فرماتے ہیں: "ہندو تو شرک و بت پرست ہونے کی وجہ سے بدترین کفار میں سے ہیں۔ ہندو نہ تو غیر محارب ہیں نہ ذمی بلکہ وہ اہل کتاب (انگریزوں) سے بدرجہا بدتر ہیں ان سے موالات درکنار برتر و احسان بھی جائز نہیں"۔ بہر حال مقصد واضح ہے کہ ہندو چونکہ انگریز سے زیادہ بدتر کفار ہیں اس لیے ترک موالات کی تحریک ان کے خلاف چلنی چاہیے۔ خدا را انصاف سے بیان فرمائیے کہ انگریز سے وفاداری اور آڑے وقت میں اس کی امداد و اعانت کی اس سے بڑھ کر اور اس سے زیادہ بہتر صورت اور کیا ہو سکتی ہے؟ یہ بات خاص طور پر یاد رہنی چاہیے کہ ہندو مسلم فسادات کے تمام اہم واقعات ۱۹۲۱ء کے بعد کے ہیں جبکہ ترک موالات ۱۹۲۰ء میں شروع کی گئی تھی۔ اس لیے بعد کے واقعات کو آج کل بہانہ بنا کر اپنی انگریز دوستی اور برطانیہ نوازی کو چھپایا نہیں جاسکتا۔ علامہ اقبال مرحوم ایسے ہی لوگوں کے ہمارے میں فرماتے ہیں:۔

یورپ کی غلامی پر رضا مند ہوا تو مجھ کو تو لگے تھے سے یہ یورپ نہیں ہے

(۷) برٹش حکومت سے مقابلہ اور اس کے مخالفین کی امداد و اعانت کو بھی بریلوی

پارٹی پسند نہ کرتی تھی۔ اور انہی ٹیشن کر کے جیلوں میں جانا بھی ان پر انتہائی شاق گذرتا تھا بلکہ اس کو فسادانی الارض (بغاوت) سے تعبیر کرتے تھے۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ جہاد آزادی میں ان تمام مراحل سے گذرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ بریلویوں کے مفتی اعظم اور احمد رضا خاں صاحب کے صاحبزادے محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب ارشاد فرماتے ہیں۔

”کیا یہ فتنہ و فساد نہیں کہ مسلمانوں کی عزیز اور قیمتی جائیں مفت ضائع ہوں۔ اس سے بڑھ کر اور فتنہ، اور اس سے زائد فسادانی الارض کیا ہوگا؟“ اور بریلویوں کے صدر

نعم الدین مراد آبادی تحریر فرماتے ہیں۔ ”بے شک سلطان اسلام اور سلطنت اسلامیہ کی اعانت فرض ہے۔ لیکن یہاں کے مسلمانوں کی عزت و حرمت اور زندگی کو بے فائدہ خطرہ میں ڈالنا بھی جائز نہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ گورنمنٹ بظاہر ہر طرح طاقتور، بیدار و آرمین ملک داری سے خوب واقف ہے اور تم انتہا درجہ کے کمزور، کمزور کا زبردست سے تصادم ہو تو جو نتیجہ نکل سکتا ہے وہی ہماری اور گورنمنٹ کی لڑائی کا ہو سکتا ہے۔ ایسی حالت میں گورنمنٹ سے مقابلہ کے لیے تیار ہو جانا عاقبت اندیشی سے دور ہے۔“ یہی بزرگ ایک اور جگہ رقمطراز ہیں۔ ”یہ کچھ ترکی کی اعانت نہیں کہ ہم جیل خانوں کو آباد کریں نہ اس سے سلطنت اسلامیہ کو کچھ فائدہ پہنچ سکتا ہے۔“ ایک مولوی صاحب قسمت کے ماسے ہوئے کہیں گرفتار ہو گئے تو بریلویوں کے صدر الافاضل نے جس طرح ان کی حوصلہ افزائی فرمائی وہ بھی قابل داد ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ ”اگرچہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ مولانا سید محمد فاخر صاحب نے اپنے جذبات کی صداقت ثابت کر دی لیکن میں ان کے اس طرز عمل سے متفق نہیں۔“

لے طریق اہدی والا ارشاد حضرت علامہ حیات صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ حیات صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ

ایک عالم کجیل میں جانے سے مسلمان اس کے علوم سے محروم ہو گئے اس کے علاوہ اور کیا فائدہ ہوا۔ ”اگر بریلی حکومت کے طاقتور ہونے اور مسلمانوں کے کمزور ہونے کا ٹھنڈ ورا پیٹ کہ مسلمانوں کو بزدل اور ڈرپوک بنانے والے نام نہاد عاشقانِ رسولؐ علامہ اقبال مرحوم کے ان اشعار کو بغور دیکھیں اور پھر اپنے گھناؤنے طرز عمل کا مشاہدہ کریں۔“

افسوس صد فکس کشا ہیں نہ بناتو دیکھے تیری کچھ نے فطرت کے اشارات
تقدیر قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے بے جرم ضعیفی کی سزا مرگِ مفاہات
ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں

گراؤ غلاموں کا ہو سوزِ یقیں سے کج شک و فہم کر شاہیں سے ملاؤ
(۸) انگریز کی سیاسی خدمات سر انجام دینا اور اس کے ایجنٹوں کی صفائی بیان کرنا بھی بریلوی بزرگوں کے مقدس مشن میں داخل ہے چنانچہ احمد رضا خان صاحب کے سوانح نگار آپ کے پردادا حافظ کاظم علی خان صاحب کے بارے میں رقمطراز ہیں ”مولوی احمد رضا خان کے پردادا حافظ کاظم علی خان بریلوی نے انگریزی حکومت کی پولیٹیکل خدمات انجام دیں۔“ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریز کی ایجنٹی اور کامرانی سیسی احمد رضا خان صاحب کو اپنے آباؤ اجداد سے ورثہ ملی ہے۔ اور انگریز سے خفیہ تعلقات کی بناء پر جو کہ اس کی سیاسی خدمات سر انجام دینے کے باعث پیدا ہو گئے تھے اس خاندان کو ۸۵۷ء کی جنگ آزادی وغیرہ کے زمانہ میں بھی اپنی جان و مال کا کبھی خطرہ محسوس ہوا اور نہ ہی احمد رضا خان صاحب کے خاندان کو کسی قسم کے اندیشہ کا سامنا کرنا پڑا چنانچہ ان کے

لے حیات صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ حیات صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ حیات صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ

ایک سو اسی گیارہ قطر ازہیں "مسلمانوں کو گرفتار کر کے تختہ دار پر چڑھایا جا رہا تھا مولانا
رضا علی خاں صاحب و احمد رضا خان صاحب کے دادا اس زمانہ میں بریلی کے محلہ ذخیرہ میں
قیام فرماتھے، شہر کے بڑے بڑے بااثر لوگوں نے گھروں کو خیر باد کہہ دیا تھا اور
دیہاتوں میں جا کر روپوش ہو گئے تھے مولانا صاحب نے باوجود لوگوں کے اصرار کے
بریلی نہ چھوڑی۔ اگر بڑی کی خدمات کے ذیل میں ہی اس کے ایجنٹوں کی صفائی بیان
کرنا اور ان کی تعریف میں زمین آسمان ایک کر دینا بھی داخل ہے۔ چنانچہ حجاز مقدس
کے گورنر شریف مکہ نے اگر یزوں سے مل کر ترک حکومت سے جو فدا ری کی اور
ترکوں پر جو بے پناہ مظالم ڈھائے اس کی تفصیلات تاہیج کا حصہ بن چکی ہیں۔ اسی
"شریف مکہ" گورنر حجاز کے پاس سے میں علامہ اقبال مرحوم کا یہ شعر زبان زد خلاق ہے۔
ہے پختابہ ہاشمی ناموس دین مصطفیٰ خاکِ نخل میں مل رہا ہے ترکمانِ سخت
ایسے خدا ملک ملت کی صفائی بیان کرنے کے لیے احمد رضا خان صاحب کے صاحبزادے
محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب نے ایک کتاب "حجرت و اسرار" نامی تالیف فرمائی جس کے
سرورق پر یہ الفاظ درج ہیں "حضرت شریف بدرک کی شرف پر سے فرقہ گاندھویہ
کے تمام جھوٹے الزاموں اور غلیظ طعنوں کا قلع قمع کر دینے والا" اسی کتاب میں شریف
کی صفائی بیان کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے "کسی مسلمان کی فتن کی طرف نسبت
بے ثمرت صحیح شرعی جائز نہیں۔ بعض کذابوں، گمراہوں، فاسقوں، ناجوروں، گاندھی
کے پیروں لیڈروں کی بے سرو پا خبروں پر اعتماد اور ان کا اعتبار جائز نہیں" چونکہ
"شریف مکہ" نسبتاً سید تھا اس لیے فرماتے ہیں کہ اس کی توہین کرنے سے کافر ہو جاؤ گے۔

له سراخ المصنعت منه بحواله كما مرنا ٥٥ حجت واهله بوجوب الحجۃ العاصرة ٥٥

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ”کیا کتبِ نقد میں یہ نہیں کرتے ہیں ان شراف و ساداتِ کرام (کفر ہے اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ شریف نے معنی بے وجہ ترکوں کو درجہ از نفس سے نکالا اور اپنے آپ حاکم بن بیٹھے اور انگریزوں سے ساز باز کر لیا تو اس پر یہ کہنا کہ انھوں نے اپنی آخرت کو برباد کر دیا کیسا ستم ہے؟ کیا ترکوں کو نکال دینا کفر ہے؟ اور معاذ اللہ یہ گاندھویہ کے طور پر کفر بھی ہو گیا تو بے کادروازہ بھی شریف پر بند ہو گیا! ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے ”شریف کی ظلم رانی سخت کذابوں مگر ابوں یا نامعتبر مجاہدین کی زبانی ہے“ نیز اس خدائے ملک و ملت کا نام ان القاب کے ساتھ لیا جاتا ہے ”حضرت شریف خدایتک مجتہد و دامت معالینہ و بؤرکت آتاکم و کالینہ“ ترکوں کی خلافت سے تو انکار ہے مگر انگریزوں کے اشاروں پر ناپچنے والے ملک و ملت کے خدائے حکومت کو خلافت قرار دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ارقام فرماتے ہیں ”اس (اخبار میں شریف کو گئے خلافت بیان دینے والے) کا اصلی مقصد اس ساری سببی باطل اور ککشتی نا حاصل سے یہ ہے کہ شریف کی خلافت کو کوئی قوت نہ پہنچ جائے“ یہ ہیں بریبریوں کے مفتی اعظم ہند جنھوں نے انگریز کا حق نمک بخوبی ادا کر دیا۔ جس پارٹی اور جماعت کے ”چودہویں صدی کے مجدد“ اور صدر الافاضل اور مفتی اعظم وغیرہ ایسے ایسے حضرات ہوں گے ان کی ٹی غیرت و حمیت کا کیا پوچھنا؟ ان لوگوں کو تو صرف اپنے خفیہ دخل و تصرفات سے غرض ہے رہا اسلام اور مسلمانوں کا معاملہ بن توڑ جائے بھاڑیں۔ کاکش کوئی صاحبِ ملاقاتیال مرحوم کا یہ شعر ان کی خدمت میں پیش کر دیتے۔

۱۰۰ جت واپرو مشا ۱۰۰ جت واپرو مشا ۱۰۰ جت واپرو مشا ۱۰۰ جت واپرو مشا ۱۰۰ جت واپرو مشا

اے طائر! ہوتی اُس رزق سے موت اچھی جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی
 (۹۱) سلطنتِ برطانیہ کی تعریف اس کی رعایا پروری، بیدار مغزی اور طاقتور ہونے
 کی نشر و اشاعت کرنا نیز اس کے عدل و انصاف کے گنگا نادر اس سے اپنی وفاداری
 کا اظہار بھی اس بریلوی پارٹی کا طفرائے امتیاز رہا ہے۔ چنانچہ احمد رضا خان صاحب
 ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں: "بیدار مغز حکومت ایسی لغویات کو کب سنتی۔ ہر بار جواب
 ملا کہ نہ ہی امر میں دست اندازی ہوگی" اور بریلویوں کے صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی
 رقمطراز ہیں "یہی ہر بے کور فتنہ بظاہر ہر طرح طاقتور، بیدار اور ایمین ملک داری
 سے خوب واقف ہے۔" بریلویوں کے مفتی اعظم ہند اور احمد رضا خان صاحب کے
 فرزند ارجمند نصاریٰ (انگریز) کی تعریف میں یوں رطب اللسان ہیں "جہاز میں قحط کی
 یہ کیفیت تھی کہ کچھ مینہ (مردار کا گوشت) بھی باقی نہ رہا تھا اور لوگوں کی تلاش پردہ
 بھی دستیاب نہ ہو سکتا تھا نصاریٰ (انگریز) ہندوستان سے انارح کے جہاز بھر کر
 لے جاتے اور یہاں دنی روپیہ ۴۰ سیر بکتا تھا وہاں دنی روپیہ ۱۰۰ سیر کا فروخت
 کرتے بلکہ مفت بانٹتے تھے۔" جلیا نوالہ باغ (امر تسر) میں ہندوستان پر گولی چلا کر
 ان کے خون سے ہولی کھیلنے والے رسوائے زمانہ ظالم انگریز جنرل اوڈواٹر گورنر
 پنجاب کی خدمت میں پنجاب کے بریلوی پیروں اور سجادہ نشینوں نے ایک سنا
 پیش کیا تھا جس کے چند اقتباسات یہاں درج کیے جاتے ہیں "حضور انور جن کی
 ذاتِ عالی صفات میں قدرت نے دجوتی، ذرہ نوازی اور انصاف پسندی کوٹ کوٹ
 کر بھر دی ہے ہم خاکسارانِ با وفا کے اظہارِ دل کو توجہ سے سماعت فرما کر ہمارے کلامِ

طہر الدین ص ۱۰۰ حیات صد الافاضل ص ۱۰۰ حجت دہرہ ص ۱۰۰

کو چار چاند لگادیں گے۔۔۔۔۔ جب ہم بے نظیر برطانوی انصاف کو دیکھتے ہیں
 جس کی حکومت میں شیرادر بکری ایک گھاٹ پر پانی پی رہے تو پھر ہر طرف احسان ہی
 احسان دکھائی دے رہا ہے۔

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد کے رابا کے کارے نباشد
 ہم سچ عرض کرتے ہیں کہ جو برکات ہیں اس سلطنت کی بدولت حاصل نہیں
 اگر ہمیں عمرِ خضر بھی نصیب ہو تو ہم ان احسانات کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔ ہندوستان
 کے لیے سلطنتِ برطانیہ ابرِ رحمت کی طرح نازل ہوئی اور ہمارے ایک بزرگ نے
 جس نے پہلے زمانہ کی خانہ جنگیاں اور بد امنیاں اپنی آنکھوں سے دیکھی تھیں اس سلطنت
 کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے۔

ہر مہم بنظیر سب انگریزی علیا بجا آیا بہ استحقاق آیا بر محل آیا
 ہم حضور سے درخواست کرتے ہیں کہ جب حضور وطن کو تشریف لے جائیں
 تو اس نامور تاجدارِ ہندوستان کو یقین دلائیں کہ چاہے کیسا ہی انقلاب کیوں نہ ہو ہماری
 وفاداری میں سرِ مو فرق نہ آیا ہے اور نہ آسکتا ہے اور ہمیں یقین ہے کہ ہم اور پیروان
 اور مریدانِ فوجی و غیرہ جو پر سرکارِ برطانیہ کے بے شمار احسانات ہیں ہمیشہ سرکار کے
 حلقہٴ گوشش اور جان شاد رہیں گے۔۔۔۔۔ ہماری خوش نصیبی ہے کہ حضور
 کے جانشین سر ایلڈ ورڈ میکینگن بالقاب ہم جن کے نام نامی سے پنجاب کا بچہ پھر واقف
 ہے جن کا حسنِ اخلاق، رعایا نوازی میں شہر و آفاق ہے۔ جو ہمارے لیے حضور کے دے
 نعم البدل ہیں ہم ان کا دلی خیر مقدم کرتے ہیں اور ان کی خدمت میں یقین دلاتے ہیں کہ
 ہم شل سابق اپنی عقیدت و وفاداری کا ثبوت دیتے رہیں گے اس سانسام پر

پنجاب کے ۲۰ سے زائد سرکردہ اور چوٹی کے نام نہاد بریلوی پیروں کے دستخط ثبت ہیں۔
یہی وہ سپاسنامہ ہے جسے دیکھ کر جناب امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب
بخاری رم ۱۲۸۱ھ / ۱۹۶۱ء بے حد مغموم ہوئے اور پھر تین دن تک ملتان کے باغ
پہنکے خان میں اس سپاسنامہ کے غلات تقریر کرتے رہے۔ اپنے اپنی تقریر کے
دوران پیرانِ عظام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "اے پیرانِ طریقت! یہ
سپاسنامہ فرنگی کے حضور پیش کر کے اپنے اپنے آباؤ اجداد کی تعلیم، ان کے
اصول، ان کی روحانی زندگی پر وہ کالک مل دی ہے کہ قیامت تک یہ داغ
نہیں دھویا جاسکتا اور نہ یہ سیاہی مٹ سکتی ہے۔ اگر میں ابنِ سود کی حمایت
کروں تو کافر اور تم ترکوں کے قتل پر دستخط کرو تو مؤمن؟ تم نفع بغداد پر چرغاں کر دو
مسلمان اور میں فرنگی سے آزادی کے لیے لڑوں تو مجرم! تمہارے تعویذ، تمہاری دعائیں
کافر انگریز کی فتح کی آرزو مند رہیں۔ میں سلطنتِ برطانیہ کی بنیاد اکھاڑنے پر رہا۔
تم نے انسانوں سے زیادہ کتے اور سوروں کی قدر کی اور گناہ کو ثواب کا درجہ دیا۔
تمہاری قبائیں نوینِ مسلم سے واقفدار ہیں۔ اے دم بریدہ سگانِ برطانیہ! صومرا اسرائیل کا
انتظار کرو کہ تمہاری فردِ مجرم تمہارے سامنے لائی جائے اور تم اپنے نامہ اعمال کو نہایت
کے آئینہ میں دیکھ سکو۔ تمہاری تسبیح کا ایک ایک دانہ تمہارے فریب کا آئینہ دار
ہے تمہاری دستار کے تیرے تیرے ہزاروں پاپ بمنہ ملتے ہیں اور تم انہیں دیکھتے ہو
مگر تمہاری زبانیں گنگ ہیں کہ ان کی موت پر آنسو تک نہیں بہتے۔ وقت کا انتظار کرو کہ تمہارا
تمہاری پیشانیوں کے محراب کی سیاہی تمہارے چہروں کو سرخ کر دے اور تمہارا زہد و تہوہ
ہی تمہاری رسوائی کا باعث بن جائے۔"

پھر حضرت شاہ بھی مرحوم نے باغ پہنکے خان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔
"اس باغ کے گل بوٹے گواہ رہیں کہ میں نے ۲ دن کی مسلسل تقریروں سے
باغیانِ قوم و وطن کے فریب کے نبی نوع انسان کو آگاہ کر دیا۔ باغ کی روشنی
میری گفتگو کو اپنے دامن میں محفوظ کر لیں شاید قیامت کے دن میں اپنی نجات
کے لیے ان سے طلب کروں۔ اے بادِ بہاری کے خوشگوار جھونکوں! شہادت
دینا کہ میں نے اہلِ ملتان کے سامنے حق و باطل کے درمیان دیوار کی نشان دہی
کر دی ہے۔"

ایسے ہی پنجاب کے نام نہاد پیرزادوں سے خطاب کرتے ہوئے اقبال مرحوم فرماتے ہیں کہ
میں حضرت مجددِ ملت ثانیؒ کے مزار پر حاضر ہوا تو وہاں سے یہ آواز آئی کہ
آئی یہ صد سلسلہ فقر ہوا بند ہیں اہلِ نظر کشورِ پنجاب بیزار
عارف کا ٹھکانا نہیں وہ خطہِ برحق میں پیدا کئے فقر سے ہر طرف دستار
باقی کلا فقر سے تھا ولولہ حق طوں نے چڑھا یا نشہِ خدمتِ سرکار
بہر حال یہ ہے بریلویوں کے "امام اہل سنت و مجددِ ملت حاضرہ" اور ان کی امت کا
درخشاں و تابناک ماضی جس کے بل بوتے پر وہ آج تحریکِ آزادی کا نہ صرف کارکن بلکہ
قائد ہونے کے دعویدار ہیں۔ لیکن علامہ اقبال مرحوم کی نظر ایسے نام نہاد امام اہل سنت
کی جو حیثیت ہے وہ ملاحظہ فرمائیں کہ
نقہ تلب بیضا ہے امامت اس کی جو سلطان کو سلاطین کا پرستار کرے
یاد رہے کہ ہندوستان میں احمد رضا خان صاحب ہی وہ واحد شخص تھے جن کے پیروکار

اُن کے منصب امامت پر فائز ہونے کے دعویدار اور ان کی زندگی ہی میں ان کو اس لقب سے یاد کیا جاتا تھا اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ اقبالی مرحوم کے اس شعر کا مصداق صرف اور صرف احمد رضا خاں صاحب کی ذات اقدس ہے۔ کیونکہ امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم پر موافق و مخالفت کسی نے بھی یہ الزام نہیں لگایا کہ وہ مسلمانوں کو پرستار سلاطین بناتے تھے۔ اس لیے کہ اگر نیر دشمنی اور جہاد آزادی میں ان کا جو عظیم حصہ ہے وہ کسی بھی واقعہ حال سے مخفی نہیں ہے۔

(۱۰) جب خلافت اسلامیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جا رہا تھا اور مسلمانوں کو اپنے وطنوں سے زبردستی نکالا جا رہا تھا اور مقامات مقدسہ پر انگریز اور اس کے ایجنٹ قبضہ کر رہے تھے اور جزیرہ العرب پر حکومت برطانیہ اپنا تسلط قائم کر رہی تھی، اس وقت ہر وہ مسلمان خون کے آنسو رو رہا تھا جو اپنے قلب میں کچھ بھی ایمانی حرارت اور دینی محبت وغیرت رکھتا تھا اور اس وقت ہر مسلمان کا یہ ایمان تھا کہ اگر سب کچھ قربان کر کے اسلام کے ان مقامات مقدسہ کی حفاظت و میانت کا فریضہ سر انجام پا جائے تو یہ سودا گھاٹے کا سودا قطعاً نہ ہو گا نیز وہ بھی یقین رکھتا تھا کہ اگر اس راہ میں اس کی جان بھی چلی جاتی ہے تو بھی بقول غالبؔ

جان دی اوی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اسلام کے احسانات کا بدلہ نہیں چکایا جاسکتا۔ مسلمانوں کی یہ فداکاری و جہاد شہری بھی بریلوی پارٹی کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ چنانچہ انھوں نے جانِ سلم اور کعبۃ اللہ کا تقابل اور موازنہ شروع کر دیا اور مسلمانوں کو یہ سبق پڑھایا کہ ایک مسلمان کی جان کعبۃ اللہ کی بر نسبت زیادہ قیمتی ہے۔ اس لیے مخالفت کعبہ کے لیے جانِ عزیزی اور قیمتی

متاع کرہاتھ سے دے دینا قطعاً جائز اور درست نہیں۔ کعبہ شریف اگر غیروں کے قبضہ میں جاتا ہے جانے دو تم اپنی جان عیسیٰ گراں بہا چیز کر اس کی خاطر کیوں داؤ پر لگا رہے ہر چنانچہ احمد رضا خاں صاحب کے فرزند ارجمند محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب یوں گویا فرماتے ہیں "ایک مسلمان ایک کعبہ نہیں ہزار ہوں ان سے زیادہ افضل و بہتر ہے۔"

دل بدست آور کر کرج اکبرست از ہزاراں کعبہ یک دل بہترست
فیقتہ استملی میں ہے علامہ ابراہیم جلی فرماتے ہیں: حُومَةُ الْمَسْلُوبِ الْوَحِيدِ اَزْجَرُ مِنْ حُومَةِ اَقْبَلِيَّةٍ "گویا جانِ سلم کا اُلاٹ کعبہ ڈھانے سے بدتر ہے بلکہ ساری دنیا کا زوال اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان کے ناحق قتل سے کہیں ہلکا ہے۔" یہ ہر صاحبِ علم اس استدلال پر انگشت بدندان ہے اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ آیا ان لوگوں کا مبلغِ علم ہی یہ ہے یا اپنے سفید نام آقاؤں کی خوشنودی کی خاطر قوم کو قصد ابلے و قوف بنایا جا رہا ہے؟ بہر کیف صورت حال کچھ بھی ہو ہم یہی کہہ سکتے ہیں۔
ہ ان کنت لات دردی قلث مصیبتہ وان کنت تدری فال مصیبتہ اعظم

علامہ اقبال مرحوم ان لوگوں سے بڑے کعبہ فاطمہ جوامکام قرآن میں مٹانی نادیدلات کر کے کعبۃ اللہ ایسے مقدس مقام کو بھی غیر قوموں کے حوالہ کرنے پر تیار تھے۔ لیکن چرکہ ہند میں اسلامی حکومت تو متی نہیں جو ایسے خدا و مسلمانوں پر پابندی عائد کرتی بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ صحیح اور حقیقی اسلام تو پابند تھا اور اس قسم کے نام نہاد خدا و مسلمان آزاد تھے۔ اس لیے علامہ مرحوم اس کے سوا اور کیا کر سکتے تھے کہ اپنی قوم کو ایسے لوگوں

سے طرق المدی والارشاد منہ

سے خبردار کر دیں۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں:

چاہے تو کرے کہنے کو آتشکد پارس چاہے تو کرے اس میں نرنگی منم آباد

قرآن کو باز پختہ تاویل بن کر چاہے تو خود اک تافذ شریعت کرتے بجا

ہے ملکیت ہند میں لک طرف تماشا اسلام ہے جو بس مسلمان ہے آزاد

(۱۱) بریلوی جماعت کا کوئی سیاسی پارٹی قائم کر کے جہاد آزادی میں حصہ لینا تو درکنار کسی اور آزادی پسند جماعت کا بھی ان حضرات نے بالکل ساتھ نہیں دیا۔ بلکہ اس کے برعکس تمام حریت پسند افراد و جماعت پر کفر کا فتویٰ جاری کرنا ان کا محبوب پسندیدہ شغل بنا رہے خواہ کانگریس بریاسلم لیگ، احرار ہوں یا خاکسار، جمعیت علماء ہند ہو یا آل پارٹیز مسلم کانفرنس راجوہد میں آل انڈیا مسلم کانفرنس کے نام سے مشہور ہوئی، پہلے ہم حریت پسند مسلم جماعتوں کے بارے میں بریلوی حضرات کے رویہ کار کو پیش کرتے ہیں۔ بعد ازاں جدید چیدہ آزادی چاہنے والے مسلم زعماء سے متعلق فتاویٰ کفر کے اقتباسات پیش کرنا شروع کریں گے۔

مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد پر تبصرہ کرتے ہوئے بریلویوں کے حضرت بابرت مولوی سید العلماء سند العلماء حافظ قاری حکیم سید کا مصطفیٰ صاحب قادری برکاتی قاضی مارہری، رقمطراز ہیں: "یہ سب اغراض و مقاصد مزید عورات شرعیہ پر مشتمل اور حرام قطعی اور منجر باقتد و بال ذلکال و کفر و ضلال ہیں اور ان کے ہوتے ہوئے لیگ کی شرکت و رکنیت سخت ممنوع و حرام ہے" اور بریلویوں کے "حضرت عظیم اندر جتہ جلیل البرکتہ تاج العلماء سراج العرفاء مولانا حافظ مفتی سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب

سہ الجوابات السنیہ علی زہاد السوالات الیگیریہ

تبدل قادری برکاتی قاضی دامت برکاتہم القدسیہ مسند نشین سجادہ عالیہ قادریہ برکاتیہ

سرکار کھان مارہرہ مطہرہ اپنے فتویٰ میں ارشاد فرماتے ہیں: علماء کرام پر فرض ہے کہ پوری

قوت کے ساتھ غوام کو اس مسلم لیگ کی شرکت و رکنیت سے باز رکھنے کی سعی و کوشش

کریں۔" اور بریلویوں کے ایک اور بزرگ جواہد رضا خان صاحب کے خلیفہ اہل ہونے کے

ساتھ ساتھ مظہر اعظم حضرت ہونے کا شرف بھی رکھتے ہیں اور بریلوی حضرات انہیں ان

القابات سے یاد کرتے ہیں "حضرت امام المناظرین رئیس المتکلمین شیر عینہ سنت بنیم

دین و ملت ابرق خرم سوز دہایت و نجدیت از لزلہ انگن در قلندر نفس و خاریجیت،

عالم شریعت و کامل طریقت، مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ مناظر اعظم ابو الفتح بلید رضا

محمد حشمت علی خاں صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی دام بالمطف الحی و الخفی

اپنے قاہرانہ فتویٰ میں ارشاد فرماتے ہیں "لیگ کی مخالف شریعت کار و دائیوں کا رد لیگ

کا نام لے کر ہر درندہ درپردہ گول گول الفاظ میں بدنہ ہوں بے دنیوں کا رد کرنے سے غوام

لیگ کا رد نہیں سمجھیں گے، بالخصوص ایسی حالت میں کہ حامیان لیگ انہیں یہ سمجھاتے پھرتے

ہیں کہ لیگ میں اگر بدنہ بد مذہب نہیں رہنے بلکہ مسلمانوں کے معظّم و کرم شہیدیت

اور قائد اعظم وغیرہ وغیرہ ہو جاتے ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ" نیز یہی بزرگ ایک اور

مقام پر ارشاد فرماتے ہیں "لیگ کی شرکت نامہ سلیم کے لیے شرکت کانگریس سے

اشد قنہ ہے اور ان کے دین و مذہب کے لیے کانگریس سے زیادہ لیگ ہلکا اور

نہم قابل کہے" بریلویوں کے ایک اور بزرگ جناب ابوالبرکات سید عبدالقادر قادری

راندیری رقمطراز ہیں "جن وجوہات کو پیش کر کے یہ کہا جاتا ہے کہ کانگریس مسلمانوں کی جان کی

سہ الجوابات السنیہ سہ اکام از ریحہ برکات لیگ سہ الجوابات السنیہ سہ الجوابات السنیہ

دشمن ہے تو اس سے بڑھ کر لیگ میں وہ وجوہات موجود ہیں جن سے مسلمانوں کے اسلام
دایمان کی دشمنی کا ثبوت ہوتا ہے۔ اور بریلویوں کے سابق مفتی اعظم سید عبدالوہاب برکات شیخ رحمہ اللہ
دارالعلوم حزب الاحناف لاہور اپنے نثری میں مسلم لیگ کا چندہ بند کرنے کے لیے ارشاد
فرماتے ہیں "لیگ کی حمایت کرنا اور اس میں چندے دینا اس کا مہر بننا، اس کی اشاعت
تبلیغ کرنا منافقین و مرتدین کی جماعت کو فروغ دینا اور دین اسلام کے ساتھ دشمنی کرنا
ہے۔ ایک مقام پر بریلویوں کے ۶ سطری القابات والے شیر بنیہ سنت دھاڑتے
ہوئے لیگی لیڈروں کو چیلنج دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں "اگر لیگی لیڈران پسے ہیں اور
مسلمانوں کو دھوکا دیتا نہیں چاہتے تو وہ ظفر علی خاں، نواب اسماعیل خاں، سر سکندر حیات خاں
مستر فضل الحق، مولوی عبدالحمید دبدایونی، مولوی قطب الدین، عبدالولی صاحبان وغیرہم فہم دار
لیگیوں سے ہیں اس کی تحریر لے دیں کہ لیگی لیڈران مشر جناح کو ایک کانفرس سرسے
زیادہ حیثیت نہیں دیتے" اور جناب اولاد رسول محمد میاں صاحب قادری برکاتی
مارہری پاکستان کے بارے میں اپنا قصہ لکھاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں "اللہ عزوجل ہی
مرا پناہ نام خداد اسلامی حکومت سے ہے اسلام و مسلمین کو پناہ ہی میں رکھے۔ آمین
مولوی محمد طیب صاحب فاضل مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور لکھتے ہیں "جب طرح مند
کسی شیر خراں کو اپنی طرف آنا دیکھ پاتے ہیں تو اس قدر خوف زدہ اور بے حواس ہو جاتے
ہیں کہ بھاگ کر درختوں پر چڑھ جانا بھی یاد نہیں رہتا اور جب شیر ان میں سے ایک کو
اپنی غذا کے لیے پکڑ لے جاتا ہے تو یہ درخت کی شاخوں پر غوغا کرتے بھرتے ہیں۔
یہی حال ان بوزینہ دشمن (بندرجیسے) لیڈروں کا ہے۔ آج ہر وہ لیڈر خواہ مظلم و مسلم ایلیگی ہو

۱۔ ابواب السنینہ ۲۔ ابواب السنینہ ۳۔ احکام زوریر ۴۔ مسلم لیگ کی زیر

یا گریسی، احماری ہریا خاکساری، رافضی ہریا مرزائی، دہلی ہریا دیوبندی، اس مبارک گز
علم اہل سنت کے نام سے کانپ اٹھائے۔ ایک اور بریلوی بزرگ قاضی سید
چراغ دین احمد قادری برکاتی قاضی جیلانی بہت سی جماعتوں کو ایک ہی ناٹھی سے ہانکتے
ہوئے رقمطراز ہیں:-

۱۔ ایک مسلم لیگ وہی ندرہ مندرہ کا فتنہ ہے جو مختلف نمازوں میں مختلف صورتوں
میں ظاہر ہوتا رہا۔ کبھی خدام کعبہ کی شکل میں ظاہر ہوا، کبھی مسلم لیگ کی شکل میں
کاچلا پٹنا، کبھی خلافت کیٹی کی صورت میں ابھرا، کبھی خدام الحرمین کے لباس
میں اچھلا، کبھی اتحاد ملت کے روپ میں نکلا۔ کبھی سیرت کیٹی کے نام سے
ظاہر ہوا اور اب ہمارے زمانہ میں مسلم لیگ کا برقعہ اوڑھ کر اٹھا، درحقیقت
ان سب فتنوں کا مقصد وہی مسلمانوں کو بددین گمراہ بنانا ہے۔

بریلویوں کے ناصر سنیت کا سر لاندہ بیت فاضل نوجوان مولانا مولوی ابراہیم
محمد طیب صاحب صدیقی قادری برکاتی قاضی دانا پوری اہل المونی فیضہ المعنوی
و الصور فی فاضل مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور نے ایک بڑی ماہر کتاب
تجانب اہل سنت نامی تصنیف فرمائی ہے جو کفر کا ایک بے نظیر و بے ندیل انسائیکلو پیڈ
ہے۔ اور جس پر احمد رضا خان صاحب کے خلیفہ اجل اور مظہر اعلیٰ حضرت مولوی حشمت علی
خان صاحب محبت بریلویوں کے چار بڑے بڑے مقتدر علماء کے مابین دستخط ثبت
ہیں، اس کتاب میں ایک ہی سانس کے اندر جن جن مسلم جماعتوں کی تکفیر کی گئی ہے ان
کی صرف فہرست ہم اس وقت پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو "مسلم لیگ کی کیشل کفر نس

۱۔ قہر القادری علی اکفار الدلیا ڈرہ ۲۔ مسلم لیگ کی زیریں بنیہ درہ ۳۔

ندوة العلماء۔ خدام کعبہ۔ خلافت کبھی۔ جمعیت علماء ہند۔ خدام الحرمین۔ اتحاد ملت۔ مجلس
 احرار اسلام۔ مسلم لیگ۔ اتحاد کانفرنس۔ مسلم آزاد کانفرنس۔ نوجوان کانفرنس۔ نمازی
 فوج۔ جمعیت تبلیغ الاسلام انبار۔ سیرت کبھی پچی ضلع لاہور۔ انارٹ شرعیہ بہار شریف
 آل پارٹیز کانفرنس۔ شرم کانفرنس۔ جمعیت المؤمنین۔ جمعیت المنصور۔ جمعیت لادریہ
 جمعیت اقریش۔ جمعیت الراعین۔ جمعیت الانصار۔ افغان کانفرنس۔ شرم کانفرنس
 مسلم کھتری کانفرنس۔ جمعیت آل عباس۔ آل انڈیا کبھو کانفرنس۔ آل انڈیا پنجابی کانفرنس
 اس کے بعد محض اس احتمال کی بنیاد پر کہ شاید کوئی بد قسمت جماعت اس نہرست میں
 درج ہونے سے رہ گئی ہو اور ذہن پر پورا زور ڈالنے کے باوجود ذہن میں نہ آئی ہو اس لیے
 ایسی جماعتوں کو بھی شامل کرنے کے لیے بعد میں "ونیو" کا لفظ بڑھا کر یہی کسر پوری
 کر دی گئی ہے۔

ناوک نے تیرے صید جھڑانے میں تڑپے ہے مرغ قبلہ آشیانے میں
 بریلوی حضرات نے جہد و جدنازادی کے جن سرکردہ اور چوٹی کے مسلم رہنماؤں پر زہم لے
 لے کر کفر کے فتویٰ لگائے ہیں۔ اب ان تارکی کے بھی چند اقتباسات ملاحظہ فرماتے چلیں۔
 مولانا عبد الباری فرنگی علیؒ جو کہ مولانا مرحوم نے ایک خط میں احمد رضا خان صاحب
 کو تحریر فرمایا تھا کہ میں علماء دیوبند کی تکفیر نہیں کرتا ہوں کیونکہ
 "ہم اسے اکابر نے ایمان علماء دیوبند کی تکفیر نہیں کی اس واسطے جو حقوق
 اہل اسلام کے ہیں ان سے ان کو کبھی محروم نہیں رکھا۔"

اس لیے احمد رضا خان صاحب نے ان کے خلاف ایک مستقل کتاب الطاری الداری بہرائٹ

نہایت تابعت کی اور اس میں ثابت کیا کہ وہ ایک لبرترین و حوسے کا فرہیں : نیز صاحب مبارک
 رمضان مصطفیٰ بریلی نے ایک کتاب "صحیح دباغ مجنون" نامی ۱۲۲۰ھ میں بریلی سے
 شائع کی تھی۔ اس میں ارشاد ہوتا ہے :-

"ابوالکلام آزاد (عبد الباری فرنگی علی) و محمود حسن دیوبندی (شیخ الہند)
 کہ خدا اور رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ان کی
 گستاخوں، دشمنوں کے سبب انہیں حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (احمد رضا خان صاحب) نہ صرف حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ تمام
 علماء اہل سنت و بریلوی علماء نے کافر کہا۔"

ایک صاحب جو اپنے آپ کو احمد رضا خان صاحب کا عقیدت مند قرار دیتے
 تھے ان کی عقیدت کا امتحان لینے کے لیے ارشاد ہوتا ہے :-

"مولوی عبد الباری فرنگی علی نے تھانوی کو "خیر الما حقین بالمہرۃ النعین"
 لکھا اور تھانوی نے جواباً کہ رسالت کی قرہن کی اسے توہین نہ جانا اور
 جب وہی عبارت ان کے اب وجہ کے متعلق کہی گئی تو اسے بری تشبیہ
 اور اپنے باپ دادا کی قرہن سمجھا۔ بوجہ بالا آپ کے نزدیک اشرف علی و
 عبد الباری کانفرہیں یا نہیں؟ حضور پر نور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت
 قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشرف علی و عبد الباری پر وجہ بلا سے کفر کا فتویٰ
 دیا۔ وہ فتویٰ آپ کے نزدیک حق ہے یا معاذ اللہ باطل ہے؟

بہر حال یہ بات ثابت ہو گئی کہ مولانا عبد الباری فرنگی علی کے وجوہ تکفیر میں سے ایک

وجہ علماء دیوبند کہ حضرت مسلمان سمجھنا جبکہ علم و فضل، اقویٰ و تدین میں اکابر متقدمین کے
مانندان کو سمجھنا بھی ہے۔ لہذا اب جو شخص مولانا عبد الباری جو کہ مولانا محمد علی جبر اور
مولانا شوکت علی کے پیر اور شیخ طریقت ہیں، کو مسلمان سمجھے گا وہ خود احمد رضا خان
صاحب کے نفی کی رودے کا نذر قرار پا جائے گا۔ مشہور مؤرخ جناب رئیس احمد جعفری
نے مولانا مرحوم کی تکفیر کے سلسلہ میں ایک دلچسپ لطیفہ لکھا ہے فرماتے ہیں :-
”مولانا (احمد رضا خان صاحب) بریلوی نے مولانا عبد الباری انفرنگی علی کے
خلاف ۲، ۲ وجہ پر شتم کفر کا نفی صادر فرمایا جس میں ایک وجہ یہ تھی کہ ان کا

ملہ جو کہ بریلوی حضرات بات بات پر شخص کو کافر قرار دینے کے باعث بہت بدنام ہو چکے ہیں اس لیے
آج کل بریلوی ڈوبتے کوٹکے کا سہارا کے ماتحت چاہتے ہیں کہ کوئی غلط سبط ہمارا افتادہ جائے تاکہ اپنی تکفیر
سے رجوع کا اعلان کر سکیں۔ لیکن احمد رضا خان صاحب اور ان کے تلامذہ و خلفاء نے موجودہ دور کے بریلویوں
کے لیے کوئی گھانا شہ ہی نہیں چھوڑی ہے۔ اس لیے شریعت کے اصولوں پر پوری اترنے والی توبہ کے بغیر
اپنے اکابر کے کافر قرار دے ہوئے شخص کو کافر قرار دینے سے بچکھائیں گے تو خود اپنے ہی اکابر کے نفی کی
رودے کافر و مرتد ہو جائیں گے۔ مولانا عبد الباری مرحوم کے پاس میں آج کل کے بعض بریلویوں کا کہنا ہے
کہ انھوں نے تمام کفریات سے توبہ کر لی تھی۔ اور اپنا توبہ نامہ ۲۱ مئی ۱۹۲۱ء ۱۲ رمضان ۱۳۴۰ھ کو لکھنؤ کے
ایک اخبار ”ہمد“ میں شائع کر دیا تھا۔ لیکن یہ ریت کا گھروندا بریلویوں کے کچھ کام نہیں کیا۔ کیوں کہ پہلے
توبہ بات ہے کہ جب احمد رضا خان صاحب نے ۳ حضرات (مولوی حامد رضا خان، مولوی امجد علی مصنف
بہار شریعت اور مولوی نعیم الدین مراد آبادی) کو مولانا مرحوم کی خدمت میں بھیجا تا کہ وہ احمد رضا خان صاحب
کے تیار کردہ توبہ نامہ پر دستخط فرمادیں تو جو اب مولانا مرحوم نے فرمایا کہ میں اپنا توبہ نامہ خود شائع کرادوں گا
جب انھوں نے اپنا توبہ نامہ شائع فرمایا تو وہ توبہ نامہ کفر سے توبہ کرنے کے لیے شرفاً صیح نہ تھا۔ کیونکہ کفر سے
توبہ بھی درست ہوگا جب کفر کو کفر سمجھتے ہوئے توبہ کی جائے۔ اس کے برعکس اگر کوئی شخص کفر کو کفر ہی
(باقی حاشیہ منظر پر)

”ام“ عبد الباری ”ہے لوگ انہیں ”باری میل“ کہتے ہیں۔ اگر ان کا عبد اللہ تھا

(بقیہ حاشیہ ص ۳۹) انہیں سمجھنا تو ایسی ذرہ شرفا پرگزشتہ ہرگز۔ چنانچہ دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے
مفتی مولوی ابوالرمان محمد رمضان صاحب اپنے ایک افتویٰ میں ارشاد فرماتے ہیں، اگر کسی کافر و مرتد کا یہ کہنا کہ میں
تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں، ایسا کہنے سے کفر کی توبہ منسوخ ہوگئی بلکہ جو کفر یہ عقیدہ ہے اس کی تفریح کر کے کہے
کہ میں اپنے اس کفر یہ عقیدہ یا کسی کفر یہ عقیدہ ہو تو کہے میں اس عقیدہ کو کفر سمجھتے ہوئے اس سے توبہ کرتا ہوں
کیونکہ کفر کو کفر سمجھنا خود کفر ہے۔ اس نفی کی اہمیت کے باعث ہم اس کا کس مٹنے پر درج کر رہے
ہیں) اس شرعی اصول کے برعکس مولانا مرحوم اپنے توبہ نامہ میں فرماتے ہیں میں نے دیکھا اور قورقہ و فطانت
و تقریر بھی کہے ہیں جن کو میں گناہ نہیں سمجھتا ہوں۔ مولوی احمد رضا خان صاحب ان کو کفر یا اضطراب عصیت
سمجھتا ہے) ”حیات صدر الافاضل“ اب مذہب رضا خانی کے علماء ہی بیان فرمائیں کہ جب ایک کافر
اپنے کفر یہ نظریات کو کفر قرار دینا رعصیت بھی نہیں سمجھتا تو اس کی کفر سے توبہ کیوں کر متحقق ہوگی؟ اور جب
مولانا مرحوم بدستور کافر و مرتد رہے تو بریلوی حضرات آج کل ایک کافر و مرتد کو مسلمان سمجھتے ہیں ان کے
پاس میں بریلوی علماء اور رضا خانی عقیدوں کا نفی ہی ہے؟ ہمارے خیال میں تو بہتر ہوگا اگر یہ حضرات صدیقین
سے توبہ کرنے کے بعد تجدید اسلام کے اپنے نکاح سے سرے سے بڑھ جائیں۔

الجماعہ پائل یار کا زلف دراز میں روپ اپنے دام میں میسرا د آگیا
دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے مولانا مرحوم کی تکفیر کے متعلق جو رائے پیش کی ہے ان میں ”معجم داغ بنوں“
کے حوالجات میں توبہ برائے نام مدلل بھی لکھا گئی ہے مگر توبہ ۱۳ خوال ۱۳۴۰ھ کے بعد کہ طبع شد ہے
بلکہ توبہ نامہ ۱۲ رمضان ۱۳۳۹ھ کو شائع ہوا تھا اگر توبہ سے ایک سال بعد بھی مولانا مرحوم بریلوی حضرات کے
نزدیک بدستور کافر تھے۔ نیز کتاب ”دلائل الحیر“ مصنف بہ عارف تاریخی ”قبر القبر“ کا نہ صرف ”عقب القبر
تاریخی“ ذوالفقار حیدر جو احمد رضا خان صاحب، یحییٰ جناب حسینی رضا خان صاحب، اہتمام سے طبع حسینی
بریلی سے چھپ کر ۱۳۴۰ھ میں شائع ہوئی تھی۔ اس میں بھی مولانا عبد الباری مرحوم کے خلاف بہت زہر لگایا ہے
(حاشیہ باقی منظر پر)

تو لوگ انیس "اللہ میاں کہتے۔ لہذا کافر ہے۔

مولانا محمد علی جوہر مولانا شوکت علی:۔ سیکے چنانچہ مولانا شوکت علی صاحب کو کسی شخص

نے حامیان اسلام میں سے کہا تو اس پر ارشاد ہوتا ہے شوکت علی صاحب کو بھی حامیان اسلام میں گنا ہے۔ مگر یہ وہی ہیں جنہوں نے مشرکین کی خوشنودی، خدا کی خوشنودی مانی۔ رام دہانی پکاری۔ خدا کی رسی مضبوط پکڑنے پر دین جاتا رہنا لیکن بتایا "نیز ان دونوں حضرات کے وجوہ کفر میں سے ایک وجہ یہ بھی لکھی ہے۔

"میرٹھ میں پنڈت ستیا رام پرینڈیٹ جلسہ نے ایک تابلانہ تقریر کی اور شوکت علی کو پنڈت اور محمد علی کو لالہ کے خطاب کے منسوب کیا جس پر ان دونوں نے اظہارِ مسرت کیا۔"

(ماہنامہ سنہ) اور ان کو ایک کافر مرتد کی حیثیت میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب تعددِ اکبریت کے خلاف کئی رضا خانی علماء کی مختلف تحریرات پر مشتمل ہے جن میں بریلویوں کے صدر الشریعہ محمد امجد علی اور جناب حسین رضا خان اور مولوی حشمت علی خاں اور مدرسینِ مدرسہ اہل سنت و جماعت دارالکین جی بیت رضا نے مصطفیٰ بریلی اور مولوی نعیم الدین مراد آبادی باوجود اس اجماعِ رضا خاں صاحب وغیرہ شامل ہیں۔ اب آخر میں ہم ایک اور حوالہ پیش کیے دیتے ہیں جس سے واضح طور پر معلوم ہو جائے گا کہ بریلوی حضرات کے نزدیک مولانا عبد الباقی مرحوم کی توبہ کی حیثیت کیا ہے؟ بریلوی حضرات نے خلافتِ کچی کے ایک سیکرٹری صاحب کو بھی توبہ نصوح اور تجدیدِ اسلام کا حکم دیا تھا اس کے ساتھ ہی ارشاد فرمایا "مگر فرنگی علی صاحب کی توبہ نہ ہو کہ نہ

توبہ سوا برکری پر نہ پائی توبہ تو بھی کیا توبہ لیکن ہے کہ الہی توبہ"

صحیح دماغ جنوں "شائع کردہ جماعتِ مبارک رضا نے مصطفیٰ بریلی "وہن یصلح العطار ما افسد الہریشہ نے آزاد می ہندوستان "دوامی الخیر" سے تحقیقاتِ تادریہ ص ۲۱

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

"جب انہوں نے برادرانِ انے مشرک و گاندھی کو اپنا امام درہنما مانا تو امام اور ہرنا ہی پاپیے اور یہ سب اس کے چنے مزدور ہوں گے لہذا یہ تشبیہ دینی ضرور تھی کہ دماغِ گاندھی، اوپر مخدوم اور ہتھ دلی برادران، نیچے اور دماغ کے خدام ہیں۔"

چونکہ بریلوی حضرات کے نزدیک یہ دونوں حضرات کافر مرتد تھے اس لیے ان کی وفات کے بعد بریلوی صاحبان غیر مسلموں کے مانند لفظ "آنجہانی" سے ان حضرات کو یاد کرتے رہے ہیں چنانچہ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس واؤں کے کفر و ارتداد پر امجد رضا خان صاحب کے فتویٰ "الدلائل القاہرہ علی الکفرۃ النیاشرہ" کہ جب ۱۹۴۲ء میں مسلم لیگ پر چسپاں کر کے شائع کیا گیا تو اس میں ردِ نہج تھا۔

"ستمبر ۱۹۱۱ء کے سالانہ اجلاسِ مسلم لیگ میں مشہور گاندھی ٹیڈر محمد علی آنجہانی اس کے صدر ہوئے۔ مگر جب وہ بوجہِ مخالفت گورنمنٹ شریکٹ ہو سکے تو کرسیِ صدارت پر ان کا نوٹ آویزاں کر دیا گیا۔"

یہ مسلم لیگ کے خلاف وہ فتویٰ ہے جس پر ۸۰ رضا خانی علماء کے دستخط ثبت ہیں۔ لیکن افسوس کہ اب لاہور کے ایک بریلوی مکتبہ نے مسلم لیگ کے خلاف براد فاسیج کر کے شائع کیا ہے۔ مگر الحمد للہ انجمنِ ارشادِ مسلمین لاہور نے رسالہ مذکورہ کا ۱۹۴۲ء والا ایڈیشن عکسی صورت میں شائع کر دیا ہے۔ مولانا شوکت علی صاحب کے بارے میں بریلویوں کے غیر جیشہ سنت مولوی حشمت علی صاحب ارشاد فرماتے ہیں۔

۱۔ تحقیقاتِ تادریہ ص ۲۵ ۲۔ الدلائل القاہرہ طبع بمبئی ۱۹۴۲ء ص ۳

”یگیوں کے ایک بڑے بھاری بھرکم لیڈر آنجنائی بابائے خلافت علیہ السلام“

بریلوی حضرات کے فتویٰ کی رو سے اب جو رگ ان بزرگوں کو کاغذ قرار نہیں دیں گے وہ خود کاغذ ہو جائیں گے۔

۱۔ احکام نور یہ شریعہ مسلم لیگ ۱۹۷۳ء کی بعض بریلوی حضرات نے یہ کہنا شروع کر رکھا ہے کہ علی برادران نے بھی اپنے تمام کفریات سے توبہ کر لی تھی جس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ بریلویوں کے صدر لانا فضل نعیم الدین مراد آبادی دہلی میں مولانا محمد علی جوہر کے مکان پر تشریف لے گئے اور ان کو اسلامی احکام سے روشناس کراتے ہوئے آخرت کے مذابح و خمران سے ڈرایا۔ وہ ایسا وقت سعید تھا کہ حضرت کی زبان فیض و رحمت سے نکلے ہوئے ایک ایک حرف نے ان کے دل میں اتر کر لیا؟ چنانچہ انہوں نے ان کے دستِ اقدس پر توبہ کر لی اور مراد آبادی تشریف علی کے پاس آ کر بریلوی فرماتے ہیں کہ وہ خود بغرض توبہ مراد آبادی تشریف لائے اور ان کے صدر لانا فضل نعیم الدین مراد آبادی کے دستِ حق پرست پر توبہ کی اور اپنی آخرت سنواری ”حیات صدر لانا فضل نعیم“ ایسی اپنی تکفیر سے بچنے کے لیے اس سہاسے کی حیثیت تیار علی گڑھ کے زیادہ کہہ نہیں ہے کیونکہ اولاً تو صرف کانگریس سے تعلق ہی وجہ کفر نہ تھا بلکہ مولانا عبد الباقی فرنگی علی جوہر بریلوی فتویٰ کی رو سے کافر تھے ان کو نہ صرف مسلمان سمجھا جاتا تھا پیر اور شیخ طریقت ماننا خود ایک مستقل سبب کفر ہے نیز برکان حضرت شیخ الہند مولانا محمد حسن دیوبند کے دستِ مبارک پر انہوں نے بیعت جہاد بھی کر رکھی تھی جس سے توبہ نہیں کی گئی نہ ان کا کفر جہاد کی توبہ کی بھی نشرو اشاعت ضروری ہے۔ اور نشر و اشاعت بھی ایسی جیسی احمد رضا خان صاحب چاہتے ہیں یہاں کہ وہ رقمطراز ہیں ”بکثرت اخباروں، اشتہاروں میں صاف صاف بتا دیا کہ اپنے جہاد کا اعتراف اور اپنی توبہ اور اس رسالہ کا رد و ان کی شاعت کی خوب اشاعت کریں کہ جس طرح عالم کے اعتقاد پر غلام میں اس کی قبولی کو دُشمنہہ کے گوشہ گوشہ میں پھیلے گا یہاں تک کہ عالم کی توبہ اور اس کی شاعت کا اعلان نہ ہو“ ایمانہ امتیازی فی مصالحتہ عبدالباقی شیخ کیسی توبہ جو گھر کی چار دیواری کے اندر خفیہ طریقہ سے انجام پا جائے اور اس کا اعلان ”بکثرت اخباروں، اشتہاروں میں تو درکنار کسی ایک اخبار میں بھی شائع نہ ہو؟“ علی برادران کا اختلاف کانگریس سے تو تاریخ کا ہر طالب علم بخوبی جانتا ہے کہ نہرو پور

(حاشیہ باقی صفحہ ۲۴ پر)

عبدالحمید مساکت رقمطراز ہیں:-

علامہ اقبال مرحوم:-

”سلطان ابن سمرق کی تلخیص جہاد کے غلطی نے

ہندوستان میں مسلمانوں کو مذہبی یکپہلوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔

علامہ اقبال سلطان ابن سمرق کی حمایت میں بیان دے چکے تھے اور بدعتی

علماء ان کے خلاف خاک کھائے بیٹھے تھے۔ اتنے میں ایک خوش بلیع مسلمان کو

دل لگی سوچھی۔ اس نے ایک استفتاء مرتب کر کے مولانا ابو محمد سید دینار علی

شاہ خلیفہ مجددی برغان لاہور کو بھیج دیا۔ یہ صاحب اپنے شوق تکفیر کے لیے

بے حد مشہور تھے۔ چنانچہ متعدد اکابر سلیمن کو کافر بنا چکے تھے۔ اس خوش بلیع

مسلمان نے اپنا نام ”پیر زادہ محمد صدیق سہارنپوری“ تجویز کیا۔

چنانچہ احمد رضا خان صاحب کے خلیفہ اور بریلویوں کے ”امام المحدثین“ مولوی دیدار علی صاحب نے

علامہ اقبال مرحوم کو کافر قرار دے دیا اور ساتھ ہی ان کے بائیکاٹ کا کام دیتے ہوئے ارشاد

فرماتے ہیں:-

ابقیہ حاشیہ ۱۷۱ کے مسئلہ پر اختلاف اس کا سبب بنا تھا نہ یہ کہ اب ان کو اس بات کا احساس ہوا

کہ ہمارا کانگریس سے اتحاد از روئے شریعت منہرہ کفر ہے اس لیے اس سے بچنا ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ ان مسئلہ

نے اپنا نکاح بھی دوبارہ نہیں پڑھا یا جیسا کہ ان کے پیر مولانا عبدالباقی مرحوم نے تجویز نہ کیا تھا۔

درحقیقت یہ توبہ کا فرائض کو ملحوظ رکھنا ہے تاکہ لوگوں کو بوقوف بنایا جاسکے اور ان عبارات نے جن میں علی برادران

کو بعد از مرگ بھی ”ما بنہائی“ کھانا ہے اس فرائض کا بھانڈا چور ہے کہ بیچ میں داکر بھڑو دیا ہے۔ لہذا اب

جو بریلوی حضرات علی برادران کو مسلمان قرار دے رہے ہیں وہ اپنے اکابر کے فتوے کی رو سے ”تجدید اسلام“

نکاح ”نہا یں کیونکہ کافر کا کفر نہ بھٹا تو کفر ہے۔ جب شکل میں ہے اب سینے والا صیب و داناں کا۔

جو یہ ٹانگا تو وہ ادھر ٹانگا تو یہ ادھر“ منہ

”جب تک ان کفریات سے تامل اشعار مذکور تو یہ نہ کرے اس سے غنا جلتا
تمام مسلمان ترک کریں ورنہ سخت گنہگار ہوں گے۔“
ڈاکٹر عبدالسلام خورشید اس پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:-
”یہ ایک بڑی دھاندلی تھی۔ چنانچہ چاروں طرف شور مچ گیا۔ مولوی دیدار علی
صاحب پر طعن و ملامت ہوئی۔ مولانا سید سلیمان ندوی نے خلیفہ مجاز حضرت
حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اس فتویٰ کو جاہلانہ فتوے
قرار دیا۔“

چونکہ اقبال مرحوم پر کفر کا فتویٰ لگانے والے بریلوی عالم ریاست اُتوڑ کے رہنے
والے تھے اس لیے علامہ نے ”اور“ کے عنوان سے مفتیؒ مذکور کے خلاف درج ذیل چار
اشعار سپرد قلم فرمائے اور اسے انسانیت سے عاری اور اس حرکت کو گمراہی قرار دیا۔
۱۔ گر نلک در اور انداز دسترا اے کرمی داری تیر خوب وزشت
گوشت در مصرعہ برجستہ آنکہ بر قرطاس دل باید نوشت
آدمیت در زمین او مجو آسمان این داند در اور نہ کشت
کشت اگر ز آب ہوا خردست زانکہ خاکش را خرد آدم شست
یہاں سے معلوم ہو گیا کہ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ٹی نے اپنی
کتاب ”اقبال اور ملا“ میں جو لکھا ہے کہ:-

”اقبال نے ملا کے خلاف بہت کچھ کہا لیکن اس طبقہ نے کفر کا حربہ اس پر نہیں چلایا۔“

۱۔ ذکر اقبال ۱۹۱۹ء سرگزشت اقبال ۱۹۱۹ء

۲۔ روزگار فقیر عبد دوم ۱۹۲۲ء

۳۔ اقبال اور علامہ

قطعا غلط ہے۔ البتہ ان کا یہ کہنا کہ ”اقبال نے ملا کے خلاف بہت کچھ کہا“ درست
ہے۔ لیکن کاش وہ یہ بتانے کی زحمت گوارا کرتے کہ علماء کے کس طبقہ سے وہ نکلاں تھے؟
کیا مولانا سید سلیمان ندوی خلیفہ مجاز حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے وہ نکلاں تھے؟
یا پھر شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے شاگرد رشید مولانا انور شاہ کشمیریؒ شیخ الحدیث
دارالعلوم دیوبند سے وہ خفا تھے؟ یا مولانا حبیب الرحمن صاحب، مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب
اور مفتی عزیز الرحمن صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند سے وہ کبیدہ خاطر تھے؟ اگر جواب نفی
میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے جیسا کہ ”اقبال“ کے خطوط اس پر شاہد ہیں، تو پھر کیا وجہ ہے
کہ نام نہاد علماء کے کانر ساز ٹولے کے خلاف جو کچھ انہوں نے کہا ہے اس کو تمام اہل حق علماء
پر بھی منطبق کر دیا جاتا ہے؟ بات صرف اتنی سی ہے کہ یہ لوگ جن کی تربیت ہی مادر پدر آزاد
ماحول اور ایک ایسے نرنگی نظام تعلیم کے ماتحت ہوئی ہے جو دین و مذہب کے خلاف ایک
بم سم سازش ہے جیسا کہ اقبال مرحوم فرماتے ہیں:-

اور یہ اہل کلیسا کا نظام تعلیم ایک سازش ہے نقطہ دین مرد کے خلاف
چونکہ اپنے مجددانہ نظریات و خیالات کی اسلام کے نام سے تشبیر کرنا چاہتے ہیں اور
علماء حق اس راہ میں سبک بڑی رکاوٹ بنتے ہیں۔ اس لیے یہ لوگ اقبال مرحوم کی آڑ سے کر
تمام علماء پر برتنے مہلتے ہیں۔ چونکہ علامہ مرحوم ایسے یورپ زدہ لوگوں کے خیالات سے
آگاہ تھے اور جانتے تھے کہ یہ لوگ تجدید اور اجتماع کے جاذب نظر عنوانات کے پرے
بین نرنگی نظریات و خیالات کی زربج کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے انہوں نے ایسے لوگوں پر
تفہید کرتے ہوئے فرمایا ہے

لیکن مجھے ڈر ہے کہ یہ آوازہ تجدید مشرق میں ہے تعلید نرنگی کا بہانہ

بہر حال یہ معلوم کرنے کے لیے کہ اقبال مرحوم کا شمار کتنا گہرا تعلق تھا اور کس طبقے کے شمار سے تھا، تاحضیٰ افضل حق ترشی کی کتاب "اقبال کے مدد و جملہ کا مطالعہ" اشد ضروری ہے :-

مولانا ظفر علی خانؒ جب بریلوی علماء کی عنایات مولانا ظفر علی خان مرحوم دم ۱۹۵۶ء کی طوٹ متوجہ ہوئیں تو احمد رضا خان صاحب کے صاحبزادہ اور بریلویوں کے مفتی اعظم ہند محمد عظیمؒ خان صاحب نے ان پر بھی کڑا فتویٰ لگا دیا جسے بعد میں بریلویوں کے سابق مفتی اعظم پاکستان اور شیخ الحدیث دارالعلوم حزب الاحناف لاہور مولوی سید ابوبکر صاحب نے پچیس سے زائد دیگر بریلوی علماء سے دستخط کرانے کے بعد کتابی صورت میں شائع کیا اور اس کا نام رکھا "سبغ البهار علی کفر زیندار مستحی بنام تاریخی القسورہ علی ادراہم الکفرۃ" لقب بلقب تاریخی "ظفر علی ربیعہ من کفر" اس فتویٰ پر دستخط کرنے والوں میں بریلویوں کے صدر الشریعہ مولوی محمد امجد علی صاحب مصنف بہار شریعت اور ان کے صدر الاناضل نعیم الدین مراد آبادی اور شاہ احمد نورانی کے تبا جان مولوی مختار احمد صدیقی میرٹھی بھی شامل ہیں۔ اسی فتوے پر مولانا ظفر علی خان مرحوم نے فرمایا تھا :-

کوئی شک لے گیا اور کوئی ایراں لے گیا کوئی دامن لے گیا کوئی گریباں لے گیا
رہ گیا تھا نام باقی اک فقط اسلام کا رہ بھی تم سے چھین کر حامد رضا خاں لے گیا

قائد اعظم محمد علی جناحؒ بانی پاکستان محمد علی جناح بھی بریلویوں کے خیر کثیر سے پنج سکے۔ چنانچہ مولوی اولاد رسول محمد میل قادری برکاتی ارشاد

لے لگا رستان ۱۵۰

فرماتے ہیں۔

"بہندہب ساسے جہاں سے بدتر ہیں۔ بہندہب جنہوں کے کہتے ہیں۔ کیا کوئی سچا ایمان دار مسلمان کسی کہتے اور وہ بھی دوزخوں کے کہتے کو اپنا قائد اعظم رب کے بڑا پیشوا اور سردار بنانا پسند کرے گا حاشا وکلا ہرگز نہیں!"

اور بریلویوں کے مفتی اعظم سید ابوبکر صاحب الحدیث دارالعلوم مرکزی حزب الاحناف لاہور اپنے فتوے میں یہاں تک لکھ گئے ہیں کہ قائد اعظم کی تعریف کرنے والا مسلمان مرتد ہو جاتا ہے اور اس کا نکاح بھی ٹوٹ جاتا ہے نیز ایسے شخص کا بائیکاٹ کرنا چاہیے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

"اگر افضیٰ کی تعریف حلال اور مسٹر محمد علی جناح کو اس کا اہل سمجھ کر کرتا ہے تو وہ مرتد ہو گیا۔ اس کی بری اس کے نکاح سے نکل گئی۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس سے کلی مقاطعہ رہا بایکاٹ کریں یہاں تک کہ وہ توبہ کر گئے۔"

اور مولوی محمد طیب صاحب فاضل مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور اپنے فتوے میں ارشاد فرماتے ہیں :-

"بحکم شریعت مسٹر جناح اپنے ان عقائد کفریہ قطعیہ یقینیدہ کی بنا پر قطعاً مرتد اور خارج از اسلام ہے۔ اور جو شخص اس کے ان کفروں پر مطلع ہونے کے بعد اس کو مسلمان جانے یا اسے کافر نہ مانے یا اس کے کافر مرتد ہونے میں شک نہ کھے یا اس کو کافر کہنے میں تردد کرے وہ بھی کافر مرتد اور بے توبہ مراد مستحق لعنت عزیر علام" ۱۵

اس فتویٰ سے یہ بات مزید واضح ہو گئی کہ اول تو ان حضرات نے مسلم جماعتوں اور کاربرین

۱۵ مسلم لیگ کی ذریعہ پنجہری ۱۵۰ ۱۵۰ البوابات السیدہ ۲۲۰ ۱۵۰ تجانب اہل سنت ۱۱۲۰

تقریر کرنے کے ازام میں مفتی محمد سیس نے کفر کے خلاف تحفظ امن عام کر دیا
۱۶ کے تحت مقدمہ درج کر لیا ہے۔

یہ حال تو بریلوی مکتب فکر کے سب سے متدل عالم کا ہے۔ اسی سے آپ پوسے بریلوی
مکتب فکر کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ ع

قیاس کن رنگستان میں ہمارا

لگے ہاتھ جمعیت علماء پاکستان کے سیکرٹری اطلاعات جناب ظہیر الرحمن بریلوی کا بیان ہے
ملاحظہ فرمایا۔

”جمعیت علماء پاکستان کے تحت دروزہ نظام مسطفی کافر نے آئندہ سال
۲۵ مارچ سے راینڈ میں منعقد ہوگا۔“

سوال یہ ہے کہ دس لاکھ افراد اپنی جماعت میں بھرتی کرنے کے بعد پورے ملک میں بڑے
بڑے شہر اور اہم مقامات کو چھوڑ کر راینڈ جیسے دیہات میں کافر نے منعقد کرنے کا آخر مقصد
کیا ہے؟ اس سوال کا جواب اس کے علاوہ اور کیا ہے کہ تبلیغی جماعت کے مقابل میں اپنی انفرادی
طاقت کا مظاہرہ مقصود ہے۔ آپ کس ٹکراؤ اور باہمی اوپریشن سے نظام مسطفی کی منزل دروزہ

سے نوائے وقت لاہور میں کالم ۲۷ اکتوبر ۱۹۷۶ بروز اتوار سے نوائے وقت لاہور میں کالم ۱۹ اکتوبر ۱۹۷۶
سے اس سال راینڈ کا تبلیغی اجتماع ”ایک خطا و انداز سے کے مطابق دس لاکھ سے زائد تھا“ نوائے وقت لاہور میں
۲۷ اکتوبر ۱۹۷۶ کالم ۱۹ اور سی کافر نے قتل کے فساد کا آغاز کیا اور کالم ۱۹ میں ایک لاکھ بیس
آخر ان کی تشہیر و تبلیغی پر ایک خطا و انداز سے کے مطابق ۵ لاکھ روپیہ خرچ کیا گیا اور اعلان کر کے لیے ایک
اشہارہ بھی شائع نہیں ہوا۔ اس سے بریلویوں کی خطرناک ہے کہ تبلیغی اجتماع کے مقابل میں راینڈ کی نظام مسطفی
کافر نے کس ہمت سے بے باعث کسی نہ بن جائے کیونکہ اس طرح سوادِ عالم اور ۵۰ فیصد ہونے کا دعویٰ دھرے کا
دھارہ جائے گا۔ اس لیے بریلوی صاحب اپنے مذکورہ بیان میں ارشاد فرماتے ہیں کہ دس لاکھ افراد اپنی جماعت کا
مہر بنانے کے بعد راینڈ میں نظام مسطفی کافر نے منعقد کی جائے گی تاکہ ہر ممبر کو کافر نے بن کر شکر کیلئے مجبور کیا جائے۔

دور ہوتی چلی جائے گی اور لایا نہ جائے اور لاوینیت و اشتراکیت پسند طبقہ کو مزید تقویت
پہنچے گی چنانچہ ایک نامہ نگار لکھتے ہیں:-

۱۹۷۰ء کا ذکر ہے، سوشلزم کے خلاف نصائت ہر چکی تھی۔ قوم کا دین پسند

طبقہ اس فتنہ کے خلاف کس ہر چکا تھا کہ انتخابات چار ماہ قبل ٹریڈک سنگ

میں سنی کافر نے منعقد ہوئی اور پھر وہ جنہیں دینی قوتوں کا حامی و مددگار ہونا

چاہیے تھا۔ انہیں دینی قوتوں پر حملہ آور ہو گئے۔ دینی قوتیں باہم برس برس کیا رہیں

تو تقویت کے پنی؟ اندہ کس نے اٹھا یا؟۔ اور اب پھر سنی کافر نے

علا کہ قوتوں کے محاسد کے لیے نائدہ مندرجات ہوئی؟ اس وقت قوم میں

اشار و افتراق بے یقینی بے اعتمادی اور دینی قوتوں میں سرسبز کس کا تصور

اور کون کون کی طرح پورا کر رہا ہے؟ اہل خود سب کچھ سمجھ رہے ہیں اہل شور سب

کچھ جان گئے۔

اس تمام صورتحال کو دیکھ کر جمعیت علماء پاکستان کے سیکرٹری نائب صدر سید محمود

گجراتی کا وہ بیان دوبارہ پھر بغور ملاحظہ فرمائیں جسے ہم اپنے مضمون میں عشا کے حاشیہ پر درج

کر آئے ہیں جس میں موصوف نے شاہ احمد نورانی صاحب کو غیر ملکی اشاروں پر چلنے والا اور نظام

مسطفی کے معاملہ میں غیر مخلص قرار دیا ہے۔

چونکہ مقدمہ ضرورت سے زیادہ طویل ہوتا جا رہا ہے اس لیے اب اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

اس مضمون کے تحت سے مکاتبات کے ساتھ ہم اپنے رسالہ

”تحریک پاکستان اور بریلویوں کا کردار کے جدید ایڈیشن میں باب اول کے طور پر درج کر رہے

سے ہفت روزہ زندگی لاہور ۲۷ اکتوبر ۱۹۷۶ء کالم ۵۹

اس بلے زیر نظر سفرین کے بعض پہلوؤں کی مزید تفصیل کے لیے رسالہ مذکورہ کی طرف رجوع کریں۔

نوٹ ۱:- اس رسالہ پر کچھ لکھنے میں سب سے بڑی رکاوٹ بریلوی حضرات کے قدیم نظریہ کا یہی نام ہوا ہے۔ اس لیے گذارش ہے کہ اگر کسی صاحب کے پاس بریلوی حضرات کی قدیم کتب سائل بالخصوص بریل سے طبع ہونے والا سفر پیر ہونہ ہیں ضرور مطلع فرمائیں۔ نیز درمضانیت کے سلسلہ میں لکھی جانے والی قدیم کتب بھی آگاہ فرمائیں۔ بعد از استفسارہ بخفا شہد تمام واپس کر دی جائیں گی۔

اب ہم زیر نظر کتاب "مجموعہ رسائل چاند پوری جلد اول" کے ان رسائل کے مختصر تعارف کی جانب متوجہ ہوتے ہیں جنہیں اس مجموعہ میں جمع کیا گیا ہے۔

اس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ کسی شخص کی کفر کے لیے شرفا جس اقلیت کا عزوت "تزکیۃ الخواطر" ہے بریلویوں کے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب کے علاوہ دیوبند کی کفر میں نہ صرف یہ کہ اسے نظر انداز کر دیا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ بڑی بیدردی سے اس کا خون کیا ہے۔ اسی کے ذیل میں مولانا چاند پوری مرحوم نے دلائل عقلیہ قطعیہ کے ذریعہ یہ ظاہر فرمادیا ہے کہ جن عبارات کی بناء پر علماء دیوبند کو کافر قرار دیا گیا ہے ان کا وہ مطلب ہو ہی نہیں سکتا جو احمد رضا خان صاحب بیان کیا ہے۔ بنرخان صاحب جن مقدمات کو یقینی اور قطعی خیال کیا تھا وہ بالکل وہی اور محض ان صاحب کے گھڑے ہوئے ہیں۔ اس کے مطالعہ کے بعد آپ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی کہ احمد رضا خان صاحب کی کفر کے بارے میں اپنی اسیاط کا جو ڈھنڈو درپاٹا ہے وہ اس مشہور شل کا پورا پورا مصداق ہے۔ "ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور"۔

اس سلسلے میں بریلویوں کی ایک قابل احترام شخصیت کی عبارت ذیل بھی ملاحظہ فرمائیں تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ یہ رائے صرف علماء دیوبند کی ہی نہیں ہے بلکہ نہ صرف مزاج اولیٰ احمد رضا خان صاحب کے بارے میں ہی رائے قائم کرنے پر مجبور ہے۔ قاضی عبدالجبار کتب رقم ۱۰۲۸ ۱۱۹۶ لکھتے ہیں "زیادہ سے زیادہ بات مولانا (حاشیہ باقی دیکھیں)"

توضیح البیان فی حفظ الایمان :- احمد رضا خان صاحب نے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف

تھانویؒ کو "حفظ الایمان" کی ایک عبارت کی بناء پر کافر قرار دیا ہے۔ حضرت مولانا چاند پوری مرحوم نے اپنی اس کتاب میں حضرت تھانویؒ کی متنازعہ عبارت کی مفصل اور مدلل تشریح فرما کر ثابت فرمادیا ہے کہ اس عبارت میں کسی کفریہ مضمون کی بڑک نہیں پائی جاتی ہے۔ اس کتاب کو پڑھ کر آپ اس نتیجہ پر آسانی پہنچ جائیں گے کہ قیثا کسی بہت بڑی سازش کے ماتحت کفریہ مضمین علماء دیوبند کے سر زبردستی توپے جارہے ہیں یا پھر ایسے شخص کا دماغ بالیخو لیائی اثرات سے متاثر ہے جسے سیدھی سادھی عبارات میں بھی کفر ہی کفر نظر آتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور احمد رضا خان صاحب میں جہاں اور بہت سے امور مشترک ہیں وہاں اس کا بھی امکان ہے کہ مرزا صاحب کی طرح خان صاحب کو بھی "بالیخو لیا" سے کچھ حصہ ملا ہو۔

احمدی التسعة والتسعين :- اس رسالہ میں حضرت مولانا اسماعیل شہید اور علامہ دیوبند کا بیان

(بقیہ حاشیہ ج ۵) (احمد رضا خان صاحب) کے خلاف یہ کہی جاسکتی ہے کہ انہوں نے علماء دیوبند سے اظہار اختلاف کے لیے نہایت سخت اور مخمخ الجوا اختیار کیا تھا۔ انہوں نے دوسرے دیوبند کے جید ساطین علم کی بعض عبارات کو کفر قرار دیا اور اس فتویٰ میں انہوں نے شرعی احتیاط و مراعات کو قطعاً ملحوظ نہ رکھا جو ایسے نازک موقع پر ملحوظ رکھنی ناگزیر ہوتی ہے۔ مقدمہ مقالات پر ہم رضائے مطہرہ دارالصفیقین لاہور رجوع عبارات اکابر و سلفہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے عام لوگوں کو بریلویوں کے غلط بردہ بندی سے کاشکا ہونے سے بچانے کے لیے اپنی عبارت کو باوجود بریلوں کے صحیح ہونے کے تبدیل کر دیا تھا۔ اور تبدیل شدہ عبارت کے ساتھ ہندوستان میں ان کی زندگی کے اندر ہی حفظ الایمان کا ایک ایڈیشن شپ لیا تھا۔ لیکن آفوس ہے کہ ہمارے نامور علما میں اسی عبارت متنازعہ کا ساتھ "حفظ الایمان" شائع کرتے رہے جسے بریلوی حضرات جاہل اور ان پڑھ عوام کے سامنے پیش کر کے ان کو علماء دیوبند سے متنفر کرتے رہے جس اس صورتحال کے پیش نظر انہیں ارشاد مسلمانین جلد ہی حضرت تھانویؒ مرحوم کی ترمیم کے مطابق "حفظ الایمان" شائع کر رہی ہے ۱۲ سنہ

اور خود مولوی احمد رضا خان صاحب کا کفر احمد رضا خان کی ہی عبارات سے اس طرح ثابت فرمایا گیا ہے کہ انکار کج گھائش ہی باقی نہیں رہتی۔ اور عجیب لطف یہ ہے کہ اگر کتبہ الشہادتہ اور مصداق اہل سنت اور سلسلہ السنوت الہندیہ جن پر خدان صاحب ادران کے تلامذہ کرنا تھا اور بار بار جواب کا تقاضا فرماتے تھے ان کا چند سطروں میں خدان صاحب ہی کے مسئلہات سے ایسا جواب دیا ہے جو قابل دید ہونے کے ساتھ لا جواب بھی ہے۔ آخر میں احمد رضا خان صاحب کے چند سوالات کیے گئے ہیں۔ ان سوالات میں خدان صاحب ہی کے مسئلہات سے ان پر ادران کے تبیین پر قطعی کفر ثابت کیا ہے جس کا جواب یہ حضرت قیامت نہیں دے سکتے۔

اس کتاب میں مولانا چاند پوری مرحوم نے احمد رضا خان صاحب اور انتصاف البری :- ان کے جملہ تبیین کو غام اعلان دیا ہے کہ با تخصیص جس کا جی چاہے میدان مناظر میں آئے اور جن امور کی صراحت کا دعویٰ کر کے مولانا چاند پوری اور دیگر علماء دیوبند کی تکفیر کر ہے ان مضامین کو "تخذیر الناس"۔ "براین قاطعہ" "حفظ الایمان" اور "اسکات المحدثہ" میں صراحت کے ساتھ دکھائے۔ مگر یہ تمام جماعت بریلویہ سے ہرگز نہ ہر سکے گا اور اگر وہ عبارات جن کی صراحت کا دعویٰ کیا ہے مذکورہ کتابوں میں نہ دکھا سکیں تو اس معنی کفری کر دوسری عبارات صریحہ میں دکھا دیں۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو ان مضامین کو بطریق لزوم ہی ثابت کر دیں وگرنہ لزوم ثابت کفر نہیں جو خدان صاحب کا دعویٰ ہے۔ لیکن کسی بریلوی بزرگ میں یہ ہمت نہ ہوئی کہ وہ ان کفریہ مضامین کو علماء دیوبند کی کتابوں میں صراحت کے ساتھ دکھائے جس میں کوئی دوسرا احتمال نہیں اور انشاء اللہ قیامت تک مولانا مرحوم کے اس بیانیہ کا جواب نہیں ہو سکتا۔ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَآبَاجُهُمْ۔ الآية ترجمہ :- "اگر تم نہ کر سکو اور یقیناً نہ کر سکو گے تو بھروسہ اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور ہتھیر ہیں۔"

الختتم فی لسان النقص :- اس رسالہ میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ علماء دیوبند سچے بچے خفی اہل سنت و جماعت ہیں اور بریلویوں کا شور و غوغا بالکل بے جا اور فوہ ہے۔ سائے بریلوی حضرات مل کر بھی کوئی ایک بات ایسی نہیں بنا سکتے جس میں حضرات علماء دیوبند اصولاً یا فرداً کتب روایات معتبرہ خفیہ کے خلاف ہوں۔

الکولب الیمانی :- اس رسالہ میں بریلویوں کے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب کے فتوے سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب ان کے جملہ متفقین و جوافضی مسلمان سمجھتے ہیں (مردوں عورتوں کا نکاح دنیا میں کسی سے صحیح نہیں ہے باطل محض اور زمانے خاص ہے جس کی بنا پر اولاد کا بھی حرامی اور وراثت سے محروم ہونا ثابت ہوتا ہے اور غریب یہ ہے کہ مولانا چاند پوری مرحوم اپنی طرف سے کوئی بات نہیں فرمائی۔ جو کچھ ہے خانا صاحب کے فتوے ہی کا حاصل ہے۔

اسکات المتقدم :- حضرت مولانا چاند پوری مرحوم نے ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۹۰۷ء میں احمد رضا خان صاحب کے ایک منظرہ کو کرنے کا ارادہ فرمایا تھا۔ اس سے احمد رضا خان صاحب مختلف مسائل کے لئے میں تہمدی طور پر تقریباً ۱۵۰۰ سوالات کی فہرست کے ذریعہ کے لئے ہی حیات میں ہی تحریر فرمایا تھا کہ کھنڈہ ملی مدہ تمام نہ میر لکھنؤ اپنی جرنی جگہ تجویز مطلق فرمائے۔ حتیٰ اگر تمام ہندوستان کی کوہ میں اس فکر و مناظرہ کی خبر شائع کرنا بندہ کا کام نہ تاکہ تمام مسلمان کو حق و باطل و دروغ کی طرح غلطی ہو جائے۔ لیکن احمد رضا خان صاحب نے فراموش کیا کہ یہ نہیں ہے کیونکہ انہوں نے یقین تھا کہ جو کچھ پندہ و دروغ کا گھر و راجہ جرنی کی سے تیار کیا آئے سائے نہ نادرہ کرنے کی صورت میں ہلاکت کے اندر پریندہ فاک جائے گا یہی جو کچھ مدینہ منورہ میں احمد رضا خان صاحب حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی سے مناظرہ کے بعد تیار ہوئے اور بلند شہر میں حضرت قاضی مرحوم اور دیگر اکابر دیوبند کے ساتھ مناظرہ کے بعد آئندہ جرنی اس کتاب میں مولانا چاند پوری کے ساتھ مناظرہ کرنے سے احمد رضا خان صاحب فرار و گریز کی کل مرداد موجود ہے۔

شکوہ الحاد ملقب بزم علی الشام المستحی جب کفر و ایمان کی کسوٹی

اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ جو شخص کسی ضروری دین کا منکر ہو یا کسی ضروری دین کے منکر کو کافر نہ کہے وہ قطعاً کافر ہے۔ احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں کہ اگر زید مدعی اسلام تقریباً کلی ضروریات دین کا منکر اور خداوند عالم جل مجدہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صریح گالیاں دینے والا ہے تو اس کو بھی کافر نہ کہا جائے۔ جس سے لازم آتا ہے کہ زید کے عقائد باطلان کے نزدیک موجب کفر نہیں ہیں۔ گو احمد رضا خان صاحب نے عقائد باطلہ کا اقرار صراحتاً نہیں کیا مگر زید کو باوجود عقائد باطلہ کفریہ کے کافر نہ کہنا اس کو مستلزم ہے کہ وہ عقائد باطلہ ان کے نزدیک اسلام سے خارج نہیں۔ اب جو شخص احمد رضا خان صاحب کو مسلمان کہے یا ان کے کفر و ارتداد میں تامل کرے وہ ویسا ہی ہو گا جیسے خود خان صاحب ہیں اور یہ فتویٰ حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن مرحوم کا نہیں ہے بلکہ خود احمد رضا خان صاحب کا ہے جس کا مفصل بیان اس رسالہ میں ہے۔

انوار احمد

ناظم اعلیٰ انجمن ارشاد اسلامیین : لاہور

استقام

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں۔

(۱) کیا کسی شخص کو کافر مرتد جانتے ہوئے "مولانا" کے لفظ سے خطاب کرنا جائز ہے یا مکروہ یا حرام یا کفر؟

(۲) لفظ "مولانا" کا ترجمہ جانتے ہوئے جو شخص اس لفظ کو کسی کافر مرتد کے لیے استعمال کرے اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔

(۳) کسی شخص کو کافر مرتد جانتے ہوئے مولوی عالم علامہ جناب... صاحب "الاقاب" یا دکنے کا شرفا کیا حکم ہے، جبکہ صرف انسانی آداب مد نظر ہوں۔

(۴) کسی کافر مرتد کے مرنے کے بعد اس کے لیے لفظ "مرحوم" یا "رحمۃ اللہ علیہ" جیسے عائر کلمہ کہنا شرفا کیسا ہے؟

(۵) کسی کافر مرتد کے مرنے کے بعد جب اس کا کفر یقینی ہو تو اس احتمال کی بنا پر اسے کافر نہ سمجھنا کر شاید اس نے

مرنے سے پہلے توبہ کر لی ہو یا نہ کر لی ہو اس ذہن کا گھڑا ہوا ایک احتمال ہے واقعیت اس کا ادنیٰ سا بھی

تعلق نہیں ہے یا اپنے عقائد کفریہ سے رجوع کر لینے کی بے ثبوت افواہ کی بنا پر کسی یقینی کافر مرتد کو کافر

نہ سمجھنا کیسا ہے؟ اور شرفا ایسے شخص کا حکم کیا ہے؟

(۶) کسی کافر مرتد سے توبہ کے اسلام لانے کا حکم دینے کی بنا پر اس کا کہنا کہ میں تم پر اہتمام کرتے ہوئے

توبہ کرتا ہوں اگرچہ میں تمہارے کفر قرار دیتے ہوئے اور کو کفر تو کفر نہ کہتا ہو بھی نہیں سمجھتا۔ حالانکہ علم

است ان عقائد کو کفریہ قرار دے چکے ہیں۔ کیا شرفا ایسے شخص کی توبہ قبول ہوگی؟ اور اسے مسلمان سمجھا

جائے گا یا نہیں؟

براہ مہربانی مذکورہ ۶ سوالات کے شافی اور مفصل جواب جلد سرفراز فرمائیں۔

بندہ - نعیم الدین - ۱۳ احمد پارک مہربانی روڈ - لاہور - ۵ دسمبر ۱۳۹۸ھ

حاصل کیا۔ اب آپ عظیم ہونے کے ساتھ ساتھ ماہر و حافظ طیب بھی تھے، اسی زمانہ میں مولانا
مؤد علی صاحب غلطہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نے درجنگہ کے قریب مدرسہ امدادیہ
کام کیا اور حضرت تھانیہ سے ایک اعلیٰ و قابل مدرس کی فرائض کی۔ تب حضرت تھانیہ کی فرائض
پر آپ جلی شغل چھوڑ کر درجنگہ تشریف لے گئے اور وہاں ملی درس میں معروف ہو گئے اور ایک نئے
مک وہاں مدرس رہے پھر کچھ عرصہ مدرسہ امدادیہ اور امداد میں صدر مدرس رہے۔ اس دوران میں
آپ نے آریہ سماج کے رد میں متعدد رسائل تحریر فرمائے اور بالورام چندر سے مشہور تاریخ مناظرہ
کیا۔ ۱۹۲۲ء میں حضرت شیخ الہند نے ثالث سے واپسی پر پھر دارالعلوم دیوبند میں واپس آنے کا حکم
دیا اور حضرت حافظ محمد احمد صاحب اور مولانا حبیب الرحمن صاحب نے غیر معمولی اصرار فرمایا
پہنچ کر آپ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے جہاں آپ کو ناظم تعلیمات مقرر کر دیا گیا۔ ساتھ ہی
سلسلہ مدرس بھی جاری رہا۔ اس دور میں آپ نے قادیانیت کے رد میں بکثرت رسائل تحریر
فرمائے جو خصوصیت کے ساتھ پنجاب و صوبہ سرحد میں بہت مقبول اور پسندیدہ ہوئے چونکہ
عوامات منصف پری عیاں ہو چکے تھے۔ اس لیے تقریباً نصف صدی سے زائد اپنے وطن
چاندپور سے باہر نہ کر واپس آ گئے اور یہاں صرف ذکر و عبادت اور اوراد و تہذیبیات مصروف رہے
آپ کے علمی شغف کا یہ حال تھا کہ آپ کی ساری عمر کا ذخیرہ تقریباً ۱۵۰۰ خطوں میں ہزار کتب منجربہ کی
صورت میں موجود ہے۔

تبلیغ و مواظظ

مولانا چاندپوری بھی حضرت تھانیہ کی طرح اس دور کے مشہور و مقبول مقرر تھے ملک کے اطراف
و اکناف کا کوئی بھی حصہ ایسا نہ ہوگا جو آپ کے مواظظ حسنہ سے مستفید نہ ہوا ہو۔ آپ

کو فن تقریر میں ملکہ تامہ حاصل تھا۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ وعظ سے قبل دل میں کوئی مضمون نہیں
ہوتا ہے۔ خطبہ پڑھنے کے بعد جو مضمون اس وقت میں ذہن آتا ہے اسی پر بروئے حال تقریر
شروع کرتا ہوں۔ آپ کی تقریر پر بند و نساخ کے ساتھ لطائف علیہ ذکات بحکیمہ معرفت عبادات
قصص و حکایات سے ملو جوتی تھیں۔ آپ کو فن مناظرہ میں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ ابتداء میں مولانا باری
کی تردیدیں بکثرت رسائل تصنیف کئے۔ آپ کے زمانہ قیام مراد آباد میں آریہ سماج مراد آباد
کی جانب سے بنام اہل مراد آباد متعدد سوالات شائع کئے گئے تھے۔ مولانا نے ان کے
بے مثال جوابی رسائل تحریر فرمائے۔ اسی زمانہ میں آریہ سماج کے مشہور و معروف مقرر پنڈت رام چند
سے امر و ہرمین مناظرہ ہوا اور پنڈت کو جواب ہو کر دہلی واپس جانا پڑا۔

فراغتِ علم کے بعد جب آپ اپنے والد کے پاس ملی شغل میں مصروف تھے۔ اسی زمانہ
میں حکیم بنیاد علی صاحب اپنے دونوں صاحبزادوں کو ہمراہ لے کر حج کیلئے روانہ ہو گئے۔ اس وقت
حضرت حاجی صاحب مہاجر کی بقید حیات تھے۔ حکیم صاحب کو حضرت حاجی صاحب سے جو حد
عقیدت تھی اور حضرت حاجی صاحب کو بھی ان سے خصوصی تعلق تھا۔ حکیم صاحب نے مع مولانا
چاندپوری حج کی سعادت حاصل کی، اور ساتھ ہی حضرت حاجی صاحب کی صحبت سے بھی فیضیاب
ہوتے رہے، بعد فراغت حج حکیم صاحب کا مدینہ منورہ ہی میں انتقال ہو گیا۔ صاحبزادگان کو حکیم
صاحب کی جدائی کا بے حد صدمہ ہوا۔ حضرت حاجی صاحب مہاجر کی وفات کے بعد ان کی سرپرستی
فرمانی اور ان کو تسلی و تشفی دیتے رہے، دوسری مرتبہ جب مولانا چاندپوری حج کیلئے مکہ معظمہ تشریف
لے گئے تو وہاں سے کتب علیہ کا کافی ذخیرہ خرید کر لائے تھے۔ تیسری مرتبہ آپ نے حضرت
شیخ الہند کی رفاقت میں حج کیا۔ اس سفر میں صرف مخصوص رفاقت شامل تھے۔ جب فریضہ حج
کی ادائیگی کے بعد سبیل گ مدینہ منورہ پہنچے تو کچھ عرصہ قیام کے بعد مولانا ہمارے تفسی احسن صاحب اور

دیگر تھا کہ حضرت شیخ الہند نے دہلی وطن کا حکم دیا چنانچہ آپ ہندوستان تشریف لائے۔
آپ تعلیم سے فراغت کے بعد حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب عظیم حضرت شاہ
عبد الغنی سے بیعت ہوئے اور حضرت شاہ صاحب کی صحبت میں رہ کر تعلیم و تربیت سے مستفیض
ہوئے اور زمانہ قیام مکہ معظمہ حضرت حاجی صاحب مہاجر کی خدمت میں رہ کر استفادہ فرمایا حضرت
شاہ رفیع الدین کے انتقال کے بعد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے بیعت کی اور مکرر
حدیث پڑھی اور تعلیم و تربیت و ارشاد سے ایک موم تک مستفیض ہوتے رہے۔

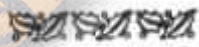
زمانہ قیام کانپور اکثر مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی کی خدمت میں برابر حاضر ہوتے رہے
حضرت گنگوہی کے انتقال کے بعد آپ نے حضرت شیخ الہند کی طرف رجوع کیا۔ پھر حضرت
شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوری کی سرپرستی میں زندگی بسر کرنے لگے۔ ان کے انتقال کے
بعد حضرت مولانا محمد علی مونگیری صاحب کو سرپرست و مربی بنایا۔

حضرت مونگیری کے انتقال کے بعد آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ سب ہی بزرگ اور سرپرست
اللہ کو پیارے ہو گئے۔ بڑا بد نصیب ہے وہ شخص جس کا کوئی بزرگ اور سرپرست نہیں۔ بھائی
اب تو میں نے اپنا بزرگ و سرپرست حضرت تھانویؒ کو بنالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کے فیوض
جاریہ سے مجھ کو بھی مستفید فرمائے۔ باوجودیکہ حضرت تھانویؒ آپ کے ہم عصر تھے اور دونوں حضرات
نے ایک ہی اساتذہ سے استفادہ کیا تھا لیکن اس کے باوجود حضرت تھانویؒ سے آپ کو تعلق و
عقیدت ایسی ہی تھی جیسے اکابر و اسلاف سے تھی۔ اور حضرت تھانویؒ کو بھی نسبت بیعت سے
بہت قبل آپ سے مصوصیت رہی، چنانچہ جب کبھی آپ تھانہ جموں تشریف لے گئے حضرت
تھانویؒ نے آپ کو اپنا مہمان خصوصی بنایا اور بعد ظہر مجلس ارشاد میں حضرت نے آپ کے لیے
اپنے قریب مضمون بلکہ مقرر فرمادی تھی، اسی خاص بلکہ پر نشست فرماتے تھے مجلس ارشاد میں

کسی کو بولنے کی جرأت نہ تھی صرف مولانا چاند پوری اس سے مستثنیٰ رہے اور آپ اکثر علمی سوالات
کیا کرتے۔ ایک مرتبہ زمانہ قیام تھانہ جموں میں آپ کے دو صاحبزادوں اور قریبی عزیزوں کو مولانا تھانویؒ
نے مدعو کیا۔ مولانا چاند پوری نے حضرت تھانویؒ سے درخواست کی کہ آپ ان چاروں کو بیعت فرما
لیں۔ حضرت تھانویؒ نے درخواست منظور فرماتے ہوئے کہا کہ آپ کے ساتھ یہ مصوصیت
ہے اور اسی مصوصیت کی بنا پر آپ کے صرف ایک مرتبہ کہنے پر ان چاروں کو بیعت کرتا ہوں۔
مولانا اکثر ہدایت فرمایا کرتے تھے کہ حضرت تھانویؒ کے ملفوظات و مواظع کا مطالعہ کرتے
رہو کہ یہ علم و تقویٰ میں ترقی کا باعث ہوں گے۔

۱۹۵۱ء دسمبر میں آپ کو عشاء کے وقت کے بعد غیر معمولی سردی معلوم ہوئی۔ کچھ دیر بعد حشرات
ہو گئی۔ آپ نے نماز عشاء ادا فرمائی۔ اس کے بعد پھر وہی سردی کی کیفیت طاری ہو گئی اور حالت غمی
پیدا ہو گئی۔ اس حالت میں بھی زبان متحرک اور مصروف ذکر رہی۔ کچھ ہوش آئے پر ذکر میں آواز طبع ہو
جاتی تھی۔ تقریباً ایک ہفتہ تک یہی حالت رہی۔ ذکر کے سوا زبان سے کچھ نہیں نکلتا تھا۔ اس عرصہ
میں تو جبرائیل اللہ کے ساتھ ذکر کرتے رہے۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۵۱ء باذان بلند کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے
انتقال فرمایا۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مونا داں پر کلام نرم و نازک بے اثر!



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 قُلْ تَعَالَوْا يَكُونُوا آيَةً كُنُوزًا
 چکے ہو۔
 چاند سے من گھڑت خیالات ہیں کہ یہ بھیجی اپنی دلیل لاؤ اگر تم

تزکیۃ الاخوٰط

القی فی اہلیۃ الاکابر،

تصنیف لطیف

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ الحسن چاند پوری ناظم تعلیمات
 و شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانی

ناشر

انجمن ارشاد المبین

۶۔ بی شاداب کالونی جمید نظامی روڈ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله لقد
جاؤنا رسول ربنا بالحق من اتبع سبيلهم نجى ونودوا أن تلکم الجنة
التي اؤرثتموها بما كنتم تعملون. وصلى الله تعالى على خير خلقه
ونور عرشه سيد السادات وفضل الموجودات سيدنا ومولانا محمد و
آله وصحبه ما دام أهل السنة فائزين وأهل البدع هالکین۔

اما بعد۔ اہل اسلام کی خدمات عالیہ میں بحال ادب عرض ہے کہ ان سطور
کو جس قدر بغور ملاحظہ فرمائیں۔ نہ اس میں کسی مسلمان کی توہین ہے نہ کسی کے مقتدا
یا پیشوا کو سب و شتم سے یاد کیا ہے نہ محض نفسانیت سے دل کے پھپھو لے بھجونا
منظور ہے نہ کسی شخص پر بے جا الزام لگا کر فتویٰ تکفیر حاصل کیا ہے۔

مقصد رسالہ

اس رسالہ کا مقصد صرف اس قدر ہے کہ بعض علماء ربانین پر جو بعض عبارات
کی وجہ سے مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے کفر کا فتویٰ دیا اور دلایا ہے
اُن عبارات کا صحیح و صاف مطلب اہل اسلام کی خدمت میں بیان کیا جائے تاکہ
یہ امر ظاہر ہو جائے کہ اُن عبارات سے وہ مطالب کفر یہ جن کی بنا پر مولوی احمد رضا خان

صاحب نے تکفیر کی اور کرائی ہے صراحتاً تو درکنار جو بنائے تکفیر ہے اشارۃً و
کنایۃً بھی نہیں نکل سکتی۔ اہل اسلام میں جو خان صاحب کی وجہ سے عام بے مینی
پھیلی ہوئی ہے وہ رفع ہو جائے۔ علماء ربانین کی طرف سے جو بعض حضرات کو
بوجہ ناواقفیت کے اور بعض کو بوجہ فتویٰ اہل حرمین زاد ہما اللہ شرفاً و محرمات کے
اشتباہ واقع ہوا ہے دفع ہو جائے۔ اور جن پاک قلوب میں عناد کی آتش روشن
ہے اُن کی اصلاح تو مقلب القلوب ہی کے قبضہ قدرت میں ہے بظاہر کوئی تذہیر
ہم سے اُن کی نہیں ہو سکتی۔

ایک شبہ کا جواب

ہماری اس عرض کے بعد لامحالہ یہ شبہ ضرور واقع ہو گا کہ جب وہ عبارات ایسی
صاف و صریح ہیں کہ معانی کفریہ صراحتاً تو درکنار اشارۃً و کنایۃً بھی اُن سے سمجھ میں نہیں
آ سکتے تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب جیسے فاضل نے اُن
عبارات کا وہ مطلب بجا اور تکفیر کی اور کرائی۔ حالانکہ خان صاحب موصوف تکفیر
میں بڑے ہی محتاط معلوم ہوتے ہیں جو اُن کی عبارات ذیل سے صاف ظاہر ہے۔

(۱) بلکہ فقہائے کرام نے یہ فرمایا ہے کہ جس مسلمان سے کوئی لفظ ایسا صادر
ہو جس میں تنوہ پہلو نکل سکیں اُن میں ۹۹ پہلو کفر کی طرف جاتے ہوں اور ایک اسلام
کی طرف تو جب تک ثابت نہ ہو جائے کہ اُس نے خاص پہلو کفر کا مراد رکھا ہے ہم
اُسے کافر نہ کہیں گے کہ آخر ایک پہلو اسلام کا بھی تو ہے کیا معلوم شاید اُس نے یہ ہی
پہلو مراد رکھا ہو۔ اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ اگر واقع میں اُس کی مراد کوئی پہلو کفر ہے

تو ہماری تاویل سے فائدہ نہ ہوگا وہ عند اللہ کافر ہی ہوگا۔ (تہذیب ایمان صفحہ ۳۳)

(۲) یہ احتمال خالص اسلام ہے تو متیقن فقہائے اُس قائل کو کافر نہ کہیں گے اگرچہ اُس کی بات کے اکیس پہلوؤں میں بیس گنہیں۔ مگر ایک اسلام کا بھی ہے احتیاط و تحین ظن کے سبب اُس کا کلام اسی پہلو پر عمل کریں گے جب تک ثابت نہ ہو کہ اُس نے کوئی پہلو کفر ہی مراد لیا۔ (تہذیب صفحہ ۳۵)

(۳) شرح فقہ اکبر میں ہے۔ عمد ذکر ذلك المسألة المتعلقة بالكفر إذا كان لها تسع وتسعون احتمالا للكفر واحتمال واحد في نفيه فالأولى للمفتي والقاضي ان يعمل بالاحتمال الثاني (فتاویٰ خلاصہ و جامع الفصولین و محیط و فتاویٰ عالمگیری و غیر ہا میں ہے۔) اذا كانت في المسألة وجوه توجب التكفير ووجه واحد يمنع التكفير فعلى المفتي والقاضي ان يميل الى ذلك الوجه ولا يفتي بكفره تحيينا للظن بالمسلم ثم إن كانت نية القائل الوجه الذي يمنع التكفير فهو مسلم وإن لم يكن لا ينفعه حمل المفتي كلامه على وجه لا يوجب التكفير۔ اسی طرح فتاویٰ بزازیر و بحر الرائق و مجمع الانہر و حدیقہ ندیر و غیرہ میں ہے۔ (تہذیب صفحہ ۳۵ و ۳۶)

(۴) تاتارخانیہ و بحر و سل الحسام و تہذیب الولاہ و غیر ہا میں ہے۔ لا یکفر بالمتحد لان الکفر نهائية في العقوبة فيستدعي نهائيته في الجنائته ومع الاحتمال لانهاية تهديد

(۵) بحر الرائق و تنویر الابصار و حدیقہ ندیر و تہذیب الولاہ و سل الحسام و غیر ہا میں ہے۔ والذي تحررناه لا يفتي بكفر مسلم ما كان حمل كلامه على محمل

حسن الخ (تہذیب صفحہ ۳۳)

(۶) ضروری تہذیب احتمال وہ مجرب ہے جس کی گنجائش ہو صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے تہذیب صفحہ ۳۳ شفا شریف میں ہے اوعاء التاویل فی لفظ صرح لا یقبل صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں مناجاتا۔ شرح شفا تہذیب صفحہ ۳۳ میں ہے۔ هو مردود عند القواعد الشریعة۔ ایسا دعویٰ شریعت میں مردود ہے۔ (تہذیب صفحہ ۳۵)

(۷) اولاً یحتمل السبوح عن عیب کذب متبوع۔ دیکھئے کہ بار اول شفا ص ۱۲۹ میں لکھنؤ مطبع انوار محمدی میں چھپا جس میں بدلائل قاہرہ دہلوی مذکور اور اُس کے اتباع پر پختہ وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے صنف نوے پر حکم اخیر یہ ہی لکھا کہ علماء متاثرین انہیں کافر نہ کہیں یہ ہی صواب ہے و هو الجواب وبہ یفتی و علیہ الفتوی و هو المذهب و علیہ الاعتماد و فیہ السلامة و فیہ السداد یہی جواب ہے اور اسی پر فتویٰ ہوا اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامت اور اسی میں استقامت۔ (تہذیب صفحہ ۳۵)

(۸) ثانیاً لکھنؤ کتبہ الشہابیہ فی کفریات ابی الوبابیہ۔ دیکھئے جو خاص (مولانا مولوی محمد اسماعیل دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) اور ان کے قبیحین ہی کے رو میں تصنیف ہوا اور بار اول شعبان ۱۳۱۶ء میں عظیم آباد مطبع تحفہ حنفیہ میں چھپا۔ جس میں نصوص جلیلہ قرآن مجید و احادیث صحیحہ و تصریحات ائمہ سے بحوالہ مصنفات کتب معتدہ اُس پر شر وجہ بلکہ زائد سے لزوم کفر ثابت کیا اور بالآخر یہی لکھا صفحہ ۶۲ ہمارے نزدیک تمام احتیاط میں اکفار یعنی کافر کہنے سے کف لسان یعنی زبان روکنا ماخوذ و مختار و

مناسب واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (تہید ص ۴۲)

(۹) ثالثا سلسلہ سیوف الہندیہ علی کفریات بالانجریہ۔ دیکھئے کہ صفحہ ۲۱۲ میں عظیم آباد میں چھپا اُس میں بھی (حضرت مولانا مولوی اسماعیل دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) اور اُن کے قبیحین پر بوجہ قاسمہ لزوم کفر کا ثبوت دے کر صفحہ ۲۲۱ پر رکھایہ حکم فقہی متعلق بکلمات سفہی تھا مگر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں بے حد برکتیں ہمارے علمائے کرام پر کہ یہ کچھ دیکھتے اس طائفہ کے پیر سے بات بات پر سچے مسلمانوں کی نسبت حکم کفر و شرک سنتے ہیں۔ بایں ہمہ شدت غضب دامن احتیاط اُن کے ہاتھ سے چھوڑا ہی ہے نہ قوت انتقام حرکت میں آتی ہے وہ اب تک یہی تحقیق فرما رہے ہیں کہ لزوم والنزام میں فرق ہے اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات ہم احتیاط برتیں گے سکوت کریں گے جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے انتہی مختصر (تہید ص ۴۲، ۴۳)

(۱۰) رابعاً ازالۃ العاذر بکراہم عن کلاب النار۔ دیکھئے کہ بار اول ص ۲۱۴ میں عظیم آباد چھپا اُس میں صفحہ ۱۰ پر لکھا ہم اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں اُن میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اُسے کافر نہیں کہتے۔ (تہید ص ۴۲)

(۱۱) سجن السبوح میں بالاخر صفحہ ۸۰ طبع اول پر یہی لکھا کہ عاذا اللہ عاذا اللہ ہزار ہزار بار عاذا اللہ میں ہرگز اُن کی تحفیر پسند نہیں کرتا اِن مقتدیوں یعنی مدعیان جدید کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ اُن کی بدعت و ضلالت میں شک نہیں اور امام الطائفہ (مولانا مولوی اسماعیل دہلوی رحمۃ اللہ) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہیں

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب کے زیادہ روشن نہ ہو جائے۔ اور حکم اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف حمل بھی باقی نہ رہے۔ فان الاسلام یعلو ولا یعلیٰ۔ (تہید ص ۴۲)

(۱۲) اور ان دشنامیوں کی تکفیر تو اب چھ سال یعنی سنہ ہجری سے ہوتی ہے۔ (تہید ص ۴۲)

(۱۳) بلکہ صراحۃً صاف صاف شہادت دے رہے ہیں کہ ایسے عظیم احتیاط والے نے ہرگز ان دشنامیوں کو کافر نہ کہا جب تک یقینی قطعی واضح روشن جلی طور سے اُن کا صریح کفر آفتاب کے زیادہ روشن نہ ہو گیا جس میں اصلاً اصلاً ہرگز ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکے۔ (تہید ص ۴۲)

(۱۴) جب صاف صریح انکار ضروریات دین و دشنام وہی رب العالمین و تبارک و تعالیٰ علیہ و علیہم اجمعین کا کلمہ سے دیکھی تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا۔ (تہید ص ۴۲)

(۱۵) ثالثاً سب جانتے ہیں کہ دوسرے سے یہ ناپاک ادعا ہی کہ بندگان خدا مہربان خدا کو قادر متقل جان کر استعانت کرتے ہیں ایک سخت بات ہے جس کی شناخت پر اطلاع پاؤ تو مدتوں نہیں تو بہ کرنی پڑے۔ اہل لا الہ الا اللہ پر بدگمانی حرام اور اُن کے کلام کو جس کے صحیح سمنے بے تکلف درست ہوں خواہی سخا ہی معاذ اللہ معنی کفر کی طرف ڈھال لے جانا قطعاً گناہ کبیرہ۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا ایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیراً من انظن ان بعض الظن اشو۔ یعنی اے ایمان والو بہت گمانوں کے پاس نہ جاؤ بیشک کچھ

گمان گناہ میں اور فرماتا ہے دلائل قاطعہ مالیں لك به علمان السمع والبصر
والفتوا كل اولئك كان عنه مسئولا۔ یعنی پیچھے نہ پڑا اُس بات کے جو تجھے
تحقیق نہیں بیشک کان آنکھ دل سب سے سوال ہوتا ہے۔ اور فرماتا ہے كَوْلَا
اِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا۔ کیوں نہ ہو کہ جب
تم نے اسے سنا تو مسلمان مردوں عورتوں نے اپنی جانوں یعنی اپنے بھائی مسلمانوں
پر نیک گمان کیا ہوتا۔ اور فرماتا ہے۔ يَعْظُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُوذُوا مِنْهُ ابَدًا۔ ان
کنتم مؤمنين۔ ”اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب ایسا نہ کرنا اگر ایسا نہ
رکھتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔“ایاکم والظن فان
الظن اکذب الحدیث۔“ گمان سے بچو کہ گمان سب سے بڑھ کر بھوٹی بات ہے۔“
رواہ مالک والبخاری والمسلم والبداد والترمذی اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم انک شققت من قبلہ۔ تو نے اُس کا دل حیر کر کیوں نہ دیکھا رواہ مسلم
وغیرہ۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کلمہ گو کے کلام میں اگر ۹۹ معنی کفر کے نکلیں اور ایک
تاویل اسلام کی پیدا ہو واجب ہے کہ اُسی تاویل کو اختیار کریں۔ اور اُسے مسلمان
ہی ٹھہرا دیں کہ حدیث میں آیا الاسلام یعلو ولا یعلی۔ اسلام غالب رہتا ہے
اور مغلوب نہیں کیا جاتا۔ رواہ الرازیانی والدارقطنی والبیہقی والفیاد النیل عن
عائذ بن عمر والتمدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلمہ نہ کہ بلا وجہ محض منہ زوری سے صاف ظاہر واضح معلوم معروف معنی کا انکار
کر کے اپنی طرف سے ایک ملعون مردود و معنوع مطرود احتمال گھڑے اور اپنے
یے علم غیب و اطلاع مال قلبی دعویٰ کر کے زبردستی وہی ناپاک مراد مسلمانوں کے

سربانہ سے۔ (برکات الاعمال ص ۲۸۶)

یہ پندرہ عبارتیں ایسی صاف اور صریح ہیں کہ جن میں کوئی منصف بھی تامل اور
تردد نہیں کر سکتا کہ مولوی احمد رضا ناٹا صاحب بڑھ کر دنیا میں کوئی بھی تکفیر اہل اسلام
کے بارہ میں امتیاط نہیں کر سکتا۔ اور فقط احتیاط ہی نہیں بلکہ عبارات مذکورہ سے
اور بھی چند امور ثابت ہوتے ہیں جو اب زر سے کھنکے کے قابل ہیں۔

(۱) امر اول۔ یہ کہ فقہائے کرام کے نزدیک جب تک کسی مسلمان کے
کلام میں کوئی احتمال بھی اسلام کا ہوگا اُس کو اُسی معنی پر عمل کریں گے جو اسلام کے
موافق ہوگا اگرچہ اُس کے مخالف ۹۹ احتمال کیوں نہ ہوں اور ۹۹ کی قید بھی اتفاقی ہے
اصل مطلب تو یہ ہے کہ جب تک ایک احتمال بھی اسلام کا ہے تو اُسی کو ترجیح ہو
گی اگرچہ اُس کے مخالف ہزار کیوں نہ ہوں۔ الاسلام یعلو ولا یعلی۔

(۲) امر دوم۔ اُس کلام کو معنی اسلامی پر عمل کرنا واجب ہے اور اُسی تاویل کو اختیار
کرنا ضروری جس میں وہ مسلمان رہے۔

(۳) امر سوم۔ مسلمان کے کلام کو ایسے معنی پر عمل کرنا کہ جو مستلزم کفر ہو باوجودیکہ اُس
کے صحیح معنی بے تکلف درست ہوں یہ قطعاً گناہ کبیرہ اور حرام ہے۔

(۴) امر چہارم۔ یہ کہ معنی اسلامی جس سے قائل مسلمان رہے اگرچہ وہ ضعیف ہی
کیوں نہ ہوں اور معنی کفریہ اگرچہ قوی ہی کیوں نہ ہوں اگرچہ معنی اسلامی میں تکلف ہی
کرنا پڑے اور معنی کفریہ نہایت قوی بلا تکلف مفہوم عبارت ہوں مگر جب تک یہ
ثابت نہ ہو جائے کہ قائل کی مراد معنی کفریہ ہیں۔ اُس کلام کو معنی اسلامی ہی پر عمل کریں
گے اور قائل کو مسلمان ہی کہیں گے کیونکہ جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال بھی اسلام

کا ہوگا تو اسے مسلمان ہی کہیں گے اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ جب یہ احتمال ضعیف سے ضعیف ہے تو اس کا مقابل قوی سے قوی ہوگا۔

(۵) امر پنجم۔ مفتی اور قاضی کو مسلمان پر حسن ظن واجب ہے۔ عند اللہ کسی مسلم کا کفر ہونا اس کی تحقیق قاضی و مفتی کے متعلق نہیں کلام سے جب تک ضعیف احتمال بھی اسلام کا مؤید ہوگا مفتی کا فتویٰ اور قاضی کا حکم اس کے اسلام ہی کا ہوگا اگرچہ فیما بینہ و بین اللہ اس کے ارادہ کے موافق معاملہ ہوگا قاضی اور مفتی کا فتویٰ واقعہ کو نہیں بتاتا بلکہ مفاد کلام ظاہر کرنا اس کا کام ہے۔

(۶) امر ششم۔ کسی کلام کے معنی اگر احتمال کفریہ رکھتے ہوں اور معنی کفری محتمل ہو۔ صریح نہ ہوں تو اس سے قائل کا کفر ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ کفر عقوبت میں نہایت ہے۔ تو اس کی جنایت بھی اتنا ہی درجہ کی ہونی چاہیے اور جب معنی کفری محتمل ہیں تو یہ انتہا درجہ کی جنایت نہیں یعنی اتنا درجہ کی جنایت جب ہوگی کہ جب معنی کفری ایسے صریح ہوں کہ اس کے سوا دوسرے معنی کا ضعیف سے ضعیف بھی احتمال باقی نہ رہے۔

(۷) امر ہفتم۔ کسی کو کفر کثافات عقوبت فی القول ہے۔ کسی کو عند الشرع کوئی اس سے زیادہ سزا کی تکلیف نہیں دے سکتا اور اس قول سے زیادہ بڑا نہیں کہہ سکتا کہ اسے کفر کہے تو چونکہ یہ نہایت عقوبت سزا ہے تو اس بناء پر اس کا قول بھی نہایت جنایت فی القول ہوا اور وہ یہ ہے کہ صراحتہ کلمہ کفر کہے اگر کفر اس کے کلام سے بطریق احتمال مفہوم ہوگا تو یہ جنایت کلامیہ نہایت بڑی نہیں پہنچی اس وجہ سے اس کو کفر بھی نہیں کہا جائے گا۔

(۸) امر ہشتم۔ احتمال نافع اور دافع کفر وہ ہوگا جو عبارت سے نکلنا ممکن ہو اور جو عبارت سے نکلنا ممکن ہی نہ ہو اور بالذات کلام کا مدلول ہی نہ سکے وہ احتمال مفید

ہو سکتا۔ غرض عبارت ثبوتہ کفر وہ ہوگی جس میں بالذات دلالت و طرق ادا سے کوئی طریقہ بھی مخالفت معنی کفری نہ ہو سکے۔ ورنہ کسی طرح بھی قاعدہ میں اگر اس کا محل حسن بن سکے گا تو وہ شخص کافر نہ ہوگا اور اگر کلام بجز معنی کفری کے کسی معنی کو بھی محتمل نہ ہوگا تو ایسے معنی جن کو الفاظ کسی طرح بھی محتمل نہ ہوں اور ان معنی کی کسی طرح بھی کلام میں گنجائش نہ ہو قابل قبول اور دافع کفر نہ سمجھے جاویں گے۔

(۹) امر نہم۔ امور مذکورہ بالا جناب مولوی احمد رضا خان صاحب کے بھی مسلمات سے ہیں اور انھیں پر جناب ناصحاب کا عملدرا آمد ہے۔

(۱۰) امر دہم۔ خان صاحب جن حضرات کی تکفیر مسلمان بھری میں فرمائی ہے اس سے پہلے ان کو مسلمان جانتے تھے ان کے کفر کہنے سے ہزار ہزار بار تماشائی فرماتے تھے اور اسی کو اپنا مذہب اور فتوے اور راہ استقامت و مختار و مرضی قرار دیتے تھے مگر جب ان کا کفر صریح یقینی قطعی واضح روشن علی طور اور آقا سے زیادہ ظاہر ہو گیا جس میں اصلاً اصلاً ہرگز ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکی کسی دوسرے معنی پر اس کا عمل کرنا محال ہو گیا تب آخر مجبور ہو کر ان کے کفر کا فتویٰ دیا جب صاف صریح و شام دہی رب العالمین و سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اجمعین آنکھ سے دیکھی تب بدون تکفیر چارہ ہی کیا تھا۔ گو عبارات مذکورہ کے افادات تو بہت زیادہ ہیں مگر تھک حشرہ کاملہ ہی پر ختم کر کے اصل بحث کی طرف رجوع کیا جاتا ہے کہ جن عبارات میں معانی کفریہ کو سوں بھی نہیں ان کی بنا پر مولوی احمد رضا خان صاحب جیسے فاضل اور محتاط کیسے تکفیر فرما سکتے ہیں دفع تکفیر کے واسطے تو ادنیٰ سے ادنیٰ اور ضعیف سے ضعیف تر احتمال بھی کافی ہے پھر جب صریح معانی موافق اسلام ہوں

اور معانی کفریہ بطریق من طرق الدلائل بھی مفہوم کلام نہ ہوں تو جناب خاں صاحب تکفیر اور تکفیر بھی ایسی تکفیر کہ جو ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر سمجھ میں نہیں آتا اس معنی کو کھونا چاہیے تاکہ رفع اشتباہ اور حقی واضح ہو جائے۔

اس شبہ کا جواب ہمارے نزدیک تو ایسا دشوار ہے کہ حل ہی نہیں ہو سکتا سناپ بھی مر جائے اور لامٹی بھی نہ ٹوٹے اُن عبارات سے صراحت کفر بھی مفہوم نہ ہوا دھر جناب خاں صاحب محتاط بھی بنے رہیں قائلین کی تکفیر بھی ہو جائے عقل سے باہر بات ہے۔ ہاں دفع تعارض کی صورت ہماری رائے ناقص میں یا تو وہی ہے جو مدرس العرب والعجم العالم الجلیل والفاضل البلیل فخر الاماثل مجدد الافاضل فارسی میدان التحریر والتقریر المحدث المفسر الفقیہ البحر الخیر جناب مولانا مولوی سید حسین احمد صاحب ہاجر مدنی عمت فیوضہم نے اپنے رسالۃ الشہاب الثاقب علی المسترق لکاذب میں بتفصیل تمام بیان فرمائی ہے جس کا جی چاہے رسالہ موصوفہ کو ملاحظہ فرما کر تشفی کرے اُس میں خاں صاحب کے حالات قدرے تفصیل سے مذکور ہیں۔

ع بدو زوطح دیدہ ہوشمند جناب عالی کسی کا قول ہے عج چون غرض بہر نیشہ جب آدمی پر خواہشات نفسانہ کا غلبہ ہوتا ہے تو اُس کو کچھ خبر نہیں رہتی کہ میں نے پہلے کیا لکھا تھا اور اب کیا لکھتا ہوں خاں صاحب نے دنیا کی تکفیر کرتے وقت جب اپنی بھی تکفیر فرمادی اور خبر نہ ہوئی تو اُس کی کیا پروا ہے کہ پہلے کیا لکھا تھا اور اب کیا عمل ہو رہا ہے بلکہ اسی بناء پر تو اپنی مع جملہ اتباع کی بھی تکفیر فرمائی اگر یہ دیدہ و وزی نہ ہوتی تو کم از کم اپنی تو تکفیر نہ فرماتے جس کو رد التکفیر علی الفاش التکفیر میں مفصل بیان کیا گیا

لے اس کے بعد احدى التسعة والتسعين على الواحد من الثلاثين اور انکو اکب الیمانی عین اولاد افزوائی میں لکھا گیا ہے ۱۲ منہ

بہ اور اسے نثری حسام الحرمین اور جناب خاں صاحب ہی کے اقوال سے ثابت کر دیا ہے کہ جناب خاں صاحب جیسے اپنے مخالفین کی تکفیر فرماتے ہیں اپنے اور اپنے تبعین پر بھی یہ ہی حکم نافذ فرماتے ہیں۔ یعنی جو شخص مولوی احمد رضا خان صاحب اور ان کے اتباع کو کافر نہ کہے اُن کے کفر میں کسی طرح کسی حال میں شک شبہ کرے وہ کافر قطعی ہے واقعی انصاف اسی کا نام ہے اور حقی پرستی اسی کو کہتے ہیں۔

حدیث - زیدو من احد کم حتی یحب لخصه ما یحب لنفسه او کما قال پرنجان صاحب نے پورا عمل فرمایا ہے۔ پہلے خاں صاحب تکفیر میں امتیاط فرماتے تھے تو سب کے واسطے ہی حکم تھا اور جب بابت تکفیر اس قدر وسیع ہوا کہ خود ذات شریف بھی مرکز دائرہ کفر قرار پائے تو اور کسی کی کیا پروا ہے یا حافظہ کا نقصان یا نباشد کا مصداق ہے آخر آپ صوفی بھی تو ہیں اور ابن الوقت کے ایک یہ بھی معنی ہیں کہ جو مصلحت دقت ہو اُس پر عمل کیا جاوے جس کو آج کل مہذب الفاظ میں پالیسی سے تعبیر کیا جاتا ہے اُس وقت یہ ہی مصلحت دقت تھی کہ ستر وجہ سے کفر لازم کر کے دکھایا جائے علماء کرام کے فتوے نقل فرمائے جانیں تاکہ تمام لوگ اُن کو کافر سمجھیں کافر کہیں آخر میں چپکے سے دبی زبان سے یہ بھی کہہ دیا کہ ہمارے نزدیک تکفیر مختار اور مرضی و پسندیدہ نہیں ہے اگر کسی نے اعتراض کیا کہ تکفیر کیسے کی تو آخری فقرہ پسر ہو جی جائے گا ورنہ تمام رسالہ میں تو حکم کھلا کفر کفر کی صدا میں بلند ہی ہیں خلقت اُن تصریحات کے بناء پر مخالفین خاں صاحب کو کافر ضرور سمجھے گی حقیقتہ الام کوئی کیا جانے ۱۵

اب تو آرام سے گذرتی ہے آخرت کی خبر خدا جانے

کسی پنڈت سے سوال کیا تھا کہ اس سال بارش کیسی ہوگی جواب دیا کہ ٹھیکر باتھ

میں بے پھر دگے اگر بارش ہوگی تو یہ مطلب کہ اتنی بارش ہوگی کہ گھر میں سے پانی پہنچنے کو ٹھیکرا ہاتھ میں لگے اور نہ ہونی تو یہ مطلب کہ قط سالی کی وجہ سے بھیک مانگتے پھر دگے۔ یہ وقت جرنیلی کا تھا کہ جو خان صاحب کے تئیں کردہ اہل اسلام کو کافر نہ کہے وہ بھی قطعی کافر۔ یہ کیا خبر تھی کہ ایک سید زادہ مظلوم کو رسائل کہیں سے دستیاب ہو جائیں گے اور وہ ردائے تکفیر وغیرہ بھی طبع کرا ہی دے گا۔ اس کا تو پہلے ہی کامل بندوبست کر دیا تھا کہ رسائل مخالفین کو نہ دیں مگر نہ معلوم یہ بلائے آسمانی کیسے نازل ہو گئی الخضر ہم نہیں کہہ سکتے کہ خان صاحب نے یہ صریح تعارض کیوں کیا ہے اور اس میں ان کی اصلی غرض اور مصلحت کیا ہے کہ پہلے رسائل میں تو تکفیر کے بارہ ہیں وہ مکمل درج فرمائے جو علمائے متاہلین کا مذہب ہے اور ۱۲۲ بھری سے آج تک وہ جرنیلی حکم صادر فرمایا کہ جو سامنے آئے پنج کہی نہ جانے وہ خود اور ان کے قبیض ہی کیوں نہ ہوں مگر چونکہ رسالہ انتصاف البری من الکذاب المفتری (جس میں ہم نے خان صاحب کے جملہ قبیض کو عام اعلان دیا ہے کہ بلا تخصیص احد سے جس کا جی چاہے مرد میدان بنے اور جن امور کی صراحت کا دعویٰ کر کے علماء ربانین اور اس ناچیز کی تکفیر کی ہے ان مضامین کو تخریر ان اس وبراہین قاطعہ وحفظ الایمان واسکات المتعدی ہیں دکھا دے مگر یہ تمام جماعت سے ہرگز نہ ہو سکے گا اور اگر وہ عبارات جن کی صراحت کا دعویٰ کیا ہے نہ دکھا سکیں تو اس مضمون ہی کو دوسری عبارات صریح میں دکھا دیں یہ بھی نہ ہو سکے تو ان مضامین کو بطریق لزوم ہی ثابت کر دیں گو لزوم ثابت تکفیر نہیں جو خان صاحب کا دعویٰ ہے اور بفضلہ تعالیٰ اس رسالہ کا اور رسالہ ردائے تکفیر کا جواب ہونا بھی بہت ہی جلد ثابت ہو گیا جس کو ہم نے اپنے رسالہ الطین اللذنب علی الاسود الکذاب میں مفصل بیان کیا ہے)

ہم نے وعدہ کیا تھا کہ جن عبارات کو خان صاحب خواص و عوام میں پیش کر کے غلط بیان فرماتے ہیں ان کا صحیح مطلب خدا چاہے مستقل رسالہ میں لکھیں گے۔ اور یہ وہی رسالہ موعودہ ہے لہذا ہم اس بحث کو نہایت متعلقانہ طور سے عرض کرتے ہیں تاکہ مطلب کے سمجھنے میں کچھ غمباقی نہ رہے اور حق انشاء اللہ تعالیٰ روز روشن کی طرح واضح ہوئے اس مقدمہ میں ہم مظلوم ہو کر مدعی ہوتے ہیں اور خان صاحب مدعا علیہ وارد اور سی انصاف اہل اسلام و اہل حق سے کرتے ہیں اور انقطاع فیصلہ کی درخواست اس حکم الہامی کے کرتے ہیں جو عالم السر والعلانیہ ہے وہ ہمارے بیان میں صدق کی روح پھونک دے اور اس میں راستی کا اثر پیدا فرمائے جس سے ہمارے بھائی تشدد اور نا انصافی کے طریقہ کو چھوڑ کر دوستی اور محبت کی راہ اختیار فرمائیں جن کے قلوب طلب حق کے لیے بے چین ہیں یہ مختصر بیان پر آگندہ تقریر باعث اطمینان و موجب جمعیت خاطر ہو جائے۔ آمین ثم آمین۔

ہماری عرض یہ ہے کہ جناب مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے بلا وجہ بلا سبب محض ہوائے نفس و نفسانیت و حب جاہ کی وجہ سے جعلی دستاویز مصنوعی کا غیر مفید مدعی ناکافی ثبوت کی بناء پر ہماری تکفیر کی اور کرائی اور اس درجہ شدید حکم جاری کیا ہے کہ جو ان کے مخالفین کو کسی حال کسی طرح کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔ یہ امر خان صاحب کی حق پرستی و عبارات خان صاحب منقولہ سابقہ و تحقیق قدیم و دیانت و اخوت اسلامی سبب بعید ہے۔

چونکہ ہم کو تحقیق منظور ہے لہذا جناب خان صاحب کی جانب سے جو واقعی عزرات کوئی ان کا بڑا خیر خواہ پیش کر سکتا ہے وہ اپنی عقل کے موافق پیش کر کے

اُن کا بھی جواب عرض کریں گے تاکہ اس مضمون پر پھر کسی صاحب کو قلم نہ اٹھائے کی تکلیف ہی نہ کرنی پڑے نہ اپیش قاضی رومی راضی آئی کا مضمون نہ ہوگا جس کو اہل انصاف خدا چاہے خود ملاحظہ فرمائیں گے لہذا بندہ اپنے دعوے کو مفصل اور مشرح عرض کرتا ہے اُس سے جواب شبہ مذکورہ بھی واضح ہو جائے گا۔

ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب یہ دعویٰ کر کے کہ تحذیر الناس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی آخر الزمان ہونے سے انکار کیا ہے۔ حضرت خاتم المتحققین فخر ارباب تحقیق قدوة اصحاب تدقیق یا دیگر سلف حجت الخلف آیت من آیات اللہ قاسم العلوم والخیرات مصدر العلوم والبرکات محی السنۃ والاسلام والمسلین حجتہ اللہ فی العالمین امام الشریعۃ والطریقۃ حضرت مولانا الحافظ الحاج مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس اللہ سرہم چونکہ مشاہیر علمائے ربانیین اور علوم عقیدہ و فقیہ کے ماہر ظاہر اور باطن میں مقتدا امراض روحانی کے طبیب ہندوستان کے ہر گوشہ میں اُن کے تقدس و علم و فضل کی دھوم ایسا اوجھ بلند پر واز شاہین وقت خان صاحب کو کونسا شکار ملتا اس وجہ سے حضرت مولانا موصوف کی تکفیر کی اور کرائی اور یہ انکار ختم زمانی مولانا موصوف کے ذمہ کذب خالص و بہتان محض ہے۔

اسی طرح خاتم المحدثین والمفسرین مؤید مذہب النعمان ابو حنیفہ دوران تطلب الارشاد ورشید الحق والملة والدين مرجع الكل في الكل شيخ الوقت ومصدر الهداية والتليق حامي السنة السنية حامي البعده البقية لا يخاف في الله لومة لائم حضرت مولانا الحافظ الحاج مولوی رشید احمد صاحب قدس اللہ سرہم پر یہ افتراء فرمایا کہ وہ خدا کے کذب بالفعل کو جائز رکھتے ہیں اور جو اللہ سبحانہ تعالیٰ کو بالفعل جھوٹا مانے اور تہریج کرے معاذ اللہ لکھنؤ

نے جھوٹ بولا اور بڑا عیب اُس سے صادر ہو چکا تو اسے کفر بالائے طاق گمراہی درکنار فاسق بھی نہ کہو۔ ایسے عالم ربانی تو درکنار عالم دنیا بلکہ طالب علم بلکہ عام مسلمان بھی یہ گندے الفاظ نہیں نکال سکتے اس کذب و افترا کی وجہ بھی وہی امر اقل ہے اس کے ثبوت میں جناب خان صاحب ایک جلی مضمونی فتویٰ پیش فرماتے ہیں جو شرعاً عقلاً قانوناً قابل حجت نہیں۔

مؤلف براہین قاطعہ عمدۃ المتکلمین زینۃ المحرمین عالم باعمل صوفی صافی متقی حنفی چشتی صاحب العلم والعلم مبطل انوار الرب البلیل جناب مولانا الحافظ الحاج خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم و عمت انوارہم کے ذمہ ایک یہ بہتان عظیم شان تصنیف فرمایا کہ براہین قاطعہ میں تصریح کی کہ ابلیس کا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے کیسے کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذباً براہین کی عبارت منقولہ تو درکنار براہین قاطعہ کیا مولانا موصوف کی جملہ تصنیفات بلکہ ہمارے جملہ اکابر کی جملہ تصانیف میں بھی اس بخش گندے نصیحت کفری مضمون کی تصریح تو درکنار اشارہ و اشارہ بھی نہیں نکل سکتا۔ اور انہیں حضرات کی کیا تخصیص کوئی مسلمان بھی ایسا مضمون اپنے قلب میں نہیں لاسکتا۔ دوسرے یہ کہ ابلیس یمن کو خدا کا شریک ماننا ضرور ماننا کہ جو بات مخلوق میں ایک کے لیے ثابت کرنا شرک ہوگی وہ جس کسی کے لیے ثابت کی جائے قطعاً شرک ہی رہے گی کہ خدا کا شریک کوئی نہیں ہو سکتا بھلا تبیین سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے شرک ہو سکتا ہے ایسا عقیدہ اگر کسی بدعتی کا ہو تو احمق بھی ہو سکتا ہے ان حضرات پر اگر نزاع ہو نہیں ہے تو اور کیا ہے چونکہ حضرت حافظ الحق والملة والدين محبوب السليمن والبستین حضرت مولانا الحافظ الحاج رشید احمد صاحب برد اللہ تعالیٰ مضبوط اسکنہ فی اعلیٰ علیین نے

ہوائے نفس جب جاہِ صداقت اسلام وغیرہ وغیرہ نہیں تو اور کیا ہے۔

جناب خان صاحب کی جانب سے کسی ان کے سچے معتمد اور خیر خواہ کے دل میں یہ خیال آئے تو بعید نہیں کہ جناب مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب وہ شخص ہیں کہ ان کو مجدد زمانہ حاضرہ کہا جاتا ہے ان کے علم و فضل زہد و تقویٰ کا غل سے لے کر عرب تک ہے جن امور کی صراحتہ کا دعویٰ کر کے خان صاحب تکفیر کی اور کرائی ہے وہ امور تحذیر الناس غیر میں ضرور صراحتہ ہی مذکور ہوں گے ورنہ یہ ممکن نہیں کہ خان صاحب جھوٹی تہمت رکھ کر بلا وجہ ایک بے شمار جماعتِ مسلمین کو دائرہ اسلام سے خارج فرمادیں۔ وہ تو تکفیر اہل اسلام کے بارہ میں اس قدر محتاط ہیں کہ دنیا میں اس سے زیادہ متصور ہی نہیں جیسا کہ عبارات سابقہ مع فوائد عشرہ سے ظاہر ہے۔ لہذا غایت تو ضیع کی بناء پر وہ امور جن پر اس مسئلہ کی تشریح اور شخص موقوف ہے ان کو عرض کیا جاتا ہے تاکہ سند صاف اور متق ہو کر ہر ذی رائے کو رائے اور فیصلہ دینے کا موقع ملے۔

امور متیقح طلب یہ ہیں

- (۱) مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے جن مضامین کفریہ کی وجہ سے تکفیر کی اور کرائی ہے آیا وہ مضامین عبارات متقہ تحذیر الناس وغیرہ میں ہیں یا نہیں۔
- (۲) اگر مضامین کفریہ عبارات مذکورہ میں ہیں تو صراحتہ ہیں اور صراحتہ بھی ایسے جس میں کسی دوسرے مفہوم صحیح کا احتمال نہ ہو اور عبارت میں سوائے مضامین کفریہ کے کسی صحیح معنی کی گنجائش ہی نہ ہو۔ یا دوسرے کسی معنی صحیح کا بھی احتمال ہے اول صورت میں حق بجانب خان صاحب ہے یا نہیں۔

برایں قاطعہ پر تفریق لکھی ہے اس وجہ سے ان کو بھی اس جرم میں شریک فرما کر ذلالت و نورین وقت کا مصداق فرمایا اور دہری تکفیر کا حکم نافذ کیا گیا مگر ان میں زبدۃ الاراء عظیمین جن کی صورت دیکھنے سے خدا یاد آئے تاج المفسرین زینۃ المحدثین عظیم سلیم فاضل علوم عقیدہ و فقیہہ جناب مولانا الحافظ الحاج اشرف علی صاحب تھانوی لازالت شمس شوہم باز فہم و نجوم برکاتہم لعلہم پر الزام فاضل یہ برپا کیا کہ حفظ الایمان میں یہ تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر سچے اور ہر پاک بلکہ ہر جانور اور ہر چار پاہ کو حاصل ہے اور حفظ الایمان کی عبارت نقل فرما کر تمہید صلا پر فرماتے ہیں کیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صریح گالی زد دی کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اتنا ہی ملطیب دیا گیا تھا جتنا ہر پاگل اور ہر چوہا پاہ کو حاصل ہے۔ یہ بھی مثل دیگر اتہامات کے بالکل بے اصل و دروغ ہے۔ جس کی گنجائش آسمان و زمین میں تو ہو نہیں سکتی اگر ہو سکتی ہے اور ہے تو جناب خان صاحب کے قلم کی زبان میں اور ان کی سچی تحریرات میں صلائے مناظرہ میں جو الاسکات المتعدی بندہ پر بھی یہی الزام اور بہتان لگایا گیا ہے کہ خدا کو صاف صاف جھوٹا کہہ دیا لغو باشد من ذالک۔

یہ وہ ہے جا الزام لگانے گئے ہیں کہ فرضی لازم اور مدعیوں کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہے تکفیر قرآن امور کی تصریح اور صراحتہ پر موقوف ہے اور صراحتہ بھی کیسی جس میں جانب مخالف کا ضعیف سا ضعیف احتمال بھی نہ ہو حالانکہ جن عبارات کو کتب مذکورہ نے خان صاحب نے نقل فرمایا ہے ان عبارات میں ان معانی کا ضعیف سے ضعیف بھی احتمال نہیں اور اگر مصنفین کے حالات اور سیاق و سباق کلام کے مقدم اور مؤخر کو دیکھا جائے تو ان معانی کفریہ کی بوجہ نہیں بلکہ مغلطہ کی تصریح پھر تکفیر بجا اور گنہ گہیز جہل و نادانیت

(۲) مضامین کفریہ عبارات منقولہ تحذیر الناس وغیرہ بالکل ہی ہوں یا صراحت نہ ہوں بلکہ بطریق احتمال یا لزوم مفہوم ہوتے ہوں تو جب تک قائل کی مراد وہ مضامین کفریہ متعین نہ ہو جائیں آیا قائل کی تکفیر ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(۳) جب مضامین کفریہ عبارات منقولہ مذکورہ میں بالکل ہی نہ ہوں یا صراحت نہ ہوں تو پھر خان صاحب کی تکفیر فرمائی نیک سنی اور خان صاحب کی عدم واقفیت اور عدم سلیقہ فہم عبارات اُردو پر محمول ہوگی یا بدینی اور بالقصد تفصیل اُمت و عداوت اسلام و اہل اسلام پر اگر ثانی صورت ثابت ہو جائے تو خان صاحب کی اعلیٰ درجہ کی بددیانتی خیانت تحریب اسلام اور بدترین مخالفین دین ہونا اہل عربین زاد ہما اللہ شرفاً و کبریٰ کو دہرہ دے کر اتہام رکھ کر تکفیر کرنا ناقصہ عظیم برپا کرنا۔ خان صاحب کا بالقصد مرکب گناہ کبیرہ ہونا۔ خان صاحب کی جملہ منقولات کا غیر معتبر ہونا۔ اور اول صورت میں جاہل ہونا فتویٰ دینے کے لائق نہ ہونا ثابت ہوگا یا نہیں۔ ان امور کی تنقیح کے بعد سند روشن بحث ظاہر مقدمہ صاف حکم لگانا رائے قائم کرنا بالکل آسان اور سہل ہو جائے گا زیادہ جدوجہد کی ضرورت نہیں۔

ہماری ذمہ ان امور کا ثابت کرنا ہوگا۔

(۱) عبارات منقولہ تحذیر الناس وغیرہ میں مضامین کفریہ بالکل نہیں۔

(۲) یا اگر مضامین کفریہ صراحت تو نہ ہوں مگر احتمال اور لزوم کے طور پر ہوں تب۔

(الف) ایسی صورت میں قاضی مفتی کو تکفیر حرام دنا جائز ہے جب تک کہ قائل کی مراد معلوم نہ ہو جائے کہ اس نے معنی کفریہ ہی مراد لیے ہیں اور اس وقت تک مفتی وقاضی پر واجب ہے

کراس کو مسلمان ہی کہے جب تک کہ وہ روشن کی طرح آفتاب کی زیادہ روشن نہ ہو جائے کہ اس نے معنی کفریہ کو اختیار کیا ہے اور حکم اسلام کیلئے اصلاً کوئی ضعیف سے ضعیف عمل بھی باقی نہ رہے۔ فان الاسلام یعلو ولا یعلیٰ۔

(ب) مصنفین تحذیر الناس وغیرہ نے معانی کفریہ مراد نہیں لیے یا کم سے کم معانی کفریہ کا مراد لینا ثابت نہیں۔

(ج) در صورت عدم ثبوت مراد معانی کفریہ در صورت مراد معانی صحیحہ اول صورت میں بوجہ حسن ظن کے اور ثانی صورت میں بوجہ مراد ہونے معانی صحیحہ کے تکفیر حرام ہے۔

(۳) اگر عبارات تحذیر الناس وغیرہ میں مضامین کفریہ بالکل کسی طرح نہ پائے جائیں یا صراحت نہ ہوں اور ان کا مراد لینا بھی ثابت نہ ہو یا معنی صحیح کا مراد لینا ثابت ہو تو مولوی احمد رضا خان صاحب کی تکفیر کرنی اور کرانی کس عمل پر محمول کی جائے گی۔

(الف) آیا مولوی احمد رضا خان صاحب کو اردو عبارت کے سمجھنے کا سلیقہ نہیں اور وہ اس تکفیر میں معذور ہیں کیونکہ ان سے غلطی ہوئی اور ان کا فعل نیک سنی پر مبنی ہے مگر ہاں وہ عالم نہیں اور ان کو فتویٰ دینا اور اہل اسلام کو ان سے فتویٰ لینا جائز نہیں ورنہ مطابق حدیث فاتحہ و ابغیر علمہ فضلو ادا صلوا و کما قال کے مصداق ہوں گے۔

(ب) یا مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے دیدہ و دانستہ عبارات صاف و صریحہ کا غلط مطلب بتایا یا بوجہ احتمال صحت اور متکلم کی مراد بھی معنی صحیح ہونے کے اور اس وجہ سے کہ متکلم کے صحیح معنی مراد لینے کا علم ہے یا اگر متکلم کی مراد معلوم نہیں تو بوجہ متکلم کی مراد کے علم نہ ہونے کے ہر دو صورت میں اس کلام کو صحیح معنی ہی پر عمل کرنا ضرورت تھا۔

مگر خان صاحب بدینی بغض و حسد و جب جاہ ثبوت ناموری تفصیل اہل اسلام عداوت

مسلمین کی وجہ سے بالقصد ترکیب گناہ کبیر کے ہوئے اور ان عبارات کو ہر پھر کے معانی کفر پر حمل کیا اور اس پر اصرار بھی کیا اس وجہ سے بھی ناسق ہو کر اس قابل نہ رہے کہ اہل اسلام ان سے فتویٰ لیں اور ان کی جملہ منقولات بھی غیر معتبر ہوئیں اور جب انھوں نے علمائے عربین شریفین زاد ہما اللہ ثمرنا و حکمنا سے اہل اسلام کی بے شمار جماعت کیا مٹنے جملہ ہندوستان جس میں وہ خود بھی مع اتباع کے بلکہ تمام مسلمان روئے زمین کے داخل ہو گئے سب کی تکفیر کرادی اور وہ بھی دھوکے کر اور جھوٹے اور افترا کر کے اور وہ بھی علمائے ربانین کے اوپر اور وہ بھی کس دلیری سے کہ رسائل اردو کے مضامین عام فہم پھر رسائل مطبوعہ اور جھوٹ اور الحاد بھی کہاں کیا غم میں پھر عرب میں اور عرب میں بھی عربین شریفین اور وہاں بھی خاص سبب حرام آیام مع میں۔

تو ایسا شخص عام اہل اسلام کو اور امور میں دھوکہ دینے سے کیا خوف کر سکتا ہے اس وجہ سے اہل اسلام نہ ان سے فتویٰ لیں نہ ان کے فتاویٰ قابل عمل ہیں۔

وہ امور جن کا ثبات کرنا خان صاحب کے ذمہ ہے ہیں

(۱) جن امور کفریہ کی صراحت کا دعویٰ خان صاحب نے کیا ہے وہ امور صراحتاً عبارات منقولہ تحذیر الناس وغیرہ میں دکھائے جائیں۔

(۲) اگر وہ امور صراحتاً تحذیر الناس وغیرہ میں ان عبارات میں نہ پائے جائیں جن کو مولوی احمد رضا خان صاحب نے نقل فرمایا ہے تو وہ امور عبارات منقولہ کتب مذکورہ میں نہ ملنا اور بطریق احتمال ہی کے موجود ہوں۔

(۳) اگر وہ امور کفریہ بطور احتمال عبارات منقولہ تحذیر الناس وغیرہ میں ہوں تو انہیں معانی کفریہ

کے مراد شکم ہونے پر دلیل مفید یقین کیا ہے در صورت نہ ہونے دلیل کے نقطہ معنی کفری کے متعل ہونے سے قبل اس کے کہ مراد شکم بھی وہی ثابت ہو تکفیر ہو سکتی ہے۔

(۴) اگر وہ امور کفریہ صراحتاً ہیں نہ دلائل تو پھر تکفیر کی کیا وجہ اور ہم نے جرائز امات مولوی احمد رضا خان صاحب کے ذمہ لگائے ہیں لازم اور ثابت کیوں نہ ہوں گے۔

(۵) اگر معانی کفریہ عبارات منقولہ تحذیر الناس وغیرہ سے صراحتاً ثابت نہ ہوں اور در صورت

احتمال معانی کفریہ کے شکم کی مراد ہونا ثابت نہ ہو اور اس صورت میں تکفیر ناجائز اور حرام ہو تو ایک تو دعویٰ صراحتاً دوسرے حکم تکفیر یہ دو جھوٹ مولوی احمد رضا خان صاحب کے ثابت ہو کر

ہمارے تمام الزامات خان صاحب پر کیوں ثابت ہوں گے۔ جناب مولوی احمد رضا خان صاحب

کی جانب کوئی ان کے خیر نہ اہمیری رائے ناقص میں نہایت درجہ کی تائیدیوں کر سکتے ہیں کہ جناب

خان صاحب ایسے متدین اور متقی اور قہر اور بے وث عالم ہیں کہ اس دعوے کا خود ہی ثبوت

چکے ہیں اور تمام امور کو خود بنفس نفیس ہی طے فرما دیا ہے مجھ کو تو نقطہ حوالہ ہی دینے کا ضرورت

ہے یہ مقدمہ اعلیٰ حضرت پر آج دائر نہیں ہوا ہے یہ شور و غل تو ایک مدت سے مچایا جاتا ہے۔

مدعیوں سے یہ تو نہیں سکتا کہ امور کفریہ سے قویہ کریں یا مناظرہ کریں لوگوں کو متوحش کرنے کی

غرض سے یہ شور مچایا جاتا ہے کہ جناب خان صاحب کی مشین میں کفر اور تکفیر ہی ڈھلتی ہے فلاں

کو کافر کہہ دیا فلاں کی تکفیر کر دی ہاں کہ یہ الزام اعلیٰ حضرت خان صاحب بالکل بے اصل اور

نقوبے ملاحظہ ہو تہدایہ ایمان کے پانچویں کمر میں ارشاد فرماتے ہیں۔

(۶) ہمارے عوام مسلمین کو بھڑکانے اور دن دھاڑے ان پر اندھیری ڈالنے کو یہ چاہتے ہیں

کہ علماء اہل سنت کے فتوے تکفیر کیا اعتبار یہ لوگ درازا سی بات پر کافر کہہ دیتے ہیں ان کی مشین

میں ہمیشہ کفر ہی کے فتوے چھپا کرتے ہیں (مولانا مولوی اسماعیل دہلوی کا ذکر نہ دیا۔ مولوی اسماعیل

صاحب کو کہہ دیا۔ مولوی عبدالحی صاحب کو کہہ دیا۔ پھر جن کی حیا اور بڑھی ہوئی ہے وہ اتنا اور ملاتے ہیں کہ معاف شدہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو کہہ دیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب کو کہہ دیا۔ حاجی امداد صاحب کو کہہ دیا۔ مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب کو کہہ دیا۔ انج یہ الزامات بیان فرما کر فرماتے ہیں۔

(۷) کہ ان کے پاس اس کا کیا ثبوت ہے۔ ان اللہ لایہم دینی کی دعا النحاشین۔ قل ہاتوبہ۔ انکم ان کنتہ صا دین۔ اس سے زیادہ کی ہمیں حاجت نہ تھی مگر بفضلہ تمہارے ہم اُن کی کڑائی کا وہ روشن ثبوت دیں گے کہ ہر مسلمان پر اُن کا نفرتی ہونا آفتاب سے زیادہ ظاہر ہو جائے اس کے بعد اعلیٰ حضرت جناب خان صاحب وہی عبارات دوبارہ احتیاط مکفر نقل فرمائی ہیں جو اوپر تہید الیمان سے نقل ہو چکی ہیں ملاحظہ فرمایا جائے اُن عبارات منقولہ کے بعد متکسب میں فرماتے ہیں۔

(۸) کہ جس بندہ خدا کی دوبارہ تکفیر یہ شدید احتیاط یہ عیسیٰ نصرکات اُن تکفیر کا اثر اتنی بے حیائی اور کیسا ظلم کتنی گھوٹی ناپاک بات پھر متکسب میں فرماتے ہیں۔

(۹) ان دشناموں کی تکفیر تو اب پچھ سال یعنی ۱۳۸۵ ہجری سے ہوئی ہے جبکہ المعتمد المستند چچی ان عبارات کو بغور نظر فرماؤ۔ اور اللہ اور رسول کے خوف کو سامنے رکھ کر انصاف کرو یہ عباراتیں قطعاً منقروں کا اثر ابھی رد نہیں کرتیں بلکہ مزاحمت صاف صاف شہادت دے رہی ہیں کہ ایسی عظیم احتیاط والے نے ہرگز ان دشناموں کو کافر نہ کہا جب تک یقینی قطعی واضح روشن جلی طور سے اُن کا مزہ کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر نہ ہو گیا جس میں اصلاً اصلاً ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ کل کے اور کوئی تاویل نہ کل سکی کہ آخر یہ بندہ خدا وہی تو ہے جو اُن کے اکابر پر ستر ستر وجہ سے لازم کفر کا ثبوت دے کر یہ ہی کتاب ہے کہ میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع

فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف حمل بھی باقی نہ رہے یہ بندہ خدا وہی تو ہے جو مردان دشناموں کی نسبت جب تک اُن کی دشناموں پر اطلاع یقینی نہ ہوئی تھی حکم فقہائے کرام لزوم کفر کا ثبوت دے سکتی تھی کچھ چکا تھا کہ ہر ہر بار بار عا شائیں ہرگز اُن کی تکفیر پسند نہیں کرتا۔ جب کیا کوئی ان سے ملاپ تھا اب رنجش ہو گئی جب اُن سے جہاد کی شرکت نہ تھی اب پیدا ہو گئی۔ عا شائیں مسلمانوں کا علامہ محبت و عداوت صرف محبت و عداوت خدا و رسول ہے جب تک اُن دشنام دہوں سے دشنام صادر نہ ہوئے یا اللہ و رسول کی جناب میں اُن کی دشنام نہ دیکھی نہ سنی تھی اُس وقت تک کچھ کوئی کا پاس لازم تھا غایت احتیاط سے کام لیا حتیٰ کہ فقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح اُن پر کفر لازم تھا مگر احتیاطی اُن کا ساتھ نہ دیا محکمین عظام کا مسک اختیار کیا جب صاف صریح انکار مذہب و ریات دین دشنام دہی رب العالمین و سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علیہم اجمعین آنکھ سے دیکھی تو اب بے تکفیر جاریہ نہ تھا کہ اکابر ائمہ دین کی تصریحیں سن چکے ہیں کہ من شک فی عذابہ دکھ نہ فقہ کفر۔ تہید متکسب۔

وہ امر جس سے معنی میں تحذیر برائے انسان وغیرہ کا مزہ کفر یقینی قطعی واضح روشن جلی طور سے آفتاب سے زیادہ ظاہر ہو گیا جس میں اصلاً اصلاً ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ کل کے اور حکم اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سے ضعیف حمل بھی باقی نہ رہا وہ ہے کہ جس کو اعلیٰ حضرت خان صاحب تہید متکسب ۳ و ۴ و ۵ و ۶ پر بیان فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔

(۲۰) وہ کتابیں جن میں یہ کلمات کفریہ ہیں مدتوں سے انہوں نے خود اپنی زندگی میں چھاپ کر شائع کیں اور ان میں بعض دو دو بار بھی چھپیں مدتہا مدت سے علمائے اہل سنت نے اُن کے رو چھاپے نہ افزائے کیے ص ۳۰۔

وہ فتوے جس میں اللہ تعالیٰ کو صاف صاف کاذب جھوٹا مانا ہے اُس کا اٹھارہ برس ہوئے متعدد دفعات رد شائع ہوا۔ آخر پندرہ برس بعد مفتی صاحب کا انتقال ہوا مگر مرتے وقت تک اس سے انتہی ملخصاً مڈ ۲ و مڈ ۳ متبید۔

(۲۱) نہ یہ کہہ کر وہ فتوے میر انیس جلالہ خود چھاپی ہوئی کتابوں سے فتوے کا انکار سہل تھا۔ تیسری بتایا کہ مطلب وہ نہیں جو علمائے اہل سنت بتا رہے ہیں بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ کفر مرتع کی نسبت کوئی سہل بات تھی جس پر اتفاقات نہ کیے نہ اس کا ایک مہری فتویٰ اُس کی زندگی تندرستی میں علانیہ نقل کیا جائے اور وہ قطعاً یقیناً مرتع کفر ہو اور سالہا سال اُس کی اشاعت ہوتی رہے لوگ اُس کا رد چھاپا کریں زید کو اُس کی بناء پر کفر بتایا کریں زید اُس کے بعد پندرہ برس جیسے اور یہ سب کچھ دیکھتے تھے اور اُس فتوے کی اپنی طرف نسبت سے انکار اصلاً شائع نہ کرے بلکہ دم سادے یہاں تک کہ دم نکل جائے کیا کوئی قائل گمان کر سکتا ہے کہ اس نسبت سے اسے انکار تھا یا اُس کا مطلب کچھ اور تھا۔ تمہید مڈ ۳۔

(۲۲) اور اُن میں کے جو زندہ ہیں آج کے دم تک اسکت ہیں نہ اپنی چھاپی کتابوں سے منکر ہو سکتے ہیں۔ نہ اپنی دشناموں کا اور مطلب گھڑ سکتے ہیں تمہید مڈ ۳۔

ان عبارات سے دلائل ثابت ہوئے اول تو یہ کہ اُن کتابوں میں یعنی برآین قاطعہ و حفظ الایمان و تحذیر الناس و فتوے مشروب میں وہ کفریات صراحتاً ہیں۔ دوسرے اُن کے مصنفین کی مراد بھی وہ معانی کفریہ ہی ہیں ورنہ بعد اطلاع تکفیر اُن عبارات کا مطلب صحیح ضرور شائع کرتے ورنہ ہر عاقل یہی یقین کرے گا کہ مصنفین کی مراد وہی مضامین کفریہ ہیں اور ان ہی دو امر کا ثابت کرنا جناب مولوی احمد رضا خان صاحب کے ذمہ تھا جو بنائے تکفیر تھے پانچ امور مندرجہ متفق سے دو ہی پر خالصتاً صاحب کے مدعی کا مدار تھا۔ سو وہ ثابت ہو گئے دیگر امور کے

بیان کرنے کی جب حاجت ہو کر ان دو امروں میں سے ایک بھی ثابت نہ ہو۔
اقول بحول اللہ تعالیٰ وقوتہ الذی جعل الاسلام عادۃ لا یعلوہ شیء۔
آپ نے ابھی اسی طرف کی تقریر کی ہے میری گزارش معروف ہو گی تو خدا چاہے بحث کا رنگ ہی بدل جائے گا جیسے اب عالم کفر و کفر کی اندھیری گھاٹ سے مار یک ہو رہا ہے خدا چاہے کوئی دم میں نور اسلام سے عالم منور ہو جائے گا۔ اور رفعتی اور زبردستی نادر شاہی حکم تکفیر کے سند یافتہ گناہ مسلمان ہی مسلمان نظر آئیں گے وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

ابھی تک یہ جملہ تحریرات جناب مولوی احمد رضا خان صاحب ہی کی طرف کی تو پیش ہوئی ہیں جن سے تکفیر میں احتیاط وغیرہ وغیرہ سب باخ نظر آ رہا ہے۔ صاحبو باقی کئے کئے کے دانت اور ہوتے ہیں اور کھانے کے اور۔ ایک شکاری جس کو دم کا عارضہ تھا یعنی اُس کی آنکھوں سے پانی بہت جایا کرتا تھا کہ ناواقف آدمی دیکھے تو خیال کرے کہ یہ شخص رو رہا ہے ایک دفعہ اس شکاری نے بال پھیلا یا اور بہت سے غریبے گناہ پرندے پھنس گئے شکاری اُن کو بال میں سے نکال کر کسی دوسرے طرف میں رکھتا تھا۔ اور آنکھوں سے پانی جو جاری تھا اُس کو پونچھتا جاتا تھا ایک پرندے نے اُس کی آنکھوں کے پانی کو دیکھ کر سمجھا کہ یہ ہمارے پھنس جانے پر روتا ہے دوسرے پرندے سے کہا کہ یہ شکاری بہت ہی بڑا رحمدل ہے کہ ہمارے پھنس جانے پر روتا ہے دوسرے نے جواب دیا کہ اُس کی آنکھوں کو مت دیکھو بلکہ آنکھوں کی طرف خیال کر۔

جناب خان صاحب کی ان دو ازدہ سالہ عبارات کو خیال نہ فرمانا چاہیے ان پر تمام علی رض ہو گئی اُن کو خان صاحب نے جدید قانون سے عملاً منسوخ فرما دیا ہے۔ اور اسی وجہ سے خان صاحب اور ان کے جملہ اتباع جو اُن کو کسی حال کسی طرح بھی کافر کہنے میں تامل و شک و احتیاط کرے بغیر کوتاہی

جناب خان صاحب قطعاً کانر ہیں جس کی تفصیل درالکفیر علی الفیشی الشیخ فیروہ میں موجود ہے اب جناب معین صاحب وہ خان صاحب نہیں ہیں جو سنہ ۱۲۳۷ھ سے قبل تھے یہ تمام عبارات سنہ ۱۲۳۷ھ سے قبل کی ہیں۔

ہم تمام امور جن کا ثابت کرنا ہمارے ذمہ ہے ان پر انشاء اللہ تعالیٰ مفصل بحث کریں گے اور خان صاحب کی ان عبارات پیش کردہ ہی سے اپنا مدعی ثابت کر کے فتح و نصرت کا فیصلہ نہ چاہے حاصل کریں گے اسی وجہ سے ہر امر میں خان صاحب ہی کی عبارت پیش کی ہے کہ جناب خان صاحب اور ان کے اتباع کو آئندہ کسی گفتگو کی مجال ہی نہ رہے اور فیصلہ قطعی اور مسلم فریقین ہو۔ مگر تفصیل سے قبل اس قدر عرض ہے کہ جیسے جناب خان صاحب کی اس عبارت سے ثابت کیا گیا ہے لطف کی بات یہ ہے کہ ہم بھی اپنا مدعی اسی آخری عبارت سے ثابت کر دیں تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ جناب خان صاحب کی عبارت انہیں کے مخالف ہے بخور ملاحظہ ہو۔

جناب خان صاحب عبارت نمبر ۱۹ تمہید ص ۱۹ میں فرماتے ہیں کہ ہرگز کانر نہ کہا جیتا تک یقینی قطعی واضح روشن علی طور سے ان کا صریح کفر آفتاب زیادہ ظاہر نہ ہو گیا جس میں اصلاً اصلاً ہرگز ہرگز کوئی گنجائش کوئی تائید نہ مکمل سکے اور اسی عبارت کے ذیل میں یہ بھی فرماتے ہیں کہ ہمیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سے ضعیف حمل بھی باقی نہ رہے اجمال میں ان ہی دو عبارتوں پر کفایت کر کے عرض کرتا ہوں کہ ملاحظہ ہوں عبارات مذکورہ تمہید ص ۱۹ ص ۲۱ وجہ تکفیر یہ بیان فرمائی جاتی ہے۔ مقدمہ اولیٰ کو تخذیران سن و فترتیں وغیرہ کفریات مراعات ہیں۔ مقدمہ ثانیہ ان کتابوں اور فتوے کی نسبت ضعیف اور غلطی کی طرف اور ان عبارات کی مراد معانی کفریہ ہونی یہ ضعیف اور غلطی کو مسلم تہجد و ضعیف اور غلطی کے کفر صریح اور تکفیر کی وجہ مقدمہ اولیٰ کی دلیل اعلیٰ حضرت دینی فرماتے ہیں وہ خلاف کیسے ہو سکتا ہے کیا قطعاً غلط ہی فرمایا ہو گا کیا اگر وہ عبارات

کا مطلب اسے بڑے علامہ کی سمجھ میں آیا ہو گا یا قصداً جھوٹ بولا ہو گا۔ (مقدمہ ثانیہ کا) فتوے کی نسبت کیا ثبوت بیچئے۔ (۱) زید کا ہماری فتوے جو قطعاً صریح کفر ہو۔ (۲) ساہا سال تک اس کا رد ہو کر اشاعت ہو۔ (۳) اس کی بنا پر لوگ اس کو کافر بنایا کریں (۴) زید مدت دراز تک زندہ رہے۔ (۵) یہ سب کچھ دیکھتے سننے اپنی طرف نسبت سے انکار اصلاً شائع ذکر سے اور یہ نہ کہے کہ یہ فتوے میرا نہیں ہے حالانکہ فتوے سے انکار سہل ہے (۶) زید بتایا کہ مطلب وہ نہیں جو کفرین بتا ہے ہیں بلکہ میرا مطلب یہ ہے۔ (۷) مذکور صریح کی نسبت کوئی سہل بات تھی جس پر اتفاقات دیکھا۔ (تہجد) ان تمام واقعات کے بعد کیا کوئی قائل گمان کر سکتا ہے کہ اس نسبت سے اسے انکار تھا یا اس کا مطلب کچھ اور تھا اب مقتدا پر جرح ملاحظہ ہوں (مقدمہ اولیٰ) فتوے کی نسبت بے شک مسلم کہ اس کا اگر وہی مضمون ہو جو مذکور ہو تو صریح کفر ہے جس کے وہ معنی مراد ہوں وہ کافر گرداؤں گفتگو اس میں ہے کہ جو مضمون خان صاحب نے نقل فرمایا ہے آیا وہ مضمون واقع میں اس فتوے کا ہے بھی یا نہیں (ثانیاً) وہ مضمون ایک جگہ پر مسلسل ہے یا خان صاحب کا انتخاب ہے اس واسطے کہ جب بطورہ اور مسلمہ کتب کی طرف خان صاحب نے وہ مضامین منسوب فرما دیئے کہ جن کی ضعیفیت کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں۔ تو ایک ایسا فتویٰ جس کی کج تک ہم زیارت سے بھی شرف نہیں اس کی نسبت کیا کہہ سکتے ہیں کہ وہ مضامین اس میں ہیں یا نہیں۔ مقدمہ ثانیہ کا مقدمہ اولیٰ یعنی یہی ہے (مقدمہ) یہ بھی مسلم نہیں کہ ساہا سال تک طبع ہو کر اشاعت ہوئی ہو اپنے طبع کر کے اپنے گھر رکھ لیا ہو اپنے دو چار معتقدین کو سنے دیا ہو یا پہلے طبع ہی نہ ہوا ہو۔ ابھی طبع ہوا اور سنا پہلے ڈلوا دیئے ہوں پھر اگر نفس اشاعت مقصود ہے تو ہندو مسلم مفید نہیں اور اگر مراد اشاعت عام ہے جس میں موافق مخالف سب کو شائع کیا گیا ہو تو گو یہ من وجہ مفید ہے مگر غیر ثابت تہجد کو آج تک اس فتوے اور رد کے دیکھنے کا بھی اتفاق نہیں ہوا حالانکہ بہت کوشش کی یہ ہے ساہا سال کی اشاعت دنگلوہ

وہ فتویٰ گیارہ روز بعد کتب تک آیا ہے۔ ساہا سال تک کی اشاعت یہ ہوگی کہ مکان کے اندر کی جانب چہار دیواری پر اشتہار چسپاں کر دیا اور لکھ دیا کہ ساہا سال سے شائع ہے۔ ہم کو تعجب آتا ہے کہ جناب خاں صاحب کی طرف سے یہ سختی کا یہ جواب دیا جاتا ہے۔ کہ جن عبارات کتب کا حوالہ دیا ہے درحقیقت وہ کتابیں ہی نہیں بلکہ اپنی جانب سے گھڑل ہیں کیوں جناب جب آپ کے پیر بھائی ایسے ہیں تو دوسرا شخص آپ کے یہ نہیں کہہ سکتا کہ آپ جو فرماتے ہیں یہ بھی گھڑنت ہی گھڑنت ہے نہ فتوے ہے نہ اس کا رد۔ یہ سب کچھ حضور کے مطبع کے کارکنوں کی بافتشانی اور آپ کے زور قلم کا اثر ہے جو چاہا لکھ دیا۔

(مقدمہ) یہ بھی تسلیم نہیں اگر مراد عام مسلمان ہیں اور اگر جناب خاں صاحب اور ان کے گھر کی دایا مانائیں مراد ہیں تو مسلم مگر مفید نہیں۔ کل حزب بہا لدیہم خروحات آپ اور آپ کے متعقدین گھر میں بیٹھ کر کسی کو کافر بنایا کریں تو اس سے کیا ہوتا ہے جیسے کسی نے مرغ پھرا کر کوٹھے پر چڑھ کر زور سے کہا کسی کا اور بہت آہستہ سے کہہ دیا کہ مرغ کھو گیا ہو تو لے جانا اسی طرح تین آوازیں دے کر کھایا۔ لفظ کی جو تشہیر تھی وہ کردی خاں صاحب نے بھی اپنے کمرے میں یا ان کے ہم مشربوں نے کافر کہہ دیا ہو گا ایسے لوگ اگر کسی کو کافر بنایا کریں تو نہ ان کے کافر بنانے سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا پھر اگر کوئی اپنا نام اعمال سیاہ کرے تو کر دہی کا کیا حرج۔

(مقدمہ) زید مدت دراز تک زندہ رہے۔ جی ہاں زندہ رہے مگر آپ کو کیا مفید آپ کو یہ ثابت کرنا چاہیے کہ زید فتوے کی اشاعت کے بعد مدت دراز تک زندہ رہا۔ (ثانیاً) وہ درحقیقت فتویٰ دینے والا بھی تھا (ثالثاً) اگر فتوے دینے والا تھا تو اس کو اس بات کی بھی خبر تھی کہ کوئی کفری فتویٰ میری طرف سے شائع کیا گیا ہے (رابعاً) بعد خبر اس پر ردہ اور انکار بھی ضروری تھا (خامساً) وہ درآپ کے رویہ ہو یا اس کی آپ کو خبر ہوئی ضروری ہے اگر اس نے بعد علم رد و انکار کیا۔

اور آپ کو خبر نہ ہوئی تو وہ سب بیکار (ساوسا) اگر ردہ و انکار ضروری بھی تھا اور نہ کیا تو اس سے تزید کا اقرار قطعی کرنا کہ یہ میرا فتوے ہے یہ بھی لازم نہیں آتا چہ جائیکہ اس پر حرج کفر بھی ثابت ہو اور وہ بھی بطریق التزام نہ لزوم جناب خاں صاحب ہنوز دلی دور ہے ان مقدمات ناکافیہ سے کیا شدنی ہے ابھی تو منزل مقصود کو سوں دور ہے (مقدمہ) واقعی یہ مقدمہ تمام مقدمات سے عجیب تر ہے جس کا کوئی جز بھی صحیح نہیں یہ سب کچھ دیکھنے سے امور مذکورہ میں سے (اقول) بعض ہی کا دیکھنا سننا ثابت کر دینے چاہئے کہ سب آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ زید نے سب کچھ دیکھا (ثانیاً) اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ سب کچھ سنا مگر اس کو اس بات کا یقین ہی نہیں ہوا کہ مسلمان ایسی بے اصل بات کیسے ناکرہ گاہ کی طرف نسبت کرے گا (ثالثاً) دیکھنا یقین بھی ہوا اگر انکار نہیں کیا اس کی کیا دلیل انکار کیا ہو مگر آپ کو علم نہ ہو۔ (رابعاً) آپ کو علم ہوا مگر بالقصد آپ اسباب یقین کو حاصل نہ کیا ہوا اگر کسی وقت بحث ہو کر کفر غلط نہ ہو جائے۔

خاں بھاری پانچ رجسٹریوں کے واپس کرنے کی یہ ہی وجہ ہو کہ وقت پر قسم کھانے کی گنجائش نکل آئے کہ مجھ سے پاس رسائل ہی نہیں گئے ہم نے دیکھے ہی نہیں جواب کیسے دیتے (خامساً) انکار کہ آپ کو بھی علم ہو مگر آپ قصداً چھپاتے ہوں۔ بلکہ یہی احتمال غالب ہے جس کی تائید بھی آجائے گی (سادساً) آپ کو انکار کا علم نہ ہو مگر آپ کو علم ہو یا علم کرنا ضروری کیا ہے۔ آپ کو شریعت کے حاکم نے تمام اہل اسلام نے یا اہل علم نے مفتی بنایا ہے۔ یا قاضی مقرر کیا ہے۔

آپ اگر کسی پر کفر کا فتوے نافذ فرمادیں یا کوئی اتہام لگا دیں اور وہ اس سے انکار نہ کرے آپ کو قابل خطاب سمجھے یا اس وجہ سے کہ آپ کے کہنے سے کیا کوئی کافر ہوا جاتا ہے۔ انکار نہ کرے

تو کسی نص قرآنی یا حدیث محبوب ربانی جس کا کوئی نظیر نہ ثانی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی آخر
 انیام و ۱۔ لیبائی یا دلیل عقلی یا قواعد نقل یا قانون سلطانی سے یہ ثابت ہے کہ وہ خان صاحب
 کی تکفیر کے بعد انکار نہ کرنے سے واقع میں عنداثر یا عنداناس کا فرمایا جانے گا آپ کون ہیں
 فرمادیں تو یہی۔ آپ ہزار دفعہ کافر کہیں اور اس کہنے کا علم بھی ہو۔ مگر اس وجہ سے کہ آپ غلط
 فرماتے ہیں ثانیاً فتوے کے لائق نہیں ہیں۔ ثنائاً آپ غلطی ہوئی ہے اور زیادہ جو فتویٰ ہے
 اس کا مضمون نہ بخفنا۔ راجعاً زید نے وہ فتوے ہی نہ دیا تھا۔ خائماً وہ شخص اس اتہام اور عقیدہ
 کفر سے بری ہے۔ سادہ عالم اس کی اس بریت کو جانتا ہے آپ کا کہنا اس کے تقدس
 تدین علم و عمل کے مقابلہ میں کچھ بھی اثر نہیں رکھتا جو آپ کی تحریر کو دیکھنے کا غلط کہے گا آپ
 کو تعصب یا غلطی میں مبتلا تصور کرے گا۔ سادہ۔ اس وجہ سے کہ آج ان کے اشتہار کا رد
 کرو کل کو یہی باق کا کوئی بھائی ایک اور نیا اتہام تراش کر کفر کا فتویٰ جڑوے گا تو ہم تو
 اس شغل بریت کے ہی ہو رہے۔ ثنائاً۔ اگر بریت بھی کی اور شائع بھی کی مگر یہ کیا معلوم
 ہے کہ آپ کہاں کہاں کس کس سے کہا ہے۔

اگر ان لوگوں کے پاس بریت نہ پہنچی تو نالہ کیا وہ تو خان صاحب کے کہنے کی وجہ سے کفر
 ہی سمجھے جائیں گے اور یہ انکار اور اشتہار ان کے حق میں بیکار رہا اور جن کے پاس انکار
 پہنچا وہ پہلے بھی مسلمان جانتے تھے اور اب بھی۔ و علیٰ ہذا القیاس۔

خان صاحب عدم تکفیر کے لیے ایک ہی احتمال کو کافی فرماتے تھے یہاں تو ۹۹ اسلام
 کی طرف اور ایک احتمال خان صاحب کا فرضی تراشیدہ کفر کی طرف داعی ہے پھر خان صاحب
 کفر کی کیوں اجابت فرماتے ہیں۔

علاوہ انہیں تا سنا خان صاحب نے ان تمام امور کی زید کو خود اطلاع دی تھی۔ ثنائاً اگر

اطلاع دی تھی تو وہ طریقہ قطعی تھا۔ یا طنی اگر طریقہ قطعی تھا تو اطلاع کی اطلاع بھی خان صاحب کو
 ہوئی یا نہیں۔ اگر ہوئی تو بطریق قطع یا ظن ظن کی نسبت تو خود ہی عبارات مذکورہ میں کس زور سے
 ممانعت فرما چکے ہیں اگر قطعی ہے تو اسباب بیان فرما کر پھر وجہ سکوت پر بحث فرمائیں۔ اس قدر احتمال
 سے آنحضرت فرما کر تکفیر قطعی جزئی ہی واضح روشن وغیرہ وغیرہ تحریر فرمائیں۔

کیا حافظہ نے اس قدر جواب سنے دیا ہے۔ اگر نسیان غالب ہے تو تحریر فساد کی تکلیف کیوں
 گرا دے فرماتے ہیں۔ اگر خان صاحب کی نسبت بعض احتمالات جاری نہ ہوں تو نہ ہوں مگر دوسرا
 شخص تو خان صاحب کے قول پر جب تک عمل نہیں کر سکتا کہ کل احتمالات مخالف مرفوع نہ ہو
 جائیں اور خان صاحب کے لیے بھی جرم قطع یقین اس وقت تک حاصل ہر حال ہے جب
 تک ہمارے کل احتمالات مذکورہ کو نہ اٹھا دیں پھر خان صاحب تکفیر کس قاعدہ سے فرمائی۔

پھر فرماتے ہیں اور یہ نہ کہے کہ یہ فتوے میرا نہیں ہے۔ اجماع کیوں ہے اس کی جوتی
 کو فرض ہے وہ عالم الغیب تو ہے ہی نہیں کہ اس کو دنیا اور اہل دنیا کے حالات کی خبر ہو اسے کیا
 خبر ہے کہ دشمن کیا کہتے اور بے پرک اڑتے ہیں۔ خان صاحب میرے لیے اس فیصلہ تائید تقدس خالص فرمایا
 ہے کہ یہ فتویٰ میرا نہیں ہے مگر یہ دریافت فرمائیے کہ کس سے مقفور والا اس سے جس دریافت کیا کہ آپ بھی دریافت
 فرماتے تو یہی جواب دیتے کہ اس کو کچھ دریافت فرماتے۔ عز دنیا اسلام میں جس کو کفر و اسلام کا دار و مدار خود تسلط
 غراب ہے جس کے متعلق قاعدہ الہام فلا ہم پر عمل فرما کر جسطری بھی تھی کسی مقتدائے اہل اسلام
 پر تکفیر کرنا یہ کوئی اہم مسئلہ عقولاً ہی تھا جو آپ دریافت فرما کر تحریر فرماتے۔ یہ تو ایک معمولی بات
 روزمرہ کا کام تھا اٹھا یا کچھ دیا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لالہ اللہ کی تکفیر سے تو
 اسی دن کے واسطے روکا تھا جس پر آپ نے عمل کیا۔

اعلیٰ حضرت آپ نے مطبوعہ فتاویٰ رشیدیہ میں دیکھا جس کے منہ ۱۰۸ پر ایسے شخص کی تکفیر کی

ہے جو خدا کو جھوٹا لکھا اگر آپ فرمائیں کہ فتوے پہلے چھپا ہوا نہیں تھا تو بہت اچھا چھپنے کے بعد اپنے کیا کیا اپنی غلطی پر مطلع ہو کر اپنی پہلی تحریر کا رد شائع کیا تکفیر سے توبہ کی اپنی عدم اقتیاض کا اعلان دیا آپ کو وہی دم غم ہیں اگر یہ فرمایا جاوے کہ ہمارے پاس کسی نے وہ فتوہ بھیجا تھوڑا ہی تھا، عاصی پاس نہیں پہنچا اور پہنچنا ضروری ہی کیا تھا یا پہنچا مگر ہم نے نہیں دیکھا۔ اور دیکھا ضروری اور لازمی ہی کیوں تھا۔ یا دیکھا مگر ہم کو اپنی تحریر کا رد شائع کرنا لازمی ہی کیوں تھا۔ اہل اسلام خود دیکھیں گے اور سمجھیں گے کہ وہ آفتاب فتوے کا غلط تھا۔ زید کا اور پتا مسلمان ہے تو حضرت خان صاحب ہی احتمالات دوسرے کے واسطے بھی پیدا کرتے تکفیر سے باز رہے ہوتے یہ تو انصاف سے بعید ہے۔ آنحضرت خود زید کو اپنی برائیوں پر پشیمان فرماتے ہیں حالانکہ فتوے سے انکار سہل تھا۔ بڑوں کا قول الکذب قدر صدق۔ آدمی کیسا ہی جھوٹا کیوں نہ ہو۔ کبھی نہ کبھی سچ بول ہی دیتا ہے بے شک فتوے سے انکار سہل تھا کیونکہ اولاً زید کے اعتقاد کے خلاف ثابت کیا اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا نہیں ایک جعلی مصنوعی فتویٰ پھر اس سے بھی انکار سہل نہ ہو تو کس سے مگر قبلاً تکفیر کا انکار تو جب کرے کہ خبر بھی تو ہو غریب زید کے تو فرشتوں کو بھی خبر نہ ہوئی۔

بندہ کو سنہ ۱۲۱۳ ہجری میں عبدالرحمن پوکر ریوی کے ایک رسالہ کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ یہ افتر اور بہتان ہوا ہے اسی وقت گنگوہر علیہ رحمۃ اللہ کو دریافت کیا کہ حضرت یہ کیا معاملہ ہے۔ جواب یہی آیا کہ اس واقعہ کو خبر نہیں یہ اعتبار میری طرف کریں نے ایسا فتویٰ دیا ہے کہ جھوٹا خدا جھوٹا ہے الخ۔ غلط ہے معاذ اللہ میں ایسا کہہ سکتا ہوں حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تو سنہ ۱۲۱۳ تک فتوے کی بھی خبر نہیں تھی خان صاحب نے ترتیب مقدمات سے کہ نتیجہ بھی نکال ڈالا قربان ہونا چاہیے اس قیاس صحیح مگر یقینی اور قطعی پر۔

و مقدمہ ششم) نہ ہی بتایا کہ مطلب نہیں جو تکفیرین بتا ہے میں یکدم میرا مطلب ہے واقعی بڑا قصور کیا مگر اس کی وجہ ابھی مقدمہ پنجم میں مذکور ہو چکی ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں مطلب جب بتائے جب اس کو خبر ہو اس نے کہا ہو۔

لیکن اس مقدمہ نے بنے بنائے گھڑی کو ڈھکھکایا کیونکہ اس سے معلوم ہوا کہ اگر زید اس مطلب تکفیر سے انکار کر کے دوسرا مطلب بتا دیتا تو تکفیر نہ ہوتی اور عبارت کسی دوسرے معنی کو بھی مختل ہے کیونکہ اگر کسی دوسرے معنی کو مختل ہی نہ ہوتی تو پھر مترج عبارات غیر مختل اتنا ہی میں انکار اور تاویل کیا مفید تھی جس کے نہ کرنے کو دلیل تکفیر بنائی جاتی ہے اور معانی تکفیر کے مراد ہونے پر وہ قرینہ بیان کیا جاتا ہے۔

اب فتویٰ مذکورہ سے جناب خان صاحب کے انداز پر تو تکفیر ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل فتوے کی عبارت مترج تکفیر نہیں تھی کفر مترج جناب خان صاحب کا ایجاد ہے۔ و مقدمہ ہفتم) کہ کفر مترج کی نسبت کوئی سہل بات تھی جس پر اتفاقات نہ کیا۔ کوہاؤں کہ ترجمہ فساد و مقدمہ) کفر مترج ہی کہاں ہے جس کی نسبت کوئی سہل امر ہو۔ دوسرے کفر کی نسبت بھی تو ہو نسبت کرنے والا کوئی مستند بھی تو ہو۔ تیسرے نسبت کفر مترج کی اگر ہوتی تو نسبت کا علم بھی تو ہو یعنی یہ بات کہ زید کی طرف ایسا کفری فتوے نسبت کیا گیا ہے کہ زید نے یہ فتویٰ دیا ہے زید کو علم کیسے ہوا۔ چوتھے ہوا بھی ہو تو پھر اس پر کیا لازم تھا کہ وہ اتفاقات ہی کرتا۔ پانچویں۔ اتفاقات لازم بھی تھا مگر نہ کیا تو اس پر کفر مترج ثابت ہو جائے یہ کیسے ثابت ہو اس سے تو سکوت ثابت ہوتا ہے نہ اقرار کفر۔

رد الشک فیہ میں خان صاحب اور ان کی جماعت مریضین متعین سب کفر ثابت کر دیا اور اس کی اطلاع بھی پہنچی مگر آج تک نہ جواب ہے نہ اعتبار انکار ہے تو کیا سب کے سب کافر ہی ہوں گے

پہچھے۔ اگر یہ بھی مان لیا جائے تو یہ کیسے معلوم ہو کہ زید نے اتفاقات دیکھا بعد علم اتفاقات کیا ہوگا آپ کو علم نہ ہوا ہو یا ہو اگر قصداً تکفیر کے غرض سے اخفا کیا گیا ہو۔

ان تمام امور کے بعد یہ عرض ہے کہ بغرض محال سب کچھ تسلیم کر لیا مگر قابل گزارش یہ امر ہے کہ جناب خان صاحب نے ان تمام امور کو اہل عربین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و ذکر یساکے دہرہ یہی بیان فرمایا تھا کہ مجھ کو علم جزئی قطعی یقینی اتنا ہے کہ زیادہ روشن حاصل ہونے کا یہ طریقہ تھا یا نہیں۔ دونوں صورتوں میں اہل عربین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و ذکر یساکے تو کوئی بھی طریقہ رسول علم جزئی قطعی کا جس میں اصلاً اصلاً جناب مخالف کا ضعیف سے ضعیف احتمال بھی باقی ذرہ نہیں ہے کیوں کہ اول صورت میں نقطہ خان صاحب کی خبر ہے جو کسی صورت میں بھی مفید علم نہیں ثانی صورت یعنی جب خان صاحب نے اپنے علم کے اسباب بیان نہیں فرمائے تو کوئی وجہ بھی حصول علم جزئی قطعی کی نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ جو اشیاء تکفیر اہل اسلام میں خان صاحب نے بیان فرمائی ہیں علمائے عجمین تو اس کے خلاف صاحب کی نسبت زیادہ ہی قیاساً فرمانے کے مستحق ہیں پھر وہ حضرات یاد دہرا کوئی عالم کس وجہ سے تکفیر کر سکتا ہے بجز اس کے کہ خان صاحب نے علمائے عربین کو دہوکہ دیا اور یہ فتوے تکفیر حاصل کیا اور کوئی وجہ نہیں ہے۔

مقدمات کی قطعیت اور وضاحت تو معلوم ہو چکی اب نتیجہ کی حتمی اور برہنہ ملاحظہ ہو۔

نتیجہ ان تمام واقعات کے بعد یہ ہے کہ کیا کوئی عاقل گمان کر سکتا ہے کہ اس نسبت سے اُسے انکار تھا یا اس کا مطلب اور تھا ترتیب مقدمات اور مقدمات کی صحت جیسی تھی وہ تو ابھی معلوم ہو چکی اب نتیجہ کا حسب مراد ہونا اور ملاحظہ ہو یعنی ان تمام واقعات کے بعد کوئی عاقل یہ گمان نہیں کر سکتا بلکہ ہر عاقل یہ گمان کر سکتا ہے کہ قائل کو نسبت سے یعنی اس امر کے تسلیم کے لئے فتویٰ میرا ہے انکار نہ تھا اور مطلب بھی یہی تھا۔ ماشاء اللہ کیا تقریب ہے۔

بحان اتمام عرق ریزی کا نتیجہ گمان نکلا جس کا حاصل ان انظون لا یعنی من الحق شیعاً۔ اور ان بعض انظون اشد ہے اب تکفیر کہاں گئی اور کس طرح ہوئی اور اگر مراد حصول یقین ہے تو ظاہر ہے کہ اس قدر احتمالات کی صورت میں حصول یقین محال ہے پھر بھی تکفیر قطعی محال قطعی ہوئی۔ ہاں خان صاحب اس قدر فرما سکتے ہیں کہ جناب خان صاحب نے تکفیر جب فرمائی کہ جب اُس فتویٰ کی اصل مہرہ دستخطی دیکھ لی جس کے نوٹو بھی موجود ہیں۔ تمہید مشہورہ و عاشیہ منہ۔

مگر یاد رہے کہ یہ بات اور مقدمات ضعیف سے بھی ضعیف تر ہے کیونکہ الخطیئہ المخطئ مگر یقین میں کسی کے خطا اور گمراہی کا اعتبار ہے اس کو خان صاحب ہی فرمائیں۔ جناب دستخطی فتویٰ اور مہرہ کا فہم سے تو قیامت تک بھی یقین نہیں حاصل ہو سکتا۔ بالخصوص اطراف بریلی میں منک گیا ہے وہاں تو اس فن کے ایسے اُستاد کامل ہوتے ہیں کہ اصل مصنف اور کاتب بھی اگر اقرار کر لے

لے یعنی اگر خان صاحب کی مراد یہ ہے کہ تمام واقعات کے بعد ہر عاقل ہی گمان کرے گا کہ قائل کو فتویٰ کا انکار تو یقینی نہیں اگر اقرار بھی ثابت نہیں ہوتا بلکہ سکوت قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے تو خان صاحب کی نتیجہ بھی قطعی اور باطل ہے کیونکہ اس قدر احتمالات نہ کرو سکے بعد یہ بھی نہیں کر سکتے کہ قائل نے سکوت مزوری کیا تھا کیونکہ قائل کو علم ہی نہ ہوا اور علم ہوا ہوا اور انکار بھی کیا ہو گا وہ صرف سکوت کا علم نہ ہو یا علم ہو گا تو خان صاحب کے معلوم ہر والا الاحتمالات المذكورہ۔ چنانچہ بیان سابق کے ظاہر ہو گیا کہ حضرت مولانا گلو بی قدس سرہ العزیز نے بعد علم کے انکار فرمایا اور سکوت نہیں فرمایا تو خان صاحب کے مقدمات ضعیف سے حضرت مولانا مرحوم کا سکوت فرمانا بھی ثابت نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ اقرار فرمایا جو خان صاحب کا اصل مدعی اور مدافع تکفیر ہے کیونکہ سکوت اگر قطعی یقیناً ثابت ہو جائے تب بھی تکفیر قطعی نہیں ہو سکتی ورنہ ردۃ القیفر واحدی التسعة والتسعين اور انکو کب ایجابی کے بعد خان صاحب کی اور اُن کے اتباع کا قطعی سکوت اور انکار نہ کرنا ان کے قطعی کفر کا موجب ہے جس کو خان صاحب شاید قیامت تک بھی تسلیم نہ کریں گے کیا حجب شاہ کہ خان صاحب کی مدعی یہ تھا کہ قائل نے اپنے منہ سے کہہ کر قطعی یقیناً جزئی کیا۔ اور یہاں قائل کا سکوت بھی قطعی طور پر یا قطعی طرح بھی ثابت نہیں ہوتا نہ ناظرین ملاحظہ فرمائیں یہ ہے خان صاحب کی منطق ۱۲ منہ ۱۰۹

کرے میرا لکھا ہوا ہے تو بھی قابل قبول نہ ہوتا ہے جسے جب تک دو عادل شاید گواہی نہ دیں کہ یہ کھانا
فصل نے ہمارے سامنے لکھا ہے اور نو تو اصل کی نقل ہے جب اصل کا یہ حال ہے تو نقل تو نقل
ہی ہے۔

یہی ہیں وہ دلائل قطعیہ و فقہیہ جن سے کفر روشن ہو گیا اور حکم ظاہر ہو گیا معانی میں کمال
ہی نہیں رہا۔ جس فتوے معنوی جعلی پر حضرت قطب عالم رشید الحق والملا والین کی تکفیر فرمائی گئی ہے
اُس کی حقیقت معلوم ہو گئی کہ تار عنکبوت سے بھی زیادہ ضعیف ثابت ہو اس ائمہ مقصود کو جو تکرار
وغیرہ کے متعلق ہے اسی پر قیاس کرو بلکہ اس سے بھی زیادہ ضعیف ہے۔ جو انشاء اللہ تعالیٰ ابھی واضح
ہو جاتا ہے مسلمانوں انصاف سے ملاحظہ فرمائیے وہی خان صاحب بندہ خدا ہیں کہ ان سے زیادہ تکفیر
اہل اسلام میں کوئی بھی محتاط نہ تھا یہی تہید مسئلہ پر تحریر فرماتے ہیں۔

یعنی کتب قادی میں جتنے الفاظ پر حکم کفر کا جزم کیا ہے ان سے مراد وہ صورت کے قابل
نہان سے پہلے کفر مراد لیا ہو ورنہ ہرگز کفر نہیں یہ وہی بندہ خدا جہنم تو اسے شکاری میں جو تہید
مسئلہ پر فرماتے ہیں۔

ایسے عظیم اقتیاد والے یعنی ذات شریف جناب مولوی احمد رضا خان صاحب ائمہ ہرگز
ان دشمنوں کو کفر نہ کہا جب تک یعنی قطعی واضح روشن جلی طور سے ان کا مرتج کفر آفتاب سے
زیادہ ظاہر نہ ہو لیا جس میں اصلاً اصلاً ہرگز ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکے وہ یعنی واضح
روشن جلی آفتاب سے زیادہ ظاہر جس میں اصلاً اصلاً ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکے کیا امر
ہے۔ ایک کا فخر منطقی جہری کا دیکھنا جس کا شریعت میں بدون شاہدین عادلین اعتبار نہیں وہ بھی
اطراف بریلی اور بدایوں میں پھر نہ معلوم وہ اصل اور نو تو واقع میں موجود تھے یا نہیں۔ دوسرے
فتویٰ معنوی جعلی کا بار بار مسرور کے سالہا سال تک شائع ہونا اُس سے انکار کرنا وغیرہ مقدّمات

مذکورہ جن میں ہر ایک مجروح جس میں احتمالات کثیرہ واقعیہ موجود ہیں تجربہ مختلف متعدد بندہ خدا
نے یہ اقتیاد کی جس کو آپ حضرات نے ملاحظہ فرمایا۔ آپ نے فرماتے کے مطابق ایک بات بھی
تو نہ کر کے دکھلائی بلکہ مراد کے خلاف کیا۔

مسلمانوں مسلمانوں یہ خان صاحب وہی بندہ خدا ہے کہ مخالفین کے اکابر پر شر مندرجہ سے
لزوم کفر کا ثبوت دے کر یہی کہتا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی
تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لیے
اصلاً ضعیف سے ضعیف عمل بھی باقی نہ رہے۔ تہید مسئلہ۔

دیکھا یا مٹی کے دانت کھانے کے اور ہوتے ہیں اور دکھانے کے اور آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ وجہ
اسلام آفتاب سے زیادہ روشن ہو گئی اور حکم کفر کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سے ضعیف عمل بھی باقی
نہ رہا۔ مگر خان صاحب پھر بھی کافر ہی کافر فرماتے جاتے ہیں یہی تو فرماتے تھے کہ اگر تکفیر کا وجہ
ہوں اور اسلام کی ایک تو وہی غالب رہے گی لیکن کہاں اسلام کی ۹۹ وجہ بلکہ نہ تو اور کفر کی ایک بھی
نہیں مگر خان صاحب وجہ کفر ہی کو غالب بنا کر تکفیر فرماتے ہیں۔ اب میں یاد دلاتا ہوں کہ عبارات
نمبر ایک سے نمبر ۲۲ تک دوبارہ اقتیاد تکفیر ملاحظہ ہوں۔ اور فوائد عشرہ میں مد نظر رکھے جائیں۔
پھر انصاف سے فیصلہ دیا جائے کہ خان صاحب نے اہل علم کا کام کیا یا بے علموں کی راہ اختیار فرمائی
مسلمانوں کی خیر خواہی ہمدردی نصیحت یا۔ خواہی یہ افعال نیک نیتی پر عمل ہوں گے یا بد نیتی پر
وغیرہ وغیرہ یہ تو حالت فتوے کے متعلق تھی اب تہذیب الناس وغیرہ کی نسبت بیان ساتھی مسکن کر
اور بھی زیادہ ملاحظہ ہوں گے کہ دعویٰ اور دلیل میں خافض ہے یا تغنا و دلیل کو دعویٰ سے فحشی
دعویٰ دلیل کا مخالف پھر اس پر اقتیاد کا دعویٰ۔

انشاء اللہ تعالیٰ ہم اجمال ہی میں دکھادیں گے کہ خان صاحب اور ان کے تبار نے بہت

مذکورہ شس اور ضعیف اور دھوکہ دہی کا راستہ اختیار فرمایا ہے جو ایک قدم بھی نہیں چل سکتا وہ ضرور غل عبارت کی شرفی جب ہی تک متقی جس وقت تک کسی نے قدم نہ اٹھایا تھا اس کے بعد بفضل تعالیٰ سوائے خاک سیاہ کے اور کچھ بھی نہ ملے گا۔ واللہ العلیٰ ایضاً الحق واذا حق الباطل وعلیٰ رسولہ الصلوٰۃ والتسلیم وآلہ وصحبہ فی العاجل والاجل۔ کتابوں کی نسبت حضرت خان صاحب قہید مشہور فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کتابوں میں یعنی تحذیر الناس وغیرہ میں کلمات کفریہ ہیں اور جو ان کے مصنفین میں سے کج تک زندگیوں نہ تو وہ ان کتابوں سے انکار کر سکتے نہ اپنی دشناموں کا اور مطلب گھر سکتے ہیں۔ حالانکہ مدت سے ان کے مخالفین ان کا رد کرتے ہیں اگر ان کی وہ کتابیں نہ ہوتیں تو ان سے انکار کرتے (مقدمہ اولیٰ) یا ان کلمات کفریہ کا جو ان میں ہیں کچھ اور مطلب بیان کرتے۔

مقدمہ ثانیہ۔ مگر ان دشناموں کا اور مطلب بھی نہیں بیان کر سکتے معلوم ہوا کہ ان کا مطلب یہی وہی دشنام ہے جن سے تکفیر ہوئی (مقدمہ ثالثہ) (مقدمہ اولیٰ) ان کتابوں سے انکار نہیں کر سکتے بالکل حق اور سلم (مقدمہ ثانیہ) ان کتابوں میں کلمات کفریہ صریح ہیں بالکل غیر مسلم ہے۔ قیامت بھی آجائے گی تو بھی خان صاحب اور ان کے اتباع ثابت نہیں کر سکتے اگر ثابت کرتے تو انصاف البری پر برائی میں مناظرہ کیوں نہ کرتے جو عبارات ان میں ہیں وہ کفر صراحۃً تو ردکار اشارہ و کنایہ بھی نہیں اور جو کلمات کفریہ ہیں وہ ان میں پائے نہیں جاتے جس کی تفصیل تفصیل میں انشاء اللہ تعالیٰ آئے گی۔ اجمالاً اس قدر کافی ہے کہ یہ تو خان صاحب کے نزدیک بھی عبارات منقولہ قہید وغیرہ سے مسلم ہے کہ تکفیر بے تصریح کے نہیں ہو سکتی جب تک ایک ضعیف سا ضعیف احتمال بھی اسلام کا باقی رہے گا تو تکفیر نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ ہم نے انصاف البری اور نو ہزاری اشتہار میں عام اعلان دے کر خان صاحب کے اتباع سے یہی مطلب کیا ہے کہ جن مطالب

کی تصریح کی بنا پر دعوتے تکفیر کیا ہے وہ عبارات صریح یا ان کا مضمون مترجمی صراحۃً بعبارت دیگر جو پہلے الفاظ کے ہم معنی ہوں ان کتابوں میں ہم کو تباہ دو۔ مگر بفضل تعالیٰ اس ادنیٰ اور ضعیف سی بات کے کرنے سے بھی عاجز ہیں تو اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ ان کتابوں میں مضامین کفریہ صراحۃً نہیں ہیں جس سے تکفیر ہو سکتی ہے اور نہ در صورت عدم صراحۃً محتمل ہیں یا اگر محتمل ہیں تو ان کا مراد ہونا ثابت نہیں اور یہ نہیں فرما سکتے کہ رسالہ انصاف البری کی ان کو خبر نہیں یہی میں ہزار ہا آدمی شاہد ہیں کہ ان تک رسالہ پہنچ گیا۔ جس کا مفصل حال الطین الاذرب میں مذکور ہے چونکہ یہ اجمال ہی یہاں اسی قدر کافی ہے۔

علاوہ ان میں یہ دعویٰ خان صاحب کا ہے اس مقدمہ کو ثابت کرنا ان کے ذمہ ہے رہا (مقدمہ ثالثہ) کہ ان عبارات کا اور کوئی دوسرا مطلب سوائے دشناموں کے نہیں ہو سکتا۔ یہ خان صاحب کا دعویٰ ہے اس کو وہ ثابت فرماویں ہم یہ کہتے ہیں کہ ان عبارات کا مطلب دشنام جو ہی نہیں سکتا اہل انصاف تو ہمیں سے سمجھ گئے ہوں گے کہ ہم کو زیادہ گفتگو کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ فتویٰ اور تحذیر الناس وغیرہ کے بارہ میں ہماری بفضلہ تعالیٰ کامل فتح ہو چکی اور خان صاحب کی بیان خلاف واقع ثابت ہو چکا ہے مگر چونکہ ہم وعدہ کر چکے ہیں اور اہل اسلام کو پورے طور سے صاف صاف مطلب بھی ان عبارات کا بتانا ہے اور فیصلہ قطعی منظور ہے اس وجہ سے خدا چاہے دوسرے حصہ میں مفصل بحث کریں گے واللہ تعالیٰ هو الموفق ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہم نے تزکیۃ الخواطر کے دو حصہ کیے ہیں ایک محمل دوسرا مفصل۔ یہ پہلا حصہ محمل ہے۔ یعنی خان صاحب کے جواہر بے جا لگا کر تکفیر ناسخ فرمائی ہے اور عبارات کا بر کی نسبت یہ ظاہر کیا ہے کہ ان میں مضامین کفریہ صراحۃً موجود ہیں جن میں اصلاً اصل ہرگز ہرگز کوئی

ضعیف سا ضعیف احتمال بھی اسلام کا نہ نکل سکا اور کفر و زندقہ کی طرح آفتاب کے زیادہ مظاہر
وہی ہو گیا اور بدوین کفر کے کوئی چارہ ہی نہیں رہا تب مور ہو کر تکفیر فرمائی۔ درنہ خان صاحب کو
تکفیر کے بارہ میں اس قدر قاطع ہیں کہ باوجود مقلد ہونے کے حکم فقہ کو چھوڑ دیا اور مذہب متکلیفین
افتیاء فرمایا اگرچہ ترک تقلید کی وجہ سے خان صاحب وہابی غیر مقلد ہو گئے مگر کوجب ہمارے فقہاء
کا مذہب اور فتوے موجود ہے تو ایک مقلد کو کب جائز ہے کہ خود اپنی رائے سے مخالفت حکم مجاہد
فقہاء فتوے سے اگر کوئی شخص رفع یدین یا آمین یا بھیر کرے تو وہابی غیر مقلد ناری و زندقی گمراہ
نہ جانے کیا کیا ہو جائے مگر خان صاحب چونکہ مقلد ہونے کے ساتھ ستر علوم کے مجدد بھی ہیں۔
تو کیا اب تک مجتہد بھی نہ ہوئے ہوں گے۔ اُن کو ترک تقلید اور وہابیت جائز ہوگی بہر حال
جو کچھ بھی ہو مگر خان صاحب نے مذہب فقہاء کو چھوڑ کر مذہب متکلیفین دربارہ اعتیاد تکفیر اختیار
فرمایا مگر کیا جائے کہ تحذیر اقسام و براہین قاطعہ وغیرہ کی عبارتیں مضامین کفریہ میں ایسی مرتج
نصوص قطعیہ یقین کے جانب مخالفت یعنی اسلام کا اُن میں کوئی ضعیف سے ضعیف بھی احتمال
باقی نہ رہا تب خان صاحب اگر کفر کا فتوہ نہ دیتے تو حسب تصریح اکابر دین خود کا کفر ہو جاتے
علیٰ ہذا القیاس خان صاحب نے جن کو کافر کہہ دیا اب اگر کوئی شخص اُن کے کفر و عذاب میں شک
تردد و تامل کرے وہ کیسے قطعی کافر نہ ہوگا۔

خان صاحب کو اختیار تھا کہ جس کو چاہے کافر کہتے جس کو چاہے مسلمان ہر شخص کو اختیار ہے
کہ جو چاہے اصطلاح مقرر کرے مگر یہاں تو مسلمانوں کو یہ دقت پیش آئی کہ اگر وہابی کو ورث
کفر کے سند یافتہ لوگوں کو کافر نہ کہیں خود کافر نہ مودعہ الارث وغیرہ وغیرہ ہوتے ہیں۔ اس کے
زیادہ دشواریہ امر ہے کہ اگر خان صاحب ہی تنہا ہوتے تب بھی گنجائش تھی کہ کفر نہ خان صاحب
تشدد و تعصب اور باطل حق خادمان سنت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا مخالفت ہونا

ایک حد تک مسلم ہو چکا ہے، یہاں تو خان صاحب کے ساتھ علمائے عرب شریفین کی بھی بڑی بڑی
مہریں لگی ہوئی ہیں اور ہر کشتک آرد کا فرگرد کی صدا عجم سے عرب تک گونج رہی ہے۔
یہ امر عوام کو جس قدر پریشان کرتا سمجھتا کہ کوئی خواص پر تو بغضِ تعالیٰ ایسی ایسی لکھ تداویز بھی
اثر نہیں کر سکتیں۔ لیکن چونکہ علمائے اسلام پر خواص سے زیادہ عام کی گزرتی ضروری ہے۔ اس وجہ
سے ضرور ہو کہ خان صاحب کے اس طلسم ہوشربا کو دو طرح سے کھولا جائے۔ پہلے تو اس طرح سے
کہ دلائل قاطعہ جن سے ہر منصف کی تسلی ہو جائے پیش کر دی جائیں کہ خان صاحب کا دعویٰ سراپا
غلط ہے۔ نہ خان صاحب تکفیر کے بارہ میں اصلاً احتیاط کرتے ہیں نہ اُن عبارت کا مطلب اور
مضمون کفری ہے۔ اور مفصل اس طرح سے کہ اُن عبارت کو دکھادیا جائے کہ وہ عبارت بلاغیہ
یہ ہیں۔ یہ عبارت میں اسلام ہیں اُن کو کفر کہنے کا یہ مطلب ہے کہ دنیا میں کوئی مسلمان ہی نہ رہے۔
اور ہر صحیح سے صحیح مضمون کو کچھ بھنجان کر کفر بنا دیا جائے۔

توضیح کی غرض سے مثال عرض ہے ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ فلاں مکان میں سلطان وقت
جلوہ افروز ہے جو اس میں شک تردید و تامل کرے باغی اور قابلِ قتل ہے دوسرا کہتا ہے کہ یہ مکان
بالکل شکستہ ہے نہ اُس کے آس پاس فوج و لشکر نہ کوئی ساز و سامان شاہی نظر آتا ہے نہ کسی آدمی
کی آواز آتی ہے نہ دن میں صفائی نہ رات میں چراغ حتیٰ عقل سلیم کے نزدیک سلطان وقت کا اس
مکان میں رونق افروز ہونا محال ہے۔ یہاں دلیل سے بجا یہ ثابت کیا گیا کہ دعویٰ اپنے دعوے
میں باطل ہے اور دعویٰ کا دعویٰ عقلاً غلط اور نامعقول ہے۔ مگر طریقہ منصف کے لیے مفید ہو
سکتا ہے اور جس شخص کو قطع ضروری چنانا ہے حق ناحق سے بحث نہیں اُس کو یہ طریقہ مفید نہیں
اُس کے واسطے طریقہ تفصیل یعنی مشاہدہ کا ہے کہ ہاتھ پکڑ کر مکان کی ایک ایک کونٹھری دکھلا
دے کہ کچھ تمام مکان خالی پڑا ہے بتا بادشاہ کس اینٹ پتھر کا نام رکھا ہے بادشاہ وقت درکنار یہاں

تو برائے نام آدمی بھی نہیں۔ اسی طرح ہم نے بھی اس حصہ میں دلائل سے عقلاً یہ ظاہر کر دیا ہے کہ جس احتیاط کا دعویٰ خان صاحب فرمایا تھا وہ دکانداری کے الفاظ تھے جو فردوسی اور گندم خانی کے سوا کچھ بھی نہ تھا خان صاحب نے تو امت مرحومہ پر نہایت بے دردی سے سیف قلم کے ہاتھ صاف فرمائے ہیں۔ جس احتیاط احتیاط کا شور تھا اُس کا نام بھی نہیں۔

کہاں تو وہ دلائل سے چوڑے دعوے جو عبارات منقولہ خان صاحب ظاہر ہیں اُن سے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ اگر کوئی شخص خان صاحب کے سامنے آکر بھی کفر کا اقرار کرے گا تو دنیا جو چاہے کہے مگر خان صاحب شاید اُس کو بھی کافر نہ کہیں گے۔ اور کہیں بھی تو مثل مشو ہے کہ وہ وہ کا جھلکا چھ کو پھونک مارا کر پیتا ہے۔ انہایت تدقین اور تحقیق کے بعد لعلت قیلت لست ابدک جوت وغیرہ تمام ہی مراحل طے کر لیں گے اور یہاں مسلمانوں کی بدست کی ایک ہی آیت میں خان صاحب کو سہارا نہ مل سکتا تھا۔ اور تجربہ نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ فقط گفتار گفتار ہی تھی کہ دار سے یہ ثابت ہو گیا کہ ہر مسلمان کے لیے داریا ہے۔

بیان سابق سے یہ بخوبی ثابت ہو گیا کہ جن مقدمات پر خان صاحب کے دعوے کی قطعہ کا مدار ہے وہ ہر مقدمہ نہایت جرح اور ضعیف قطعی کیا فنی بلکہ وہی بھی نہیں معنی فرمیں امور ہیں جن کو خان صاحب کی قوت تصرف نے ترکیب سے دیا ہے۔ ان مقدمات واپس سے تو وہی مدعی بھی ثابت نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ قطعی جزئی یقینی وہ بھی اہل اسلام بکفر الاسلام و المسلمین حضرات کی تکفیر کے متعلق کیا انھیں مقدمات پر خان صاحب فرماتے ہیں کہ ہر گز ان دشمنیوں کو کافر نہ کہا جب تک یقینی قطعی۔ واضح۔ روشن۔ جلی طور سے اُن کا صریح کفر کتاب سے زیادہ ظاہر نہ ہو لیا جس میں اصلاً اصلاً ہر گز ہر گز کوئی گجائش کوئی تاویل نہ مل سکی۔ تہید مدعا

مسلمانو۔ مسلمانو۔ انصاف انصاف انصاف انصاف انصاف انصاف انصاف انصاف انصاف انصاف

پر زور الفاظ تو ملاحظہ فرماؤ بھلا کوئی غریب سچا مسلمان کہاں تک بدگمانی کر سکتا ہے۔ ہمارے آپ کے سامنے تو بے معنی الفاظ کھینچے جاتے ہیں خیال تو فرماؤ کہ اہل عربین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و کراماً کے سامنے کس قدر روئے پیٹے ہوں گے۔ اُن سے کس قدر زور و شور کی عرض معروض کی ہوگی۔

یہاں تو یہ بھی خیال نشیدا گیا ہو کہ کہیں کوئی سر نہ ہو جاوے۔ وہاں تو اس کا بھی وہم نہ ہوگا۔ پھر ان حضرات سے کیا کیا کہا ہوگا یہ تو وہ الفاظ ہیں کہ ادنیٰ مسلمان کا بھی دل جل جائے چہ جائیکہ علمائے عربین شریفین۔ اس کے بعد خان صاحب جسے کافر کہیں اُسے کون مسلمان کر سکتا ہے۔

کسی شاعر نے کوئی شعر کہا تھا اُس سے اُس کے منہ دریافت کیے تو جواب یہ دیا کہ ابھی خط الفاظ ہی ہیں ان میں منہ نہیں ڈالے جب معنی ڈالوں گا تب بیان کروں گا اگر گستاخی نہ ہو یا تو معاف فرماؤں ہم بھی خان صاحب سے یہی عرض کرتے ہیں کہ ان الفاظ کے کچھ معنی بھی ہیں یا ابھی تک منہ ڈالے ہی نہیں۔

مبالغہ تو نہ تھا مگر یہاں تو الفاظ مباہلہ کرنے کو تیار ہیں کہ خان صاحب نے ہمارے اندر کوئی صیغہ معنی دے ہی نہیں۔ خان صاحب الفاظ مذکورہ تحریر فرما دیے جو کمال احتیاط پر دال ہیں مگر معاملہ سے معلوم ہو گیا کہ احتیاط کیا معنی واپسی رعایت بھی نہیں فرمائی بلکہ دیدہ و دانستہ حق کا خون کیا گیا ہے بلکہ جس کام میں اصلاً اصلاً ہر گز ہر گز منہ کفری کا وہم بھی نہ تھا نہ قائل کے فرشتوں کو خبر نہ رہتی آفتاب روشن پر خاک ڈالی گئی اور یہی کہا گیا کہ قائل ضرور کہ فرجواسے کافر نہ کہے وہ کافر۔ لیکن اس سے زیادہ افسوس کی یہ بات ہے کہ جس مدعی کو ثابت کرنا چاہا تھا وہ ثابت نہ ہو سکا۔ دلیل کے مقدمات ایسے کمزور اور بے ربط ہیں کہ اعادہ کی حاجت نہیں پہلے مفصل عرض ہو چکا ہے احتیاط نہ کی تھی نہ کرتے وعدہ خلافی ہوتی مگر یہ الزام تو نہ آتا۔

جس طرح سے خان صاحب کی دلیل کے مقدمات واپس ہیں کہ مدعی اُن منزلوں دور ہے۔

اسی طرح یہ بات بھی اہل فہم پر روشنی ہے کہ جن عبارات کو خان صاحب نے تحذیرانہ وغیرہ سے نقل فرمایا ہے اگر ان میں مضامین کفریہ صراحتاً ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ خان صاحب یا ان کے ہوا خواہوں میں سے کوئی بھی اس کے ثابت کرنے کے لیے تیار نہ ہوتے۔ اس کے کیا معنی کہ بعض تکفیر سفر عرب کریں ہزار ہا روپے صرف کریں اور جن مضامین پر تکفیر کی اور کرائی ہے ان کو کتابوں میں دکھانے کیسے جس پر مخالفت اقرار کرتا ہے کہ اگر وہ مضامین کفریہ دکھا دو گے تو ہم زب کر لیں گے جس سے تمام جھگڑا ختم ہی طے ہوتا ہے۔ انتصاف البیری من الکتاب المفتری کو شائع ہونے زمانہ ہو گیا اس میں یہی استدعا ہے اور خاص خان صاحب ہی سے نہیں بلکہ جو کوئی صاحب بھی خان صاحب کے ہوا خواہ ہوں اس ادنیٰ سے کام کے لیے مستعد ہو جائیں مگر برس گئے کوئی صاحب اس کے لیے مستعد نہ ہوئے۔ یہ بات ایک دانشمند کے لیے بالکل کافی دلیل ہے کہ ان عبارات میں مضامین کفریہ نہ صراحتاً ہیں نہ اشارتاً، اور اگر بغیر من مال کسی طرح ان میں سے مضامین کفریہ پیدا ہو بھی سکتے ہیں تو قائل کی مراد ہونا ہرگز کوئی ثابت نہیں کر سکتا ورنہ اس کا کیا مطلب کہ خان صاحب خود اور اپنے متقدموں کے نام سے رسائل اشتہار شائع کریں اور اس ادنیٰ بات کے لیے کسی کو مستعد نہ فرمائیں۔

یہ اجمال دلیل مافیٰ جس کو یہاں بیان کرنا منظور تھا مگر چونکہ خان صاحب اور ان کے ہوا خواہوں سے امید نہیں ہے کہ وہ اعلان فرمادیں کہ ہاں حق واضح ہو گیا۔ اس وجہ سے دوسرے حصے میں انشاء اللہ مفصل بحث کر کے گویا یہ دکھادیں گے کہ وہ عبارات یہ ہیں اور ان کا مطلب ہے اور خان صاحب جس مطلب کو ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ ان سے قیامت تک بھی نہیں نکل سکتا۔ پھر تکفیر کیسے ہو سکتی ہے۔ جس میں انشاء اللہ تعالیٰ کسی کو بھی انکار کی گنجائش نہ ہوگی۔

الحاصل خان صاحب کے ذریعہ ثابت کرنا تھا کہ یا تو ان عبارات میں وہ مضامین کفریہ صراحتاً

موجود ہوں ورنہ اگر صراحتاً موجود نہ ہوں بلکہ اشارتاً لکھتے ہیں تو قائل کی مراد وہی معنی ہے۔ مگر الحمد للہ یہ قائل لے کر خان صاحب کی جانب ان دونوں باتوں میں سے ایک بھی ثابت نہیں ہو سکتی۔ پس اب فیصلہ اہل انصاف کے ہاتھ ہے کہ جب خان صاحب مضامین کفریہ کو صراحتاً ثابت کر کے اشارتاً ہونے کی صورت میں حکم کی مراد ہونا بیان کر کے تو اب خان صاحب کی تکفیر یا نہت پر مبنی ہے یا بردیاتی وغیرہ امور مذکورہ تنقیح میں اہل انصاف خود ہی انصاف فرمائیں۔ ہاں کوئی صاحب یہ فرما سکتے ہیں کہ یہ تقریر تو اپنے کی ہے۔ لیکن قلم در کف دشمن مست کا منہ ہوتا ہے یہ بات تو عرب ثابت ہو کر خان صاحب یا ان کا کوئی ہوا خواہ رسالہ لکھے اور ثابت نہ کر سکے اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک صحیح ہے مگر ہم نے انصافاً بغض نہ تھا خان صاحب کی جانب وہ تقریر کا ہے کہ خان صاحب بھی اس سے زیادہ نہیں کر سکتے اور اگر محبت اور وصلہ ہے تو خان صاحب یا ان کے کوئی ہوا خواہ لکھیں پھر انشاء اللہ تعالیٰ ہم عرض کر کے بتا دیں گے یہاں تو خان صاحب کی جانب اجمالی دلیل بیان کی گئی ہے کہ کھان لعل وجہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قائل کی مراد منور معنی کفری ہیں اس کا جواب دیا گیا کہ جس قدر امور مذکور ہیں ان میں سے کوئی بھی مثبت مدعی نہیں اب اگر خان صاحب یا کوئی صاحب تمذیب یا بدعتی ہی سے اصل بات کا جواب عنایت فرمادیں گے تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اور زیادہ عرض کرنے کو حاضر ہیں۔

حضرات اہل اسلام آپ بالکل مطمئن رہیں کہ ہماری جانب سے انشاء اللہ تعالیٰ بدعتی نہ ہوگی چونکہ خان صاحب نے لا وجہ ہمارے اکابر اہل اسلام کو نہایت بدردی اور بدتمیزی سے وہ گالیاں دیں کہ کوئی شخص کسی مسلمان کو ان سے زیادہ برا نہیں کہہ سکتا اور یہ اس وقت کا معاملہ ہے کہ ہماری جانب سے خان صاحب کے ساتھ اصلاً کسی قسم کا مخاطب ہی نہ تھا چنانچہ خان صاحب کا خود اقرار اور خان صاحب کے رسالے مطبوعہ گالیوں سے بہرے ہوئے موجود ہیں اس پر البتہ ہم نے اب کچھ بعض رسائل میں تیز کلامی کی۔

جس پر خان صاحب کے تمام ہوا خواہوں میں عمل ہی کیا۔ لیکن انشاء اللہ تعالیٰ اب ہم اس قدر بھی تیز
 کھائی نہ کریں گے بشرطیکہ وہ بھی باز آجائیں ورنہ پھر اس طوف سے بھی چپ رہنا مشکل ہے۔
 ہاں یہ وعدہ ہے کہ رسائل علیہ اس سے بالکل خالی ہوں گے جیسے سبیل الہادی مسئلہ الاستعداد
 استعانت بالغیر کے بارہ میں نہایت مفصل قابل دیدار مکتبہ وصالہ مولوی احمد رضا خان صاحب
 اور مولوی ریاست علی خان صاحب شاہجہانپوری اور مولوی کریمت اللہ خان صاحب دہلوی
 کا جواب ہے علی ہذا القیاس۔ السحاب المذار رانی تو فیض اقوال الایثار جس میں تھذیران میں برابر
 قاطعہ حفظ الایمان کی عبارات کے مطالب کی توضیح کی ہے اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان کے مطالب
 بالکل پاک و صاف ہیں جس میں انشاء اللہ تعالیٰ کسی منصف کو انکار کی گنجائش نہیں۔ مسلمان اس رسالہ
 کو ضرور ہی ملاحظہ فرماویں بلکہ اگر یوں کہنا جائے کہ تزکیۃ الخواطر کے حصہ دوم کا یہ رسالہ قالمقام ہے
 تو بالکل بجا ہے حصہ دوم تزکیۃ الخواطر میں بھی یہی معنائیں ہوں گے۔ مگر اس سے زیادہ مفصل لیکن
 اختصر المختصر بھی انشاء اللہ تعالیٰ بجائے خود مفصل ہے۔ اب اس حصہ کو ہم ہمیں نعم کر کے دعا کرتے ہیں
 اس کے دوسرے حصہ کو بھی پورا فرماوے اور ہم کو اعلیٰ اور اہل اسلام کو نفع پہنچائے اور یہ فضول
 اور بے جا جھگڑے اہل اسلام سے جاتے رہیں۔ آمین۔ قلم آمین۔ وحصلی اللہ تعالیٰ علی خیر رسلہ
 سیدنا وولانا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔
 کتبہ زندہ محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ چاند پوری خادمہ الطیبہ دارالعلوم نمبر دیوبند

(کتابت: محمد نواز عابد کیلانی ہمیشہ علی روڈ لاہور)



توضیح البیان حفظ الایمان

تصنیف لطیف

رسائل المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری ناظم تعلیم
 و شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانی

ناشر

انجمن ارشاد المسلمین لاہور

۶۔ بی شاداب کالونی جمید نظامی روڈ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ لَا تَحْدِثْ بَعْدَ آيَاتِنَا الْقِيَامَ الْمُسْتَقِيمَ صَوَاطِ الَّذِينَ
أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَفْضُولِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَ
هَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ ذِكْرًا تَعْلَمُ أَنْتَ الْوَهَّابُ كُلُّ الْحَمْدِ مِنْكَ إِلَيْكَ فَهَبْكَ أَنْتَ كَأَنَّكَ
عَلَى نَفْسِكَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي تَجَاءَلُونَ الْقَوَائِدَ وَالْقَبَائِدَ وَالشَّقَائِدَ وَالْقَسَائِدَ وَالْغَفَلَةَ وَالْعِثْلَةَ
وَالِدَلَّةَ فِي سُؤْلِهِ طَوْقَ حَقِظَةِ الْإِيمَانِ وَتَكُنْ عَلَيَّ طَرِيقَ الْحَقِّ فِي تَوْضِيهِ الْبَيِّنَاتِ لِحَقِّقِ
الْإِيمَانَ وَالصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ الْأَتَّارَ لَا تَكْمَلْ لِي عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
مُفَرِّقَ ذَرَقِ الْكُفْرِ وَالطُّغْيَانِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِمُ اتِّبَاعُهُمُ اتِّفَاقُ
الْمَلَائِكَةِ وَكَلْبَتِ السَّنَةِ النَّبَوِيَّةِ عَلَى صَاحِبِهَا الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ وَ
التَّحِيَّاتِ عَلَى الْبَدْعَةِ الْقَبِيحَةِ وَتَضَادِّ
الْكُفْرِ وَالْإِيمَانِ ط

ابعد الحساب المدداری تو فیض اقوال الایمان میں بفضلہ تعالیٰ تحذیر الناس براین
مقاطعہ اور فتوے جعل کی نسبت نہایت پوری اور کافی طور سے بحث کی گئی ہے جس کے
بعد انشاء اللہ تعالیٰ کسی صاحب حق کو کوئی خفا باقی ہی نہیں رہ سکتا۔ لیکن حفظ الایمان
کی عبارت کے متعلق فقط بسط البنان ہی پر اکتفا کیا گیا تھا اور یہ خیال تھا کہ بسط البنان
کے بعد نہ مزید توضیح کی ضرورت نہ حاجت۔ مگر چونکہ بعض حضرات کو رسالہ موقوفہ سے
تسلی نہ ہوئی اس وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ حفظ الایمان کی عبارت کے متعلق بھی
کچھ عرض کر دیا جائے۔ جو صاحب بھی ان دونوں رسالوں کو بغور ملاحظہ فرمادیں گے
ان کو بخوبی روشن ہو جائے گا کہ خال صاحب نے جو کچھ بھی ان عبارتوں کے متعلق

خامہ فرمائی ہے علم دیانت و ایمان داری سے بالکل دور ہے۔ اور تحذیر الناس
براین مقاطعہ۔ حفظ الایمان کی عبارت بالکل پاک و صاف و بے غبار ہیں۔

واللہ تعالیٰ هو المستعان وباسمہ تعالیٰ حامداً ومصلياً اقول وجعلہ اجل
خان صاحب اور ان کے جملہ از ناب بغور مطالعہ فرمائیں اور اگر ہمت ہو تو جواب لکھیں
ورنہ حق کے قبول کرنے میں عار نہ چاہیے۔ واللہ تعالیٰ هو الموفق۔

قابل لحاظ یہ امر ہے کہ رسالہ حفظ الایمان کے متعلق دو امر ہیں۔ ایک تو یہ ہے
کہ جس امر کو حفظ الایمان میں ثابت کیا ہے وہ دعویٰ اس دلیل سے ثابت ہوتا ہے
یانیس اور جو سوال کا جواب دیا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں یعنی حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر اطلاق عالم الغیب کا درست ہے یا نہیں جس طرح آپ کو نبی
رسول۔ شفیع المذنبین اول شافع اول مشفع سید الاولین والاخرین خاتم النبیین قائم
الغزلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وغیرہ اسماء و القاب سے موسوم اور صفات حسنہ سے موصوف
پاکر ان صفات کا اطلاق کرتے ہیں اسی طرح آپ کو عالم الغیب کے اسم سے بھی موسوم
اور اس لقب سے ملقب کر سکتے ہیں یا نہیں۔

یہ وہ مقصد ہے کہ اس وقت ہم کو اس سے بالکل بحث نہیں یہ مسئلہ ہمارے
موضوع سے بالکل علیحدہ ہے۔ مگر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب ثابت
ہے اور کس قدر ہے اور کب اور کن امور کا ہوا اس کے لیے دلیل ہے یا نہیں اور
ہے تو قطعی ہے یا ظنی نیز اس کا معتقد مسلمان ہے یا نہیں۔ حتیٰ ہے یا اہل سنت
والجماعت سے خارج ذاتِ آدمی پر اطلاق لفظ عالم الغیب کا صحیح ہے یا نہیں
حفظ الایمان کی دلیل سے یہ مدعی ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ یہ جملہ امور ہمارے بحث

اس وقت بالکل خارج ہیں۔ اس قسم کے سوال و جواب سے ہم تقویری دیر کے لیے بالکل غلط رہنا چاہتے ہیں اس کا وقت ابھی نہیں ہے۔

دوسرے یہ امر کہ جو عبارت حفظ الایمان کی زیر بحث ہے اس میں تنقیص شان سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراحۃ ہے جو تاویل کو نبول ہی نہ کر سکے یا تاویل اس میں مسموع نہ ہو یا گو تنقیص مراحۃ تو نہ ہو اشارۃ یا کنایتہ و مجازاً ہی ہو مگر چونکہ قائل کی مراد وہی ہے اس وجہ سے قائل کی تکفیر ضروری ہے حتیٰ کہ جو قائل کی تکفیر میں تردد شک کرے وہ بھی قطعی کافر ہو جائے دھکھو جٹا۔ یا اس کلام کا مطلب صاف و صریح و صحیح و درست ہے اس میں تنقیص شان والا کا نام بھی نہیں نہ مصتف کی یقیناً مراحۃ کی بنا پر مصتف بالکل حنفی مئی مسلمان ہیں ان کی بابت تکفیر کی نسبت محض غلط اور لغو اور بے جا ہی نہیں بلکہ گناہ کبیرہ اور سخت بے حیائی اور بے ایمانی بھی ہے۔ چہ جائیکہ تکفیر قطعی۔

یہی امر آخر ہمارا مقصود ہے اور اسی کو ہم بیان کرنا چاہتے ہیں جس کو حضرات منصفین انشاء اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے کہ حفظ الایمان کی عبارت بیشک آئینہ کی طرح صاف و بے غبار ہے۔ مخالفین کو اپنے دلوں کا عیار اور عدالت اور بدگمانی نظر آتی ہے ورنہ وہاں لب کشائی کی گنجائش ہی نہیں۔

یہ ظاہر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم جو کچھ بھی عرض کریں گے بسط البنان ہی کی توضیح ہوگی کوئی جدید بات نہ ہوگی ہاں عنوان کے بدلنے سے ان شکوک کا رفع ہو جانا ممکن ہے جو غلطی کی بنا پر ہیں اور جو اعتراض لغت اور حدیث کی وجہ سے جان بوجھ کر کئے گئے ہیں ان کا دفع کرنا کسی تقریر اور بیان سے ناممکن ہے وہ محض متقلب قلوب کے حوالے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم غیب باعطائے الہی حاصل ہے چنانچہ اس عبارت سے کہ نبوت کے لیے جو معلوم لازم اور ضروری ہیں وہ آپ کو تمامہا حاصل ہو گئے تھے لہذا ہر یکہ تسلیم کے بعد پھر بھی آپ کو عالم الغیب کہنے کے لیے منع کیا گیا ہے جو عبارت ذیل سے ظاہر ہے اور جو علم بواسطہ ہوا پھر غیب کا اطلاق محتاج قرینہ ہے تو بلا قرینہ منطوق پر غیب کا اطلاق۔

مذہب مشرک ہونے کی وجہ سے ممنوع اور

ناجائز ہو گا اور اگر کسی تاویل سے ان الفاظ کا اطلاق جائز ہو تو خالق اور رازق وغیرہا بتاویل اسناد الی السبب کے بھی اطلاق کرنا جائز ہو گا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایجاد اور بقائے عالم کے سبب ہیں بلکہ خدا بمعنی مالک اور معبود بمعنی مطاع کہنا بھی درست

ہو گا اور جس طرح آپ پر عالم الغیب کا اطلاق اس تاویل خاص سے جائز ہو گا اسی

طرح دوسری تاویل سے اس صفت کی نفی حق بل و علانہ سے بھی جائز ہوگی یعنی علم

غیب بالمعنی الشان بواسطہ اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت نہیں پس اگر اپنے ذہن میں معنی ثانی

کو جان کر کے کوئی شخص یوں آتا پھرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں

اور حق تعالیٰ شانہ عالم الغیب نہیں تو اللہ منہ تو کیا اس کلام کو منہ سے نکالنے کی کوئی

عاقبت متدین اجازت دینا گوارا کر سکتا ہے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو چلیے

کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔ انتہی لطفاً۔

عبارات مذکورہ بالا سے روشن ہے کہ ماہر جو کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت

یہ مسلم ہے کہ آپ کو جو معلوم لازم و ضروری نبوت کے لیے تھے وہ سب حاصل تھے

لہذا عبارت پہلی عبارت سے دو سطر بعد ہے ۱۲۲

مگر پھر بھی آپ کو صلی اللہ علیہ وسلم بلا قرینہ عالم الغیب کہنا جائز نہیں۔

اس دعویٰ پر ایک دلیل تو عبارت بالائیں مذکور ہو چکی، دوسری دلیل عبارت ذیل میں بیان کی گئی ہے جو متنازعہ نہیں ہے۔ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا یہ نہیں فرمایا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کے لیے نفس الامر میں علم غیب ثابت ہونا کیونکہ اس سے بحث ہی نہیں وہ تو ثابت اور محقق امر ہے گفتگو تو اس میں ہے کہ بعد ثبوت علوم بعض مغیبات کے آپ کو جو عالم الغیب کہا جاتا ہے یہ حکم اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے یعنی وہ غیب ہو لفظ

عالم الغیب میں داخل ہے جس کا اطلاق ذات مقدسہ پر کیا جاتا ہے اس کے اندر جو غیب کا لفظ ہے اس میں گفتگو ہے اور جن غیب کا علم ذات مقدسہ کے لیے نفس الامر اور واقع میں ثابت ہے اس سے تو یہاں بحث ہی نہیں وہ تو مسلم ہے کہ وہ امور لازم اور متعلق نبوت کے تو ضروری ہیں بلکہ اگر بقرض محال جن امور کا علم غیب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نفس الامر اور واقع میں حاصل ہے غیر متناہیہ بالفعل بھی ہوں جب بھی ان سے بحث نہیں گفتگو فقط اس میں کہ غیب جو لفظ عالم الغیب میں واقع ہے اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ کل کے مقابلہ میں جب لفظ بعض آیا تو اس سے مراد مطلق ہے جو ایک کم کل کو بھی شامل ہے اور فقط ایک کو بھی اور یہاں تو اگلی ہی سطر میں موجود ہے دیکھو کہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔

عربی طریقہ پر حاصل یہ سیکھ لے کہ عالم الغیب یا علم الغیب میں جو لفظ غیب کا معنی

۱۲۵

بالام ہے اس سے مراد الف لام استغراقی ہے جو مفید احاطہ افراد کو ہے جس سے ایک فرد بھی نہ نکلے یعنی ہر غیب کے عالم یا ہر غیب کا علم جو خاصہ خداوندی اور باخلاق امت اس کا اطلاق سوائے خدا کے و سواہ لا شریک کے کسی پر جائز نہیں۔

یامر الف لام سے جنسی ہے۔ جو ایک کو بھی شامل ہے کیونکہ عہد خارجی بوجہ عدم تعین کے مراد نہیں ہو سکتا علاوہ انیس گفتگو اس صورت میں ہو رہی ہے جہاں اطلاق لفظ کا بلا قرینہ صارف ہو اور اگر کوئی فرد خاص درمیان متکلم اور مخاطب کے متعین ہو جاوے اور عالم الغیب کے کسی خاص شے کا علم مراد لیا جائے جو دونوں میں متعین ہے تو پھر اطلاق جائز ہو جائے گا اور چونکہ آج تک مسلمانوں میں یہ اطلاق سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ شائع ہوا نہ ثابت ہوا ہے اس لیے بعض افراد معین مراد ہو ہی نہیں سکتے۔

فَتَنَّاكَ وَكُنَّا بِذُنُوبِكَ قَاطِنِينَ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَاقِدٌ الشَّقِيقُ الثَّالِثُ۔ کیونکہ یہ امر تو مسلم ہے کہ اب تک یہ اطلاق ثابت نہیں ہوا نہ سلف نے اس لفظ کو بلا قرینہ آپ پر اطلاق کیا مگر غیب امور مقدمہ بہا یا سب مخلوقات سے زیادہ غیب کی طرف اشارہ کیا جائے تو پس متعین ہو گیا کہ الف لام سے مراد یا استغراقی ہے جو کل افراد کو شامل ہے یا جنسی جو ایک کو بھی شامل ہے۔ اور اگر عہد ذہنی لیا جائے تو وہ بھی حکم میں جنسی ہی کے ہو گا جس کا حاصل مطلق افراد ہوتا ہے لای تعین جو کم سے کم ایک فرد کو بھی شامل ہے۔

اور یہ تحقیق الف لام ہی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ امت کا بھی یہی حال ہے ملاحظہ ہو مختصر المعانی مطول ران کے حواشی و روضی تو چاہے عالم الغیب معرف ہو یا عالم غیب علم غیب باضافہ ہو حاصل ایک ہے۔

توزید جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہتا ہے اس لفظ غیب سے جو اس

میں واقع ہے اس کی مراد اگر بعض علوم غیبیہ ہیں تو اس میں پہلے بھی اس کا لفظ آیا ہے اور یہاں پھر وہی لفظ آس آیا ہے ان دونوں کا اشارہ ایک ہی طرف ہے یعنی جو غیب کے لفظ علم غیب اور عالم الغیب اسم کے اندر ہے وہی مراد ہے وہ غیب ہرگز مراد نہیں جو نفس الامر اور واقع میں ذات مقدسہ کے لیے ثابت ہے کیونکہ گفتگو اطلاق لفظ عالم الغیب میں جو رہی ہے اور جو واقع میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم ثابت ہے اس سے یہاں گفتگو ہی نہیں وہ تو مسلم امر ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ علم غیب جو علم غیب یا عالم الغیب میں آ اور اس لفظ کے اطلاق کی علت ہے اگر اس سے مراد بعض علوم غیبیہ ہیں جو کم سے کم ایک کو بھی شامل ہے تو اس بعض میں حضور کی کیا تخصیص اگرچہ سینہ نبی غیبیہ میں لاکھوں کروڑوں غیب کے علوم ہیں بلکہ چاہے غیر متناہی غیب کے علوم بالفعل و لسان محالاً فرض کر دے کہ وہ علم غیب جو علت اطلاق لفظ عالم الغیب کی ہوا ہے وہ اس تقدیر پر زید کے نزدیک مطلق بعض ہے جو ایک فرد علم غیب کو بھی شامل ہے اگرچہ اس کا تحقق واقع اور نفس الامر میں لاکھوں کروڑوں بلکہ غیر متناہی کے ضمن میں ہوا ہے مگر اس تقدیر پر کہ جب علت اطلاق لفظ علم غیب کی ایک فرد ہوا ہے تو جیسے یہ ایک جو لاکھوں کروڑوں بلکہ غیر متناہی کے ساتھ متحقق ہو کر علت جواز لفظ عالم الغیب کی ہوا ہے اسی طرح فرض کر دے کہ معاذ اللہ تعالیٰ اگر واقع میں یہ تنہا ہوتا اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی غیب کا علم ہوتا جب بھی آپ کو عالم الغیب کہنا صحیح ہوتا کیونکہ اس تقدیر پر زید کے نزدیک عالم الغیب کے یہ معنی ہوتے جو کم سے کم ایک غیب کو بھی جانے تو یہ بعض غیب جو ایک کو بھی شامل ہے اور لاکھ کو بھی اور پھر وہ چاہے لاکھوں کے ساتھ متحقق ہو یا تنہا ہر صورت میں اپنے علم کو عالم الغیب کہلاوے گا۔

تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے معنی ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔ کیونکہ جس قدر علم غیب کو عالم الغیب کہلانے کی علت زید نے اس تقدیر پر فرض کیا ہے وہ سب میں موجود ہے پھر وہ سب علم غیب کیوں نہ کہلائیں گے زید کے نزدیک عالم الغیب کے یہ معنی تھے کہ کم سے کم ایک غیب کی چیز کو بھی جانے تو جب زید و عمرو و غیرہ سب ہی کم سے کم ایک غیب کی چیز کو جانتے ہیں تو زید کے نزدیک عالم الغیب کہلانے کے کیوں نہ مستحق ہوں گے ورنہ انتراق معلول کا علت سے لازم آتا ہے۔

واضح ہو کہ ایسا کا لفظ فقط مانند اور مثل ہی کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی اس قدر اور اتنے کے بھی آتے ہیں جو اس جگہ متعین ہیں۔ نہ معلوم اس قدر صاف اور سید مطلب کو کس غرض سے لٹا کیا جاتا ہے۔ یعنی زید اگر عالم الغیب کے اطلاق کی وجہ مطلق بعض کو قرار دیتا ہے گو وہ ایک ہی کیوں نہ ہو تو اس بعض میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا اور اس قدر علم جو ابھی نہ ذکر ہوا اور جو ایک کو بھی شامل ہے چاہے وہ لاکھوں اور کروڑوں کے ضمن میں متحقق ہو یا غیر متناہی کی خوش میں تربیت پائے یا فقط تنہا ذات خود موجود ہو یہ بعض سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جملہ افراد انسانی میں متحقق ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی غائب چیز کا علم تو ہوتا ہی ہے جو دوسروں سے معنی ہوتی ہے تو چاہیے کہ زید اپنے مقولہ کی بنا پر سب کو عالم الغیب کہے اور یہ باطل ہے کیونکہ اس صورت میں عالم الغیب ہونا صفت کمال نہ رہا۔ اور یہ بالکل خلاف مدعی ہے۔

غرض گفتگو اس مطلق بعض میں ہو رہی ہے جس کو زید نے اطلاق لفظ عالم الغیب

کی علت قرار دیا ہے اور وہ مفہوم کا مرتبہ سب جگہ موجود ہے یہ کس معون نے کہا ہے کہ جس قدر غیب حضور اقدس کی ذات مقدسہ کے لیے واقع میں ثابت ہیں اسی قدر غیب زید و عمرو بجزوہ سب کے لیے حاصل ہیں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بعض علوم غیبیہ حاصل ہیں اس سے تو یہاں بحث ہی نہیں بحث تو اس بعض سے ہے جو عالم الغیب کھلانے کی علت اور وجہ واقع ہوا ہے۔ جو بعض علوم غیبیہ کہ واقع میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہیں اس سے تو یہاں نہ گفتگو ہے نہ اس کو کوئی مائل مراد لے سکتا ہے نہ کوئی مائل یہ کہہ سکتا ہے نہ اس کا وہم ہو سکتا ہے۔

خان صاحب کی ذہانت اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت جو خان صاحب کو ہے اس کا اثر ہے کہ یہ سوچنے کو چھوڑ کر وہی معنی مراد لیے جاتے ہیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو یقین نہ کئے۔ گو مصنف کے فرشتوں کو بھی خبر نہ ہو چرچا کیا مراد ہوں۔ لفظوں سے نکلیں یا نہ نکلیں، ریاق سابق موید ہو یا نہ ہو۔ مگر کریں کیا خان صاحب دل سے مجبور ہیں موائے ایک مضمون کے کسی عبارات کا اور مطلب ہی سمجھ میں نہیں آتا۔ کفر کی عینک سے تمام عالم کو دیکھتے ہیں۔ فعوذ باللہ العظیم۔

توضیح کی عرض سے شال عرض ہے۔ ایک بادشاہ ہے جس نے اپنے ملک میں مختلف قسم کے سکے رائج کئے ہیں جو عام رعایا کو بوجہ رفع حوائج و یومیہ خزانہ شاہی سے تقسیم ہوتے ہیں لیکن جواہرات عام لوگوں کو تقسیم نہیں ہوتے ہاں نہایت کم قیمت جواہر عوام کو بھی ملتے ہیں۔ اور جو خاص مقربین ہیں ان کو حسب حیثیت جواہر عاید دیتے جاتے ہیں اس کے ملک میں مالک الدہام والدنا میر تو سب رعایا کھلاتے ہیں مگر مالک الجواہرات بجز بادشاہ کے کوئی نہیں کھلایا جاتا سلطان وقت نے اپنے وزیر اعظم کو اس قدر جواہرات عالیہ علیلہ

میش بہا دیئے کہ اس قدر کسی کو نہ دئے نہ آئندہ دے گا اگر تمام ملک کی رعایا کیا خواص مقربین کے بھی تمام جواہرات کو ملایا جاوے تو اس کے ایک جوہر آبدار کے برابر بھی نہ ہوں چونکہ سرکار شاہی سے اس کو سب سے زیادہ جواہرات عطا ہوئے ہیں تو کوئی شخص مالک الجواہرات اس کو بھی کہنے لگے۔ اب دوسرا شخص اس سے یہ کہے کہ بھائی چونکہ یہ لقب بجز بادشاہ کے اور کسی کے واسطے نہیں بولا جاتا۔ تو چونکہ اس میں شرکت شاہی کا وہم ہے اس وجہ سے گویا براعظم واقع میں جواہرات کا مالک اور جس قدر جواہرات عمدہ وزارت کے لیے لازم اور ضروری تھے وہ بادشاہ نے اس کو دے دیئے مگر یہ لقب نہیں دیا اس میں وہم شرکت عظمت شاہی ہے لہذا یہ لقب ممنوع ہے پھر یہ کہ امیر مالک الجواہرات کا حکم جو کیا جاتا ہے اس سے کل جواہرات کا مالک ہونا مراد ہے یا بعض کا اگر بعض جواہرات کا مالک ہونا مراد ہے تو اس میں وزیر کی کیا تخصیص ہے ایسا مالک ہونا تو زید و عمرو بجزوہ رعایا پر صادق آتا ہے اور اگر کل جواہرات شاہی کا مالک ہونا مراد ہے تو یہ تمہارے نزدیک بھی ثابت نہیں۔ حضرات متعین کیا اس کلام میں وزیر اعظم کی توہین ہوئی یا اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس قدر جواہرات وزیر اعظم کے پاس ہیں اسی قدر رعایا کے ہر فرد کے پاس ہیں۔ جب تامل تسلیم کرتا ہے کہ وزیر اعظم فقط ایک ہی ہے اس کو بادشاہ نے جواہرات اس قدر دیئے ہیں جو اس کے مرتبہ تقرب کے لازم و مناسب تھے اور کسی کے پاس اس قدر جواہرات کیا ان کا عشر عشر بھی نہیں۔ مگر ہاں ان لاکھوں میں ایک بھی ضرور ہے اور ایک ادنیٰ چر اس کے پاس بھی ضرور ہے گویا کہ چر اس کے پاس فقط ایک شخص وزیر اعظم کے پاس ایسے ایسے لاکھ ہیں۔ اور پھر اس کا ایک اس کے ایسے ایسے لاکھ سے بھی زیادہ بیش بہا مگر جب زید مالک الجواہرات کا لقب ایک ہی جوہر کے مالک ہونے سے جائز نہ تھا ہے گو وہ ایک کتنا

ہماری تدریج توفیر پر لازم ہے کہ اس کا التزام کرے اور تمام جو کرب کو انکالجواہرات
کے اس میں عمر نے وزیر اعظم کی کیا توہین کی۔

خان صاحب کے اجلاس میں عمر کو تو ضرور چٹائی کا حکم ہو گا کیونکہ عمر کچھ کسے گزشتہ سال
کے یہاں اس کلام کے یہ معنی ہیں کہ جس قدر جوہرات وزیر اعظم کے یہاں ہیں اسی قدر ہر ادنیٰ
سے ادنیٰ رعایا کے پاس بھی ہیں۔ عمر نے وزیر اعظم کی نسبت توہین کی سنت سے سخت گالی دیا
لہذا ضرور واجب القتل ہے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

اہل زبان اہل انصاف سے انصاف کی امید ہے ادنیٰ عقل مند بھی شل کو مثل نہ بنی بطن کر
لے گا۔ زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں۔ حاصل یہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب
اس قدر دیا گیا تھا کہ دنیا کے تمام علوم بھی اگر ملائے جائیں تو آپ کے ایک علم کی برابر نہ ہیں
مگر چونکہ اطلاق عالم الغیب کا موہم شرک ہے لہذا یہ اطلاق صحیح نہیں اس میں نہ معلوم کیا گالی ہے
اور کیا توہین ہے۔

کہاں تو خان صاحب کی تکفیر کے بارے میں وہ احتیاط حتی جو ہم نے تزکیۃ الخواطر کے حصہ
اول میں خان صاحب کی عبارتیں نقل کی ہیں۔ اور کہاں یہ غضب کہ صاف اور سیدھی عبارت کے
مطلب کو غلط بنایا جاتا ہے۔ پھر افسوس یہ ہے کہ ایک تو وہ مطلب جس کی عبارت فی الجملہ
مقتل ہو اور ایک وہ کہ چاہے الفاظ کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دو گروہ ان معانی باطلہ کا تھیں
ہی نہ کر سکیں۔ مگر خان صاحب ہیں کہ انہی معنی کو متکلم کے سر رکھ کر تکفیر قطعی فرماتے ہیں قیامت
ہے کہ خان صاحب کے اذنا بفرماتے ہیں کہ تاویل کر کے حفظ الایمان کی عبارت بنائی
بھی تو اصل عبارت موہم کفر ہی رہی۔ اب ہم ناظرین کی خدمت میں وہ عبارتیں پیش کرتے ہیں
جن میں خان صاحب نے حفظ الایمان کی عبارت مذکورہ کا مطلب بیان کیا ہے اس میں

دینی حفظ الایمان میں تصریح کی ہے کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر سچے اور ہر پاک اور ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے۔ حسام
الحرین ص ۲۔

دوسری جگہ عبارت مذکورہ نقل کئے فرمائی ہیں کیا اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صریح
گالی نہ دی کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا ہی علم غیب دیا گیا تھا جتنا ہر پاک اور ہر چارپائے کو حاصل
ہے۔ تمہید الایمان ص ۱۱۔

خان صاحب کے اذنا بفرماتے ہیں کہ ہم نے جو معنی نقل کیے ہیں وہ تاویل ہے یا
خان صاحب نے مسخ کر کے نوایجاد معنی جو بیان کیے ہیں وہ تاویل بلکہ مسخ ہے۔ ذرا خان
صاحب کے معنی کی تشریح تولاحظہ فرمائیے۔ ایک شخص کا دعویٰ یہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کو باوجود علم غیب حاصل ہونے کے عالم الغیب کہنا جائز نہیں کیونکہ اگر بقول زید صحیح
ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے یعنی جو علم غیب ہے صلی اللہ علیہ وسلم کو واقع
میں حاصل ہے اس سے آپ کی بعض غیب مراد میں یا کل مطلب تو مطلب ہے الفاظ
ہی پر بے ساختہ قریبان ہونے کو دل چاہتا ہے جب آپ کا ہی علم غیب مراد ہے تو آپ کا
علم غیب اس کا کیا مطلب پھر اگر آپ کا بعض علم غیب مراد ہے تو اس میں ان کی کیا
تفصیل اس سے زیادہ عجیب ہے جب آپ کا بعض علم غیب مراد ہے تو وہ آپ کے ساتھ
خاص نہ ہو گا پھر جیسا علم آپ کو حاصل ہے زید و عمر و غیرہ کو حاصل ہونے کے کیا معنی۔

صاحب حفظ الایمان کا مدعی تو یہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجود علم غیب
عطائی ہونے کے عالم الغیب کہنا جائز نہیں اور وجہ یہ ہے کہ ایک صورت میں زید و عمرو
بجز صبی و مجاہدین بلکہ حیوانات پر بھی اطلاق عالم الغیب کا لازم آتا ہے۔ اور دوسری

صورت میں عالم الغیب کا مفہوم ہی متحقق نہیں۔ جس پر عقل و نقل دونوں کو شاہد قرار دیا گیا ہے۔ اب اگر مراد علم غیب کا مفہوم نہ ہو بلکہ وہ علم مراد ہو جو واقع اور نفس الامری میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے متحقق اور ثابت ہے۔ تو حاصل کلام یہ ہو گا کہ اطلاق علم غیب کا ذات مقدسہ پر صحیح ہے۔ تو دریافت طلب یہ ہے کہ اس غیب سے یا تو وہ بعض غیب مراد ہے کہ جو آپ کے لیے ثابت ہیں۔ وہ زید و عمرو و بکر وغیرہ ہیں کیا آپ کے سوا کہیں بھی متحقق نہیں ہو سکتا۔ تو اس صورت میں علت اطلاق علم غیب کی آپ ہی کے ساتھ مخصوص ہو گی۔ اور اگر آپ کے کل علوم غیبیہ ملو ہوں جن سے آپ کے علم کا ایک فرد بھی نہ چھوٹے تو وہ بھی آپ ہی میں متحقق اور ثابت ہیں پھر ان کا بطلان کس دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہو سکتا ہے۔ بطلان کیا اس صورت میں تو متحقق اور واقع ہو گیا۔ عرض جو معنی حمان صاحب نے حفظ الایمان کی عبارت کے بیان فرمائے ہیں وہ معنی ہو ہی نہیں سکتے۔ محال ہیں ورنہ کلام بالکل بے عمل اور لغو و بیہودہ ہو جائے گا۔ کیونکہ مقصود قائل یہ ہے کہ ایک صورت میں علت اطلاق علم غیب کی متعدد ہو سکتی ہے اور دوسری صورت میں علت بالکل معدوم ہے۔ اور خان صاحب کی تجویز کے مطابق اول صورت میں جو علت ہے وہ آپ ہی کے ذات مقدسہ کے ساتھ خاص ہے تعدد اور اشتراک کیساتھ کہ مختلف حکم علت سے لازم آوے اور ثانی صورت میں علت تبہا متحقق ہے پھر بطلان کی سبب علم سے مراد علم لیجئے مگر تکفیر پھر محال ہے۔ تنگدانا نہ دقیق اور اگر وہ تکفیر کی تشبیہ علم نبوی علم زید و عمرو و بکر ہے تو یہ اس پر موقوف ہے کہ لفظ ایسا تشبیہ کے لیے ہو حالانکہ یہ یہاں غلط ہے اور علاوہ غلط ہونے کے محتاج ہے حذف کلام بلکہ مسخ کلام کا۔ ایسے دلائل حمان صاحب ہی کے کلام میں ہوتے ہوں گے۔ دنیا کا اور عالم تو انشاء اللہ تعالیٰ ایسا بے معنی کلام کچھ نہیں

سکتا۔ تو ثابت ہو گیا کہ مراد مفہوم علم غیب ہے جو ایک ہی ہے۔ اس کا ایک فرد ذات مقدسہ کے لیے ہی متحقق ہو سکتا ہے اور غیر کے لیے بھی اور اسی کا دوسرا فرد ہے جو نہ آپ کے لیے ثابت ہو سکے نہ آپ کے غیر کے لیے وہ مخصوص بذات باری عز اسمہ ہے۔

بیان بالا سے یہ ثابت ہو گیا کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو علم غیب حاصل ہے نہ اس میں گفتگو ہے نہ یہاں ہو سکتی ہے نہ کوئی مائل مراد لے سکتا ہے نہ اس کے مراد لینے سے قائل کا مدعی ثابت ہو سکتا ہے یہاں گفتگو علم غیب کے مفہوم میں ہو رہی ہے۔ جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر بھی صادق آتا ہے اور غیر کے علم غیب پر بھی اور وہ ایک نہایت ادنیٰ درجہ ہے جو اعلیٰ درجہ میں ضرور متحقق ہو گا اس کا متحقق اعلیٰ درجہ کے تحقق کو مانع نہیں بلکہ اگر وہ درجہ متحقق نہ ہو تو اعلیٰ درجہ متحقق ہی نہیں ہو سکتا۔ جب ایک ہی نہ ہو گا تو دواور لاکھ کیسے متحقق ہو سکتے ہیں۔ اور دوسرا فرد اس مفہوم کا وہ ہے جو کسی مخلوق میں بھی متحقق نہیں ہو سکتا جس کے امتناع پر دلیل عقلی و شرعی قائم ہے وہ مختص بذات پاک خالق المخلوقات ہے۔

خان صاحب کا تراشیدہ مطلب حفظ الایمان کی عبارت کا مصرع بھی مطلب تو کیا ہزار وسائل بھی بغض اللہ تعالیٰ نہیں ہو سکتا جس کی عقل سلیم میں اب بھی مطلب نہ آئے اور پھر بھی یہی کہے کہ نہیں اس عبارت میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو صریح گالی ہے یا کم سے کم یہ عبارت تنقیص شان والا کو موہم ہے تو چاہیے کہ وہ اپنی خوش قسمتی پر روئے کلام کا قصور نہیں اس کی عقل کی خوبی ہے غلطہ الحمد للہ وضوح الحق۔

گستاخی معاف خان صاحب کا مطلب یہی ہے کہ بالفاظی گالی گلدے تو کہہ دے اور تو کوئی ادنیٰ طالب علم بھی نہیں کہہ سکتا چہ جائیکہ ایک علامہ زمان۔ ایسی صاف عبارتوں

کے مطلب کھنے میں ہمارا وقت عزیز برباد ہو کاش اگر یہ وقت آریوں کے مقابلہ میں صرف ہوتا تو کیسا اچھا ہوتا مگر خان صاحب کو خدا داریں میں اس کا بدلہ عنایت فرمائے کہ دینا و دانستہ اپنا وقت تو کھوتے ہی ہیں اور دوسروں کا وقت بھی تباہ کرتے ہیں کاش وہ اس کا جواب میری زندگی میں دیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ناک سے پانی نہ پلوادوں تو ابن شیر خدا نہیں۔ اگر خان صاحب نے قلم اٹھایا تو خدا چاہے تزکیۃ الخواطر حصہ دوم میں مزار آوے گا۔ انشاء اللہ العزیز ثم انشاء اللہ العزیز رسائی علییت کی وہ قلمی کئے گی جو ان کی قابلیت دنیا اور اربعی طرح دیکھ لے گی مباحث علیہ کو اس حصہ کے لیے اٹھا رکھا ہے۔ انہوں تو یہ ہے کہ خان صاحب علییت کی بات کہنے ہی نہیں دیتے پھر بازی ہی سے کام لیتے ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اگر زید لفظ عالم الغیب کے اطلاق کی علت قطعاً بعض علم غیب کو قرار دیتا ہے چاہے وہ بعض ایک ہی کیوں نہ ہو تو اس قدر علم غیب جس کو اطلاق لفظ عالم الغیب کی زید نے علت قرار دیا ہے زید و عمرو و بکر و غیرہ و غیرہ کو بھی حاصل ہے اگر سب کو عالم الغیب کے تو چل سکیں کیا تعریف ہوئی اور کیا کمال ہوا اور یہ علم منجملہ کمالات نبوت نہ ہوا اور اگر سب کو عالم الغیب نہ کہے تو وجہ فرق بیان کرنا ضروری کہ جب اس کے نزدیک عالم الغیب کہنے کی علت دونوں جگہ متحقق ہے تو پھر ایک جگہ اطلاق عالم الغیب جائز رکھے اور دوسری جگہ ناجائز وجہ فرق کیا ہے حفظ الایمان کی عبارت یہ ہے۔

”پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں سب کو عالم الغیب کیوں گا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالات نبوت شمار کیوں کیا جاتا ہے جس میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جائے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے انتہی۔“

اس صاف صریح سیدھے مطلب کے لانے کے لیے خان صاحب اس عبارت کے بعد گویا نشان فرماتے ہیں۔

”کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جانوروں یا گلوں میں فرق نہ جاننے والا حضور کو گالی نہیں دیتا تمہید صلا دیکھو اس شخص نے کیسا قرآن عظیم کو چھوڑا اور ایمان کو رخصت کیا اور یہ پوچھتے بیٹھا کہ نبی اور جانوروں میں کیا فرق ہے ایسے ہی اللہ مہر لگا دیتا ہے ہر مغرور بڑے دغا باز کے دل پر جام الحریم“

حضور والا جو ملعون مرد و ایسا ہو وہ کافر متدبے ایمان۔ یہ تو فرمایا جاسے کہ وہ دشمن بے ایمان نام کا مسلمان ہے کہاں؟ آپ غور سے تلاش فرمائیں سوائے بریلی کے پاگل نہا کے اور کہیں تو شاید کیا یقینی کوئی کافر بھی نہیں مل سکتا۔ یہ شہرت علم و دیانت اس پر یہ بت کہاں میں خان صاحب کے اذناں؟ ان کو عالم متدین خیال کرنے والے۔ فرماؤ تو سہی یہی رہبر دین ہیں اگر سید با مالک کے حوالے نہ کریں تو ہم سے کتنا کیا حفظ الایمان کی عبارت کا لاکھ برس تک بھی یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور عہد بزرگ قائل بلکہ نار جنم جانوروں اور یا گلوں میں فرق نہیں یا یہ مطلب ہے کہ جب علت اطلاق لفظ عالم الغیب دونوں جگہ پائی جاتی ہے تو نبی کو عالم الغیب کہا جائے اور غیر نبی کو عالم الغیب ہے۔ کیونکہ علت اطلاق بعض علوم الغیب دونوں جگہ پائی جاتی ہے اس صورت میں نبی کی نبوت اطلاق لفظ عالم الغیب کی علت حضورؐ ہی ہے کہ نبی کو بوجہ نبوت عالم الغیب کہا جائے۔ اور غیر کو نہ کہا جائے۔۔۔۔۔ کوئی شخص سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وجہ سے عربی کہے کہ آپ عرب کے باشندے ہیں۔ اور دوسرے عرب کے باشندے کو عربی نہ کہے۔ اس پر کوئی شخص وجہ فرق دریافت کرنے لگے کہ نبی اور غیر نبی میں وجہ

فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ تو یہ فرمادیتے ہیں کہ جو آپ میں صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے عربوں میں وجہ فرق دریافت کرے کیا اس نے نبی کو گالی نہیں دی۔ کوئی نبی کی پرستش کو دین الہامان کے اور بتوں کی عبادت کو شرک اس پر کوئی مسلمان کہے نبی اور بت میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے تو کافر کہہ دیجئے کہ نبی اور بت میں فرق پوچھنے بیچارہ ہی علم و دیانت ہے اور عوام کو دھوکہ دہی بخدا سمجھے۔ اس پر اذنا ب کا اعلیٰ حضرت علیہ السلام کہتے ہوئے منہ خشک ہوتا ہے۔ اگر کسی میں دیانت ہے تو اعلیٰ حضرت کی دیانت کی اب خبر لے دیانت کے نام سے کام نہیں چلتا۔ عوام بیچارے کیا کریں رو ناسوان کا ہے جو عالم بھی کہلاتے ہیں اور پھر بھی ان خیانتوں پر مطلع نہیں ہوتے یا باوجود اطلاع دیدہ و دانستہ ایمان کو رخصت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مطلب وہی ہے جو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اگر ان میں کچھ ہمت ہے تو خان صاحب کو مستعد فرماویں اور اپنے دین و دیانت ایمان کی خبر لیں۔

اس صاف اور سیدھے مطلب پر خان صاحب نے یہ شور و غل مچایا ہے کہ خدا کی پناہ اب ناظرین ترقیہ انوار حصہ اول کو ضرور ملاحظہ فرمائیں تب معلوم ہوگا کہ خان صاحب کے کھانے کے دانت کون سے ہیں اور دکھانے کے کون سے۔ بصیرت پر کفر کی عینک لگا رکھی ہے۔

کہ بچہ حمان دل مبین جز دوست الخ

کے منظر ہو گئے ہیں۔

لفظ ایسا کی تحقیق عبارت ذیل سے معلوم ہو جائے گی بعض بعض خان صاحب کے معتقدین فرماتے ہیں کہ لفظ ایسا تو تشبیہ ہی کے لیے آتا ہے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کو حفظ الایمان میں علم زید و عمرو بکر صبی و جماعین و بہائم سے تشبیہ دی اور یہ بڑی

گت نمی ہے۔ ان حضرات کو امیر مینائی کی یہ عبارت سمجھا دیجئے اور اگر جناب لغت میں بھی مجدد ہوں اور کسی کی نہ مانیں تو پھر آپ کا کلام بھی موجود ہے گو قابل حجت نہ ہو امیر اللغات میں لفظ ایسا کی تحقیق میں لکھتے ہیں۔

۱۔ اس قسم کا اس شکل کا فقرہ ایسا قلند ان ہر ایک سے بننا دشوار ہے۔ آتش سے

محبوب نہیں باغ جہاں کوئی تجھ سے بھرکتا ہے گل ایسی نذلت خمرایی

۲۔ اس قدر اتنا فقرہ ایسا مارا کہ ادھوا کر دیا۔ برق سے

اس بادہ کش کا جم ہے ایسا لطیف صاف

زناں پر گمان ہے موج شراب کا

۳۔ ماشاں اور اندر فقرے تم ایسے ہتیرے مل جائیں گے۔ ہم ایسوں سے تو وہ بات

بھی نہیں کرتے۔

۴۔ اس طرح یوں فقرے میں نے ایسا سنا ہے کہ آج دونوں بجائیوں میں چل گئی تم

ان سے صاف صاف کہہ دینا کہ میر صاحب ایسا کہتے ہیں۔ اؤ کبھی اچھائی برائی

کی جگہ بطور مبالغہ بھی استعمال کرتے ہیں فقرے ایسا وقت قسموں سے مناسبت ہے کوئی

ایسی بات منہ سے نکالتا ہے۔ امیر اللغات ص ۳۲ جلد دوم۔ پانچ معنی لفظ ایسا کے

لکھے ہیں۔ پھر بھی یہ فرمانا کہ لفظ ایسا تشبیہ ہی کے لیے آتا ہے کس قدر انصاف ہے۔

عبارت متنازعہ نہی میں لفظ ایسا بمعنی اس قدر و اتنا ہے۔ پھر تشبیہ کیسی۔ تو سائل یہ جواب

کہ جس قدر اور جتنے علم کو ملے اطلاق عالم الغیب کی فرض کی تھی وہ زید و عمرو بکر میں بھی متحقق

ہے نہ اس میں تشبیہ ہے نہ توہین۔

اگر خان صاحب کی طرف سے یہ اعتراف کیا جائے کہ کیا گیا ہے کہ حفظ الایمان میں

فقط دو ہی احتمال کیوں بیان کیے گئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں صرف دو ہی احتمال تھے یا علم کل مغیبات کا یا بعض کا ولو کان واحداً ایک یہ بھی احتمال ہے کہ آپ کو علم مغیبات معتد بہایا جملہ مخلوقات کے مغیبات سے زائد کا ہو اور اسی کو اطلاق عالم الغیب کی علت قرار دی جائے اور یہی احتمال قوی بھی ہے چنانچہ اس معنون کو یوں فرماتے ہیں۔

”پھر خیال کر اس نے کیونکر مطلق علم اور علم مطلق میں حصر کر دیا اور ایک دوسرے جاعنے اور ان علموں میں جن کے لیے حد ہے نہ شمار کچھ فرق نہ جانا تو اس کے نزدیک افضلیت اس میں منحصر ہو گئی کہ پورا اساطیر ہو اور فضیلت کا سلب واجب ہو اس کمال سے جس میں کچھ بھی باقی رہ جائے۔ حرام ۲۳۲“

خان صاحب بغور ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دہلوی نے فرمایا ہے کہ: ”حضور کی فہم و دانش کی غوبی ہے۔ اس اعتراف کا جواب بسط البنیان میں غوبی مذکور ہے۔“

حضرت مولانا موصوف فرماتے ہیں کہ:

”علم بطریقہ اسطرلاب علم محیط جمیع اشیا، کا کہ جس سے کوئی چیز بھی باقی نہ رہے یہ باری تعالیٰ شانہ کے ساتھ خاص اور جو علوم لازم اور ضروری مقام نبوت کے لیے ہیں وہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہیں اس میں آپ کا کوئی شریک نہیں کیونکہ جس درجہ کی آپ کی نبوت ہے اسی درجہ کا آپ کا علم تو جو علوم آپ کو مرحمت ہوئے ہیں ان میں آپ کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا لہذا سید الانبیاء والمرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اور فیصلہ

درجہ علم الغیب کا وہ ہے جو زید و عمرو و بکر و صبیح بن جابر جملہ حیوانات کو حاصل ہے اس میں کوئی کمال نہیں ان مراتب ثلاثہ کا ذکر حفظ الایمان میں بھی موجود ہے۔ پھر یہ اعتراف کہ مطلق علم اور علم مطلق ہی میں حصر کر دیا جناب ہی کے شایان شان ہے۔“

خان صاحب عقل کی ہر جگہ ضرورت ہے نفس الامر میں ان مراتب ثلاثہ کا ہونا اور بات ہے اور ہر قسم میں ذکر نہ کرنا اور بات ہے۔ بلکہ ذکر بھی ایک طرح کا نہیں کسی کا ذکر صراحتہ ہوتا ہے اور کسی کا ضمناً و کنایتہ اور دوسرا جواب اس شبہ کا وہ ہے جو بندہ نے اشارۃً ذکر کیا ہے۔ یعنی چونکہ ذات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلف سے حلف تک بلا قرینہ صاف کے اطلاق عالم الغیب کا متعارف نہیں اور گفتگو بھی اسی صورت میں ہے کہ اطلاق بلا قرینہ ہو۔ اس وجہ سے یہ معلوم مغیبات معتد بہ یا جملہ مخلوقات سے زائدہ درمیان مخاطب

اور مستحکم کے متعین ہی نہیں لہذا لفظ الغیب سے یہ مراد ہی نہیں ہو سکتا۔ اس جواب میں اور حضرت مولانا موصوف کے جواب مذکور میں فرق کو بغور ملاحظہ فرمائیے دونوں جواب ایک نہیں ہیں اور اگر عالم الغیب معرف باللام نہ ہو بلکہ عالم الغیب باضافہ ہو تو امتناقر کا بھی وہی حال ہے جو معرف باللام کا چنانچہ پہلے عرض کیا گیا یہ مضامین تزکیۃ الخواطر حصہ دوم میں ملاحظہ فرمائیے بشرطیکہ آپ جواب دیں ورنہ ناظرین کی تسکین کے لیے یہ کافی ہے ان اکرملیت کا دعویٰ ہے تو تم ہاتھ میں پکڑ لیے پھر انشاء اللہ تعالیٰ ہم بھی عرض کر دیں گے۔

تیسرے جواب یہ ہے کہ خان صاحب تو یہی فرماتے ہیں کہ علم مغیبات معتد بہایا زائد من علوم المخلوقات کو ذکر نہیں کیا حالانکہ یہ احتمال صحیح موجود ہے جس میں عرض کرتا ہوں ایک نہیں ہوا احتمال ایک کو بھی ذکر نہیں کیا مگر یہ تو فرمایا جائے کہ احتمالات و اربعہ کے ذکر نہ کرنے سے جو

عبارت مذکور ہوئی وہ صریح گالی کیوں نہ جاسے گی جو آپ کا دعوے ہے ذرا غور سے کام لیجئے فرق لطیف ہے۔

پوچھنا جواب یہ ہے کہ ذکر نہ کرنے سے یہ کیسے لازم آیا ہے کہ وہ شخص واقع اور فیض الامریں بھی اس احتمال کا قائل نہیں۔ عدم ذکر اور ذکر عدم میں فرق تو ایسا نہیں جس کو آپ خیال نہ فرما سکیں اور یہاں تو عدم ذکر بھی نہیں بلکہ صراحتہ ذکر ہے لیکن دیکھنے کو چشم بینا چاہیئے۔ اس پر خان صاحب شاید یوں فرمائیں کہ اگر یہ ہمارا اعتراض صحیح نہیں اور عبارت مذکورہ میں تو یوں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں تو اس کو اپنے اکابر کی شان میں کہدو چنانچہ فرماتے ہیں۔ مگر ہاں اس سے دریافت کرو کہ آپ کی یہ تقریر آپ اور آپ کے اساتذہ میں چلتی ہے یا نہیں۔ نہیں تو کیوں اور اگر ہے تو کیا جواب الٹ پھر جناب خان صاحب نے اس تقریر کو اقل سے آخر تک جاری فرمایا ہے۔ اور یہ بھی منجملہ ان اعتراضات کے ہے جو بڑے قوی شمار کیے جاتے ہیں جن پر خان صاحب کو ناز ہے۔

پہلے خان صاحب اور ان کے اذنا ب یہ فرماتے تھے کہ اگر واقعی حضرات دیوبند کے یہ عقائد نہیں جو ہم ان کی طرف منسوب کرتے ہیں تو صاف کیوں نہیں کھدیتے کہ ہمارے عقائد ایسے نہیں جھگڑاٹے قصہ ختم ہو۔ مگر جاننے والے جانتے تھے کہ یہ فقط زبانی جمع خراج ہے اس کے بعد بھی وہی حالت رہے گی۔ جواب ہے کیونکہ یہ تکفیر جوہر تعالیٰ نہیں ہے بلکہ محض بغض و عناد اور عداوت اسلام پر مبنی ہے جب تک ان کے مخالف مسلمان رہیں گے اور سنت کے فریفتہ خان صاحب کا بعض ان سے جا ہی نہیں سکتا۔ ہاں آپ بڑے منجھ سے ہو۔ اگر وہ بھی خان صاحب ہی جیسے ہو جاویں تو پھر خان صاحب کا کوئی جھگڑا نہیں۔

لیکن جن حضرات کو خان صاحب کی اصل غرض معلوم نہیں تھی ان کو البتہ غلبان ہوتا تھا کہ واقعی حضرات دیوبند ایسا کیوں نہیں کرتے ادنیٰ بات میں جھگڑاٹے ہوتا ہے قطع التین کو چھپے ہوئے مدت ہوئی جس میں صاف ظاہر کیا گیا ہے کہ جن امور کی نسبت خان صاحب تکفیر فرماتے ہیں۔ ان عقائد کو ہم بھی تکفیر کہتے ہیں اور ان کے تائید کی تکفیر کرتے ہیں۔ اور یہ مجبوراً ہی قول ہی قول نہ تھا بلکہ بعض حضرات جو اس عالم سے تشریف لے گئے یعنی حضرت مولانا محمد قاسم صاحب ناٹو قوی حجتہ اللہ تعالیٰ فی الارض حضرت مولوی رشید احمد صاحب رشید الاسلام والمسلمین قدس سرہا ان کے رسائل مطبوعہ کی عبارات لکھیں اور جو حضرات اس عالم میں رونق افروز ہیں ان کے دستخط بقلم خاص ہیں مگر خان صاحب ہیں کہ ان کے وہی دم خم ہیں اور وہی لہن ترانیاں جھگڑاتے ہیں۔ اسی طرح اب بھی کہا جاتا ہے کہ اگر یہ عبارت تو یوں اور گالی کی نہیں تو آپ اپنے اساتذہ کی شان میں ہماری فرمائیں بہت اچھا سنئے اگر کوئی ہمارے اکابر کو عالم فاضل اس بنا پر کہتا ہے کہ وہ عالم جمیع اشیاء کی ہیں تو قطعاً عقلی تعلا باطل ہے۔ اور اگر اس بنا پر عالم کہتا ہے کہ ان کو بعض اشیاء کا علم ہے تو اس میں ان کی کیا تخصیص بعض اشیاء کا علم تو زید عمرو بکرمی و مجاہدین بلکہ جملہ حیوانات کو ہے اس بنا پر عالم فاضل کہنا کوئی کمال کی بات نہیں۔ تو اگر قائل التزام نہ کرے تو وہ جہر قرق بیان کرنا ضرور ہے۔ گریا در ہے کہ ہمارے اکابر و اساتذہ اور دنیا کے علماء کو عالم فاضل اس وجہ سے کہنے والا دنیا میں کوئی بھی نہیں نکلتا تھا۔ ہاں اگر کوئی ہو تو بریل کے پاگل خانہ میں نکلتے۔ کیونکہ یہ تقریر یہاں جاری نہیں ہو سکتی۔ وجہ ملاحظہ ہو یہاں عالم فاضل مولوی صوفی ان حضرات کو کہا جاتا ہے اور یہ عرف عام ہے۔ اور جب سے یہ اطلاق جاری ہے اس وقت سے یہ مراد ہے

کہ وہ کل علوم کے عالم ہیں نہ یہ کہ ان کو بعض اشیاء کا علم ہے ولو کان واحدا جس میں بھی
جناہیں و جملہ حیوانات شریک ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ موم متذہبہا کے عالم ہیں بخلاف
عالم الغیب کے کہ اس کا اطلاق ثابت ہی نہیں تاکہ یوں کہا جاوے کہ یہاں بھی امور
مستعدہ کا علم غیب مراد ہے نا فرتا۔

یعنی اب تو ہم نے یہ تقریر کر دی اب تو اشتہار یہ تجدید ہے کہ ہاں ہماری ہی غلطی
تھی واقعی اس عبارت میں تو یقین نہیں ہے مگر یہ تمام باتیں علم و دیانت انصاف پر مبنی
ہیں اللہ تعالیٰ تو فین عنایت فرمائے ہم کو تو امید نہیں ہے ہاں اللہ تعالیٰ بیشک
قادر ہے۔

اس کے بعد جناب نمان صاحب نے بہت زور و شور سے اسی تقریر کو انبیا
علیہم السلام میں جاری فرمایا، یعنی جیسے اس تقریر سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب
نہیں کہہ سکتے چاہیے کہ عالم بھی نہ کہہ سکیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

”اور علم غیب میں جاری ہونے سے مطلق علم میں اس کی تقریر نہایت کاہلی
ہونا زیادہ ظاہر ہے ص ۲۳ حام المؤمنین اب زید کی جگہ اللہ عزوجل کا نام لینے

اور علم غیب کی جگہ مطلق علم الخ تمہید ایمان ص ۱۲

اس کا جواب وہی ہے جو مذکور ہوا کہ جب آپ کے صلی اللہ علیہ وسلم ادنیٰ امتیوں پر عالم کا
اطلاق باعتبار علوم معتدہ بہا کے متعارف اور شائع ہے تو پھر ذات مقدسہ پر عالم کے
اطلاق میں کیا تامل ہے۔ اور یہ تقریر وہاں چل رہی نہیں سکتی۔ نا فرتا۔ جن شبہات پر خان
صاحب کو ناز ہے ان کا یہ حال ہے۔

اور اس سے زیادہ عجیب تر یہ ہے جو اس کے بعد جناب نمان صاحب

تجیر فرماتے ہیں اس لیے کہ یہ:

”یہ گندی تقریر اگر علم اللہ عزوجل میں جاری نہ ہو تو وہ قدرت الہی میں بعینہ
بغیر کسی تکلف کے جاری ہے جیسے کوئی بے دین جو اللہ سبحانہ کی قدرت
عامہ کا منکر ہو اس منکر سے کہ علم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتا ہے یہ کہہ کر
یوں کہے کہ اللہ عزوجل کی ذات مقدسہ پر قدرت کا حکم کیا جانا اگر بقول مسلمان
صحیح ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس قدرت سے مراد بعض اشیاء
پر قدرت ہے یا کل اشیاء پر اگر بعض پر قدرت ہونا مراد ہے تو اس میں
اللہ عزوجل کی کیا تخصیص ہے ایسی قدرت تو زیادہ عروج بلکہ ہر صبی و مجنون
بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ اور اگر کل اشیاء پر
قدرت مراد ہے اس طرح کہ اس کا ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان
دلیل نقل و نقل سے ثابت ہے کہ اشیاء میں خود ذات باری بھی ہے اور

اسے خود اپنی ذات پر قدرت نہیں الخ ص ۲۳ حام المؤمنین

خان صاحب تو یہی فرماتے تھے کہ جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرے
وہ کافر ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ جو اولیاء اکرام اور علمائے عظام اور صلحا ائمہ کے ساتھ
بھی گستاخ ہو اس کے بھی سلب ایمان کا خوف ہے اور عقل کے مسخ ہونے کا
اندیشہ ہے۔

خان صاحب کے ہواخوان کہاں ہیں ان کو عالم نامی مجددات حاضرہ مشرعوں کا
مبدولتے والے کس طرف ہیں۔ اعلیٰ حضرت اعلیٰ حضرت کہتے کہتے منہ شک ہوتا ہے
ان کے تئیں اور تصوف کی وجہ سے مرید اور معتقد ہوئے ہیں۔

اے سکینو! اپنی حالتوں پر رحم فرماؤ کچھ تو آنکھ کھول کر دیکھو کہ پیر صاحب کون ہیں
کس زور کی تقریر فرمائی ہے اور حضرت مولانا تھاقوی مدت فیوضہم العالیہ کو کس قدر سخت
سست کہا اور گالیاں دی ہیں مگر ایسے منہ کے بل گرے کہ جان ہی نکل گئی اگر کوئی اس
شعبہ کا جواب دے دے بلکہ سب ملکر بھی جواب دے لیں تو باوجود ہم بھی خان صاحب کی
ذہانت کے متفقہ ہو جائیں گے ورنہ آپ سب صاحب تو یہ فرمائیں کہیں تو آخرت
کا خوف چاہیے۔

جس تقریر کو خان صاحب نے اس قدر غور و فکر سے لکھا ہے اس پر مخالف کو
اس قدر سخت کہا ہے جو مناسب نہ تھا پھر خود اس قدر لغویات کی جو بن ہی نہیں سکتی اور
تمنا شاید ہے کہ اسی غلطی پر فرما کر صحیح کہنے والے کو گالیاں دیتے ہیں۔ بس کیا عرض کروں
اسی جماعت کا کام ہے

اس کا راز تو آئید و مرداں چنیں کنند

جو بے دین قدرت عامہ باری تعالیٰ کا منکر ہو اور حفظ الایمان کی تقریر جاری کرے
تو اسے آپ یہ جواب دیں کہ بریل کے پاگل خانہ سے کب نکلے ہو ہم خداوند تعالیٰ کو
قادر بقدرت عامہ شاملہ باعتبار جمع ممکنات کے کہتے ہیں ایک کو بھی استثناء
نہیں کرتے اور یہ باعتبار مطلق قدرت کے ہے اور ہم اس کو قادر بالذات کہتے ہیں۔
اس کی قدرت ذاتیہ ہے اور زید و عمرو صبی و عجائز جملہ حیوانات کو قدرت عرضیہ ہے۔
اس بنا پر اگر بقرض محال زید و عمرو کی قدرت جملہ ممکنات پر بھی تسلیم کر لیں تب بھی باعتبار
قدرت ذاتیہ کے ان کو قادر نہیں کہہ سکتے۔ تَتَفَكَّرُ فِيهِ فَيَنْقُضُ جَوَابًا اَخَرًا بِاَقْبَارِ
مُطْلَقِ الْقَدَرِ لَا تَذْكُرُهُ اِلَّا اَنْ عُلُوهُ اِيْرِيْهَا قُدْرَتِ كَا اَطْلَاقِ ثَابِتِ هِيَ مُخْلَافُ

علم غیب کے کہ یہاں اطلاق ثابت نہیں۔ نافرقتا۔

اگر ہم خان صاحب کا طرز اختیار کریں اور ان کے کلام کا لازم مطلب بیان کریں تو
یوں کہیں گے کہ خان صاحب آپ تو اپنے قول کے موافق بڑے چھپے ہوئے کافر
نکلے۔ آپ اور آپ کی اذنا بل کر اس جدید کفر کو اعطائیں آپ اس تقریر مذکورہ کو قدرت
باری میں بلا تکلف جاری بتلاتے ہیں۔ مالا نکلا اس تقریر کا جریان بہر صورت آپ کے کفر
کو مستلزم ہے اگر آپ قدرت سے ذاتیہ مراد لیتے ہیں تو زید و عمرو صبی و عجائز بلکہ جملہ
حیوانات کے لیے آپ نے قدرت ذاتیہ ثابت فرمائی حالانکہ یہ قطعی کفر ہے جس کو
آپ بھی تسلیم فرماتے ہیں۔ اور اگر قدرت سے مراد قدرت عرضیہ ہے جو مثل لڑکے مطابق
ہے تو پھر کیا کوئی پاگل بے دین مرتد خدا کے لیے بھی قدرت عرضیہ ثابت ہے جس کو
آپ خدا کے لیے ثابت کر کے مسلمانوں کے ذمہ دھرتے ہیں۔ جناب مالی بجز آپ
کے کوئی ایسا مسلمان نہیں ہے جو خداوند عالم کے لیے قدرت عرضیہ ثابت کرے وہ بھی
ایک جگہ نہیں قدرت عامہ شاملہ۔

خداوند عالم کے لیے اگر کوئی ایک امر کی بھی قدرت عرضیہ ثابت کرے تو وہ قطعی
کافر ہے چہ جائیکہ غیر متناہی امور کی قدرت عرضیہ غیر متناہی طریقہ سے۔
فرمائیے غیر متناہی و جبر سے کافر ہوئے یا نہیں اس کے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے
کہ قدرت باری میں تقریر مذکورہ بلا تکلف جاری ہو سکتی ہے۔ تمنا شاید کہ ہم نہیں کہتے آپ
ہی کے کلام سے آپ پر کفر لازم آتا ہے جو طین لازم ہے۔

بلا تکلف تو کیا آپ ہنزار تکلف ہی اس تقریر کو جاری فرما دیجئے۔ ہاں بلا تکلف اگر
آپ اپنے کفر کا اقرار فرمائیں تب تو تقریر بالا کو آپ قدرت باری میں بلا تکلف

جاری فرما سکتے ہیں اور اگر آپ ایسا کریں تو پھر جواب مذکور کو ملاحظہ فرمایا لیجئے حفظ الایمان
پر کوئی شبہ نہیں۔

خان صاحب تعلق نہیں کرتے خدا کا فضل بیان کرتے ہیں مناظرہ اسے کہتے ہیں آپ
کو رسائل لکھنے کی کیا حاجت تھی۔ تبیین سنت سے مدارات ذاتی ہے اسی کو صاف صاف
کہہ دیا کیجئے دلیل وغیرہ لکھنے کی ضرورت نہیں ایک اشتہار دے دیجئے کہ جو ہم کو ایسا
ایسا لکھے اس کو ہم کافر کہیں گے قرآن و حدیث پر فضول مشق کی جاتی ہے فقط یہ کہہ دیجئے
کہ جو پتھے پتھے حنفی ہیں وہ سب کافر ہیں۔

اگر خان صاحب اپنے اذتاب میں ہاتھ پیر ہلا کر یہ جواب دیں کہ یہ تقریر میری نہیں
یہ تو ایک بے دین کی طرف سے تقریر کی ہے تو جواب یہ ہے کہ آپ اس تقریر کے جاری
کرنے کو بلا تکلف تسلیم کرتے ہیں۔ کفر تقریر کی وجہ سے آپ پر لازم نہیں کیا گیا چونکہ اس
تقریر کے جاری کرنے کو آپ بلا تکلف تسلیم فرماتے ہیں اور تقریر کا جاری کرنا اس پر موقوف
ہے کیا تو خدا کے لیے قدرت عرشیہ ثابت کی جائے یا ممکنات کے لیے قدرت
ذاتیہ اور دونوں کفر صریح کی صورتیں ہیں لہذا یہ کفر اُٹھ ہی نہیں سکتا۔

لو پھر کیا یاد رکھو گے چلتے ہاتھ ایک کفر اور بھی نادر ہے۔ وہ یہ کہ آپ فرماتے ہیں
کوئی بے دین اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی قدرت عامہ کا منکر ہو۔ اور اس کی مثال میں یہ فرماتے
ہو کہ ذات باری مقدسہ سے حاجت ہے تو چونکہ ذات باری تعالیٰ قدرت باری تعالیٰ کے تحت
میں داخل نہ ہوئی تو قدرت عامہ نہ رہی تو گویا ذات خدا کو مقدوریت سے خارج مانتا قدرت
عامہ کا انکار ہے اور یہی وجہ ہے دینی کی ہے تو معلوم ہوا کہ آپ خداوند عالم کو قادر مطلق
اس معنی کہ جانتے ہیں کہ ذات باری تعالیٰ کو بھی قدرت کے تحت میں داخل مانتے ہیں۔

اور یہ کفر صریح ہے ورنہ پھر اس غریب کی بے دینی کی وجہ کیا ہے۔ یہ دوسرا کفر ہے بخود
جواب دیجئے کیا بلا تکلف تقریر جاری فرمائی کہ آپ کا لڑکا کافر ہونا دو وجہ سے ثابت
ہو گیا۔

حفظ الایمان کے متعلق جو کچھ بھی خان صاحب نے حسام الحرمین میں تمہید ایمان میں
بیان فرمایا تھا ان تمام باتوں کا بغض نہ کافی اور ذاتی جواب ہو گیا وہ کیوں اور حکم قبول فرما کر
اہل اسلام کو اس سے نفع پہنچائے آمین ثم آمین۔

اب خان صاحب کا کوئی شبہ ایسا نہیں رہا جس کا آپ نے ذکر کیا ہو اور اس کا
جواب ذکر نہ ہوا ہو۔ لیکن ابھی ایک اور بہت بڑا شبہ باقی ہے اس کا ذکر اور جواب
بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔

ناظرین کو شاید تعجب ہو گا کہ اب کون سی باقی رہ گئی ہے یہاں تو مطلع صاف ہے
خان صاحب اب کیا اعتراض فرمادیں گے ان کو حفظ الایمان پر بے جا جرح و قدح کرنے
کا ہاتھوں ہاتھ بدل لیا گیا۔ دو وجہ سے کفر لازم آگیا ایک یہ کہ اتنے بڑے علامہ سے یہ
تو بہت ہی مستبعد ہے کہ وہ یہ نہ سمجھے ہوں کہ علم غیب کی تقریر قدرت باری میں نہیں
چل سکتی۔ اب دو ہی احتمال ہیں۔ ایک تو یہ کہ خان صاحب نے سمجھ بوجھ کر جھوٹ بولا تو
وہ بڑے خائن بدویانہت ہوں۔ دوسرے یہ کہ ایسے جاہل ہوں کہ برسوں تک غور و فکر
کیا مگر یہ نہ سمجھے کہ یہ تقریر قدرت میں چل سکتی ہے یا نہیں لیکن ان دونوں احتمالوں کو خان
صاحب کے اذتاب تسلیم نہ کریں گے کیونکہ خلاف شان خان ہے ہاں ایک یہ احتمال
ہے کہ خان صاحب کا عقیدہ ہی یہ ہے کہ یا تو معاذ اللہ خداوند عالم کو قدرت
عرشیہ ہے یا مخلوقات میں قدرت ذاتیہ بغیر اعطائے الہی ہے اور دونوں صورتوں میں

خان صاحب جہاں گئے ظاہر ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ان کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ذات باری تعالیٰ کو بھی داخل قدرت مانتے ہیں اور یہ بھی مسلم کفر ہے۔

ناظرین کا خیال صحیح ہے مگر خان صاحب یہ فرما سکتے ہیں کہ میرے نزدیک تو حفظ الایمان کی عبارت بہر صورت کفر صریح اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینا ہی ہے اور گو حفظ الایمان میں یہ مذکور ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو علم لازم نبوت اور ضروری تھے وہ سب عطا ہو گئے تھے مگر وہ تسمیہ کے اندر اس کو ذکر نہیں کیا یہ بھی آپ کے علم غیب کا انکار ہے اور آپ کی توہین ہی ہے۔ اور اگر کوئی دریافت کرے کہ آخر اس شبہ کا منشا کیا ہے یہ کہاں سے پیدا ہوا تو یہی فرمائیں گے کہ اس کا منشا ہٹ دھرمی سوا اور... کچھ نہیں اس شبہ کا جواب مذتب تو مانیں گے ورنہ نہیں۔ اور گو اس تقریر کو اپنے اساتذہ میں بھی جاری کر دیا گیا ہے مگر پھر بھی تو یوں اور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ کو گالی ضرور ہے۔

تو جواب یہ ہے کہ ہم اس شبہ کا جواب دیں گے مگر آپ سے پھر بھی یہ امید نہیں کہ آپ تسلیم فرمائیں کیونکہ ہٹ دھرمی کا جواب ہی کیا ہے۔ اور اس کا جواب بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ اسی قسم کی عبارت ہم ان اکابر کی پیش کر دیں جن کو آپ اور آپ کے بزرگوار کیا صدیوں سے جملہ علمائے امت مستند اور علم متدین تسلیم فرما چکے ہیں اور ان کے علم و نبی ہونے پر اجماع ہو گیا ہے اگر آپ ان کی نسبت کچھ بھی فرمائیں تو پھر دیکھئے کہ اذنا ب بھی پیچھے سے آگے آجائیں۔

ناظرین نہایت عجیب بات اور سننے کے قابل ہے کہ ۱۳۲۶ھ ہجری میں جلسہ

مدرسہ مصباح التہذیب بریلی میں بندہ گیا اور جب یقین ہو گیا کہ خان صاحب مناظرہ نہیں کریں گے تب بندہ نے شرح مواقف کی عبارت اپنے بیان میں پیش کی کہ دیکھو میر سید شریف اور قاضی عسکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم یہ فرماتے ہیں۔ گویا حفظ الایمان اسی عبارت کا ترجمہ ہے تو کیا خان صاحب ان حضرات کو بھی کافر کہہ دیں گے اور گو یہ تو آپ سے مشکل نہیں ہے مگر آٹھ سو برس کے جس قدر مسلمان السید السند اور قاضی عسکری رحمۃ اللہ تعالیٰ کو مسلمان ہی نہیں مسلمانوں کے پیشوا جانتے چلے آتے ہیں اور ان سب کو کافر کہیں گے۔ مگر اللہ سے دل گردے کہ جب خان صاحب کو شرح مواقف کی یہ عبارت پہنچی تو ہوش و حواس باختہ ہو گئے اور سنا ہے کہ پہلا کلمہ ہی تھا کہ وہ بھی سنا خیرین میں سے ہیں کافر ہیں کیوں نہ ہو آخر وہ دوزخ جہنم کو اس کا پیٹ بھی تو بھرنا ضرور ہے۔

اب ناظرین شرح مواقف کا مطلب تو جو سے نہیں تب معلوم ہو جائے گا کہ ہٹ دھرمی سے بھی حفظ الایمان کو نہ ماننا معمولی بات نہیں ہے اس میں ان کے اذنا ب سے بھی امید ہے کہ ساتھ نہ دیں گے اور سوائے فتنوں مہری لوگوں کے سب کے دلوں کی صفائی ہو جائے گی۔ کیونکہ میر سید شریف اور قاضی عسکری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے وہابی تھے نہ غیر مقلد نہ مدرسہ دیوبند کے فدرخ التعمیل پھر صد ہا سال سے کیسے کیسے علماء اولیاء کرام نے ان عبارتوں کو دیکھا مگر کسی نے اعتراض تک بھی نہ کیا اور خان صاحب کے نزدیک اسی کی مثل عبارت صریح کفر اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور گالی۔ تو خان صاحب کے مذاق کے موافق معاذ اللہ تعالیٰ شارح ماقن اور اس وقت سے لے کر اس وقت تک کے تمام مسلمان قطعی کافر ہو گئے۔ امید ہے کہ خان صاحب

کے اذنب بھی اس تدریس کے پیچھے نہ پھریں گے اور خان صاحب کی آسائش میں
تمام سلف و مصلح کو کافر نہ کہیں گے۔

وَأَمَّا الْفَلَاسِفَةُ فَقَالُوا هُوَ أَوَّلُ النَّبِيِّ مِنْ جِهَتِهِ خَوَاصُّ ثَلَاثٍ يَتَنَازَرُ فِيهَا مِنْ غَيْرِهِ
أَحَدُهَا أَوَّلُ الْأُمُورِ الْمُخْتَصَّةِ بِهِ أَلَيْسَ كُنْزٌ لَنَا إِطْلَاعٌ عَلَى الْمَغِيبَاتِ لَكَايْنَةُ وَالْمَا ضِيَّةُ
وَالْأَلَا تَيِّدُ الْخَرَجِ بِرِجَالِ الْمَسْغُورِ وَهَ كَتَبَ فِي كِتَابِهِ وَهَ هِيَ جَسَدٌ فِي تِلْكَ الْبَاقِيَاتِ بِأَيِّهَا
جَنَ كِي وَجْهٍ سَفِيحٍ غَيْرِ نَبِيِّ سَ مَنَازٍ أَوْ تَمَيِّزٍ هُوَ جَاءَ يَكُ انْ أُمُورٍ سَ يَرِ بَ كِتَابِهِ كِي
اطْلَاعِ مَغِيبَاتٍ بِرِجَالِهِ جَوَامِرُ هُوَ تَ هِيَ يَ هُوَ كِي يَ آيَنَدَ هُوَ نَ كِي هِيَ وَهَ نَبِيٌّ بِرِ
مُكْشَفٍ هُوَ بِرِجَالِهِ دِلِيلُ بَيَانٍ كِي هِيَ كِي بَ بَاتٍ مُسْتَعِدَّةٍ هِيَ فَلَاحُ وَجْهٍ سَ
بِخَرَفَاتِهِ هِيَ كِي دَكَيْفَ يُسْتَنْكَرُ ذَلِكَ الْإِطْلَاعُ فِي مَنْ ثَلَاثُ شَوَاعِدٍ لِيَرَا ضِدَّ أَنْبَاءِ
الْمَجَاهِدَاتِ أَوْ مَرَضٍ صَادَتْ لِلنَّفْسِ عَنِ الْإِسْتِغَالِ بِالْبَدَنِ وَاسْتِعْمَالِ الْأَكْلَةِ
أَوْ نَوْمٍ يَنْقَطِعُ بِهِ أَحْسَاسَاتُهُ الظَّاهِرَةُ فَإِنَّ هَؤُلَاءِ قَدْ يَطْلِعُونَ عَلَى مَغِيبَاتٍ
وَيُخْبِرُونَ عَنْهَا كَمَا يُشْهَدُ بِهِ السَّامِعُ وَالْمَجَارِبُ بِحَيْثُ لَا يَبْقَى فِيهِ شِبْهُ الْمُنْصَرِفِينَ
ترجمہ یعنی نبی کا امور غائبہ پر مطلع ہونا کس طرح مستبعد ہو سکتا ہے حالانکہ اطلاع
علی المغیبات ان لوگوں میں بھی پائی جاتی ہے جن کے شواغل کم ہوں یا تو بوجہ مجاہدات اور
اور ریاضتوں کے یا کسی مرض کی وجہ سے جو نفس کو اشتغال بالبدن اور استعمال آلات
سے روک دے یا قلت شواغل بوجہ نیند اور سونے کے جس سے احساسات ظاہرہ
منقطع ہو جائیں کیونکہ یہ لوگ جن کے شواغل نفسانی بوجہ مجاہدات اور ریاضتوں کے کم
ہو جائیں یا بوجہ مرض کے تو بوجہ جسم اور آلات جسمانیہ کی طرف کم ہو جائے یا بوجہ سونے
کے حواس ظاہرہ منقطع ہو جائیں تو ایسے لوگ بھی مغیبات پر مطلع ہو جاتے ہیں جیسا کہ

تجارب اور اخبار اس کے شاہد ہیں کہ منصفین کو اس میں شبہ باقی نہیں رہتا۔

اور یہ بھی واضح رہے کہ ریاضت کرنے والوں میں مسلمانوں ہی کی تحفیس نہیں چاہیے
کافر ہی کیوں نہ ہو علی بذالقیاس خواب میں بھی کسی نیک و بد فاسق فاجر کافر و مسلم کی تحفیس
نہیں اور جس مریض کو کھانسی کے بوجہ قلت اشتغال بالبدن کے اس کو بھی اطلاع علی المغیبات
ہو جاتی ہے وہ منہ بالیغولیا ہے جس کی ایک قسم جنون بھی ہے چنانچہ شرح اسباب
کی عبارت سے واضح ہے اور جنون میں قلت اشتغال بالبدن بہت زیادہ ہے تو مسائل
یہ ہوا کہ جب اطلاع علی المغیبات ان ادنیٰ لوگوں کو یعنی مجاہدہ کرنے والوں کو چاہیے
کافر اور مشرک ہی کیوں نہ ہو اور بالیغولیا اور جنون والوں کو چاہیے کوئی ہو اور خواب کی حالت
میں ہر فاسق فاجر نیک و بد کو اطلاع علی المغیبات ہوتی ہے تو نبی کو جو انسان کافر و کامل ہے
ان کو اطلاع علی المغیبات ہو جانی کیا مستبعد ہے تو ہر نبی کے لیے لازم ہے کہ اطلاع
علی المغیبات ہو۔

یہاں تک تو فلاسفہ کے کلام کا حاصل تھا اب اہل سنت والجماعت ان کو جواب
دیتے ہیں کہ یہ بات ضرور نہیں کہ نبی کو اطلاع المغیبات ہو جس کی وجہ سے نبی غیر نبی میں
امتیاز ہو۔ قُلْنَا مَا ذَكَرْتُمْ مَرَدُّهُ يَوْمَ حُجَّوهِ إِذَا الْإِطْلَاعُ عَلَى جَمِيعِ الْمَغِيبَاتِ لَا يَجُوبُ
لِلنَّبِيِّ اتِّفَاقًا مِمَّا دَمِنَكُمْ وَلِهَذَا قَالَ سَيِّدُ الْأَنْبِيَاءِ لَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَا سْتَكُنْتُ
مِنَ الْغَيْبِ وَمَا مَسْنِي السُّوءُ وَالْبَيْضُ أَيْ الْإِطْلَاعُ عَلَى الْبَعْضِ لَا يَحْتَضِرُ مِمَّا بِيَدِي
كَمَا أَتَى رَجُلٌ بِحَيْثُ جَوْرٌ ثُمَّ لَمْ يَرَأِ ضِيَاءَ الْمَرْضَى وَالنَّائِمِينَ فَلَا يَمَيِّزُ الشَّيْءَ
مِنْ غَيْرِ النَّبِيِّ الْمَوْقِفِ السَّادِسِ فِي النَّبَوَةِ هَلْ جَدُّ تَأَمُّلٍ مَعَ مَطَالَعِ الْإِنْفِصَالِ شَوْحِ مَعْرِفَةِ

لہ وقد بلغ الفلاس والی حدیثین انہ یعلم الغیب وکثیر ما یخبر عما یسکون قبل کونہ الخ۔ شرح اسباب ص ۶۹

ترجمہ: ہم کہتے ہیں جو جرم نے بیان کی ہے چند وجوہ سے مردود ہے کیونکہ تم جو نبی کیلئے اطلاع
مغیبا کو لازم کہتے ہو اس کی مراد ہے کل مغیبات پر اطلاع ضروری کہتے ہو یا بعض پر اگر کل مراد ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ
۱۔ اطلاع تو تمہارے ہمارے نزدیک باتفاق ضروری نہیں اور اسی وجہ سے سید الانبیاء
علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ اگر میں غیب داں ہوتا تو بہت خیر جمع کر لیتا اور مجھ کو تکلیف نہ
پہنچتی۔ اور اگر اطلاع بعض مغیبات پر مراد ہے تو اطلاع بعض مغیبات پر نبی کے ساتھ
مخصوص نہیں جیسا کہ تم خود اقرار کرتے ہو اس واسطے کہ متنائین اور مرئیوں اور نائین
کے لیے بھی اطلاع بعض مغیبات پر جائز رکھتے ہو پس نبی غیر نبی سے متمیز نہ ہو گا انتہی
ما ظہر فی انصاف فرمائیں کہ اس عبارت اور حفظ الایمان کی عبارت میں کیا فرق ہے
اب اگر کوئی خان صاحب کا بڑا بھائی تاقی تاقی مضد اور میر السید الشہد سے وہی کہنے لگے جو
آپ نے حفظ الایمان کی نسبت حرام کے صفحہ ۲۱ پر کہا ہے کہ تاقی صاحب اور میر صاحب
نے موافق اور اس کی شرح میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم انبیاء علیہم السلام کو
مزدور ہے ایسا تو ہر متنائین اور نائین اور مرئیوں کو ہو سکتا ہے وہ فاسق
کیا کافر ہی کیوں نہ ہو اور اس کی ملعون عبارت یہ ہے اس واسطے کہ اطلاع کل مغیبات پر
نبی کے لیے باتفاق ضروری نہیں اور اسی وجہ سے سید الانبیاء نے فرمایا ہے کہ اگر میں غیب داں
ہوتا تو خیر کثیر حاصل کر لیتا اور مجھ کو برائی نہ چھوتی اور اطلاع بعض مغیبات پر نبی کے ساتھ
مخصوص نہیں جیسا کہ تم نے اقرار کیا کہ متنائین اور مرئیوں اور نائین کے لیے بھی جائز ہے۔
میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مہر کا اثر دیکھو کہ تاقی صاحب اور سید صاحب کیسے برابر کہتے
ہیں انبیاء علیہم السلام اور جن میں اور پناں میں اور کیونکہ اتنی بات ان کی سمجھ میں نہ آئی کہ متنائین اور
مرئیوں والا مرئیوں اور متوائیوں اور اس شیخی بگھارنے والے کے یہ بڑے جن کا انہوں نے

نام لیا انہیں غیب کی بات معلوم ہوگی بھی تو محض بطور ظن حاصل ہوگی امور غیب پر ظن یقینی
تو اصلہ خاص انبیاء علیہم السلام کو ملتا ہے اور غیر انبیاء کو جن امور پر یقین ہوتا ہے وہ
انبیاء کے بتانے سے ملتا ہے علیہم السلام نہ اور کسی کے الخ ص ۱۱۱ ح ۱۱۱۔

تو خان صاحب سید صاحب اور تاقی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور عبدالح
اسلام کی طرف سے جو جواب دیں گے وہی ہم حضرت مولانا تھانوی کی طرف سے جواب
دیں گے۔

ابہ آئیں وہ جاہل کہتے تھے کہ نہیں نہیں حفظ الایمان کی عبارت میں سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کی ضرورت تو ہیں اور گالی ہے نہ خاک بدنہش اگر یہ متوالان کا صحیح ہے تو پھر موافق
اور شرح موافق کی نسبت بھی کیا یہی حکم صادر ہو گا یا اس کا کوئی مطلب صحیح ہے اور تصور
فہم شریف کا ہے۔

خان صاحب یہ جواب نہیں دے سکتے کہ یہاں تو جواب فلاسفہ کو بطریق الزام دیا
ہے کہ تم نے بعض مغیبات پر اطلاع غیر نبی کو جائز رکھی ہے مسلمانوں کا اعتقاد تھوڑا ہی
بیان فرمایا ہے چنانچہ تم کے لفظ سے ظاہر ہے کیونکہ یہ بیان واقعی ہے ورنہ یہ مطلب
نہیں کہ فلاسفہ تو بعض مغیبات کا علم غیر نبی کے لیے جائز رکھتے ہیں اور اہل اسلام جائز نہیں
رکھتے اس واسطے کہ اگر ایسا ہو تو فلاسفہ کا مدعی ثابت ہو جائے گا کہ اطلاع بعض مغیبات
پر خاصہ نبی کا نقص الامر اور واقع میں ہو سکتا ہے اور غیر نبی کا نبی سے ہو سکتا ہے اور یہ
شارح اور باتن دونوں کے خلاف مقصود ہے۔

علامہ انیسویہ لفظ شرح موافق کی عبارت میں ہے آگے جو مطالع الانظار کی عبارت
آئی ہے اس میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے وہاں یہ جواب غلط بھی ذکر نہیں ہو سکتا اس سے

قطع نظر فلاسفہ کی اصل دلیل جو اتصال بالمبادی العالمیہ ہے وہاں بھی اس کی گنجائش نہیں۔
علاوہ ازیں یہ امر تو مشاہد ہے اس کا منکر کون ہو سکتا ہے کہ اطلاع علی البعض مختص
بالبنی نہیں کسی نہ کسی غیب کا علم تو غیر بنی کو بھی ضرور ہوتا ہے لہذا حفظ الایمان اور شرح
مواقف کی عبارت میں کوئی فرق نہیں۔

پھر وہی خان صاحب کا چھوٹا بھائی فلاسفہ کی طرف سے خان صاحب سے سیکھ کر
میر سید شریف اور قاضی عضد رحمہما اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے اپنے استغاثہ کی عبارت
حسام الحرمین تبغیرنا سب پیش کرے تو کیا جواب ہوگا۔

دیکھو میر سید شریف اور قاضی عضد رحمہما اللہ تعالیٰ نے کیا قرآن شریف کو چھوڑا اور
ایمان کو رخصت کیا اور یہ پوچھنے بیٹھے کہ نبی اور متاثرین اور سونیوالوں اور مایغولیا والوں
میں کیا فرق ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ مہر لگا دیتا ہے ہر مغرور پڑے دغا باز کے دل پر پھر
خیال کرو کہ اس نے کیوں کہ مطلق علم اور مطلق میں حصر کر دیا اور ایک دو حرف جاننے اور
ان علموں میں جن کے لیے حد شمار کچھ فرق نہ جانا تو اس کی فضیلت اس میں منحصر ہو گئی
کہ پورا احاطہ ہو اور فضیلت کا سلب واجب ہوا ہر اس کمال سے جس میں کچھ بھی باقی رہ
جائے تو غیب اور شہادت کی کچھ تخصیص نہ رہی مطلق علم کی فضیلت کا سلب انبیاء علیہم
السلام سے واجب اور علم غیب میں جاری ہونے سے مطلق علم میں ان کی تقریر جمیعت کا
جاری ہونا زیادہ ظاہر ہے کہ ہر آدمی و جانور و متاثر و مایغولیا والے اور نائم کے لیے
بعض استیاء کا مطلق علم حاصل ہونا انہیں علم غیب ہونے سے زیادہ روشن ہے پھر
میں کہتا ہوں تو زود دیکھئے گا کہ کوئی شخص انبیاء علیہم السلام کی شان گھٹائے اور وہ ان کے
سب جل و ملا کی تعظیم کرتا ہو ماسا خدا کی قسم ان کی شان وہی گھٹائے گا جو ان کے رب

جبارک وہ الکی شان گھٹاتا ہو جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ ظالموں نے قرار واقعی خدا ہی
کی قدرت نہ پہچانی اس لیے کہ یہ گئی تقریر اگر علم اللہ عزوجل میں جاری نہ ہو تو وہ قدرت الہی
میں بعینہ تغیر کر تکلف کے جاری ہے جیسے کوئی بے دین جو اللہ سبحانہ تعالیٰ کی قدرت عامہ کا
منکر ہو اس منکر سے کہ علم غیب انبیاء کے لیے ضروری نہ جانے سیکھ کر یوں کہے کہ اللہ
عزوجل کی ذات مقدسہ پر قدرت کا حکم کیا جانا یا اللہ تعالیٰ کے لیے قدرت عامہ کا ضروری
ہونا یا قدرت عامہ کا خواص باری تعالیٰ سے ہونا اگر بقول مسلمانان یہ صحیح ہو تو قدرت یافتہ طلب
یہ امر ہے انہما قال تو بدکاری کو دیکھو کیسے ایک دوسرے کی طرف کھینچ لے جاتی ہے انتہی
حسام الحرمین ص ۲۵۱ تبغیر لہم خان صاحب بے شک بدکاری ایسی ہی نجس ہے کہ ایک دوسری
کی طرف کھینچ لے جاتی ہے آپ نے ایک مقبول زندہ کی مدارت بوجہ اتباع سنت کے
کی اور صحیح اور بلا غبار عبارت کا مطلب غلط قرار دیا دیکھو اس کی توبت کہاں تک پہنچی
کہ وہ تقریر قاضی عضد اور میر سید شریف رحمہما اللہ تعالیٰ کے کلام میں بعینہ چل گئی جس کا نتیجہ
ایسا بد اور جمیعت ہے کہ آپ کے قول کے موافق موجود مسلمان ہی نہیں بلکہ صد ہا برس کے
مردے ملادو صلحاء اولیاء سب کی تکفیر لازم آتی ہے معاذ اللہ تعالیٰ من الحسد انقصاۃ
والفباۃ وملاک الخباثت کا رہا البدعة واتباعها والمیل الیہا اعاذنا اللہ تعالیٰ
منہ وسائر المسلمین آمین۔

آپ نے حفظ الایمان کی تقریر قدرت عامہ الیہ میں چلائی تھی نتیجہ یہ ہوا کہ دو وجہ
سے کفر لازم ہوا خان صاحب؟ سہ کاربوزینہ نیست بخاری۔ ہم نے آپ کی تمام تقریر کو
شرح مواقف میں جاری کر دیا ہے آپ میں اگر علییت ہے تو اس میں اعتراض کر کے وجہ
فرق بیان فرمادیں۔ اور آپ تو کیا آپ کے تمام اقوال تمام جماعت قبول کر اس کام کو انجام

دے۔

یہ تو حسام المؤمنین کی غلطی کا بیان تھا اب تمہید ایمان کی ایلاوس کو بھی جاری کر کے ملاحظہ فرمایا لیجئے۔ پھر وہی آپ کا چلیغہ سفر کی جانب سے آپ کی تمہید ایمان میں دیکھ کر قاضی معتمد اور میر سید شریف رحمہما اللہ تعالیٰ سے یہ آپ کی عبارت تبغیر لیس کے تو کیا جواب ہے۔

۱۔ مسلمانوں کا کیا خدا و انبیاء کی توہین کرنے والا کفر نہیں۔ ضرور ہے کیا جس قاضی معتمد اور میر سید شریف رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا کہ بعض علوم غیبیہ روایں تو اس میں انبیاء علیہم السلام کی کیا تخصیص، ایسا علم تو ہر قرین و کافر فاسق مجنون یا غویا والے اور سونے والے کو بلکہ ہر شخص کو حاصل ہو سکتا ہے کیا اس نے انبیاء علیہم السلام کو مریح گالی نہ دی کہ انبیاء علیہم السلام کو ہے جتنا ہر پاگل اور ہر شخص کو حاصل ہے یا حاصل ہو سکتا ہے مسلمان مسلمان لے انبیاء کے امتی تھے اپنے دین و ایمان کا واسطہ کیا اس ناپاک ملعون کے مریح گالی ہونے میں تجھے کچھ شبہ گذر سکتا ہے معاذ اللہ کہ انبیاء علیہم السلام کی عظمت تیرے دل میں سے ایسی نکل گئی ہو کہ اس شدید گالی میں بھی ان کی توہین نہ جانے تمہید ایمان ص ۱۱۱

خان صاحب آپ نے اپنا احتمال حلاس ملاحظہ فرمایا اس صاف و پاک کلام جس کو ہزار ہا علماء اور اولیاء امت نے دیکھا ہی نہیں پڑھا پڑھا یا ہے حواشی اور شروح کھٹے ہیں ان کو آپ کس قدر مریح اور شدید گالی سے تعبیر فرماتے ہیں کیا یہ صدیوں سے مسلمان آپ کے نزدیک کافر تھے یا ایسے بد قتل تھے کہ ایسی صاف و مریح اور شدید گالی کو گالی نہ سمجھا۔ معاذ اللہ من ہذہ المخزافات ۵

سخن شناس فی مدعی خطایہ نجاست

حق یہ ہے کہ بدعت پر خدا کی لعنت اکوہی کے دین ہی کو نہیں قتل کو بھی مسخ کر دیتی ہے خان صاحب کے از ناب ہوا خواہ اعلیٰ حضرت اعلیٰ حضرت کھٹے والے کہاں ہیں۔ حفظ الایمان کی عبارت کو دیکھا کیسا اسم بامسمیٰ ہے ہاں جس کے پاس پہلے ہی سے ایسا نہ ہو تو اس کو ایمان کی کیا قدر اور کیا حفاظت اب سب بھی مل کر جواب دے دو تو حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

خان صاحب آپ کا وہی بھائی شرح مواقف کی یہ عبارت غلامیز بہ النبی من غیرہ پر اگر آپ کی یہ عبارت تبغیر پیش کرے تو کیا جواب ہو گا کیا انبیاء اور مرتاموں اور سونے والوں اور پاگلوں اور ہر شخص میں فرق نہ جاننے والا انبیاء علیہم السلام کو گالی نہیں دیتا کیا اس نے اللہ عزوجل کے کلام کو مرا حتر و دوا بطلان ذکر دیا۔ تمہید صلا

خان صاحب اگر آپ کی یہی الٹی عقل ہے تو دنیا میں چاہے کوئی رہے یا نہ رہے مگر مسلمانوں کو تو آپ ضرور ہی نہ رہنے دیں گے۔ مولینا تھانوی کے حسد نے آپ کو اندھا کر رکھا ہے دین و دنیا میر سید شریف قاضی معتمد وغیرہ و جمہ علماء و صلحا کچھ بھی نظر نہیں آتے۔

یہ تو عبارت شرح مواقف کی تھی اب ایک اور عبارت بھی پیش ہوتی ہے جو مطالع النفاہ شرح طوابع الانوار میضاوی کی ہے اور ممکن ہے کہ حفظ الایمان پر اعتراض کا ماتخذ ہی ہو کیونکہ اس میں شق ثالث بطریق اعتراض مذکور ہے لیکن اگر اس کو ظاہر فرمادیتے اور کچھ جدت نہ ہوتی تو پھر آپ کا کمال اور مجتہدیت کی شان کیا ہوتی اگر شرح مواقف اور مطالع النفاہ پر آپ کفر کا فتویٰ لگاتے تو خود از ناب ہی منہ کی کہاں اڑا دیتے اس وجہ سے حضرت مولینا تھانوی مدظلہم کی عبارت جو گویا ان عبارات کا ترجمہ یا مفاد تھا اس پر کفر کی مشق

کی جب لوگ اس مضمون کو سمجھ جائیں گے تو جہاں کہیں یہ مضمون ہوگا سب کو کافر کہیں گے گو آپ کو اس قدر عقل و دنیایت میں نہیں مگر تکفیر میں اگر معلم نے سمجھا دیا ہو تو بعید نہیں کیونکہ وہ جس کو بھی بتاتا ہے اُدھی ہی بات بتاتا ہے پوری نہیں بتاتا۔ خیر جو کچھ بھی ہو اللہ تعالیٰ اعلم ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو۔

فذهب الحكماء الى ان النبي من كان مختصا بخواص ثلاثة الاولى ان يكون مطلقا على الغيب بصفاء جوهر نفسه وشدة اتصاله بالمبادئ العالية من غير سابقة كسب تعلم وتعليم پھر فرماتے ہیں وقد اورد على هذا بانهم ان ايرادوا بالاطلاع الاطلاع على جميع الغائبات فهو ليس بشروط في كون الشخص نبيا بالاتفاق وان ارادوا بالاطلاع على بعضها فلا يكون ذلك خاصة للنبي اذا ما من احد الا يجوز ان يطلع على بعض الغائبات من دون سابقة تعلم وتعليم وايضا النفوس البشرية كلها متحدة بالنوع فلا يختلف حقيقتها بالصفاء والكد فما جاز لبعض جار ان يكون لبعض اخر فلا يكون الاطلاع خاصة للنبي ۛ مطالع الانظار برعاشية شوم موافق. جلد اول ص ۵۳، ص ۵۴ ۛ

ترجمہ: حکماء اس کی طرف گئے ہیں کہ نبی وہ ہے جو تین خواص کے ساتھ مختص ہو پہلا یہ کہ غیب پر مطلع ہو اور صفائی جوہر نفس اور مبادی عالیہ سے زیادہ اتصال کے اور اطلاع غیب پر بے تعلیم اور تعلیم کے ہو اور اس پر یہ شبہ پیش کیا گیا ہے کہ اگر ان کی مراد اطلاع علی الغیب سے جمیع غیوب پر اطلاع ہے تو یہ نبی کے نبی ہونے میں بالاتفاق شرط نہیں۔ اور اگر مراد بعض ہے تو یہ نبی کے ساتھ خاص نہیں اس واسطے کہ کوئی بھی ایسا نہیں جس کو بعض غیبات پر اطلاع بدون تعلیم و تعلیم کے نہ ہو سکے اور نیز چونکہ تمام نفوس

لہ معلم سے مراد اس مقام پر بالیس یعنی ہے ۱۲۷۸

بشر یہ حقیقت میں باعتبار صفائی اور کدورت کے ایک سے ہیں تو جو ایک کے لیے جائز ہے دوسرے کے لیے بھی جائز۔ تو اب اطلاع غیبات پر خاصہ نبی کا نہیں ہوتا۔ یہ عبادت بعینہ ویسی ہی ہے جیسی پہلے شرح مواقف کی مذکور ہو چکی بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے کہ اس میں تو اطلاع بعض غیبات متناہی اور بعض اور تاہم ہی کو کھاتھا اور یہاں تو کسی کی بھی تخصیص نہیں بلکہ تمام افراد انسانی کو شریک کر دیا کہ جس میں پاگل مجنون۔ میں زید و عمرو و مسلمان کافر سب ہی شریک ہو گئے۔

اب خان صاحب فرمیں کہ شارح الصبہانی کو اور تمام امت جو اس کتاب کے معتقد کو مسلمان سمجھتی ہے ان کی نسبت کیا فرماتے ہیں۔ اب جو سام الحرمین اور تہمید کی عبارت تبخیر لیسرہ نے پینے نقل کی ہے ناظرین اس کو بخیر یہاں بھی خیال فرمائیں اور خان صاحب کی عظمت و ریاست کی داد دیں۔

ناظرین کے لیے جواب تک لکھا گیا ہے مگر بہت زیادہ ہے اور زیادہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں مگر ہاں اس عبارت کے بعد جو عبارت ہے اس کے ذکر کرنے سے محال تھا کی ہٹ و صرمی بھی نکالیں بل جاتی ہے اس کو ذکر کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے فلا سفر کے کے مقابلہ میں جو اہل سنت نے جواب دیا تھا کہ اگر کذب و غیب مروی ہیں تو بالاتفاق حرووی نہیں اور اگر بعض مروی ہیں تو اس میں انبیاء کی کیا تخصیص بلکہ ہر انسان کو حاصل ہو سکتے ہیں اس تقریر پر شارح اقرضہ میں کرتا ہے دینی ہذہ الامیرا کاتب نظر الاول نذر نذر انہما ارادوا بار طالعہ انہما علی بعض ما لا یجوز العادة یہ من غیر سابقہ تعلیم و تعلیم و غیر غیاب و لا شاک ان مثل هذا البعض لا ینکون لغیر النبی الخ۔ یعنی فلا سفر نے جو نبی کا خاصہ قرار دیا ہے وہ مطلق بعض اشیاء کا غیب نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ جو غیب مادی نہ ہو اور وہ بھی بدو

تعلیم و تعلم کے اور بدون کسی عارض کے ہوا اور بیشک ایسا بعض غیر نبی کے لیے حاصل نہیں ہوتا عارض یہ ہے کہ نہ مطلق بعض میں نہ کلی اشیا ہوں بلکہ وہ بعض مراد ہوں کہ جن کا علم لوگوں کو عادتاً بغیر تعلیم و تعلم کے حاصل نہ ہوتا ہوا اور نبی کو وہ غیر عادی علم بغیر تعلیم و تعلم کے حاصل ہوتا خاصہ نبی کا بن سکتا ہے۔

اس عبارت نے خان صاحب کے تمام خیالات پر پانی پھیر دیا کیونکہ بیان سابق میں نقطہ نقصان بتایا کہ ایک احتمال باقی رہ گیا ہے جس کو خلا سفر کہہ سکتے ہیں کہ اہل سنت کے بیان میں ایک شق باقی رہ گئی مگر اس شق کے بیان نہ کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کو نہ کافر کہنا نہ یہ کہ مسلمانوں نے انبیاء علیہم السلام کو گالی دی اور مسیح گالی دی لہذا یہ قطعی کافر ہیں جو ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے اور نہ یہ کہہ کر چونکہ یہی شق ثالث بیان نہیں کی تو ان کے نزدیک علم فقط علم مطلق اور علم میں خیر ہو گیا جو خان صاحب نے یہودہ اعتراض حسام میں کیا ہے۔

نہ یہ شبہ کیا کہ موقع بیان میں چونکہ بیان نہیں کیا تو دلیل اس امر کی ہے کہ ان کے نزدیک فقط وہی احتمال ہیں مطلق علم یا علم مطلق حالانکہ صحیح احتمال یہی ہے۔

اور بغض اللہ تعالیٰ حفظ الایمان کی عبارت میں تو یہ بھی نہیں کہ کوئی احتمال بالکل متروک ہو چنانچہ اس کی تفصیل پہلے مذکور ہو چکی اس قسم کے اعتراض وہی لوگ کرتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے علم سے بے نصیب کیا ہے وہ نہیں جانتے کہ مدار لائن کس طرح لیا گیا کرتے ہیں اور ان پر اعتراض کرنے کا کیا طریقہ ہے۔

اور اگر خان صاحب اب بھی نہ مانیں تو ہم راہنی ہیں یا تو حفظ الایمان کی عبارت میں لود شرح مواقف اور مطالع الانظار کی عبارت میں فرق بتلاویں ورنہ جو حضرات کو کھتے

ہیں وہی حضرت مولانا تقاوی مدظلہ کو بھی کہیں، جو ان کو کہیں وہی ان کو بھی کہیں غرض فرق کوئی نہیں ہے دونوں عبارتیں ایک ہی طرح کی ہیں گویا ایک دوسرے کا ترجمہ ہے۔

خان صاحب ہماری اس بات کا بھی انشاء اللہ تعالیٰ کچھ جواب نہیں دے سکتے۔ ہاں اپنے اذتاب کو گمراہ کرنے کے لیے ایک بات کہیں گے ہم اس کو بھی کھڑے جواب لکھتے دیتے ہیں۔

وہ یہ ہے کہ ان عبارتوں میں اس علم کا ذکر نہیں جو انبیاء علیہم السلام کو نفس الامر اور واقع میں ہے بلکہ اس علم کا ذکر ہے جس کو نبوت کے لیے لازم اور ضروری کہا جاتا ہے اور حفظ الایمان میں اس کا ذکر ہے جو واقع میں سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہیں پس فرق واضح ہو گیا۔ تو جواب یہ ہے کہ حفظ الایمان میں بھی اس علم کا ذکر نہیں جو نفس الامر اور واقع میں سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے بلکہ گفتگو اس علم میں ہے جس کو عالم الغیب کہنے کی زبردست قرار دے رہا ہے چنانچہ مفصل مذکور ہوا اس پھر دونوں عبارتوں کا حاصل ایک ہو گیا۔ مقدمہ رفیعہ ولا تغتر بالعبادة

اس شبہ اور جواب کو ہم نے نہایت مجمل بیان کیا ہے کہ اہل فہم کے لیے کافی ہے ورنہ اگر خان صاحب نے یا ان کے کسی اذتاب نے حرکت کی اور کچھ لکھا تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ ایسا کھڑے کران کی جہالت اور خیالہ کو ثابت کریں گے جس کو دنیا دیکھے گی کہیں ان میں ہمت تو ہو تکفیر آسان نباشد لینے کے دینے تو اب پڑے ہیں۔

غرض یہ ہے کہ ممکن سے ممکن غلام جو خان صاحب کی جانب سے ہو سکتا ہے اس کو بھی ہم نے ذکر کر کے جواب دے دیا ہے تاکہ خان صاحب یا ان کے اذتاب کو جواب لکھنے کی ہمت ہی نہ رہے اور جواب نہ لکھنا محض عجز ہی کی دلیل ہوا ورنہ برعائن

کوئی صاحب محل فرمائیں۔ خان صاحب کو اسلام اور اہل اسلام سے ایسی کیوں عداوت ہے
بار بار اپنی تصنیفات میں یہودیوں کا ذکر کرتے ہیں بیشک یہود کو اسلام سے ایسی ہی عداوت
ہے۔ اس دعویٰ محبت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک عجیب تماشا یہ ہے کہ موجودہ جنگ
ترک و بلقان کے وقت جو اہل اسلام کی بیتیابی ہے وہ ظاہر ہے کہ ہر طبقہ ہے چین ہے
ہم نے عمان صاحب کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ اس وقت جو اسلام پر وقت ہے کیا
آپ سے ہو سکتا ہے کہ چند دنوں کے لیے مخالفین اسلام پر یہ ثابت کر دیں کہ مسلمان
ایسے وقتوں میں باہمی نزاعات کو چھوڑ کر سب اسلام کی خدمت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔
اور ہم آپ متفقہ کوشش سے ترک مظلوموں کے لیے چندہ کریں۔ رجسٹری کر کے خط لکھا
واپس کارڈ بھی ہم جواب نہاد۔ ہمارے ساتھ بل کر چندہ نہ کرتے خود ہی کچھ کرتے وہ بھی
معلوم ہے کہ اپنے مدرسہ کے لیے جیسے جلسہ ہوتا تھا اسی شان سے ہوا بلکہ اذنا ب نے
جب چندہ ترک مجروحوں کے لیے لیا کہ تو جواب یہ ملا کہ فقیر کو اس سے کیا تعلق۔

دریافت طلب یہ امر ہے کہ ترک مظلوموں کی اندازیں کے ساتھ مطیع شریف سے رسائل
اور اشتہارات شائع ہوئے خان صاحب دعویٰ محبت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو یہاں
معائنہ یہ اگر میرا خیال غلط ہے تو خدا معاف فرما دے میں تو یہ کہتا ہوں کہ یہ سب جال ہے۔
اگر محبت نبوی کا دعویٰ نہ ہوتا تو عام مسلمان کیسے پھنتے آپ کی عداوت بہت زیادہ مضر
ہے۔

تمام اہل انصاف اور اہل اسلام کی خدمت میں بحال ادب عرض ہے کہ خدا کے لیے
خان بریلوی کے معاملہ میں خود سے کام لیں ہمارا کوئی ذاتی نقصان نہیں۔ نہ ان کے کہنے سے
ہم کافر ہو سکتے ہیں نہ ان کے دار و نعم جہنم ہونے سے ہم جہنم میں جا سکتے ہیں۔ اگر وہ جنت
کے دار و نعم ہوتے تو اندیشہ بھی تھا اب اگر کچھ فکر ہو گا تو ان کے معتقدین ہی کو ہونا چاہیے
ہم فقط نصیحتہ المسلمین عرض کرتے ہیں کہ خان صاحب کی چال اور جال سے خبردار ہو جائیں
جہاں تک ہمارا علم ہے وہ دیدہ و دانستہ اسلام کے شیرازہ کو منتشر کرنا چاہتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ
حافظ و ناصر ہے اسلام کے مخالف ظاہر و خفیہ ہمیشہ ہے سب کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل
فرمایا اور الحمد للہ جو اللہ تعالیٰ کے نمان صاحب کے شر سے بھی اللہ تعالیٰ نے اسلام کو

واقعی فقیر کا منصب تو مسلمانوں میں اختلاف ٹوٹنا سب پر کفر کا فتوے جاری کرنا ہے
یہ وقت تو بڑی مدت میں دیکھنا نصیب ہوا ہے کہ عدالت ہزار ہا مستورات بیوہ اور بچے یتیم
ہوں مسلمانوں کی اس بلا میں تو وہی شریک ہو جس کے قلب میں اسلام کی محبت ہو اور جو
اسلام کی عداوت کا تخم طلب میں لیے ہو اور ہر وقت اور نہ ہو سکے تو قلم ہی سے مسلمانوں کے
فنا کرتے ہیں مصروف ہو کر وہ مسلمانوں کو تہ تیغ بے دریغ دیکھ کر کیسے خوش نہ ہو گا۔ مگر
جب اس پر ازنا ب بگڑنے لگے تو بعد اتمام جلسہ ایک روز چندہ ترک مجروحوں کے لیے
بھی مقرر کیا جس میں پچاس روپے خود بھی دیئے اور کے سو کا چندہ ہوا نہ معلوم وہ بھی روٹا
ہوا یا نہیں۔

نجات دی، اور ایک نہایت ضعیف تھیں سید زاده سے ان کا قافیہ تنگ کرادیا۔ اب حق واضح ہو گیا ہے وللاہم الحمد۔

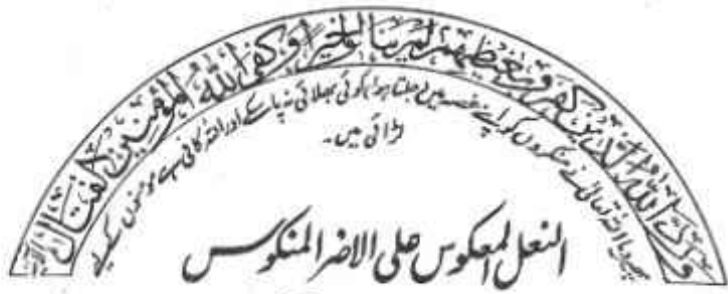
وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و نورہ شہ سیدنا و مولانا محمد
والہب و صحبہ اجمعین

اربع الاول ۱۳۳۱ھ

دعائے خیر کا طالب

بندہ

محمد تقی حسن عفی عنہ پچاند پوری خادم طلبہ دارالعلوم دیوبند



انقل المعكوس على الاضامنكوس

احدی التسعة والتسعين على الواحد من الثلاثين

تصنيف لطيف

تکمیل المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری ناظم تعلیمات
و شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی

ناشر

انجمن ارشاد المبین

۶۔ بی شاداب کالونی جمید نظامی روڈ

مولوی احمد رضا صاحب کفر و علمائے دیوبند کا ایمان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِأَمْرِ نَحْوِ الْحَاكِمِ الْأَمْرِ وَالْمَعْلُومِ

خود مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی
اور علمائے حرمین شریفین نے مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی
مصنف جام الحرمین پر حکم جمع النورین کفر کا فتوے دے دیا، جو
بریلوی کے کفر میں کسی طرح کسی حال میں شک و شبہ کرنے کا کفر!

اجی جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب! حق یہ ہے کہ آپ بھی عجیب چیز
ہیں۔ اہلبیس کو جس قدر بھی آپ کے وجود پر ناز ہو بجا ہے۔ دُوم دھاری شیخ سید غیرہ
وغیرہ۔ سب کی آپ میں کھپت ہے۔ یہ تو فرماتے کہ آپ لا بشر طے ہیں یا لا بشر
شے آخر آپ کا عنوان کیا ہے۔ بعد مدت المشتہر محمد عبد الغنی صاحب کے خاص لباس
میں آپ جلوہ افروز مجھے ہیں! اجی جناب! اشتہار کا جواب تے میاں عرفان علی کے سر
مٹھا۔ آپ نئے رنگ میں کیوں ظاہر مجھے کیا اب تو ہزار کی خواہش نہیں رہی؟
خواہش تو کیوں نہیں مگر یہ محقق ہو گیا کہ اس کے لیے بہت عقل کی ضرورت ہے
جو آپ کے بڑوں کو بھی نصیب نہیں ہوئی۔ غنیمت ہے اعلیٰ حضرت سے تو آپ

ہی اچھے ہے۔ بشرطیکہ آپ کوئی اور ہیں ورنہ فقط عنوان ہی کا فرق ہے تو کیا حاصل۔

خیر مہر کہ باشد۔ اب ذرا گوش ہوش سے سنئے۔ جب رد تکفیر کا کفر جو خاں صاحب اور ان کے اتباع پر اسی حامی الحرمین کے حکم سے عائد ہوا جس کو مخالفین کے لیے عربیہ صیقل کر کے لاتے تھے تب سامع جمع کو یہ فکر ہوئی کہ یہ کفر تو اپنا مسلم اور اپنی مسلمات سے ہے۔ یہ تو اٹھنا محال ہے۔ اب کوئی تدبیر ایسی ہونی چاہیے جس سے جان بچے۔ اس کی تدبیر یہ نکالی کہ مولانا اسماعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر کا مسئلہ چھیڑ دیا جائے تاکہ کچھ تو نجات ملے مگر آپ کو معلوم نہیں کہ یہ تدبیر کچھ مفید نہیں دنیا اگر کافر ہو یا علی رغم الانف مسلمان مولوی احمد رضا خاں صاحب آپ کو اور آپ کے اتباع کو کیا مفید۔ جب تک آپ اپنا اور اپنے اتباع کا کفر نہ اٹھا دیں اور اسلام نہ ثابت کریں مگر بات یہ ہے کہ آپ کو اپنے اسلام کی کیا پردہ ایمان تھا۔ کب جس کے جانے کا افسوس یا ملال ہو ورنہ کیا معنی اپنا ایمان جا رہا ہے اس کی تو کوئی فکر نہ ہو۔ فکر ہو تو دوسروں کے اسلام کی دنیا میں کوئی مسلمان کیوں ہے۔ آپ کی آنکھ میں تو کفر کی عینک لگی ہوتی ہے۔ آپ کو کسی کا ایمان کیونکر نظر آ سکتا ہے۔ آپ دیوبندی مولویوں کے ایمان کفر میں کیوں سرگرداں ہیں جس کو اپنا ایمان بھی نظر نہ آئے وہ دوسرے کا ایمان کس آنکھ سے دیکھے۔ بریلوی گروہ کا ایمان آپ کو ہم بتلاتے ہیں۔

آپ نے اِضْحَاقِ الشَّقِّ کی عبارت نقل فرما کر اس پر فتوے کفر علماء دیوبند و گنگوہ و مراد آباد نقل کیا ہے۔ اول تو یہ معلوم نہیں کہ یہ فتاویٰ واقعیہ ہیں یا فرضیہ۔

دوسرے اگر مان بھی لیا جائے کہ یہ عبارت مضمون کفر ہی پر مشتمل ہے تو آپ کا یہ نتیجہ کہ علمائے دیوبند وغیرہم نے مولوی اسماعیل صاحب پر کفر کا فتویٰ دے دیا بالکل لغو اور بے جا ہے۔ اس میں اور کسی کی عبارت کیا نقل کروں بہتر ہے کہ آپ کے مجدد ہی کا کلام پیش کروں۔ جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب اس عبارت پر بھی مولوی اسماعیل صاحب کی تکفیر نہیں فرماتے۔ ان کلمات کو کلمہ کفر مانتے ہیں مگر قائل کو کافر نہیں فرماتے۔ آپ جس قدر بھی بحث کرنے کی باتیں کریں گے ہم ہر مسئلہ میں خدا چاہے خاں صاحب کے مسلمات ان کا کفر ثابت کر دیں گے۔

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے دیں سنئے

خاں صاحب کو اہل اسلام کی تکفیر کا جو شوق ہے اس کو عالم جانتا ہے سرزمین شریفین کا سفر بھی اسی غرض سے کیا، اس نوٹس تکفیر کا کام جو زمین شریفین سے حاصل کر کے لاتے ہیں حامی الحرمین شریفیت نام رکھا۔ بالخصوص جناب مولانا مولوی اسماعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ تو خاں صاحب کے لیے لاجول بلکہ عداوت ذاتی میں بمنزلہ آدم علیہ السلام کے ہیں۔ ان پر تو بہت ہی دانت پیستے ہیں اور یہ بھی نہیں کہ خاں صاحب کو یہ عبارت ایضاح الحق کی معلوم نہیں۔ یہ عبارت اور نیز دیگر عبارت مغلانا شہید کی الکوثر الشہابیہ میں جمع فرمائی ہیں۔ پھر بھی قبلہ تکفیر جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب شہید ایمان ص ۴۲، ۴۳ پر مولانا اسماعیل صاحب کی نسبت یہ حکم فرماتے ہیں اولاً سبحان السوح عن عیب کذب مقبوح دیکھیے بار اول ۱۳۰۹ھ

میں لکھنؤ مطبع انوار محمدی میں چھپا جس میں بدلائل قاہرہ دہلوی مذکور یعنی مولانا
مولوی اسماعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ اور اس کے اتباع پر پچھترہ
وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے منہ پر حکم اخیر بھی لکھا کہ علماء مفتاحین انہیں کافر
نہ کہیں۔ یہی صواب و ہوا جواب و بیفتی و علیہ العزائم و ہوا مذہب علیہا
وفیہ السلامة و فیہ السداد۔ یعنی یہی جواب ہے اور اسی پر فتویٰ ہو اور اسی پر
فتوے ہے اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامت اور
اسی میں استقامت مہمید ص ۴۲۔ مولوی عبدالغنی صاحب دیکھا یہ تال کہاں
ٹوٹی۔ گو بوجہ نوجوانی کے آپ کی آواز اچھی ہو مگر استاد جی کی سینے کہ وہ کیا
الاپ ہے ہیں۔ آپ نے ایک ہی عبارت کو نقل فرما کر کفر کا فتوے ڈانٹ
دیا۔ وہاں پچھترہ وجہ ایسی ایسی پیش نظر ہیں اور پھر بھی حکم یہی ہے کہ مولانا اسماعیل
صاحب کو کافر نہ کہو۔ یہی صواب ہے۔ یہی جواب اسی پر فتوے ہو۔ اسی پر
فتویٰ ہے۔ اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامت اور اسی
میں استقامت کیسے اب تو آپ کے مقتدار پیشوا مجدد ماتہ حاضرہ جن کے
مخالفت سید جنتی یہ فرما رہے ہیں کہ مولانا اسماعیل صاحب شہید کو کافر کہنے والا
غیر محتاط ہے۔ اس کا فتوے خلاف صواب یعنی غلط وہ سلامتی اور استقامت
کی راہ سے الگ ہے اور یہی اپنا مذہب قرار دیتے ہیں کہ کافر نہ کہا جائے
اب ذرا ہوش درست فرما کر غور سے کیسے کہ جناب مولانا اسماعیل صاحب
آپ کے نزدیک کافر ہیں یا نہیں، اگر نہیں تو پھر صفحہ ۴ پر آپ حضرات
مولانا لنگو ہی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ اعتراض کیسے فرماتے ہیں کہ وہ مولانا اسماعیل صاحب

کے کافر کہنے والے کو کافر کہتے ہیں۔ مسلمان کے کافر کہنے والے کو جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود کافر فرماتے ہیں۔ غالباً اس حکم میں تو آپ بھی خلقت
نہ کریں گے۔ اب فرمائیے جو لوگ مولانا اسماعیل صاحب کو کافر نہیں کہتے
ان پر آپ کا اعتراض ایمان داری ہے یا بے ایمانی۔ یہی یہ بات کہ علماء
دیوبند وغیرہ اس عبارت ایضاح کو کفر بتا رہے ہیں جب کلام کفر ہے تو تکلم
کیسے کافر نہ ہوگا، اس کا جواب بھی مولوی احمد رضا خاں صاحب ہی کے
کلام سے لیجئے تاکہ پھر چون و چرا کی گنجائش ہی نہ ہے۔ مولانا شہید کی نسبت
خاں صاحب تحریر فرماتے ہیں: ثالثا سل السيوط المہندی علی کفایات
بابا النجدیدہ۔ دیکھیے کہ صفر ۱۳۱۶ء میں عظیم آباد چھپا۔ اس میں بھی اسماعیل
دہلوی اور اس کے تابعین پر بوجہ قاہرہ لزوم کفر کا ثبوت دے کر صفحہ ۲۱، ۲۲
پر لکھا۔ یہ حکم فقہی متعلق بہ کلمات سفنی تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں بے پناہ
برکتیں ہمارے علماء کرام پر کہ یہ کچھ دیکھتے اس طائفہ کے پیر سے بات بات
پر سچے مسلمانوں کی نسبت حکم کفر و شرک سنتے ہیں، بایں ہمہ نہ شدت غضب
دامن احتیاط ان کے ہاتھ سے چھوڑا تھی ہے نہ قوت انتقام حرکت میں آتی۔
وہ اب تک یہی تحقیق فرما رہے ہیں کہ لزوم اور التزام میں فرق ہے۔ اقوال کا
کلمہ کفر ہونا اور بات اور قائل کافر مان لینا اور بات ہم اعتبار برتیں گے،
سکوت کریں گے، جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا، حکم کفر جاری
کرتے ڈریں گے۔ مہمید ص ۴۲، ۴۳۔ آپ نے خاں صاحب کا کلام سنا۔ کلام کا
کلمہ کفر ہونا اور بات ہے، متکلم کا کافر مان لینا اور بات ہے۔ یہ کلام اپنے معنی

حقیقی یا التزامی کے اعتبار سے کفر ہو۔ یہ بات اور ہے اور کلمہ نے بھی وہی معنی کفری مراد لیے ہوں۔ یہ امر آخر ہے۔ لزوم اور التزام میں فرق ہے۔ مولانا اسماعیل صاحب شہیدؒ کے کلام سے اکثر جگہ خاں صاحب نے اپنی تیز طبیعت مگر غیر سلیم کے زور سے لازم کفر یہ نکال لیے ہیں گو متکلم کے فرشتوں کو بھی ان کی خبر نہیں ہے نہ متکلم کا مدت العمر ان معنی کی طرف خیال کیا ہو، چونکہ لزوم و التزام میں فرق ہے اور یہ امر خاں صاحب کے نزدیک بھی محقق ہے کہ معنی کفر یہ کامر اولینا ثابت نہیں۔ لہذا خاں صاحب مولانا دہلوی کو مسلمان ہی جانتے ہیں۔ یہاں ایک شبہ اور باقی رہ گیا وہ یہ کہ یہی عبارت اگر مولانا اسماعیل صاحب کی طرف نسبت کر کے سوال کیا جائے تو حکم کفر نہیں لگاتے۔ اور اگر یوں کہا جائے کہ ایک شخص یوں کہتا ہے تو اس کو کافر کہہ دیا جائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب کی یہاں تک پاسداری ہے کہ باوجود کفر کے ان کی تکفیر نہیں کی جاتی۔ ان کے کفر کو بھی اسلام سمجھا جاتا ہے۔ اس شبہ کا جواب بھی اسی عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات باوجودیکہ کلام مضمون کفری پر مشتمل ہے مگر قائل کی وجہ سے حکم بدل جاتا ہے۔ اس کلام کا متکلم اگر کوئی بے دین ہے یا یہ بات معلوم ہو جائے کہ قائل کی مراد معنی کفری ہیں تو اس کو کافر کہا جائے گا اور اگر قائل مسلمان ہے، عالم ہے، متدین ہے تعین مراد معنی کفری پر کوئی قرینہ نہیں یا معنی صحیح مراد لینے پر قرینہ قائم ہے تو اس وقت قائل کو مسلمان کہا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ انا الحق یا مافی جہتی غیر اللہ یا سبحانی یا عظم شانی یعنی میں خدا ہوں یا میرے جہ میں سوا خدا کے نہیں

ہے یا میں پاک ہوں۔ میری شان بڑی ہے، وغیرہ وغیرہ کلمات کفریہ اگر کوئی ایسا ویسا کہتا ہے کہتا ہے تو اس پر فتوے کفر دیا جاتا ہے اور اگر ان کلمات کے کہنے والے اولیاء صلحاء ہوتے ہیں تو ان کلمات کی تاویل کی جاتی ہے۔ یعنی صحیح معنی بنائے جاتے ہیں ورنہ اگر یہ فرق نہ ہوتا تو اولیاء اللہ کی بڑی تعداد پر کفر کے فتوے لگ جاتے۔ حال متکلم یقین مراد پر بڑا قرینہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیت الربیع البقل اگر مسلمان کہے تو مجاز عقلی اور قائل مومن اور اگر کہنے والا کافر ہے تو وہی کلمہ مذکورہ کلمہ کفر اور قائل کافر اگر ناواقف زید اللہ کہے تو غلط اور اگر متکلم فصیح و بلیغ ہو تو وہی کلام فصیح زید شجاع سے بلیغ عامی شخص خلاف مقتضی ظاہر حال کلام کہے تو ساقط اور متکلم فصیح و بلیغ ہو تو وہی کلام مقتضی حال کے موافق ہونے کی وجہ سے فصیح و بلیغ۔ سب کو ایک لاٹھی سے نہیں ہانکا جاتا۔ انزلوا للناس منازلہم۔ آپ نے نہیں سنا۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب ٹھیکہ دار محکمہ تکفیر باوجودیکہ مولانا دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد بغض و عناد رکھتے ہیں مگر پھر بھی تکفیر نہ کر سکے اور احتیاط لازم ہوئی جو عبارات سابقہ تمہید سے ظاہر ہے۔ ایک عبارت اور بھی پیش کرتا ہوں اور امام الطائفہ اسماعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا۔ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔ جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن ہو جائے اور حکم اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف یا ضعیف محل باقی نہ رہے فان الاسلام یعلو ولا یعلیٰ۔ تمہید صفحہ ۴۳

۱۷ یعنی موسم ربیع نے ساگ کو اگایا۔ ۱۳-

آپ کو اپنی یا خاں صاحب کی یہ عبارت مد نظر نہ تھیں۔ قلم اٹھانا ہر شخص کا کام نہیں ہے۔ دیکھ لیجئے یہی عبارت ایضاً الحق کی خاں صاحب نے الملوکۃ الشہائید وغیرہ میں نقل فرمائی ہے اور پھر بھی مولانا دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نسبت کیا تحریف فرماتے ہیں۔ اگر یہ قائل کی وجہ سے فرق نہیں ہوا تو اور کیا وجہ ہے۔ ایک شخص کے سر پر کوئی تلوار لیسے کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ کلمہ کفر کہو ورنہ سر قلم کر دوں گا اور اس شخص نے اس اگر اہ کی حالت میں کلمہ کفر زبان پر جاری کیا اور دوسرے شخص نے برضا اور رغبت بعینہا وہی کلمہ کفر زبان سے جاری کیا۔ فرمائیے کلام! تو دونوں کا بعینہ ایک ہی ہے۔ ایک حرف کی بھی کمی زیادتی نہیں پھر کیا آپ کے دارالافتاء میں دونوں کا ایک ہی حکم ہے اگر حکم جدا ہے تو بجز حال متکلم اور کیا وجہ فرق کی ہے۔ فرمائیے اب تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ جس نے بوجہ عدم تعین قائل کے ظاہری معنی پر حکم کفر دیا وہ بھی بالکل صحیح ہے اور جس نے مولانا اسماعیل صاحب کی نسبت ایمان کا حکم دیا۔ باوجودیکہ آپ نے وہی کلام مذکور فرمایا وہ بھی بالکل صحیح رہا۔ یہ بات کہ وہ کون سے معنی صحیح ہیں جن کی بناء پر حکم تکفیر عطا اور خلافت سلامتی و استقامت بلکہ مکفر اور مولانا شہید کو کافر کہنے والا خود کافر ہے۔ اس کو آپ خود ہی جانتے ہیں۔ اگر آپ خاں صاحب ہیں ورنہ آپ خاں صاحب سے دریافت فرمائیے، اس میں وہ ہم دونوں برابر ہیں جب خاں صاحب ایسے معنی بیان فرمادیں گے جو خلافت ایمان نہ ہوں ہم ایسے معنی بیان کر دیں گے جو خلافت عقیدہ اہل سنت والجماعت بھی نہ ہوں۔

علاوہ ازیں ابھی اس کی بحث نہیں۔ اس وقت تک بحث تکفیر و عدم تکفیر

میں ہے۔ اب اگر آپ یا کوئی مولانا دہلوی کے مومن جاننے والوں کو کافر کہے تو سب سے پہلے مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے اتباع کو کافر کہے۔ کیونکہ یہ تمام بحث اس صورت میں ہے کہ جب آپ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو کافر کہیں اور اگر آپ کے نزدیک مولانا اسماعیل صاحب کافر ہیں تو یاد رکھیے اس عقیدہ سے مولانا کا کوئی نقصان نہیں، وہ تو آپ کے کافر کہنے سے کافر نہیں ہو سکتے۔ مگر ہاں آپ اور مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے جملہ اتباع و معتقدین ایسے کفر کی دلدل میں پھنسیں گے کہ قیامت تک سستگار کا حال ہے۔ علمائے دیوبند گنگوہ مراد آباد وغیرہ یہ جواب دے کر سبکدوش ہو جائیں گے کہ چونکہ ہم مولانا موصوف کو بہت بڑا عالم، متبحر جانتے ہیں کہ ان سے ان سائل کا تخفا محال عادی لہذا جیسے اور اکابر کے ایسے کلمات کی تاویل کی باقی ہے، ان کے کلاموں کی بھی تاویل ضرور ہے۔ جب عدو ازرق مولوی احمد رضا خاں صاحب مرکز تکفیر عدو مبین کو بھی تکفیر کی گنجائش نہ ہوئی اور مومن ہی کہے بنی تو پھر جن لوگوں کو مولانا کے ساتھ حسن ظن ہو اور کلام ایسا ہے جس کا محل دشمن کے نزدیک بھی صحیح ہو۔ وہ لوگ کیسے اس کلام کے صحیح معنی نہ لیں گے اور مولانا موصوف کو مومن نہ کہیں گے اور اس فرق کی وجہ کہ اگر کوئی اور کہے تو کافر اور مولانا کی طرف نسبت ہو تو مومن اس کا جواب ابھی مفصل مذکور ہو چکا۔ کہ حال متکلم تعین معنی پر بڑا قریب ہے مگر یہ فرمائیے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کی نسبت آپ کیا فرمائیں گے، وہ مولانا دہلوی کو مسلمان ہی جانتے ہیں اور کافر کا مسلمان جاننے والا خود کافر۔ لہذا مولوی

احمد رضا خاں صاحب آپ کے نزدیک کافر ہوئے تو اب نہ تو علمائے دیوبند گنگوہ مراد آباد کو نقصان ہوا نہ ان کے ایمان میں نقصان آیا نہ مولانا دہلوی شہید آپ کے کافر کہنے سے کافر ہوئے مگر ہاں مولوی احمد رضا خاں صاحب اپنی ہی عبارت سے آپ کے نزدیک ضرور کافر ہوئے۔ ملاحظہ ہو،
 حسام صفحہ ۲۵ کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے، اس صورت میں مولانا دہلوی آپ کے نزدیک کافر اور جو ان کے کفر میں شک کرے وہ خود کافر۔ لہذا مولوی احمد رضا خاں صاحب نے کافر کیا دیکھیے مولوی احمد رضا خاں صاحب اپنی ہی عبارت آپ کے نزدیک کافر ہو گئے۔ وہی نہیں جو اہل کفر نہیں کہتا وہ بھی کافر ہو گیا جبکہ آپ خود بھی کافر ہو گئے۔ اب صفحہ ۷ کی عبارت اپنی شان میں لکھیے۔ افسوس قسمت کافر کہاں جائے۔ اگر خاں صاحب کی جان بچانے کے واسطے یوں کہا جائے کہ انہوں نے حسن ظن کیا اس صریح عبارت میں تاویل فرمائی تو اول تو یہ جواب ہے کہ حضرت علماء دیوبند وغیرہ نے بھی ایسا ہی عمل فرمایا ہے۔ خاں صاحب کی تاویل مقبول اور دوسروں کی مردود ہونے کی وجہ دوسرے خاں صاحب ہی کے کلام سے یہ وجہ بھی رد ہوتی ہے ملاحظہ ہو، حسام صفحہ ۲۵ اور سحر الراقی وغیرہ میں فرمایا جو بدیہوں کی بات کی تحسین کرے یا کہ کچھ معنی رکھتی ہے یا اس کلام کوئی صحیح معنی ہیں، اگر اُس کہنے والے کی وہ بات کفر ہے تو یہ جو اس کی تحسین کرتا ہے۔ یہ بھی کافر ہو جائے گا کچھ تو فرمائیے کہ خاں صاحب اور ان کے معتقدین کفر میں کیسے پھنسے اور وہ بھی اپنے کلام سے کافر ہو گئے یا نہیں یا گئے تھے رونے بخٹوانے، نماز لگے

پڑی یا نہیں۔

باجملہ اس وقت آپ مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے اتباع کو بھی ضرور کافر کہیں گے۔ واقعی گھر بھونک تماشا اسی کا نام ہے، کہ پہلے خاں صاحب ہی کی تکفیر فرمائیے پھر جو ان کے معتقد ہوں جو ان کو کافر نہ کہیں ان کے کفر میں شک کریں جس میں خود صاحب سیف بھی آگئے۔ کیسے یہ تلوار بدعت کس پر چلے۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ حزب الشیطان ہی کی سیف تھی جو آلہ مصافحہ ہی پر واقع ہوئی۔ آپ جس قدر بھی تلواریں نہیں گئے یاد رکھیے ہم ان کا رخ آپ ہی کی طرف پھیر دیں گے۔

اس مقام پر ایک عجیب لطیف قابل غور ہے جس سے خاں صاحب کی تمام عمر کی کمائی کفر و تکفیر میں آگ لگ جاتی ہے۔ خاں صاحب کا تمام اندر خستہ دم کے دم میں بفضلہ تعالیٰ سوختہ نظر آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ عبارت منقولہ حسام سے ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ جو کافر کو کافر نہ کہے خود کافر ہے، اُس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ کافر ہے جو اس کے کلام کی تحسین کرتے تاویل کرے، یہ کہے کہ کچھ معنی رکھتے ہیں وہ کافر ہے یا کہے اس کلام کے کوئی صحیح معنی ہیں وہ بھی کافر۔ پھر حسام صفحہ ۲۵ میں فرماتے ہیں، شفا شریف میں فرمایا، ہم اسے کافر کہتے ہیں جو ایسے کو کافر نہ کہے جس نے ملت اسلام سے سوا کسی ملت کا اعتقاد کیا یا ان کے بارے میں توقع کرے یا شک لائے اور قسیدہ ایمان صفحہ ۳ میں یہ فرماتے ہیں یعنی کتب فتاویٰ میں جتنے الفاظ پر حکم کفر کا جسزم کیا ہے اس سے مراد وہ صورت ہے کہ قائل خاں سے پہلوئے کفر مراد لیا ہو

ورنہ ہرگز کفر نہیں۔ یعنی جس جگہ بھی حکم کفر دیا گیا ہے، وہاں یہ مطلب ہے کہ قائل کی مراد معنی کفری متحقق ہو جائیں۔ اگر معنی کفری مراد لینے کا علم نہ ہو، یا صحیح معنی لینے کا علم ہو تب تکفیر صحیح نہیں۔ نیز اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جس عبارت کا مفہوم معنی کفری ہو اور کوئی مفتی قائل پر تکفیر کا فتوے نہ دے تو اس کے نزدیک یا تو قائل کی مراد معنی صحیح ہیں یا معنی کفری مراد لینے کا علم نہیں۔ ورنہ تکفیر لازم اور ضروری ہے۔ اگر باوجود اس علم کے کہ قائل کی مراد معنی کفری ہیں تکفیر نہ کرے گا تو یہ شخص جو قائل کے کفر میں تا مل یا شک یا تردد کرتا ہے خود کافر ہے۔ خاں صاحب تہید صفحہ ۳ میں یہ بھی فرماتے ہیں: احتمال دہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی، ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ ہو۔ ان تمام امور مسلمہ خاں صاحب سے پہلے یہ بات بخوبی ثابت ہوئی کہ خاں صاحب نے جس قدر عبارات مولانا اسماعیل شہیدؒ کی تقویۃ الایمان، ایضاح الحق، صراط مستقیم وغیرہ رسائل مولانا موصوف سے اپنے رسائل میں لکھ کر ان میں مضامین کفریہ بیان فرماتے ہیں اور پھر بھی آخر میں یہی حکم لکھا کہ ہم ان کو کافر نہیں کہتے۔ یہ مسلمان مومن ہیں، ان کی تکفیر کو پسند نہیں کرتے۔ یہ مذہب مفتی بہ ہے اس میں سلامتی اور استقامت ہے اور یہی صواب ہے اور ان کی خلاف ضد صواب یعنی غلط ہے۔ وہ تمام عبارات معانی کفریہ کے سوا معانی صحیحہ کو بھی محتمل ہیں ورنہ سوائے تکفیر چارہ نہ تھا اور مولانا شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کے وہ معنی کفری یقیناً مراد نہیں ورنہ تکفیر لازم ہوتی یا مولوی احمد رضا خاں صاحب کو علم ہو گیا ہے

کہ مولانا موصوف کی مراد معنی صحیح ہیں، ورنہ اگر خاں صاحب کے نزدیک معنی صحیح محتمل عبارت بھی نہ ہوتے۔ یہ معنی کفری کا مراد ہونا خاں صاحب کے نزدیک متحقق ہوتا۔ تب تو خاں صاحب کو تکفیر لازم تھی۔ دوسرے یہ بھی متحقق ہو گیا کہ وہ تمام عبارات معانی کفریہ میں صریح نہیں ہیں، ورنہ حسب عبارت مذکورہ معنی صریح کے مقابلہ میں تاویل نہیں سنی جاتی۔ اسی تہید صفحہ ۳ میں فرماتے ہیں۔ شفا شریف میں ہے: اوعادۃ التأویل فی لفظ صراح لا یقبل۔ صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں سنا جاتا۔ شرح شفا قاری میں ہے، هو مردود عند القواعد الشرعیۃ۔ ایسا دعویٰ شریعت میں مردود ہے۔ ۱۲

یعنی صریح لفظ کفر میں تاویل کا دعویٰ سموع نہیں ہے۔ قواعد شرعیہ کے نزدیک یہ دعویٰ مردود ہے تو اب اگر مولانا مرحوم کی عبارات معانی کفریہ میں صریح ہوئیں تو کوئی کیسا ہی تاویل کرتا مگر خاں صاحب اس تاویل کو ہرگز نہ سنتے اور ضرور حکم تکفیر جاری ہی فرمادیتے، چہ جائیکہ خود حکم ایمان جاری فرما کر اس کو صحیح و پسندیدہ و مختار فرمائیں، اس سے معلوم ہو گیا کہ ان تمام عبارات میں سے ایک عبارت بھی معنی کفری میں صریح نہیں ہے۔

جناب کے کفری فہم میں کچھ آیا۔ المکوۃ المشہدہ، سلاسیو المہندہ صص ۱۸۳ سند اور جس قدر رسائل نہایت عرق ریزی سے حضرت مولانا مولوی اسماعیل شہید رحمہ اللہ علیہ کی مخالفت میں لکھے تھے اور جن پر بڑا ناز تھا، جن میں احوال نقباء سے حضرت شہید مظلوم کا کفر ثابت فرمایا تھا وہ سب جہنم میں

جھوٹک دیے گئے۔ آج کے بعد یہ نہ کہنا کہ اس کا جواب نہیں ہوا دیکھا جواب اس کا نام ہوتا ہے کہ دو سطروں میں بفضلہ تعالیٰ عمر بھر کا اندوختہ خاک سیاہ ہو گیا۔ قدرے تفصیل سے عرض کرتا ہوں۔ مولانا اسماعیل صاحب پر دو دعویٰ اہل بدعت نے فرمائے تھے، اول تو ان کی تکفیر دوسرے مرتبہ میں تفسیق اور یہ کہ وہ اہل سنت سے خارج ہیں، تکفیر کی جڑیوں کٹ گئی کہ حضرت مولانا کا کلام معنی کفر میں مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے اتباع کے نزدیک ایک بھی صریح نہیں ہے۔ درنہ اس میں تاویل کی گنجائش نہ ہوتی اور تکفیر لازمی ہو جاتی۔ مگر چونکہ خاں صاحب اور ان کے اتباع کے نزدیک حضرت مولانا کی تکفیر ناجائز ہے، لہذا ان کا کوئی کلام بھی معنی کفری میں صریح نہیں ہے۔

حرفِ سہمے اگر کوئی کلام معنی کفری کو محتمل بھی ہے تو معنی کفری کا مراد ہونا ثابت نہیں درنہ پھر بھی تکفیر لازم ہوتی اور کلام محتمل معنی کفری میں تکفیر جب ہی جائز ہے جب معنی کفری کا مراد ہونا معلوم ہو جاتے درنہ ہرگز تکفیر جائز نہیں۔ پس جن عبارات کی یہ حالت ہو کہ نہ وہ معنی کفریہ میں صریح ہوں نہ ان کے معانی کفریہ محتملہ کا مراد ہونا ثابت ہو۔ اور تکفیر کی یہ دو صورتیں تھیں تو اب خدام مولانا موصوف تکفیر کے بارے میں کس چیز کا جواب دیں و کفی اللہ المومنین القتال والحمد للہ تعالیٰ علی ذلک۔ رہی یہ بات کہ اس تقریر کا حاصل تو یہ ہے کہ مولانا شہید کافر نہیں، فاسق اور بدعتی بھی نہیں یہ کیسے لازم آیا، اس کا جواب یہ ہے کہ جب مولوی احمد رضا خاں صاحب ایسے معنی بیان فرمائیں گے جن سے تکفیر نہ ہو۔ ہم ایسے معنی بیان کر دیں گے جن سے تفسیق اور تفصیل

بھی نہ ہو سکے اور جیسے خاں صاحب مسائل مذکورہ کی عبارت کے ایسے معنی بیان فرمائیں گے جو صحیح ہوں گے اور جن سے تکفیر حرام اور ناجائز ہوگی۔ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ صاف اور بے تکلف معنی تحریر اناس، براہین قاطعہ و حفظ الایمان کے بیان کر دیں گے جن میں کفر کی بُو بھی نہ ہوگی۔ فرمائیے حام بحرین صاف اڑ گئی یا نہیں یہ ہے رد الحسام فی کید اس اللیم۔ فرمائیے اب بھی تسلی ہوتی یا اور کچھ کسر باقی ہے۔ دیکھا مولانا اسماعیل صاحب شہید کی تکفیر کا مرزا بڑوں کی شان میں گستاخی کا یہ نتیجہ ہے اپنا اور اپنے گرد و چلیوں سب کا این ایمان اپنے ہی ہاتھوں سے کھو بیٹھے، اب پڑھیے یہ شعرے

دو گونہ رنج و عذاب ست بھائیوں را بلائے صحبت سیل و فرقت لیلیٰ

اگر مولوی احمد رضا خاں صاحب کے موافق ہو تو کافر مگر خود ہی نہیں گھر بھر جوان ہی نہیں انڈے بچے نطفہ تک کافر ہوا جاتا ہے اور جو ان سے علیحدہ ہوتے تو کس گھر کے ہے۔ اہل دیوبند کی کفش بزراری کرنی ہوگی جس کے مقابلہ میں جنم جانا قبول عار پر مار کو بڑے ترجیح دیتے چلے آتے ہیں۔ مولانا اسماعیل صاحب شہید کو کافر نہ کہیں تو حق کی اتباع لازم آتی ہے جو ایلو سے زیادہ تلخ ہے جس سے طبعاً نفرت ہے پھر اس سے زیادہ یہ غضب کہ علمائے گنگوہہ و مراد آباد کا مومن ہونا تسلیم کرنا پڑے گا۔ اس قدر مسلمان کس آنکھ سے دیکھنے جائیں اور جو کافر کو تو ان سے پہلے اپنا کافر ہونا پڑتا ہے جس کا فقط ظاہر میں قبول کرنا باعثِ شرم ہے۔ آپ کو ان علمی مسائل میں قدم رکھنے کو کس نے کہا تھا، آپ کے لیے تو یہی مناسب تھا کہ مردار کھال پر گدھے کی دم بجاتی گدھے

کی دم کی مشق کرتے تھے آپ کے ہاتھ قلم سے کب آشنا ہو سکتے ہیں۔ دیکھا علماء دیوبند کا ایمان یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوة الدنیا و فی الآخرة اولیک کتب فی قلوبہا الایمان۔ کہ ان شاء اللہ تعالیٰ مصداق ہیں یہاں تک تو جواب تھا، اب جو آپ نے علماء دیوبند گنگوہ مراد آباد وغیرہ سے سوالات فرمائے ہیں ان کو تو واپس لے کر ہمارا شکریہ ادا فرمائیے اور یہی یہ تازہ تازہ سوالات جناب خاں صاحب کی خدمت میں پیش کیجئے، ہاں تو یہ پیش کون کرے۔ جناب خاں صاحب ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلنا مردوں کا کام نہیں۔ اب آپ سوال بگوش ہوش سینے اور جواب دیجئے یہ آپ کو اختیار ہے کہ نام کسی کا ظاہر فرمائیے۔ ہمیں تو کام سے کام ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ آپ کی بدستی سے آپ کے ہاں کوئی ایسا بھی نہیں ہے جو آپ کا ہاتھ بٹائے اگر ایسا ہوتا تو اب تک کیا انتصاف البری اور العکفر کا کوئی بھی جواب نہ دیتے۔ خاں صاحب یہاں تو نام بھی آپ لکھ لیتے ہیں لیکن اذ تبرأ الذین اتبعوا من الذین اتبعوا وادرا العذاب و لقطعة ۳۷۱ الحسباج۔ کا دن خیال فرمائیے۔ وہاں کوئی اتنا بھی نہ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے اپنی ضعیف جان پر رحم فرمادے، دیکھو عذاب خداوندی کا کوئی متحمل نہیں ہو سکتا، چاہے کتنا ہی ہٹے خاں کیوں نہ ہو۔ دیکھو حق کے قبول کرنے میں عزت نہیں گھٹتی۔ واللہ تعالیٰ ہوا الموفق۔

جب یہ امر محقق ہو گیا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین یا تنقیص یا کسی ضروری دین کا انکار کرے تو وہ قطعاً کافر

اور جس شخص کے نزدیک یہ محقق ہو جائے کہ زید نے ضروری دین کا انکار کیا، خداؤ عالم جل و علا شانہ یا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین تنقیص شان کی گالی دے تو اگرچہ واقع میں زید ایسا نہ ہو مگر اس شخص پر زید کی تکفیر اور اس کا کافر کہنا ضروری لازمی امر ہے۔ گو زید کو جب وہ واقع میں ایسا نہیں عمر کی تکفیر سے کچھ مضرت نہ ہو مگر عمر و کافر نہ کہے گا تو خود کافر ہو جائے گا بلکہ زید کی تکفیر اور کافر کہنے میں کچھ بھی شک و تردد شامل کرے گا تب بھی کافر ہو جائے گا۔ چنانچہ یہ امر متبید ایمان اور حسام میں مذکور ہے۔ اور جملہ اہل اسلام کا یہی مذہب ہے۔ اب اس کے بعد جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے جملہ معتقدین سے سوالات ذیل جواب طلب ہیں۔

سوال اول۔ ملاحظہ ہو عبارت الکوکبة المشہیہ صفحہ ۳۱ سطر نمبر ۳، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت بید ہڑک یہ صریح سب و دشنام کے لفظ لکھ دیے اور روز آخر اللہ عزیز غالب قہار کے غضب عظیم و عذاب الیم کا اصلاً اندیشہ نہ کیا ۱۲۔ کیوں جناب خاں صاحب جب آپ کے نزدیک قاتل نے بید ہڑک سب و دشنام اور گالی کے الفاظ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں لکھ دیے اور وہ بھی صریح کہ جن میں حسب عبارات شفاء شریف شرح شفاء شریف کوئی تاویل بھی مقبول نہیں تو پھر ایسے شخص کو کس دل سے آپ مومن و مسلم فرماتے ہیں اور یہی نہیں کہ مومن و مسلم کسی کے نزدیک ہو، یہ مذہب ضعیف ہو نہیں بلکہ اس کو آپ مفتی بہ ہونے کے لائق فرماتے ہیں اور مفتی بہ ہے بھی اور اسی میں سلامتی اور استقامت بتلاتے ہیں اور اسی کو اپنا مذہب قرار دیتے

ہیں۔ کیوں صاحب جو شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے وعظ کر سب و شتم گایاں دے اس کو مسلمان کہنا آپ کا مذہب ہے۔ اسی کو آپ سلامتی کی راہ بتاتے ہیں۔ یہی صراطِ مستقیم ہے یہی صواب ہے اس کا مخالفت غلط ہے۔ یعنی جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بید ہرک صریح کالی دینے والے کو مسلمان نہ کہے، کافر کہے وہ سلامتی اور راہِ مستقیم سے ہٹ گیا، گمراہ ہو گیا، اس نے غلطی کی راہ اختیار فرمائی۔ اب فرمائیے آپ اور آپ کے جملہ معتقدین اور جو آپ کے اور ان کے کفر میں شک و تردد و تامل کرے کافر ہو یا نہیں، فرمائیے حسامِ الحرمین کا یہی حکم ہے یا نہیں ضمنِ شک فی عذابہ و کفرہ فقد کفر۔ جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ کافر ہے۔ یہ عبارت اپنے حسام میں نفل فرمائی ہے یا نہیں۔ فرمائیے حسامِ الحرمین بعت کا حکم اپنے حق میں بھی مقبول ہے یا دوسروں ہی پر تلوار چلانے کو ہو، فرمائیے یہ کفار سے دوستی ہوئی یا نہیں تمہیدِ ایمان کے صفحہ ۸ کو ملاحظہ فرما کر ان وعیدوں سے دُرو جو کفار سے عداوت نہ رکھنے کے متعلق بیان فرمائی ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جس شخص کو ایذا دہندہ خیال کرو، اُس سے یہ برتاؤ ایمان ہے اگر دل میں ایمان اور محبت رسول انس و جان علیہ الصلوٰۃ والسلام من الرحمن رکھتے ہو تو کو کافر ہوئے یا مسلم۔

اگر کوئی یوں کہے کہ خاں صاحب نے یہ لکھ تو دیا ہے مگر ان کو اس کا یقین نہیں ہوا ہے کہ واقعی اُس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گایاں دی ہیں تو صاحب جو جواب یہ ہے کہ اگر اس قدر بات ہوئی تو پھر کیا بات تھی۔

خاں صاحب کو تو ایسا یقین ہو گیا ہے کہ اس پر دوسری قہیں کھا رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو اسی عبارت کے بعد کی عبارت الکتابۃ الشہابیہ صفحہ ۳۱ سطر ۶۔ مسلمانوں کیا ان گالیوں کی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع نہیں ہوئی یا مطلع ہو کر ان سے انہیں ایذا نہ پہنچی، ہاں ہاں واللہ واللہ انہیں اطلاع ہوئی واللہ واللہ انہیں ایذا پہنچی۔ واللہ واللہ جو انہیں ایذا دے اس پر دُنیا اور آخرت میں اللہ جبار قہار کی لعنت اس کے لیے سختی کا عذاب شدت عقوبت ۱۲۔

فرمائیے جناب خاں صاحب تو اپنا ہی علم نہیں بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطلاع پر بھی قہیں کھا رہے ہیں۔

جناب خاں صاحب آپ کے اس حلفِ شدید کی بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی اطلاع ہوئی یا نہ ہوئی۔ ایسے شخص کو پھر بھی آپ نے مسلمان کہا مومن فرمایا کُل مومن اخوة کی حد میں داخل فرما کر گویا آپ نے اپنا بھائی بنالیا۔ آپ ہی فرمائیے اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا پہنچی یا نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو ایذا دے وہ ملعون ہے یا نہیں، اس کے لیے سختی کا عذاب شدت کی عقوبت ہے یا نہیں اگر مسلمان ہو تب اور کافر ہو جب کہو کہ ہاں ہاں واللہ واللہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا پہنچائی۔ واللہ واللہ جو انہیں ایذا پہنچائے وہ خدائی لعنت ملعون اور اس کے لیے سختی کا عذاب اور شدت کی عقوبت ہے۔ جناب خاں صاحب تمہیدِ ایمان صفحہ ۹ سطر ۸ پر کیا۔ آپ نے یہ نہیں

لکھا، ان آیتوں سے اس شخص پر جو رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدگروں سے محبت کا رتاؤ کرے سات کوڑے ثابت ہوئے (۱) وہ ظالم ہے (۲) گمراہ ہے (۳) کافر ہے (۴) اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (۵) وہ آخرت میں ذلیل و خوار ہوگا (۶) اس نے اللہ واحد قہار کو ایذا دی (۷) اس پر دوزخ جہان میں خدا کی لعنت ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ ۱۲۔ فرمایا خاں صاحب ظالم گمراہ کافر دردناک عذاب کے مستحق آخرت میں ذلیل و خوار اللہ تعالیٰ کے مودی دوزخ جہان میں خدا کی لعنت سے ملعون ہوئے یا نہیں۔ مگر تو دیکھو کوڑوں کا اثر ہے یا نہیں۔ مگر نہیں شیشے میں منہ دیکھو خدا کی لعنت نازل ہوئی یا نہیں مسلمانو! مسلمانو! خدا کے لیے کچھ تو کو کیا اس کا جواب خاں صاحب یا ان کے اتباع دے سکتے ہیں اگر دے سکتے ہیں تو کس امر کا انتظار ہے اب تو ایمان پر بات آن پڑی۔

ہم تو عرب بھی نہیں گئے۔ ان کے ہی حسام شریف یہ زخم لگا رہے ہیں مسلمانو! کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس صورت میں مولوی احمد رضا خاں صاحب یا ان کے اتباع میں کوئی بھی ایمان کا حصہ باقی ہے۔ خدا کے لیے اس معما کو کوئی صاحب حل فرمادیں۔ کیا اب بھی خاں صاحب کو مجدداتہ حاضرہ کو گئے، اب بھی عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گئے، یہ حرکت تو ادنیٰ مسلمان سے بھی نہیں ہو سکتی، چہ جائیکہ عاشق اور عاشق بھی کیسے ستر علم کے مجدد اور اس کلام میں تو کوئی تاویل کی بھی گنجائش نہیں وہ تو صراحتہ کا دعویٰ فرما کر تمہیں کھا رہے ہیں پھر اس میں تاویل کی گنجائش ہی کب ہے۔ خدا کے لیے اگر ایمان تھا یا ہے

یا کچھ پیارا ہے تو بولو منہ کھولو تم تو بڑے گویا تھے، بڑے بلبل بستاں تھے اب تو غزاں بھی نہیں ۵

فصل گل موسم بہار بھی ہے پھر کہو کیوں نہیں چمکتے ہو
صریح بات میں تو تاویل کی بھی گنجائش نہیں اس میں کیا کہو گے خاں صاحب دیکھو یہ ہے سیدوں کا وار۔ ہم تو مظلوم ہیں، آپ کو معلوم ہو، مظلوم کا خدا خدا حامی، جس کا خدا حامی اس کا مقابلہ کون کر سکتا ہے، ہاں خدا سے لڑو تو مستعد ہو جاؤ اگر سچے ہو تو تمہید ایمان صفحہ ۹۰ کی سطر ۴ سے آخر تک کی عبارت پڑھو اور شرم ہو تو شرم آؤ۔ دیکھو زبانی دعوے کام نہیں آتا۔ یہ امتحان کا ذلت ہے دیکھا ایمان کا امتحان یوں ہوتا ہے۔ افسوس آپ نہایت ناکام ہے۔
سوال دوم۔ ملاحظہ ہو المکذوبۃ الشہابیہ صفحہ ۱۲ سطر ۱۱۔ یہاں اللہ سبحانہ کے علم کو لازم و ضروری نہ جانا اور معاذ اللہ اس کا جمل ممکن مانا کہ غیب کا دریافت کرنا اس کے اختیار میں ہے۔ چاہے دریافت کرے چاہے جاہل رہے۔ یہ صریح کفر ہے ۱۲۔ اس صریح کفر کے اوعار کے بعد بھی قائل کو کافر نہیں کہتے، خاں صاحب اور اتباع خاں صاحب پر دوسری وجہ سے کفر قائم ہوا اور خاں صاحب اور ان کے اتباع خود قطعی کافر ہوئے۔ اور جب یہ صریح کلمہ کفر ہے تو اس میں تاویل کی بھی گنجائش نہ ہوگی۔ ملاحظہ ہو المکذوبۃ الشہابیہ صفحہ ۱۲ سطر ۱۱ اگلے ہوئے لفظوں عذراویل مسموع نہیں ۱۲۔ ہاں کوئی خاں صاحب کا فدائی یہ غدار کہہ سکتا ہے کہ خاں صاحب نے یہ فرمایا ہے۔ یہ صریح کلمہ کفر ہے، یہ تو نہیں فرمایا کہ اس کے قائل نے التزام بھی کیا ہے۔ جواب یہ ہے کہ عبارت ملاحظہ ہو، یہاں اللہ سبحانہ کے علم کو لازم

ضروری نہ جانا، پھر اگر التزام کس چیز کا نام ہے۔ اور اس سے زیادہ اور کیا کفر ہوگا، قائل کی مراد یہ ہو یا نہ ہو مگر خاں صاحب کے نزدیک تو یہی مطلب ہے کہ قائل نے خدا کے لیے علم ضروری نہ جانا جہل ممکن جانا اس بنا پر خاں صاحب کو تکفیر لازم تھی مگر پھر بھی تکفیر نہیں فرماتے۔ چنانچہ پہلے عبارت تمہید کی مذکور ہو چکیں اب خاں صاحب کے اتباع کی تکفیر میں کیا شبہ ہے اس سے زیادہ تصریح مقصود ہو تو ملاحظہ ہو مصمّم سنت صفحہ ۹۶۔ سطر آخر بالجملہ کفر یہ اولیٰ میں علم قدیم الہی کا انکار کلام اسماعیل سے ہرگز لزوماً ثابت نہیں بلکہ بالیقین التزام ہے۔ فرمایا اب تو التزام بھی بالیقین فرما رہے ہیں۔ اب تو خاں صاحب اور ان کے اتباع کے کفر میں کوئی شک شبہ باقی نہ رہا۔ خاں صاحب یہ فرماتے ہیں کہ جو خدا کے لیے علم لازم و ضروری نہ کہے اس کا جہل ممکن جانے وہ مومن مسلمان ہے حالانکہ خود ہی عالمگیری کی عبارت نقل کر کے ترجمہ بیان فرماتے ہیں۔

ملاحظہ ہو المکھو کتبۃ الشہابیہ صفحہ ۱۱ سطر ۵ عالمگیری ترجمہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ایسی شان بیان کرے جو اس کے لائق نہیں یا اسے جہل یا معجز یا کسی ناقص بات کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے۔ بحر الرائق مطبع مصری جلد ۱ صفحہ ۳۲۳ مطبع مصری جلد ۵ صفحہ ۱۲۹ ہزازیہ مطبع مصری جلد ۳ صفحہ ۳۲۳ جامع الفصولین مطبع مصری جلد ۲ صفحہ ۲۵۸ لو وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ کفر۔

ترجمہ جس کے اگر اللہ تعالیٰ کی شان میں ایسی بات کہے جو اس کے لائق نہیں کافر ہو گیا۔ اب ان عبارت منقولہ کے حکم سے خاں صاحب خود بھی کافر ہوتے اور جو ان کو کافر نہ کہے کافر کہنے میں شک و تردد و تامل کرے وہ بھی کافر ہوا۔

اور تماشہ ہے کہ ان ہی کے حکم سے۔ کیوں جناب خاں صاحب آپ کا یہ عقیدہ ثابت ہوا کہ خدا کے لیے علم کا ثابت کرنا لازم و ضروری نہیں جو اس کا جہل ممکن مانے وہ بھی آپ کے نزدیک مومن ہے حالانکہ عالمگیری ہزازیہ جامع الفصولین سے کفر نقل کیا گیا۔ فرمایا یہ کچھ دین کی پُرمانی باتیں باقی رہنے دو گے یا سب کو نیا ہی بنا کر رہ گئے اہودادہ واہ اب مطلب سمجھ میں آیا غرض شریف یہ ہے کہ تمام فقہاء علمائے کرام محدثین مفسرین جس عقیدہ کو کفر کہیں اور کفر بھی کیسا جزاً و قطعاً یقیناً وہ بھی آپ کے یہاں ایمان تو گویا آپ کے یہاں ایمان و اسلام کو نئی چیز بنائی گئی ہے جس کو دنیا کے فقہاء و محدثین علماء فضلاء اہل سنت کافر کہیں جس نے آپ کے نزدیک التزام کفر بھی کیا ہوا وہ تو آپ کے نزدیک مومن ہے تو بتائیے تو سہی کافر اب کون ہوگا۔ ظاہر ہے کہ اب جو تمام دنیا کے نزدیک مومن ہو گا وہ آپ کے یہاں کافر ہوگا۔ قربان جانے۔ جو ہر دھویں صدی کے مجدد کے مجدد ہو تو ایسا ہو کفر کو اسلام اسلام کو کفر کر کے دکھا دے خاں صاحب یہ سوالات ہیں کہ خدا چاہے قبر میں بھی سوچو گے تو جواب نہ ہو سکے گا۔ اب تو آپ اپنے قول سے فقہاء کے قول سے ہر طرح کافر ہو گئے اس تکفیر کو بھی نہ اٹھاؤ گے تو کون سی تکفیر اٹھانے کے قابل ہوگی۔ خاں صاحب اب بھی توبہ کر لو کہ در توبہ باز ہے۔

سوال سوم: ملاحظہ ہو، المکھو کتبۃ الشہابیہ صفحہ ۱۱ سطر ۱۶۔ یہ خود اپنے اقرار سے ٹھیک کافر کے بُت پرست ہیں۔ یہ خود ان کا اقراری کفر تھا۔ پھر اسی صفحہ پر فرماتے ہیں۔ یہی اقرار کفر کہ جو اپنے کفر کا اقرار کرے وہ سچ کافر ہے۔ ۱۲۔

پھر نواز ل فقیہ ابواللیث اور علامہ اور مکملہ لسان الحکام کی عبارت نقل فرما کر صفحہ ۱۲
 سطر ایک پر ترجمہ فرماتے ہیں، جو اپنے الحاد کا اقرار کرے کافر ہے۔ پھر اشتباہ
 فن ثانی اور فتویٰ عالمگیری کی عبارت بھی اسی مضمون کی نقل فرمائی ہے۔ پھر
 آپ اپنا حکم بھی فرماتے ہیں کہ جو اپنے کفر کا اقرار کرے کفر نہیں فرمائیے جو اپنے کفر کا اقرار کرے کفر نہیں فرمائیے
 آپ کے نزدیک کافر کون ہو گا۔ وہی ہو گا جو غریب یوں کہے کہ میں پکا مسلمان
 ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو باسماۃ و صفاتہ تسلیم کرتا ہوں، جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو برحق نبی جانتا ہوں، کیوں نہ ہو۔ اگر ایسے نہ ہوتے تو پھر
 مجدد کھ بات کے کہلاتے۔ فرمائیے اپنی تحریر کے موافق اور کتب مذکورہ کی
 عبارات کی رو سے آپ خود اور جو آپ کے کفر میں شک کرے، تو دو تامل
 کرے کافر ہوئے یا نہیں فمن شک فی کفرہ وعدا بہ فقد کفر۔
 عبارت شفا شریف کی یاد ہے یا نہیں، خاں صاحب ملاحظہ فرمایا، آسمان
 سے آپ کا بھیجا ہوا کھیلے بیج در بیج ہو کر سر مبارک پر رکھا گیا۔ دستا فضیلت تو
 ہوتی تھی۔ یہ دستار کفر آپ کے لیے تجویز ہوئی۔ مجدد کے سر پر گودی بھی تو نئی
 ہونی چاہیے تھی۔

تمت کیا ہر ایک کو قسم ازل نے ہر شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

یاد رہے بعون اللہ یہ مطلب منین کہ حضرت مولانا شہید مرحوم
 نفس الامر میں اپنے کفر کا اقرار فرماتے تھے۔ لہذا ان کی تکفیر ضروری تھی۔ مطلب
 یہ ہے کہ جیسے حسام میں بے گناہ حضرات کے ذمہ ایک کفری مضمون کی حراقت
 کا دعویٰ کر کے کفر کا فتوے دے دیا۔ اگر واقع میں یہ الزام صحیح ہے تو یہاں بھی

کفر کا فتویٰ لازم تھا ورنہ خود کافر ہوئے اور اگر جھوٹا الزام لگا کر تکفیر سے ڈرے
 تھے تو حسام میں بھی دنیا و آخرت کا خوف کیا ہوتا۔

سوال چہارم: المکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۱۲ سطر ۴۔ اسی قول میں تمام
 امت کو کافر مانا یہ خود کفر ہے۔ شفا شریف امام قاضی عیاض صفحہ ۳۷۲، ۳۷۳ قطع
 بتکفیر کل قائل قال قولہ لا یتوصل بہ الی توضیل اللاحۃ (تجہ)
 جو کوئی ایسی بات کہے جس سے تمام امت کو گمراہ ٹھہرانے کی طرف راہ نکلے وہ یقیناً
 کافر ہے۔ ۱۲۔

خاں صاحب آج دیکھنا ہے کہ شفا شریف کا حکم آپ کہاں تک تسلیم
 فرماتے ہیں۔ جناب جو ان کے نزدیک یقیناً کافر وہ آپ کے نزدیک مومن
 مسلم بنتی۔ فرمائیے اب بھی آپ اور آپ کے معتقدین قطعاً تین گنی کافر ہوئے
 یا نہیں جو آپ کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ شفا شریف کی رو سے کافر
 ہوا یا نہیں۔ تماشہ یہ ہے کہ جناب مولانا مولوی اسماعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ
 واقع میں بھی مسلمان عند اناس بھی مومن اور آپ کے نزدیک بھی مومن مگر کافر
 ہوئے تو آپ اور آپ کا تمام گروہ معذور باللہ من بغض اولیاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ
 کے دوستوں سے دشمنی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔

جناب خاں صاحب میں ان شاء اللہ تعالیٰ بات کو اس قدر صاف کر کے
 بیان کر دینا کہ نہ کسی کو دھوکہ ہو نہ آپ اس کو زلاسیکس۔ آپ اس وجہ سے کافر نہ بنے
 کہ آپ کے نزدیک اگر کوئی ایسا قول کہے جس سے تمام امت کی گمراہ ٹھہرانے کی طرف
 راہ نکلے وہ مومن ہے اور شفا شریف میں ایسے شخص کو یقیناً کافر فرمایا گیا ہے اور جو

قطعی کافر کو مسلمان کہنے کیا معنی اس کے کفر میں شک و تردد بھی کرے وہ کافر
لہذا آپ اور آپ کے جملہ معتقدین آپ کے ہی حکم سے بلا تامل کافر قطعی
ہوئے۔ آپ کے نزدیک مولانا اسماعیل صاحب نے تمام امت کو کافر مانا
گو مولانا پر یہ محض اتہام ہے۔

مگر یہاں اس سے بحث نہیں۔ گفتگو تو اس میں ہے کہ جب آپ کے
زادیک انہوں نے ایسا کہا تو آپ پر ان کی تکفیر فرض تھی مگر آپ تکفیر نہیں
فرماتے بلکہ اس پر بھی ان کو مومن ہی جانتے ہیں۔ لہذا آپ اور آپ کے کل
ہم مشرب سب آپ ہی کے قول سے قطعی کافر ہوئے۔ مسلمانو! اب تو خاں صاحب
کا بیچا چھوڑو ان کو تو کفار سے ایسی محبت ہے کہ دنیا و آخرت میں ان کا ساتھ
چھوڑنا نہیں چاہتے۔ تم کو ان سے کیا مطلب۔ ہوش میں آ جاؤ۔

سوال پنجم: دیکھو الکوبۃ الشہابیہ صفحہ ۱۲ سطر آخر جب چاہے دریافت
کرنے کا صاف یہ مطلب ہے کہ ابھی تک دریافت ہوا نہیں۔ ہاں اختیار ہے
کہ جب چاہے دریافت کر لے تو علم الہی قدیم نہ ہوا اور یہ کھلا کلمہ کفر ہے عالمگیری
جلد ۲ صفحہ ۲۶۲ لوقال علم خدا قدیم نیست یکفر کذا فی التارخانیہ
ملخصاً (ترجمہ کر) جو علم خدا کو قدیم نہ مانے کافر ہے۔ ایسا ہی ہے تارخانیہ
میں۔ ۱۲۱۔

خاں صاحب کیا پتھر پڑ گئے ایسا کافر تو ہم بھی آپ کو نہ جانتے تھے۔
بندہ ہوائے جو شخص تمہارے نزدیک خدا کا علم قدیم نہ مانے تم اسے بھی کافر
نہیں کہتے تو بتاؤ پھر کسے کافر کہو گے۔ ہاں ہاں بھولے آپ تو مجدد صاحب

ہیں۔ آپ کا کافر تو وہی ہے جو خدا کے علم کو ازلی ابدی مانے۔ گو معنی دوسرے
ہیں مگر ہم بھی اب آپ کو مجدد ہی کہتے ہیں۔ مسلمانو! خاں صاحب کے کافر اور
مومن کو دیکھا۔ فرمائیے جب خاں صاحب کے نزدیک جو خدا کو
نعوذ باللہ جاہل کہے، اس کے علم کو قدیم نہ کہے وہ مومن ہے تو پھر خاں صاحب

بے شک اور ان کے اتباع اور جو ان کے کفر میں شک و تردد کرے ضرور کافر ہونا چاہیے
ہاں کوئی خاں صاحب کے کفر کا عاشق یہ کہہ دے کہ یہاں اس قول کا لازم ہے۔

التزام نہیں تو جواب یہ ہے کہ خاں صاحب تو یہ فرماتے ہیں کہ صاف مطلب
یہ ہے۔ یہ نہیں فرماتے کہ اس کلام سے یہ لازم آتا ہے۔ اجماع جناب قلیلہ تکفیر
مرکز کفر سے کفر کیسے علیحدہ ہو سکتا ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۱۶ سطر ۱۰۔ الکوبۃ الشہابیہ
جس طرح کفر یہ ۳ میں صفت علم غیب کو صراحتہ اختیار سی کہا تھا ۱۲۔ فرمائیے
اب التزام میں کیا کسر رہ گئی۔ علاوہ ازیں ملاحظہ ہو مصباح سنت صفحہ ۹۶ کی سطر
آخر۔ بالجملہ کفر یہ اعلیٰ مدعی قدیم الہی کا انکار کلام اسماعیل سے ہرگز زور و ثبات
نہیں بلکہ بالیقین التزاما ہے۔ ۱۲۔

فرمائیے اب تو خاں صاحب مع اتباع قطعی کافر ہوئے یا اب بھی
شک ہے۔

سوال ششم: الکوبۃ الشہابیہ صفحہ ۱۲ سطر ۸۔ یہاں صاف
اقرار کر دیا کہ اللہ عز وجل کی بات واقع میں جھوٹی ہو جانے میں توجہ نہیں
پھر صفحہ ۱۴ کی آخر سطر میں فرماتے ہیں۔ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا کذب
جائز ماننے والا بالاتفاق کافر ہوا۔ اللہ عز وجل کا کذب جائز ماننے والا کو نہ

بالاجمل کافر و مرتد نہ ہو گا۔ ۱۲۔ جناب خاں صاحب جو خدا کے کذب کو جائز الوقع جانے دے شک بالاجمل کافر ہے مگر آپ ہی اس اجماع سے نکلے ہوئے ہیں آپ کے نزدیک ایسا شخص بھی مومن مسلمان ہے کافر نہیں۔ لہذا اپنے لکھے ہوئے کے موافق آپ خود کافر اور جو آپ کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر۔ آپ نے خود شفا شریعت سے نقل فرمایا ہے۔ علامہ دیوبند پر تو اتہام ہی تھا۔ مگر یہاں تو معلوم ہو گیا کہ آپ خدا کے کذب کو معاذ اللہ جائز کہتے ہیں۔ کیوں جناب آپ تو کذب باری کو ممتنع بالذات فرماتے تھے مگر عقیدہ یہ نکلا۔

سوال ہفتم: صفحہ ۵ اسطر ۱ الحوکیۃ الشہابیہ اس میں صاف تصریح ہے کہ جو کچھ آدمی اپنے لیے کر سکتا ہے وہ سب خدا سے پاک کی ذات پر بھی روا ہے۔ جس میں کھانا، پینا، سونا، پاخانہ پھرنا، پیشاب کرنا، جلنا، ڈوبنا، مرنا۔ سب کچھ داخل ہے۔ لہذا اس قول غیث کے کفریات حدیث سے خارج ۱۲۔

خاں صاحب اول تو تصریح ہے آپ کے نزدیک وہ صورت ہے جہاں تاویل تک کی گنجائش نہیں۔ پھر تصریح کے ساتھ صاف لفظ بھی آپ نے بڑھا دیا۔ حق تو یہ ہے کہ خاں صاحب شیطان بھی اگر ایسی حرکات سے شرماتا ہو تو تعجب نہیں کہ حضرت انسان کی ایجاد اور مجدد مجھ سے بھی بڑھ گئے۔ کیوں خاں صاحب دُنیا بھر تو آپ کے نزدیک کافر۔ مگر جو شخص آپ کے نزدیک صاف تصریح کرے کہ خود باللہ خدا کا کھانا، پینا، سونا، پاخانہ پھرنا، پیشاب کرنا، جلنا، ڈوبنا مناسب جائز ہے۔ وہ مومن۔ تو پھر آپ ہی فرمائیے کہ آپ کا مذہب کیا ہے ہمارے نزدیک تو اس عقیدہ والے سے زیادہ کوئی بھی دُنیا میں کافر نہیں جب

یہ عقیدہ والا بھی آپ کے نزدیک کافر نہیں تو بے شک پھر آپ اپنی تحریر کے موافق ایسے ہی ڈبل کافر ہیں کہ جو آپ کے اور آپ کے کفر میں شک کرے وہ ضرور کافر ہونا چاہیے۔ جناب خاں صاحب یہ سوالات ہیں جن کا جواب آپ پر اور آپ کے جملہ کاسہ لیسوں پر فرض ہے مگر امید نہیں ہے کہ کچھ بھی جواب بجز تسلیم کفر کے آپ دے سکیں گے۔ مسلمانو! اب بھی خاں صاحب کی حقیقت معلوم ہو گئی یا نہیں۔ حضرت جی دُنیا بھر کو کافر بتاتے ہیں اور خود پر کفر کی تہیں چڑھی ہوئی ہیں۔ بتیدایان کے صفحہ ۱۱۶، ۱۱۷ کی عبارت کو پڑھ کر انصاف فرمائیے کہ آپ کے اندر ایمان کی جو بھی ہے یا خالص کفر کا دریا موجزن ہے۔ ہم کچھ بھی عرض نہیں کرتے آپ کا ہی لکھا ہوا یاد دلاتے ہیں۔

سوال ہشتم: اس میں صاف اقرار ہے کہ اللہ عزوجل کا جھوٹ بولنا ممتنع بالغر بلکہ محال عادی بھی نہیں ۱۲۔ پھر اسی صفحہ ۵ کی سطر آخر میں فرماتے ہیں تو ضرور ہوا کہ کذب الہی محال عادی بھی نہ ہو۔ یہ صریح کفر ہے۔ صفحہ ۱۶/۱۵ الحوکیۃ الشہابیہ۔

کیوں خاں صاحب جو شخص آپ کے نزدیک صاف اقرار کرے کہ اللہ عزوجل کا جھوٹ بولنا محال عادی بھی نہیں، وہ تو آپ کے نزدیک مومن مسلمان اور حسام الحرمین میں کذب بالفعل کا جو قاتل ہو، وہ ایسا کافر ہوا کہ جو اُس کے کفر میں کسی حال میں کسی طرح شک و تردید کرے وہ کافر اور یہ عقیدہ باوجودیکہ صریح کفر اور پھر مقرر بھی آپ کے نزدیک اقرار صاف کرے مگر آپ کے نزدیک مومن۔ فرمائیے اب بھی آپ اور آپ کے معتقدین آپ ہی کے

قول سے کافر ہوئے یا نہیں۔ آپ بھی مجب عقیدہ رکھتے ہیں کہ ایسے لوگ بد عقیدہ بھی آپ کے نزدیک مومن ہیں اور سچے مومنین کو کھینچ تان کر کافر بنایا جاتا ہے۔ شہر تو یہ تھا کہ دیوبندی حضرات امکان کذب کے قائل ہیں مگر معلوم یہ ہوا کہ آپ ہی کے نزدیک محال عادی بھی نہیں ورنہ اس کے قائل کی کم از کم تکفیر تو ہوتی۔

یہ الزام مولانا شمیمؒ پر نہیں وہ اس عقیدہ کے معاذ اللہ کیوں معتقد ہوتے غرض یہ ہے کہ جب وہ آپ کے نزدیک ایسے ہیں تو آپ پر تکفیر لازم تھی دیکھا دھوکہ دہی اور اتہام بے جا کا نتیجہ یہ ہے کہ خود کافر ہوئے۔

سوال دھوکہ : الحکولۃ الشہابیہ صفحہ ۱۶ سطر ۲-۱ اسی قول میں صراحتہ مان لیا کہ اللہ تعالیٰ میں عیب آلائش کا آنا جائز ہے مگر مصلحتاً ترفع کے لیے اس سے بچنا ہے۔ یہ صراحتہ اللہ عزوجل کو قابل ہر گونہ نقص و عیب آلودگی مانا ہے کہ یہ بھی مثل کفر یہ مفتحم ہزاروں کفریات کا خمیر ہے۔ ۱۲۔ پھر اعلام بقواطع الاسلام کی عبارت نقل کر کے ترجمہ یہ تحریر فرماتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی شان میں کوئی ایسی بات نہ یا ہاں کہ جس میں کھلی منقصت ہو کافر ہو جاتا ہے۔ صفحہ ۱۶۔ فرمایا یہ بندہ خدا کو یا دشمن خدا لکھوں، کس لقب سے یاد کروں یا بھی تو نہیں کہ زودم ہی ہو، بلکہ جب یہ فرماتے ہو کہ صراحتہ مان لیا تو التزام اور کس چیز کا نام ہے جو شخص اللہ تعالیٰ میں عیب آلائش کا آنا جائز سمجھے، ہر گونہ نقص و عیب آلودگی کو جائز مانے پھر اگر وہ بھی کافر نہیں تو اور کون کافر ہوگا، آپ کا یہ عقیدہ ہوا کہ خدا کی نسبت یہ اعتقاد بھی جائز ہے۔ نعوذ باللہ تعالیٰ من ہذہ

الکفریات خاں صاحب جام احمر میں آپ نے دوسروں کا کفر کیا ثابت کیا۔ دیکھو خدائی کفریوں لوٹ کر آتا ہے اگر مسلمان ہو تو اس کو اٹھا دو ورنہ یاد رکھو کہ یہ کفر قبر میں ساتھ جائے گا۔ گایاں دینا اہل علم کا کام نہیں علم کی بات یہ ہے کہ آپ اپنا اور اپنی تمام جماعت کا کفر اٹھاؤ ورنہ آپ کا جہل اور کفر مسلم ہو جائے گا، جس طرح آپ کے نزدیک یہ قول کفریات کا خمیر ہے اسی طرح آپ کا اس عقیدہ والے کی تکفیر نہ کرنا یہ آپ کے تکفیر کا بھی خمیر ہے متعدد وجوہ سے آپ پر تکفیر لوٹی ہے۔ اگر اس کو آپ نے نہ اٹھایا تو بوجہ غیر متناہی آپ اپنے اقرار سے کافر ہوں گے۔ جس کا عقیدہ کفریات کا خمیر اس کی محبت یعنی اس کو مومن مسلمان کہنا بحکم حدیث شریعت اس کو درست رکھنا آپ کے خمیر میں داخل پھر ایسے کفری خمیر کی تکفیر نہ ہو تو کس کی ہو۔ تہمید صفحہ ۸ پر عبارت آپ ہی نے لکھی ہے۔ پچھلی دو آیتوں میں تو ان سے دوستی کرنے والوں کو ظالم و دگرہ ہی فرمایا تھا۔ اس آیت کریمہ میں بالکل تصفیہ فرمادیا کہ جو اس سے دوستی رکھے وہ بھی انہیں میں سے ہے۔ انہیں کی طرح کافر ہے۔ ان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا اور وہ کوڑا بھی یاد رکھیے کہ تم چھپ چھپ کر ان سے میل رکھتے ہو۔ اور میں تمہارے چھپے ظاہر سب کو خوب جانتا ہوں۔ جناب خاں صاحب خدا آپ کے کھلے میل کو بھی جانتا ہے یا نہیں۔ فرمائیے بحکم آیہ مذکورہ کافر ہوئے یا نہیں۔

سوال دھوکہ : ملاحظہ ہو الحکولۃ الشہابیہ صفحہ ۱۶ سطر ۱۰-۱۱ اسی قول میں صدق الی بلکہ اس کی سب صفات کمال کو اختیار سی مانا۔ پھر اس صفحہ کی

سطر ۱۶ پر شرح فقہ ابراہیم کا یہ ترجمہ بیان فرماتے ہیں۔ ترجمہ چکر اللہ تعالیٰ کی سب صفیں ازل ہیں نہ وہ نو پیدا ہیں نہ مخلوق تو جو انہیں مخلوق یا حادث بتائے یا اس میں توقف یا شک کرے وہ کافر ہے۔ ۱۲۔ فرمائیے جناب اب تو آپ کے کفر میں کوئی تردد یا شک نہیں کہ آپ تمام صفات خداوندی کے حادث و مخلوق ماننے والے کو بھی کافر نہیں فرماتے۔ کہاں ہیں اعلیٰ حضرت کے فدائی کچھ تو فرمائیں۔

سوال یا زد ہوا، اسی قول میں صاف بتایا کہ جن چیزوں کی نفی سے اللہ تعالیٰ کی مدح کی جاتی ہے۔ وہ سب باتیں اللہ عزوجل کے لیے ہو سکتی ہیں، در نہ تعریف نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے لیے سونا، ادھکنا، ہکنا، جود، بیٹا، بندوں سے ڈرنا، کسی کو اپنی بادشاہی کا شریک کر لینا ذلت و خواری کے باعث دوسرے کو اپنا بازو بنانا وغیرہ وغیرہ سب کچھ روا ٹھہرا۔ کہ ان سب باتوں کی نفی سے اللہ تعالیٰ کی مدح کی جاتی ہے ۱۲ صفحہ ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲ اس کے بعد صفحہ ۲۱ سطر ۹ میں آیات قرآنیہ بیان کر کے فرماتے ہیں یہ سب صریح کفر ہیں ۱۲۔ خاں صاحب کفر اور بے شک کفر مگر یہ تو فرمائیے کہ آپ کے یہاں بھی کچھ کفر ہے یا نہیں۔ آپ کے یہاں تو ایسا عقیدہ رکھنے والا بھی کافر نہیں فرماتے پھر اب بھی اگر آپ اور آپ کے اتباع کافر نہ ہوں گے تو کب ہوں گے۔ فرمائیے خداوند عالم کو آپ گالیاں دینا جائز رکھتے یا کوئی اور جناب کی ہی عبارت پیش کرتا ہوں غرض کوئی ذمی انصاف شک نہیں کر سکتا۔ کہ ان تمام بدگویوں نے منہ بھر کر اللہ و رسول کو گالیاں دی ہیں اب

اب بھی وقت امتحان الہی ہے۔ ہتھ پڑھنا ۱۶ خاک بد منش جو ایسا ہو یا کسی کو ایسا کہہ کر پھر بھی اُسے مسلمان کہے۔ خاں صاحب سبھل کے جواب دینا۔ یہاں بھی یہ فرق بیان نہیں کر سکتے کہ لزوم و التزام کا فرق ہے زیادہ وقت ضائع نہیں کرتا۔ فقط اسی قدر عرض کرتا ہوں۔ ملاحظہ ہو مصمصام سنت غضب تو یہی ہے کہ جس امر کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ صراحۃ کفر ہے۔ پھر قائل کو کہا جاتا ہے۔ صاف اقرار کرتا ہے، صاف مانتا ہے، صاف کہتا ہے۔ جو العف و التزام کے ہیں پھر دعویٰ صراحۃ جس میں تاویل کی بھی گنجائش نہیں جو خاں صاحب کی عبارت مذکورہ سے ثابت۔ پھر بھی خاں صاحب اس قائل کی نسبت کفر کا فتویٰ نہ دیں جس کے ساتھ ان کو حسن ظن بھی نہیں بلکہ گمراہ، بے دین، بد مذہب خارج از اہل سنت و اجماع کہلاتے ہیں۔ مسلمانوں اب بھی مجدد اصطلاحی کا مطلب سمجھا۔ حاصل یہ ہے کہ قواعد اسلام و رسم برہم ہو جائیں۔ جو امور مسلمات طور سے علماء کرام کے نزدیک موجب کفر ہیں وہاں تکفیر نہ ہو اور جہاں تکفیر کا احتمال بھی نہ ہو وہاں سب کو کافر بنا دیا جائے۔ غرض یہ ہے کہ جو اسلام ہے اس کو کفر کہا جائے تاکہ لوگ اس کو چھوڑ دیں اور جو کفر ہے اس کو اسلام کہا جائے تاکہ اس کو قبول کریں۔ غرض مسلمان مسلمان نہ رہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ

سوال دوازد ہوا، ایک نظر التحریکۃ الشاہدۃ صفحہ ۱۹ کی سطر آخر پر خاں صاحب فرماتے ہیں۔ یہاں انبیاء ملائکہ و قیامت و جنت و نار وغیرہ تمام ایمانیات کے ماننے سے صاف انکار کیا۔ پھر صفحہ ۲۱ سطر ۲۱ پر فرماتے ہیں۔ تو اقوال مذکورہ کے صاف یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا انبیاء ملائکہ کسی پر ایمان

نہ لاتے۔ سب کے ساتھ کفر کرے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا کفر ہوگا؟ ۱۲۔ خاں صاحب
 آپ ہی نے تو فرمایا تھا کہ جو کسی ضروری دین کا انکار کرے وہ قطعی کافر ہے۔ جو
 اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی قطعی کافر ہے۔ کیا حسم العزمین کا
 یہی فتوے نہیں۔ آپ تو تمام ضروریات دین و ایمانیات کے منکر کو بھی کافر
 نہیں فرماتے بلکہ مومن ہی فرماتے ہیں کیسے ہزار ہا درجہ سے آپ پر کفر عاید ہو گیا یا
 نہیں۔ آپ اور آپ کے جملہ معتقدین کافر ہو گئے یا نہیں۔ کو کوئی تاویل ہے
 اگر ہے تو بیان فرماؤ ورنہ اپنے معتقدین کا اور اپنا کفر یا سچے مسلمان ہو کر توبہ
 شائع کر دو **السبح بالسر والعلانیۃ** ورنہ یہ کفر آپ سے اور آپ کی تمام جگہ سے
 خاں صاحب! ہم بھی مانتے ہیں۔ کافر ہو تو ایسا ہو جیسے آپ۔ اپنی
 خوشی و رغبت سے تمام انویاع کفر کو جمع کر لیا۔ اور سب کافروں کو مسلمان ہی
 بنا دیا۔ اب بھی اگر کوئی آپ کو مجدد نہ کہے تو واقعی بڑا بے انصاف ہے۔ ۱۳
 سچ دلاور است دزدے کہ کبعت چراغ دارد۔

صفحہ ۲۰ کی سطر ۲ میں یہ بھی تو لکھ دیا یہ کفر یہ بھی صدہا کفریات کا مجموعہ ہے
 مسلمانوں کے مذہب میں جس طرح اللہ عزوجل کا ماننا ضرور ہے، یوں ہی
 ان سب کا ماننا جزو ایمان ہے۔ ان میں جسے نہ مانے گا کافر ہے۔ ۱۲۔

مگر افسوس ہے کہ آپ کے نزدیک جو سب کے ماننے سے بھی انکار کرے
 اور وہ بھی صریح انکار وہ بھی کافر نہیں غضب ہے قیامت ہے کہ حاشیہ ۲۵
 پر یہ بھی بیان فرما دیا کہ اس میں کچھ تاویل بھی نہیں ہو سکتی۔ یاد رکھو کہ آپ بھی
 اپنے مسلمات سے ایسے کافر ہو گئے کہ خدا چاہے اس میں بھی قیامت تک

تاویل نہیں ہو سکتی۔ اے دشمن ایمان و اہل ایمان! یہ تو فرماؤ کہ جب کلام
 محتمل تاویل بھی نہیں اور صریح طور سے تمام ضروریات دین کا انکار کر لیا تو پھر
 کس دل سے اس کے کفر میں کف لسانی مانو؟ مختار ہے۔ وہ زبان کٹ نہ جائے
 جو ایسے منکر کو بھی کافر نہ کہے مگر عرض تو اور ہی ہے کہ اگر کوئی تمام ضروریات
 بھی انکار کرے کسی کو بھی نہ مانے تو کافر نہیں، فقط مجدد کو قبلہ بنا لو۔ پھر نماز روزہ تمام ضروریات
 دین کا انکار کچھ مضر نہیں۔ معاذ اللہ! معاذ اللہ! جناب خاں صاحب ہم نے
 نہ تو کسی کو دھوکہ دیا نہ نذر نیاز پیش کی فقط آپ ہی کی عبارت پیش کرتے ہیں
 اپنی عبارت سے کافر ہو جاؤ۔ زندیق، ملحد بے دین جو چاہو بنو۔ ہم تو اپنی زبان
 سے کچھ بھی نہیں کہتے۔ ہاں یہ ضرور کہیں گے کہ کرد کہ نیافت کردنی خوش آمدنی
 پیش من حفر یبیر الاخیرہ فقد وقع فیہ۔ اس کو ہمیں سے نہیں
 نکل سکتے۔ بہت اہل اللہ کا دل دکھایا ہے۔ یہ کہیں خالی عقوڑا ہی جاتے گا
 جناب خاں صاحب حسام صفہ، پر آپ کا ہی تو کلام پاک ہے۔ یعنی ہر وہ
 شخص کہ دعویٰ اسلام کے ساتھ ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر ہو اس
 کے پیچھے نماز پڑھنے اور اس کے جنازے کی نماز پڑھنے اور اس کے ساتھ شادی
 بیاہ کرنے اور اس کے ہاتھ کا فوجی کھانے اور اس کے پاس بیٹھنے اور اس سے
 بات چیت کرنے اور تمام معاملات میں اس کا حکم بعینہ وہی ہے جو متردس
 کا حکم ہے جیسا کہ کتب مذہب مثل ہدایہ و غیر ملتقی البحر دُر مختار و مجمع الانہر و
 شرح نقایہ بر جندی و فتاویٰ ظہیر و طریقہ محمدیہ و صدیقیہ ندیہ و فتاویٰ عالمگیری وغیرہ
 متون و شروح و فتاویٰ میں تصریح ہے۔ خاں صاحب یہ حکم تو اس کا ہوا جو کسی

مزدری دین کا بار جو رد و حملے اسلام کے انکار کرے۔ اب وہ شخص جو ایسے کو کافر نہ کہے اس کا حکم بھی اسی صفحہ میں آپ نے ہی بیان فرمادیا ہے تو آیا مسلمان پر فرض ہے کہ انہیں کافر کہے جیسا کہ تمام منکران ضروریات دین کا حکم ہے۔ جن کے بارے میں علما مجتہدین نے فرمایا جو ان کے کفر و عذاب میں شک کے خود کافر ہے۔ ۱۲۔ فرمائیے آپ کے نزدیک تو جو تمام ضروریات دین کا انکار کرے وہ بھی کافر نہیں تو اب جس قدر احکام آپ نے بیان فرمائے ہیں ان میں آپ کا حکم مرتد کا سا ہوا یا نہیں۔ خاں صاحب کچھ تو فرمائیے تمہید صفحہ ۲ کی سطر آخر تا لثا اصل بات یہ ہے کہ اصطلاح ائمہ میں اہل قبلہ وہ ہے کہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو۔ ان میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر مرتد ہے۔ ایسا کہ جو اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ ۱۲۔

خاں صاحب ایک مزدری دین کے منکر کو جو کافر نہ کہے وہ کافر اور آپ کو تمام ضروریات دین کے منکر کو بھی کافر نہیں کہتے۔ فرمائیے تو آپ سے بڑھ کر کون کافر ہوگا۔ لا لعنة الله على الکافرين۔ آپ تو ستر علم کے مجدد ہیں۔ اگر سچے ہو تو اپنا کفر اٹھا دو ورنہ تسلیم کفر کا اشتہار دے دو۔ علیٰ ہذا انقیاس عبارات تمہید صفحہ ۲۸، ۲۹ وغیرہ تحقیق اہل قبلہ میں جو آپ نے نقل فرمائی ہیں ان کو ملاحظہ فرمائے اور ہر وجہ سے اپنا کفر تسلیم فرمائیے۔

خاں صاحب اسی تمہید اور حسام پر ناز تھا جو آپ کے کفر کی تمہید اور ایمان کی حسام ثابت ہوئی۔ اسی وجہ سے اپنی تصانیف مخالفین سے چھپاتے ہو۔

سوال سیزدہم: الخوکیۃ الشہابیہ صفحہ ۲۲ سطر ۴ کا منظر بھی

قابل دید ہے۔ خاں صاحب فرماتے ہیں، اس قول ناپاک میں اس قابل بے باک نے بے پردہ و حجاب صاف صاف تصریحیں کیں کہ (۱) بعض لوگوں کو احکام شرعیہ جزئیہ و کلیہ بے وساطت انبیاء اپنے نور قلب سے بھی پہنچتے ہیں (۲) خاص احکام شرعیہ میں انہیں وحی آتی ہے۔ (۳) ایک طرح وہ انبیاء کے متعلق ہیں اور ایک طرح تقلید انبیاء سے آزاد احکام شرعیہ میں خود محقق۔ (۴) وہ انبیاء کے شاگرد بھی ہیں اور ہم استاد بھی ہیں (۵) تحقیقی علم وہی ہے جو انہیں بے توسط انبیاء خود اپنی قلبی وحی سے حاصل ہوتا ہے۔ انبیاء کے ذریعہ سے جو مذاہب وہ تقلیدی بات ہے (۶) وہ علم میں انبیاء کے برابر دھمسر ہوتے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ انبیاء کو ظاہری وحی آتی ہے انہیں باطنی۔ وہ انبیاء کے مانند معصوم ہوتے ہیں اسی مرتبہ کا نام حکمت ہے۔ یہ حکم کھلا غیر نبی کو نبی بنانا ہے۔ ۱۲ واقعی اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے اور ایسی باتیں صاف صاف صریحی بغیر تاویل کے تو اس نے غیر نبی کو نبی بنایا مگر یہ تو فرماؤ آپ کے یہاں تو یہ سب جائز ہے۔ ایسے اقوال کا معتقد مومن مسلمان ہے۔ کہو اب بھی اپنے قول سے خود اور تمہارے جملہ معتقدین کافر ہو گئے یا نہیں۔

خاں صاحب اگر اب بھی کافر نہ ہو گئے تو ہمیں یہی بتا دو وہ جسٹری شدہ اسلام کہاں سے مل گیا ہے جس کو کوئی چیز مضری نہیں ہوتی۔ آسمان کا عقو کا گریبان میں آتا ہے۔ نقل مشہور ہے۔ آپ ہر جگہ یہ بدست لکھتے ہیں۔ صاف صاف صراحت یہ کہا وہ کہا۔ خاں صاحب خدا کو منظور ہے اور کچھ تمہاری ہمارے زندگی باقی ہے تو دودھ کا جلا چھو کھچھو کو پھونک مار مار پتیا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

ان لفظوں کو ایسے بھولو گے کہ کہنے سے بھی نہ کہو گے۔ دیکھایا ہے جو ٹکامزہ
اب اس صاف صاف صریح کو اٹھا کر کہیں تو رکھو آسمان زمین میں کہیں گنجائش
ہے۔ اللعنة اللہ علی الکاذبین۔ سچے ہو تو اپنے اور اپنے معتقدین کا کافر ہونا
کیوں نہیں تسلیم فرماتے۔ اعلان دے دو۔

جناب خاں صاحب آپ ہی تو منکر خاتم زمانی کو کافر فرماتے تھے اور کافر
بھی ایسا جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر اب کیا ہو گیا۔ جو
شخص غیر نبی کو صاف صاف صراحتہ نبی کہے اور وہ بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد وہ مومن ہو۔ کہو اب منکر خلافت زانی ہوئے یا نہیں۔
خفیہ نفاق یوں ظاہر ہوتا ہے۔ اگر ہمت ہے سچے ہو، اہل قلم ہر توان کا جواب
لکھو۔

سوال چہار دھو۔ حاشیہ الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۲۳۔ یہ قول یقیناً
باجماع اہل سنت بہت درجہ سے کفر ہے۔ ازاں جملہ یہ کہ اس میں اللہ تعالیٰ سے
بے وساطت نبی احکام شریعیہ ملنے کا دعویٰ ہے۔ اور یہ نبوت کا دعویٰ ہے۔
امام ابوبکر کے کفر اجماعی کا یہ خاص جزئیہ ہے والعیاذ باللہ رب العالمین ۱۲
خاں صاحب اول تو فرمائیے کہ اجماع کا منکر بھی کافر ہوتا ہے یا نہیں فرمائیے
ضرور۔ اب میں کہتا ہوں کہ یہ آپ کے اور آپ کے جملہ معتقدین کے اجماع کفری
کا خاص جزئیہ ہے یا نہیں۔ کیوں سرکار جو اجماعاً کافر ہو اس کو بھی آپ کافر
نہ کہیں وہ آپ کے نزدیک مومن ہو تو فرمائیے اب آپ کے کفر میں بقول آپ
کے مشبہ باقی رہا۔ خاں صاحب اب تو یہی کہنے کو بے ساختہ جی چاہتا ہے کہ

تکفیر مجسم ہوتی تو آپ کے ہی شاید صورت میں ظاہر ہوتی اور آپ اگر مفہوم ہوتے
تو کفر اور تکفیر ہی آپ کا عنوان ہوتا۔ اشارۃ اللہ کیا مبارک عنوان اور کیسے
خوبصورت معنوں جیسی روح ویسے ہی فرشتے۔

سوال پانزدہم۔ خاں صاحب کا ارشاد الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۲۴
آخر سطر ملاحظہ ہو۔ وہابی صاحبو! تمہارے پیشواری نے یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کی جناب میں کیسی گستاخی کی۔ ۱۲۔

پھر جناب آپ نے گستاخی کرنے والے کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا باوجود
صریح گستاخی کرنے کے بھی اُسے مومن ہی کہا۔ ثن ہے اس ایمان پر کہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی گستاخی کرے اور پھر بھی
مومن کے نزدیک وہ گستاخ مومن رہے۔ کہو ایمان کیا یا پہلے ہی نہ تھا پھر
صفحہ ۳۳ پر دوسری جگہ فرماتے ہیں اور انصاف کیجئے تو اس کھلی گستاخی میں
کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں۔ ۱۲۔ افسوس ہے آپ کے دعوے ایمان پر کہ
گستاخی اور سبّ شتم جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گایاں بھی یقینی
دی جاتیں جس پر منکر قسمیں کھائیں۔ کلام میں بھی تاویل کی گنجائش نہ ہو، قائل
اقرار بھی کرے۔ تمام علما۔ ایسے شخص کی جزا قطعاً، اجماعاً تکفیر بھی فرمائیے مگر
دنیا کے خلاف آپ ہیں کہ اس کو مسلمان کہتے ہیں۔ آپ ہی فرمائیے یہ اس کی
دلیل ہے یا نہیں۔ کہ آپ کو دشمنان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
دوستی ہے اور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عداوت قلبی۔ پھر فرمائیے
آپ اپنے ہی قلم اور زبان سے دلیل تکفیر کے مستحق ہوئے یا نہیں۔

متنید صفحہ ۲۸ شفا بزازیہ وغیرہ کی عبارت نقل فرما کر آپ ترجمہ فرماتے ہیں تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے مذہب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔ ۱۲ پھر مجمع الانہر در مختار کی عبارت نقل فرما کر ترجمہ فرمایا ہے جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہوا، اُس کی تو بہ کسی طرح قبول نہیں اور جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے خود کافر۔ الحمد للہ یہ نفیس مسئلہ کا وہ گراں بہا خزانہ ہے جس میں ان بدگوئیوں کے کفر پر اجماع امت کی تصریح ہے اور یہ بھی کہ جو انہیں کافر نہ جانے خود کافر۔

اب بندہ عرض کرتا ہے الحمد للہ یہ نفیس جزئیہ آپ کے کفر اجماعی کا نکل آیا جس کا حاصل یہ ہے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے اتباع باجماع تمام امت کافر قطعی ہیں کیونکہ جس نے ان کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں صاف صریح گستاخی کی اور گالی دی دینا بھی ایسا یقینی کہ جس پر خاں صاحب فتیں کھاتے ہیں پھر بھی خاں صاحب نے اس کی تکفیر نہ کی تو خاں صاحب قطعی کافر جو انہیں کافر نہ کہے وہ کافر۔ خاں صاحب تکفیر لویں ہوا کرتی ہے، جھوٹ، بول کر الزام رکھ کر فتوے تکفیر حاصل کیا تو کسی کا کیا بگڑا۔ اپنا ہی ایمان کھویا۔ اس عبارت کو سوال اول کے ساتھ بھی لگانا چاہیے چونکہ آپ کی جانب سے بھی ۱۵ ہی سوالات ہوئے تھے لہذا اس طرف سے بھی اسی پر اکتفا کی گئی۔ "وان عدم عذاب" اس دقت چند ضروری تنبیہات ہیں جن پر مطلع کرنا ضروری ہے تاکہ جناب خاں صاحب اور ان کے اتباع کو تکلیس کا کوئی موقع نہ ملے۔

تنبیہ اول: شاید کسی صاحب کو یہ شبہ ہو کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے اتباع کی تکفیر تو صرف اسی وجہ سے کی جاتی ہے کہ انہوں نے حضرت مولانا مولوی اسماعیل صاحب شہید کی تکفیر نہ کی اس میں احتیاط کی اگر کسی مسلمان کی تکفیر میں خاں صاحب نے احتیاط کی تو کیا بجایا خاں صاحب اگر تکفیر کرتے ہیں تب تو ان پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ان کی مشین میں تکفیر ہی تکفیر چھپتی ہے، دُنیا بھر کو کافر کر دیا، سب پر کفر کا فتوے لگا دیا۔ صاحب وہ تو صحیح کلام کو کھینچ مان کر معافی کفری پر حمل کرتے ہیں اور اگر وہ احتیاط برتتے ہیں، احتیاط کرتے ہیں، کلام میں تاویل فرماتے ہیں تب ان پر الزام کفر لٹایا جاتا ہے کہ صاحب انہوں نے کلام کفری پر تکفیر نہیں کی لہذا وہ بھی کافر اور جو انہیں کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔

پھر خاں صاحب کیا مسلک اختیار فرمایا ہیں جو اس طعن و تشنیع اور اس کفر سے نجات پائیں۔ جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ خاں صاحب کو اتباع حق فرمانا چاہیے جو واقعی کافر ہے اسے کافر کہیں جو مسلمان ہے اسے مسلمان۔ خاں صاحب نے ایسا انداز اختیار فرمایا ہے، جس میں نجات محال ہے جو واقعی کلام صاف تھے اُن کو کھینچ تان کر معنی کفری پر حمل کیا اور جو واقعی عقیدہ کفریہ ہے اس میں تکفیر نہیں کی۔ تو اب بجز اس بات کے کہ خاں صاحب کے دونوں انداز مذکور اذ قبیح ہوں۔ اہل انصاف اور کیا کہہ سکتے ہیں چنانچہ ہماری اس عرض کو ناظرین خدا چاہے بھی قبول فرمالیں گے یہ مطلب ہرگز ہرگز نہیں کہ حضرت مولانا اسماعیل صاحب شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کے اعتقادات یا کلام واقع میں ایسے ہیں کہ ان کی تکفیر ضروری تھی مگر خاں صاحب

نے نہیں کی۔ لہذا وہ کافر اور خاں صاحب کے جملہ اتباع و معتقدین بھی کافر۔ اگر حضرت شہید مظلوم کا کوئی عقیدہ یا کوئی کلام بھی ایسا ہوتا کہ جس میں کسی طرح بھی تکفیر اور کافر کہنے کی گنجائش ہوتی تو خاں صاحب ایسے شکاری کہاں ہیں جن کا کفری نشانہ خطا کرے۔ سب سے بڑھ کر پہلے ہی کفر کا فتوے دیتے مگر یہ تو الحمد للہ تعالیٰ کہ خاں صاحب یعنی جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب نے بھی تسلیم فرمایا کہ حضرت مولانا مولوی اسماعیل صاحب شہید کی تکفیر ناجائز ہے۔ وہ ضرور مسلمان ہیں۔ ان کا کوئی بھی عقیدہ یا کلام ایسا نہیں جس میں خاں صاحب کے بعد کسی کو تکفیر جائز ہو۔ مولانا موصوف کی اب جو تکفیر کرے، وہ خود کافر ہے۔ مولانا موصوف کا کوئی کلام بھی صریح کفر نہیں، ورنہ اس میں کوئی تاویل مسموع نہ ہوتی۔ خاں صاحب شفا شریعت کی عبارت نقل فرما چکے ہیں کہ لفظ صریح میں تاویل مقبول نہیں ہے۔ اب اگر کوئی کلام ہو تو ایسا جو جس میں معنی کفری بطریق احتمال کے مفہوم ہوتے ہوں۔ مگر وہ احتمال حضرت مولانا شہید کا قطعاً مراد نہیں۔ ورنہ پھر بھی خاں صاحب پر تکفیر فرض ہو جاتی۔ تو یہ مسئلہ تو بالکل صاف ہو گیا کہ حضرت مولانا مولوی اسماعیل صاحب شہید اور ان کے اتباع یقینی مسلمان اور مومن ہیں اور جو ان کو کافر کہتے ہیں وہ خود گمراہ، بے دین، بد مذہب، راہ استقامت و سلامت و سداد سے علیحدہ اور غلطی میں مبتلا ہیں، کیونکہ جو مسلمان کو کافر کہے وہ خود کافر ہے۔ اب حضرات علماء دیوبند و گنگوہ و مراد آباد پر جو اعتراض کرتا ہے وہ غلطی میں مبتلا ہے اور بے تکی ہاں لکھتا ہے۔ ہاں یہ بات قابل بیان ہے کہ خاں صاحب کی تکفیر نہ کرنے پر پھر کیوں اعتراض ہے

اور اس عدم تکفیر سے ان کی اور ان کے تمام گروہ کی تکفیر کیوں کی جاتی ہے۔ جواب یہ ہے کہ جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے اتباع ناراض نہ ہوں۔ واقعی بات یہ ہے کہ جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب بہت خلاف گو، غلط نویس اور مضمری ہیں، ان کے دماغ میں تعلیٰ اور تشخص اس قدر ہے کہ اپنے بار بکسی کو نہیں سمجھتے۔ کتاب بہت دیکھتے ہیں مگر بدعت کی ظلمت سے صحیح بات سمجھ میں نہیں آتی۔ سیدھی بات کو اٹا سمجھتے ہیں۔ طبیعت کچھ تیز ہے مگر نہایت کج۔ جب ذہن جاتا ہے الٹی طرف۔ ان تمام باتوں کے ساتھ فتوے لکھنے اور تصنیف کرنے کا شوق پرہی اس درجہ کے کہ جو بات ایک دفعہ زبان سے نکل گئی اس سے تمام دنیا تو مل کر ہٹا دے۔ دین جانے ایمان برباد ہو مگر وہ اپنے کہے سے کبھی نہ مٹیں گے۔ شائد یہ میرے الفاظ ناظرین کو تیز اور ناگوار معلوم ہوں گے۔ مگر خدا جانے تھوڑی دیر میں اس کا اقرار ہو گا کہ یہ بالکل حق اور یہی جواب ہے اور یہی باتیں خاں صاحب کے ان غلجانات میں پھنسنے کے باعث ہوئے ہیں کہ اگر خاں صاحب کو توبہ نصیب نہ ہوئی تو دنیا ہی نہیں آخرت میں بھی رستگاری دشوار ہے۔ بات یہ ہے کہ جو لوگ قبیح سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و روحی فداہ کے ہیں۔ خاں صاحب اور ان کے ہم مشربوں کو ان لوگوں سے طبعی اور روحی منافرت ہے۔ ان سے کوئی یہ بات کہہ دے کہ جب یہ امر جناب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس طرح ثابت نہیں۔ اگر اٹھی اور اسی طریقہ پر انحصار کیا جائے جو آپ سے ثابت ہے یا جس کو اللہ دین نے بتایا۔ اس ایجاد کی کیا ضرورت تو خاں صاحب

کو یہ قول اس قدر ناگوار معلوم ہوتا ہے کہ قائل کی عزت اُبردین و ایمان سب کے گاہک ہو جاتے ہیں اور تو کسی چیز پر یس نہیں ہوتا۔ لوٹ پھیر کر اُس کے کلام کے معنی ایسے بناتے ہیں جس سے کفر ثابت ہو جائے اور وہ بغض و عناد بڑے نکالتے ہیں کہ دیکھو اُس کے کلام سے یہ کفر لازم آیا۔ فلاں نے اس کی تکفیر لی فلاں نے تکفیر فرمائی۔ چونکہ لزوم اور التزام میں فرق ظاہر ہے۔ اور تکفیر لزوم پر نہیں ہوتی بلکہ التزام پر اس وجہ سے غایت بغض و حسد کی وجہ سے اس پر مجبور ہوتے ہیں کہ یہ دعوے فرمائیں کہ فلاں کھڑی مضمون کی اس نے تصریح کی صاف صاف کہہ دیا۔ اس کا اقرار کیا، اس کو مان لیا، جو الفاظ التزام کے ہیں پھر دل کھول کر عبارات نقل کر کے ائمہ اعلام کی تکفیر نقل کرتے ہیں چنانچہ سوالات مذکورہ میں جو عبارات الکوکبۃ الشہابیہ کی بحوالہ صفحات و سطور منقول ہوئی ہیں، اُن کے ملاحظہ سے ظاہر ہو جائے گا کہ اُن عبارات کفریہ میں حضرت ولانا شہید کی کوئی عبارت بھی نہیں۔ جس قدر عبارات مضامین کفریہ پر صراحت دلاتی کرتی ہیں جن کی بناء پر تکفیر ہوتی ہے وہ سب قبلہ تکفیر جناب خاں صاحب کی ہیں اور عبارات ایسی تصنیف فرمائی جاتی ہیں جن پر تکفیر لازمی ہو۔ بلکہ یوں کہیے کہ وہ نتائج طبع زاد خاں صاحب کے وہ ہوتے ہیں کہ گویا عبارات فتاویٰ کے تقریباً ترجمہ ہوتے ہیں جن پر تکفیر لازمی اور ضروری امر ہو۔ مگر چونکہ خاں صاحب کا مدعی اس پر موقوف ہوتا ہے کہ وہ مضامین کفریہ صراحت ہوں۔ قائل اس کا معتقد ہو۔ لہذا خاں صاحب کو نہایت زور سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس کی تصریح کی صاف صاف کہہ دیا مان لیا، اقرار

پھر اس پر نہایت زور سے تکفیر چسپال ہوتی ہے جیسا کہ اسی الکوکبۃ الشہابیہ کے آخر میں یہ تمام اتہام مولانا شہید پر لگا کر صفحہ ۶۱ سطر آخر میں تحریر فرماتے ہیں۔

باجملہ ماہ نیم ماہ و مہر نیم روز کی طرح ظاہر و زاہر کہ اس فرقہ متفرقہ یعنی وہابیہ اسماعیلیہ اور اس کے امام نافرجام پر جو با قطعاً یقیناً اجماعاً بوجہ کثیرہ کفر لازم اور بلاشبہ جاہیر فقہائے کرام و اصحاب فتوے اکابر و اعلام کی تصریحات واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد کافر باجماع ائمہ ان سب پر اپنے تمام کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ و رجوع و از سر نو کلمۃ اسلام پڑھنا فرض واجب۔ ۱۲

ملاحظہ ہو یہ عبارت کس قدر پر زور الفاظ سے تکفیر کا حکم مطلق فرما رہی ہے اس کا کیا مفاد ہے وہ ظاہر ہے کہ جو مولانا مولوی اسماعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ کو کافر کہے وہ بھی جزاً قطعاً یقیناً اجماعاً جاہیر فقہاء کرام و اصحاب فتوے اکابر اعلام کی تصریحات کی مرتد کافر باجماع ائمہ اس پر اس کفر ملعونہ سے صریح توبہ و رجوع اور از سر نو کلمۃ پڑھنا فرض واجب۔ پھر اسی عبارت کے بعد خاں صاحب صفحہ ۶۲ سطر ۴ پر فرماتے ہیں۔ اگرچہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں الکفار سے کف لسان ماخوذ مختار و مرضی و مناسب۔ ۱۲

آگ لگا جاوے اور کھڑی فرمائیے جو شخص کہ خاں صاحب کے نزدیک جزاً قطعاً یقیناً اجماعاً بلاشبہ جاہیر فقہائے کرام و اصحاب فتوے اکابر و اعلام کی تصریحات واضحہ پر مرتد کافر ہو۔ باجماع ائمہ بالتصریح تمام کفریات سے توبہ کرنا اور از سر نو کلمہ پڑھنا مسلمان ہونا فرض و واجب ہو مگر پھر بھی خاں صاحب یہ فرمادیں کہ شخص

مذکور میسرے نزدیک مسلمان ہے اور یہی مذہب پسندیدہ و
مختار ہے، اور یہی مناسب ہے تو اب فرمائیے کہ پہلے وہ
زور شور کی عبارت اب کیا ہوئی۔ اگر وہ حکم خاں صاحب نے واقعی نقل فرمایا تھا
اور وہ شخص واقعی ایسا تھا۔ تب تو خاں صاحب اس کی تکفیر نہ کرنے سے خود ہی کافر
ہو گئے اور جو ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہو گیا اور اگر واقع میں علما و فقہاء و ائمہ
دین کا حکم نہ تھا۔ تو خاں صاحب بھوٹے مغتری کذاب ہوتے۔ یا نہیں وہ یا
ان کا کوئی معتقد بیان فرمائے کہ یہ معما کیا ہے۔ اگر کوئی صاحب یہ فرمادیں کہ
خاں صاحب نے مذہب فقہاء نقل فرمایا ہے، وہ لزوم و التزام میں فرق نہیں
کرتے اور خاں صاحب نے مذہب محققین اختیار فرمایا ہے جو لزوم و التزام میں
فرق کرتے ہیں تو نقل مذہب فقہاء بھی صحیح ہوا۔ اور خاں صاحب کی عدم تکفیر
بھی صحیح ہوئی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب خاں صاحب کے نزدیک یہ مذہب
فقہاء مرضی و مختار نہ تھا۔ تو اس غلط مذہب کی بنا پر اتنا بڑا رسالہ مسلمانوں
کو گمراہ کرنے کے واسطے کیوں لکھا جب یہ مذہب ان کے نزدیک پسند اور صحیح
نہیں تھا تو اس کو کیوں لکھا۔ اگر کہا جائے کہ مطلب یہ تھا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے
کہ مسئلہ مختلف فیہا ہے اور اس قدر لوگ مولانا شہیدؒ کی تکفیر فرماتے ہیں تو پھر
عرض یہ ہے کہ جیسے مولانا اسماعیل شہیدؒ کی تکفیر مختلف فیہ ہوئی۔ جناب خاں صاحب
اور ان کے اتباع بھی اس حکم میں داخل ہو گئے۔ یعنی جن حضرات نے لزوم و التزام
میں فرق نہیں فرمایا اور لزوم کی وجہ سے بھی کفر کا حکم صادر فرمایا تو اب جو شخص
ان کافر لزومی کو کافر نہ کہے گا وہ بھی ان حضرات کے نزدیک کافر قطعی ہو گا۔ ملاحظہ

ہو عبارت منقولہ جو آپ کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ کافر تو نتیجہ یہ نکلا کہ
مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے اتباع جزاً ناقطعاً، یقیناً بلاشبہ جاہل
فقہائے کرام اور اصحابِ فتوے۔ اکابر و اعلام کے نزدیک مرتد و کافر باجماع
ائمہ ان پر بالقرینہ و ترجیح توبہ اور رجوع فرض واجب از سر نو کلمہ اسلام پڑھنا
فرض فرمائیے۔ یہ کفر کیا تصور ہے جس قدر کفر اور جیسا بھی تھا محقق غیر محقق
خاں صاحب نے جناب مولوی اسماعیل صاحب شہیدؒ کی طرف بھیجا تھا۔
بعینہ دہی واپس آیا۔ اور مولانا بالکل پاک و صاف رہے۔ خاں صاحب بھی
کفر سے نہ بچ سکے نہ ان کے معتقدین کو نجات ملی **حوس** یہ فرمایا جائے
کہ جناب خاں صاحب کو اس فتوے اور جاہل فقہاء عظام اور ائمہ اعلام کے
خلافت کرنے کا مجاز بھی ہے یا نہیں۔ اگر خاں صاحب غیر مقلد ہیں تو غیر مقلدین
کے کفر پر بھی خاں صاحب حسام اور دیگر رسائل میں کفر کا فتوے دے چکے ہیں
پھر بھی بوجہ غیر مقلد ہونے کے خود اور اتباع کافر ہوئے۔ اور اگر مقلد ہیں پھر
فتوے کے خلافت کرنا اس کی کیا مجال۔ جناب خاں صاحب الفضل الموحی
صفحہ ۲۴ کی سطر ۳ پر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی عبارت کے فوائد نقل
فرما رہے ہیں۔ انہم: اس سوال کا بھی صاف جواب دے دیا کہ ایک مسئلہ میں
بھی اگر خلافت امام کہا، اگرچہ اسی بنا پر کہ اس میں حقانیت ظاہر نہیں ہوتی تاہم
مذہب سے خارج ہو جائے گا۔ کہ اسے نقل از مذہب فرماتے ہیں۔ وہم سخت
اشد و قاهر حکم دیکھیے کہ جو ایسا کرے وہ ملحد ہے۔ ۱۲ فرمائیے ایک مسئلہ میں
خلافت امام کرنے سے مذہب امام سے خروج کا حکم صادر فرمایا ہے۔ اب اگر

فقہاء اور جہاں علماء کا فتوے مذہب امام کے موافق ہے، تب تو آپ اس کا خلاف کر کے مذہب سے خارج ہوئے، ملحد ہوئے، اور اگر مخالفت ہے تو پھر یہ مسئلہ مذہب امام بہام رحمہ اللہ تعالیٰ کے مخالفت کیوں بیان کیا اور اس قدر طول و طویل رسالہ کیوں لکھا۔ اور کیوں نہیں ظاہر کیا کہ مذہب فقہاء غلط ہے۔ مذہب امام کے مخالفت ہے جو مولانا مولوی محمد اسماعیل صاحب شہید کو فقہاء کے فتوے کے موافق کافر کہے گا وہ مذہب سے خارج ہو جائے گا اور خارج ہی نہیں ساتھ ہی ملحد بھی ہو جائے گا۔

غرض بہر صورت آپ اور آپ کے اتباع ملحد بے دین قرار پاتے ہیں۔ یا نفوذ باللہ جہاں فقہاء مولانا اسماعیل صاحب کا کچھ بھی نہ بگڑا۔ آؤ کہ حساب پاک ست از محاسبہ چہ پاک اور اگر یہ کہا جاوے کہ خاں صاحب کو بوجہ مجدد دین اور شریعہ علم کے مجدد اور ماہر ہونے کے یہ حق حاصل ہے کہ فقہاء عظام کے فتووں کا خلاف کر لیں تو بہت اچھا۔ اول تو یہ ثابت فرمایا جاوے کہ ان کو یہ مرتبہ حاصل ہے یا نہیں اور دوسرے اگر تسلیم بھی کر لیا جاوے تو تمام ہندوستان میں حنفی لوگ ہیں۔ خاں صاحب اپنی تحقیق سے کچھ ہوں، مگر جن فقہاء حنیفہ نے کفر کا فتوے دیا تھا وہ تو خاں صاف اور ان کے اتباع کو ضرور کافر ہی کہیں گے تو حاصل یہ ہوا کہ خاں صاحب اپنے دعوے کے موافق کافر ہوئے اپنے منہ میاں مٹھو مگر جمہور فقہائے واصحاب فتوے کے نزدیک باجماع مرتد کافران کو اپنے کفر و ارتداد سے تو بہ فرض واجب۔ پھر یہ جواب فقط اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ جہاں لزوم اور التزام کافر ہو جن کفریات کی نسبت خاں صاحب

نے یہ کہا ہے کہ قائل نے صاف صاف صریح اقرار کیا، مان لیا، اس کا قائل ہوا جہاں واللہ اللہ کر کے قہیں کھائی ہیں وہاں لزوم و التزام کا فرق کیسے اور کون نکال سکتا ہے۔ جب التزام کفر میں بھی خاں صاحب تکفیر نہ کریں گے تو پھر تکفیر کب ہوگی اور اب بے شک خاں صاحب پر ان کے مسلمات سے یہی حکم ہوگا کہ جو ان کو اور ان کے اتباع کو کافر نہ کہے وہ بے شک کافر ہے۔ جناب خاں صاحب کفریوں ثابت کیا کرتے ہیں، آپ اور آپ کی تمام جماعت مرجائے گی تو بھی یہ کفر خدا چاہے اٹھ ہی نہیں سکتا۔ ہاں تو بہ کر لو، خداوند عالم تو بہ قبول فرمانے والا ہے۔ مگر یہ آپ سے حال ایمان سرودفعہ جائے تو جاتے مگر پٹھانی ٹرادر ان ضرور باقی رہتی چاہیے۔ پھر جب خاں صاحب التزام کفر میں بھی تکفیر واجب نہ فرمائیں گے تو حسام الحرمین کی تکفیر کس بنا پر ہوگی۔ اور یہ حسام کس کے سر کے دو ٹکڑے کرے گی۔ تحذیر انفس نہیں تو معنائیں کفر یہ کی بوجہ نہیں اور خاں صاحب التزام کفر پر بھی تکفیر نہیں فرماتے۔ تو ضرور ہے کہ وہ تکفیر بھی خاں صاحب کی طرف رجوع کرے گی۔ پس حاصل کلام یہ ہوا کہ حضرت مولانا اسماعیل صاحب شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کلام نہ واقع میں کفر ہے اور نہ احتمال کی صورت میں وہ معنی کفری مراد ہیں اور یہ خاں صاحب کے نزدیک بھی مسلم اور یہی وجہ ہے کہ تکفیر نہ کر سکے مگر چونکہ غیض و غضب، حسد و عناد میں اگر حضرت مولانا پر اہتمام لگاتے ہیں کہ یہ تصریح کی اقرار کیا صاف صاف مان لیا۔ اس بنا پر خاں صاحب کافر نہ تھا کہ ان کی تکفیر کرتے رہے وہ خود کافر اور جو ان کے کفر میں شک کرے وہ کافر۔ اب نہ وہ مولانا مرحوم کی تکفیر کر سکتے نہ اپنی تکفیر اٹھا سکتے ہیں، کیونکہ

اُن کی تکفیر تو اس بنا پر ہے کہ انہوں نے حضرت مولانا کی طرف ایسے مضامین کفریہ کی صراحت اور التزام کا دعویٰ کیا جن میں تکفیر لازم تھی اور پھر اس پر قسمیں بھی بار بار کھائیں، لہذا خاں صاحب کی تکفیر کا اٹھنا محال ہے۔ اب جناب خاں صاحب اور اُن کے علم و تدین تقویٰ طہارت کے شہدائی اور تو کیا اپنا اور اُن کا ایمان ہی ثابت کر دیں تو ہم جانیں اور دیسے باتیں بنانی تو بہت آسان ہیں۔ مقابلہ میں بات ہو تب معلوم ہو۔ مخبر و مخبر کا بہت غل تھا۔ اب قلم کہاں ٹوٹ گئے۔ چھاپہ خانہ کہاں چلا گیا۔ پہلے جلدی مضامین چھاپنے پر فخر ہوتا تھا۔ اب وہ فخر کہاں سب خاک میں مل گئے۔ مناظرہ تقریر کیا کر دے۔ اپنی طرف سے نہیں کسی کے نام ہی سے ردالتکفیر اور ان سوالات کا جواب دو تو ہم بھی جانیں۔ اب خدا چاہے معتقدین بھی سمجھ گئے۔ کہ اعلیٰ حضرت کی علمیت اس درجہ کی ہے۔

تنبیہ ثانی، معروض سابق سے یہ امر ظاہر ہو گیا کہ جناب خاں صاحب کی یہ عادت ہے کہ مخالفین کی عبارت سے ایک نتیجہ کفری نکال کر اس کی صراحت اور صاف صاف ہونے کا دعوے کر کے مخالف کے ذمہ تحویپ دیا۔ چھری نتیجہ کی بنا پر تکفیر فرمادی اور جس عبارت کی طرف وہ اتمام لگایا اس کا ماسبق و ماسبق نہ ارد کر دیا چونکہ پہلے نتیجہ نکال ہی چکے ہیں۔ مجدد ایسے ویسے مشہور ہیں۔ دیکھنے والے کو جھوٹ افتراء کا کیا گمان ہو گا اس نے بھی یہی معنی سمجھ کر اور جناب خاں صاحب پر اعتماد کر کے خاں صاحب کے فرضی نتیجہ پر کفر کا فتوے دے دیا مگر حقیقت نہ وہ فتوے مخالف پر ہوتا ہے نہ اس کی عبارت پر بلکہ خاں صاحب کے نتائج پر چنانچہ یہ امر خاں صاحب کے ہی بیان سے ثابت ہو گیا کہ الحکوبۃ الشہابیہ

معلوم، وگیا کہ خاں صاحب کے نزدیک بھی اصل عبارت میں اس کفری مضمون کی صراحت نہیں ہے۔ یہ حرکت شلیعہ خاں صاحب نے ایک جگہ نہیں کی، بلکہ اس ایک ہی رسالہ الحکوبۃ الشہابیہ کو اس شخص طریقہ سے متعدد جگہ ملوث کیا ہے۔ بیان کرنا اس امر کا منظور ہے کہ جب الحکوبۃ الشہابیہ میں خاں صاحب نے اس امر کو بکثرت اختیار فرما کر اپنا صدق اور دیانت ظاہر فرماتی ہے۔ اسی طرح براہین قاطعہ اور حفظ الایمان و تحذیر الناس وغیرہ کی نسبت سمجھنا چاہیے، کہ خاں صاحب نے جو الزامات لگاتے ہیں کہ فلاں میں تصریح کی کہ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم ابلیس کا زیادہ ہے۔ فلاں میں تصریح کی کہ آپ کے علم کے مساوی صبی و مجاہدین و بہائم کا علم ہے۔ او کما قال وغیرہ۔ یہ سب الزامات حضرت مجدد بریلوی کے تراشیدہ و خراشیدہ ہیں۔ اصل عبارت کتب میں ان غبیث مضامین کی بوجہ نہیں۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں۔ خاں صاحب کی ایسی عادت قدیمہ ہے ورنہ محال تھا کہ خاں صاحب یا ان کے اتباع انتصاف البری من الکذاب المفتوی پر گفتگو کر کے یہ امر نہ دکھا دیتے۔ ہم پھر بفضلہ تعالیٰ پیشین گوئی کرتے ہیں نہ خاں صاحب اور اُن کے اتباع سے اپنی تکفیر اٹھے گی نہ ان مضامین کفریہ کی صراحت کتب مذکورہ میں دکھا سکیں گے نہ ان مضامین کو بطریق لزوم ثابت کر کے مستحکم کی مراد ہونا ثابت کریں گے۔

تنبیہ ثالث، کوئی صاحب یوں کہیں کہ اس تمام تقریر سے تو یہ ثابت ہوا کہ حضرت مولانا اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کافر نہیں تفسیق اور تضلیل اور بدعت میں تو خاں صاحب شک ہی نہیں فرماتے۔ تو جواب یہ ہے

کہ خاں صاحب کے دعویٰ باطلہ کی حقیقت کھل گئی ہے۔ اور زیادہ بھی ان شاء اللہ ظاہر ہو جاوے گا۔ الحمد للہ کہ خاں صاحب اتنے میں تو ہمارے شریک ہیں کہ ان عبارات سے تکفیر نہیں ہو سکتی۔ وہ ان عبارات کے ایسے معنی بیان فرمائیں جن سے تکفیر نہ ہو۔ ہم ایسے معنی بیان کر دیں گے جس سے تفسیق وغیرہ بھی نہ ہو سکے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا ہر جواب خاں صاحب کے مقابلہ میں انہیں کے مسلمات سے ہو۔ لہذا اس کی ضرورت ہے کہ پہلے وہ معنی بیان فرمادیں۔ اسی انداز پر ہم بھی معنی بیان کر دیں گے۔

تنبیہ بالبع جس طرح خاں صاحب تقویۃ الایمان، ایضاح الحق، صراطِ مستقیم کے معنی صحیحہ بیان فرمادیں گے اس سے زیادہ صاف اور روشن معنی ہم تحذیر الناس وغیرہ کے بتاویں گے اور اس وقت یہ دریافت کریں گے کہ وہ کون سی اقیانوس تھی جو مولانا شہید صاحب کے ساتھ ضروری اور لازمی اور مختار اور پسندیدہ تھی جس کی بناء پر تکفیر ناجائز ہوئی۔ اور صاحب تحذیر الناس وبراہین قاطعہ حفظ الایمان وغیرہ کے ساتھ ناجائز مولانا شہید کی تکفیر ناجائز اور ان صاحبوں کی ایسی ڈبل تکفیر کہ جو ان کو کافر نہ کہے، تکفیر میں تامل، تردد، شک و شبہ کے وہ بھی کافر خاں صاحب دیکھا، اہل اللہ سے حسد و بغض کا نتیجہ۔ آپ نے حضرت حجۃ اللہ فی العالمین حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب انور ترمذی و حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب رشید الحق والملة والدین لنگوہی، قدس سرہما و حضرت مولانا مولوی خلیل احمد صاحب و حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب دامت برکاتہما کی محض نفسانیت اور حسد اور بغض سے

مخالفت اور تکفیر کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا ذلیل کیا کہ خدا مسلمان کو وہ ذلت نہ دے۔ تم اپنے ہی کلام سے مع اتباع کافر ہو گئے۔ اور کفر بھی کیسا، جس کو مر جاد تو اٹھانہ سکو۔ اگر خدا حیا و ایمان دے تو سمجھنے کے واسطے کافی ہے باقی ان شاء اللہ تعالیٰ اور رسائل میں ظاہر کیا جائے گا۔ الحمد للہ والاخر و صلی اللہ تعالیٰ علی نبیہ و صحبہ و نور عترتہ ظاہر و باطن و علی آلہ و صحبہ اجمعین۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

تنبیہ خامس اجنب خاں صاحب آپ سے اور آپ کے اتباع سے اس کفر کا اٹھنا محال ہے۔ ہاں ہم جو صورت بتاتے ہیں وہ اختیار کر لو تو اس سے رشکاری ممکن ہے یا تو یہ کہو کہ واقعی حضرت مولانا شہید سچے اور یکے مومن اور مسلمان ہیں اور ہم بھی انہیں ایسا ہی جانتے ہیں۔ مگر فقط غیض و غضب تعنت و حسد کی وجہ سے مولانا موصوف پر الزام بالقصد لگا دیے کہ انہوں نے نکال بات کا اقرار کیا، مان لیا، تصریح کی، صاف صاف لکھ دیا۔ یہ سب جھوٹ محض اور کذب خالص ہے۔ اس صورت میں گو آپ کا کذاب مفتری ہونا تو ضرور ثابت ہو گا مگر کفر خالص سے نجات ملے گی مگر یہ صدق و صفائی آپ سے تقریباً محال ہے اگر یہ نہ ہو سکے اور ضرور نہ ہو سکے گا تو پھر یہ صورت ہے کہ اس کا اقرار صاف کر لو کہ ہم نے جو الزامات مولانا موصوف پر لگائے ہیں، گو مولانا اس سے واقع میں بری ہوں اور ہیں۔ ہمارے نزدیک یقینی ان امور کفریہ کے وہ معقد ہیں اور اس بناء پر ان کی تکفیر ہم پر ضروری تھی۔ اس وقت تک جو تکفیر نہ کی، یہ ہم سے غلطی ہوئی اور واقع میں اس وقت تک ہم اذہما ہی

تمام جماعت قطعی کافر اور مرتد تھی مگر ہم سب اب توبہ کرتے ہیں اور اپنے عقیدہ کے موافق مولانا کی تکفیر کرتے ہیں، اتنے دنوں تک کافر رہے۔ اب مسلمان ہوتے ہیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو اس وقت تو ہم نے آپ کا کفر الزامی ثابت کیا ہے۔ پھر اس وقت خدا چاہے جناب خاں صاحب ہم آپ کا کفر تحقیقی ثابت کریں گے۔ اگر مرد ہو تو ایک بات پر پختہ ہو کر جی کڑا کر لو۔ ورنہ جائز جہنم میں آپ سے اور آپ کے اتباع و تمام جماعت سے کفر اٹھ چکا ہم نے آپ کو برا بھلا بتا دیا۔ آئندہ آپ کو اختیار ہے۔ ان دونوں صورتوں کے سوا کفر اٹھ نہیں سکتا۔ خاں صاحب آدمی بن کے تہذیب سے علمی بات کو نہ ناظرین کو بھی لطف آئے۔ خود گالیاں دواور دلواد۔ یہ انسانیت نہیں اب بھی نہ سمجھو تو کیا مر کے سمجھو گے۔ صورت آخر میں یہ فرمایا جائے کہ حالت کفر کی نماز روزہ اور اگر اولاد ہوئی ہو تو ان کا کیا حال ہو گا۔ اس کے بعد آپ حضرت مولانا نانوتوی قدس سرہ العزیز کی طرف متوجہ ہوئے ہیں اور ان کا کفر ثابت کرنا چاہا ہے۔ حضرت مولانا اسماعیل صاحب شہید کا کفر ثابت کرنا چاہا تھا تو اپنے گھر بھر اندھے بچے کیا نطفہ تک کا کفر ثابت کرالیا۔ اور جواب نہ دے۔ اب دوسرے حجۃ اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہو۔ یاد رکھو کہ اس میں اس سے زیادہ ذلیل ہو گئے۔ تفصیل تو تحذیر لغواطر میں یا الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب میں ملاحظہ فرمائیے اجمالاً اس قدر گزارش ہے کہ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر الانبیاء نہ جانے وہ کافر قطعی ہے حضرت مولانا موصوف کا خود یہی مذہب ہے۔ چنانچہ عبارات ذیل اس کی شاہد ہیں

پھر مولانا موصوف پر یہ الزام کہ وہ ختم زبانی کے منکر ہیں، سخت بے حیائی اور بے ایمانی ہے۔ رہی تحذیر اناس کی عبارت وہ ختم ذاتی کے متعلق ہے۔ نہ کہ ختم زبانی کا انکار بلکہ اس کی تصریح فرمادی ہے کہ ختم ذاتی کو ختم زبانی لازم ہے یا بطریق عموم مجاز یا اطلاق وہ بھی مراد ہے تو اب عبارت تحذیر اناس میں جو فرض واقع ہوا ہے وہ فرض بمعنی جائز نہیں ہے بلکہ بمعنی تفسیر ہے جو محال کو بھی شال ہے۔ مثلاً کوئی اس کو تسلیم کرنا ہے اور ماننا ہے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب مولوی نقی علی خاں صاحب کے فرزند اور جہند ہیں۔ اب وہ یہ کہے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب اپنی مسلمات سے خود کافر ہو گئے اور یہ کفر ان کو بہر صورت لازم ہے چاہے کسی کی اولاد کیوں نہ ہوں تو قائل کی مراد یہ ہے کہ ان کا کفر ان کی مسلمات کی وجہ سے ہوا ہے۔ اس میں ان کے باپ کو دخل نہیں۔ زید عمر بکر کوئی ہو گو واقع میں جانتا ہے اور تسلیم کرتا ہے کہ وہ مولوی نقی علی خاں صاحب کے فرزند ہیں۔ اب اگر کوئی کہے کہ اس نے تو مولوی نقی علی خاں صاحب کی فرزندیت سے انکار کر دیا تو جواب یہی دیا جائے گا کہ بھائی وہ امر تو بجائے خود مسلم ہے، اس کی تو ہم پہلے تصریح کر چکے ہیں۔ یہاں بفرض محال کہا جاتا ہے کہ اگر وہ کسی اور کے جی فرزند ہوں تو ان پر کفر وجہ ان کے مسلمات کے لازم ہے۔ لازم کفر میں باپ کو دخل نہیں۔ یہ تمہیم عموم کفر بیان کرنے کی غرض سے ہے، نہ اس سے واقع کا انکار منظور ہے جس کی ہم خود تصریح کر چکے ہیں۔ اسی طرح یہاں بھی سمجھو کہ آپ کی ختم زبانی کا ثبوت ضروریات دین سے ہے۔ جو اس کا انکار کرے وہ اجماعاً کافر ہے۔ مگر آپ کے لیے جو ختم ذاتی ثابت ہے بہر صورت

ثابت ہے چاہے آپ کسی وقت میں بھی رونق افروز ہوتے، بلکہ بفرض محال اگر آپ کے بعد بھی کوئی نبی ہو جائے تو خاتمیت ذاتی میں فرق نہ آئے گا۔ گویہ تقدیر محال اور اس کا اعتقاد کفر ہے کیونکہ آپ کا خاتم زمانی ہونا اجماعی قطعی مسئلہ ہے فرمائیے جب پہلے تصریح کر دی کہ آپ کی ختم زمانی کا منکر کافر ہے تو اس عبارت سے ختم زمانی کا انکار کیسے لازم آتا ہے۔ پھر ان عبارات صحیحہ کے مقابلہ میں ملاحظہ ہو۔ تحذیر اناس صفحہ ۲ سطر ۸ بلکہ بنا۔ خاتمیت اور بات پہلے جس سے تاخیر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی و دبالا ہو جاتی ہے۔ ۱۲۔ صفحہ ۸ سطر ۱۸۔ ہاں اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمیت کو زمانی اور مرتبی سے عام لے لیجیے تو پھر دونوں طرح کا ختم مراد ہو گا ۱۲۔ صفحہ ۲ سطر ۳۔ سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلت التزائم ضرور ثابت ہے۔ اُدھر تصریحات نبوی مثل انت منی بمنزلہ ہرون من موسیٰ الا انت لا نبی بعدی اور کما قال۔ جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے۔ اس باب میں کافی کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا۔ گو الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں۔ سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہو گا جیسا تواتر اعداد و رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ احادیث مشرعت اور رکعات متواتر نہیں، جیسا اُس کا منکر کافر ہے۔ ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہو گا۔ ۱۳۔

جناب خاں صاحب آپ نے تحذیر اناس کی ان تینوں عبارتوں کو

ملاحظہ فرمایا۔ دیکھا حضرت مولانا مرحوم خاتمیت زمانی کو کس شد و مد سے ثابت فرما رہے ہیں اور اس کے منکر کو کافر فرماتے ہیں۔ کیوں خاں صاحب جو شخص خاتمیت زمانی کو مطابقت التزائم اجماع سے تواتر سے ثابت کر کے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم زمانی کے منکر کو کافر کہے۔ کیا آپ کی سرکار میں اسے منکر خاتم زمانی کہا جاتا ہے، اس پر فتوے کفر دیا جاتا ہے، خاں صاحب آپ کا ایمان دھرم بھی ہے۔ خدائے ذوالجلال کو منہ دکھانا ہے۔ آپ ہی کو عاشق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہا جاتا ہے۔ کہو یہ ہی عشق ہے۔ یہی محبت ہے۔ یہ تو فقط مشتے نمونہ از خردار ہے۔ تزکیۃ الخواطر طبع ہو گیا ہے۔ اہل اسلام کو اس کے مطالعہ سے آپ کی دھوکہ دہی معلوم ہوگی مسلمانوں! اگر زندہ دہوں تو خدا چاہے بتاؤں گا کہ اسلام اور اہل اسلام اور خاصانِ خدا بالخصوص اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جو دشمنی اور عداوت خاں صاحب بریلوسی نے کی ہے یزید پلید سے بھی نہ ہو سکی۔ یہ جو فردش گندم نما ظاہر دوست قابلِ احترام ہیں۔ آپ نے ابھی تحذیر اناس کے معاملہ میں دیکھ لیا ہو گا۔ کہ حضرت مولانا نازوسی قدس سرہ العزیز کیا فرماتے ہیں اور خاں صاحب کیا اقرار پر دازی کرتے ہیں۔ جھوٹ بولنا اقرار خلافت واقع بیان کرنا یہ جناب خاں صاحب اور اُن کے اتباع کا خاص کام ہے۔ کل کی بات ہے، مراد آپ کے قصے کو کس کس طرح غلط بیان فرمایا ہے۔ اصل واقعہ ظاہر ہونے کے۔ جھوٹ خود معلوم ہو جائے گا۔ مسلمانو! آپ نے معلوم کر لیا ہے کہ جس وجہ سے خاں صاحب مناظرہ نہیں کرتے اور نہیں کہتے، خاں صاحب نے حسام الحرمین

ہیں جھوٹے جھوٹے دعوے کر کے تکفیر کرائی ہے جس کو قیامت تک بھی ثابت نہیں کر سکتے۔ کیا تحذیر الناس سے ختم زمانی کا انکار کوئی ثابت کر سکتا ہے ایسے صاف اور کھلے ہوئے چاند پر کوئی خاک ڈالے گا تو اسی کا منہ سیاہ نہ ہو گا اور یہ تو قطرہ از بحار ہے۔ پورا بیان تو تزکیۃ الخواطر میں ہے۔ اب وہ چھپ کر شائع ہو گئی ہے۔ ناظرین ضرور ملاحظہ فرمادیں۔ ہم خدا کے فضل پر بھروسہ کر کے کہتے ہیں کہ جملہ اہل اسلام جو فقط خاں صاحب کے دھوکے میں آگئے ہیں وہ خاں صاحب سے یہی کہیں گے لعنة الله على الكاذبين مسلمانو! ہم ممکن سے ممکن صورت مناظرہ کی پیش کی مگر خاں صاحب نے اس کو رلانے میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا، جو خدا چاہے رسالہ نار الغضا میں معلوم ہو جائے گا۔ اب ہم پھر خاں صاحب سے درخواست کرتے ہیں۔ ان کے معتقدین کی خدمات میں کمال ادب عرض پرداز ہیں کہ ہماری مخالفت میں جس قدر رسائل جناب خاں صاحب کی تصنیف سے ہوں ان کو براہ مہربانی دو گونی قیمت پر بیرون فرمادیں ہم نہایت تہذیب و متانت سے جواب کے لیے مستعد ہیں۔ ہم نے خاں صاحب کی خدمت میں کچھ الفاظ تیز کہیں کہیں لکھے ہیں جن صاحبوں نے خاں صاحب کی تحریریں ملاحظہ فرمائی ہیں وہ تو خوب جانتے ہیں کہ ہم نے کوئی بھی لفظ تیز نہیں کہا، ہاں جن صاحبوں نے خاں صاحب کی تحریرات نہیں دیکھیں ان کو شاید کچھ خیال ہو۔ اس وجہ سے عرض ہے کہ اول تو ہم کو معذرت سمجھیں۔ دوسرے مقصود خاں صاحب کو جتنا اٹھا کہ خدا نے دوسروں کو بھی قلم اور زبان دیا ہے ہم نے تو ابھی کچھ بھی نہیں لکھا مگر خاں صاحب کے کتبہ میں چیخ و پکار پڑ گئی۔

عہدہ بنیہ خط کے نام سے مطلع فرمادیں تاکہ اگر موجودہ دور تو اطلاع کو دی جائے۔

آئندہ کو خاں صاحب فحش اور لغو بات سے توبہ کریں۔ ہم نرم انداز میں جواب دیں گے جیسا کہ تزکیۃ الخواطر میں کوئی لفظ بھی بغضہ تعالیٰ سخت نہیں۔ ناظرین منظور رہیں کہ خدا چاہے وہ زمانہ بہت قریب ہے کہ خاں صاحب مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے سب دھوکے طشت از باہم ہو جائیں گے اور وہ اور ان کے اتباع کچھ بھی نہ کر سکیں گے یہ کس قدر بار آور کمزوری کی بات ہے کہ ہم برسوں سے رسائل مانگ رہے ہیں اور خاں صاحب اور ان کے اتباع صم بکم بنے ہوئے ہیں جواب تک نہیں دیتے۔ ہماری مخالفت میں رسائل شائع ہوں مگر خاص خاص معتقدین میں پھر ان کو بھی تاکید دیکھو کہیں مخالفین نہ دیکھ لیں۔ ہم کو خبر بھی نہ ملے، خط لکھیں طلب کریں جو بے نادرہ تصف بے اس علم اور سمجھت پر کتاب لکھنے اور چھاپنے کو کس نے کہا تھا۔ یہ ہے وہ بات جو ہم نے لکھی تھی کہ رسائل چھاپتے ہیں، دعوے کرتے ہیں مگر سینوں کے اندول رزتے ہیں، دلائل بیان کرتے ہیں مگر ان کی غلطی کا ان کو خود یقین حاصل ہے اب تو ہم یہاں تک کہتے ہیں کہ سامنے نہ آؤ امت آؤ۔ ہم بھی آپ کی زیارۃ کے مشتاق نہیں، کسی ہی کے نام سے سہی مگر انصاف البری رد التکفیر اور اس رسالہ احدی التسعة والتعین علی الواحد من الثلاثین، الشهاب الناقب، تنزیہ الالہ السبح عن عیب کذب مقبرج۔ اثبات القدرہ الالہیہ، جہد العقل کا جواب معقول لکھ کر شائع کر دیں مگر یاد رکھو مسلمانو! باطل جا چکا حق ظاہر ہو گیا اور خدا چاہے اور ظاہر ہو گا۔ قُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ اگر زندگی باقی ہے تو ابھی خاں صاحب اور ان کے معتقدین کی خدمت میں بہت کچھ عرض کرنا ہے،

ہاں خاں صاحب اگر حق کی طرف رجوع کریں یا کم از کم یہی شائع کر دیں کہ حاکمِ احرار کا جواب ہو گیا وہ واقع میں دھوکہ دہی یا جہالت تھی۔ تب ہم خاں صاحب پر فاتحہ پڑھیں اور کھلے ہوئے مخالفینِ اسلام آریہ وغیرہ کی طرف متوجہ ہوں۔

انفوس خاں صاحب خانہ جنگی کو نہیں چھوڑتے نہ خود مخالفینِ اسلام سے مقابلہ کرتے ہیں۔ نہ ہم کو اجازت دیتے ہیں بلکہ ان کی کوشش یہ ہے کہ جو ان کو مجبور نہ مانے سب سے پہلے اسی کو مخالفِ اسلام بناؤ۔ وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ وَاِخْرُدْ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

ابن شیرخدا علی المرتضیٰ رحمہ اللہ دہلوی

بند سبب محبت در مضمون عینی

ناظم تعلیمات و شجاعت بلیغ و العلوم دیوبند

وَمَنْ يَنْصُرْ عَلِيًّا فَقَدْ نَصَرَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
وَعَلَى الَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ مِنْ سَائِرِ النَّاسِ

انتصاف البری
الکذاب المُنْتَصِر

تصنيف لطيف

رسول المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری ناظم تعلیمات
و شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانی

ناشر

انجمن ارشاد اہلین

۲۔ بی شاداب کالونی جمید نظامی روڈ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره
على الدين كله وكفى بالله شهيدا اللهم صل وسلم وبارك
على سيدنا ومولانا محمد رسول الله وعلى الذين معه استدعاء على الكفا
رحما وبنهم تراهم ما حين للبدعات مروجين لسنن سيد
اله ووجودات زكعا سجدا يبتغون فضلا من الله ورضوانا۔

اما بعد : حضرات اہل اسلام کی خدماتِ عالیہ میں کمال ادب عرض ہے
کہ اہل سنت و الجماعت کے نزدیک ہدایت و ضلالت سب من اللہ تعالیٰ
ہے جہاں ہدایت کے لیے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے اتباع
علماء و اسخین علیہم رحمۃ الرب الحریہ کو پیدا فرمایا۔ ضلالت
اور گمراہی کے لیے بھی ابلیس لعین اور اس کے اتباع شیاطین اور لقناس لذہ
یوسوس فی صدور الناس کو جنم کے لیے مخلوق فرمایا۔

جیسے اتباع ابلیس لعین نے دین اور دینداروں کے خلاف اور دشمنی اور
تبلیس دین میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔ حامیان دین نے بھی وہیں "لا حول"
پڑھ کر کافر اور ان کے بیت عنک بروت کا تار تار نیست و نابود کر دیا۔ اس
آخری زمانہ میں مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے دین اور دینداروں
کی عداوت میں وہ طریقہ اختیار فرمایا ہے کہ پہلے مخالفین دین کو وہ انداز نصیب
نہیں ہوا۔ اس طریقہ کا ان کو مجدد کہنا بالکل بے جا نہ ہوگا۔

غدر کے بعد جب دہلی برباد ہوئی اور اہل کمال منتشر ہوئے تو علماء بائین

عالم بالا پر طلب فرماتے گئے اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ العزیز کا خاندان جو ہندوستان کی ہدایت کے لیے آفتاب ہند تھا وہ بھی غروب ہو گیا تو مشیت ایزدی نے حضرت مخدوم عالم سید الاولیاء سند الاصفیاء شہر العرب والعجم رحمۃ من رحمت اللہ حضرت شاہ امداد اللہ ہاجر کی قدس سرہ العزیز کے مظہر فیض اتم مصد علوم حمائی معدن فیوض لائانی معجزة من معجزات سید الاولین والآخرین علیہ من الصلوٰۃ افضلہا والتسلیمات اکملہا حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب برداشتہ تعالیٰ مضجعہ ونفعا بعلومہ الزکیۃ الطاہرۃ کے قلب مبارک میں سے عالیہ دیوبند دارالعلوم نجومی کے بنا کا خیال پیدا فرمایا جس کی تربیت حضرت مولانا موصوف کے بعد مظہر اکمل ثانی نعمان زمان شبلی دوران حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ العزیز نے فرمائی۔ اس مختصر تہذیب میں تفصیل کی گنجائش نہیں۔ مختصر اس قدر عرض ہے کہ جیسے حضرت مولانا احمد اسماعیل صاحب شہید غیظ المبتدعین سے بدعتی لاجول کی طرح سے بھاگتے تھے چونکہ ان حضرات کا سلسلہ حدیث بھی وہی خاندان ہے اور دارالعلوم دیوبند کی بنا۔ اسی پر تھی کہ سچی حقیقت کی اشاعت اور بدعات کا محو اور اتباع سنت جاری ہو۔ اس وجہ سے دارالعلوم کی بنا۔ اہل بدعت پر سخت شاک ہوئی اور چونکہ غیر مقلدین اور دہابیوں کی بے ادبی جملہ مقلدین کے دلوں میں راسخ تھی۔ اس وجہ سے بانیان مدرسہ کو دہابی غیر مقلد کہنا شروع کیا۔ یہ نہایت چلتا ہوا سفلی عمل ان کے نزدیک بہت ہی موثر تھا، مگر چراغے را کہ ایزد نہ فردوزد اور دلائل مستند نورہ دلکراہ المشرکون جس قدر اہل بدعات نے مدرسہ کو بدنام کیا اس کی صفائی

اخلاص نے اسی قدر شہرت حاصل کی۔ ہند سے لے کر دوسرے ممالک تک دیوبند ہی دیوبند کا غل ہو گیا۔ چونکہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے خاندان نے بدعت کی خاص تربیت فرمائی ہے۔ اور ہندوستان میں بدعت کا ماسن وہی دارالامان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب کے خاندان پر خاص عنایت ہے۔

دین و دنیا و عزت و آبرو تمام انسانی ذمہ داریوں سے علیحدہ ہو کر جو واقعی ایک بدعت کے پورے حامی اور سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والرحمۃ کے جانی دشمن کو کرنا چاہیے تھا۔ خاں صاحب کی کڑوت ایسی ہی ہے یا نہیں۔ ہم کچھ عرض نہیں کر سکتے۔ ناظرین خود انصاف فرمائیں۔

خاں صاحب نے حرمین شریفین کا اس غرض سے سفر کیا اور اپنی ایک کتاب المعتمد المستند جس میں ان حضرات حامیان سنت ماجیان بدعت پر وہ الزام اور بہتان تراشا کہ شاید کبھی کھلے ہوئے مخالف دین یہودی، نصرانی، آریہ وغیرہ کو بھی ان کی انسانیت و شرافت نے ایسی حرکت کی جرأت نہ دی ہوگی۔ خاں صاحب کے بعض کتابوں کی عبارات میں قطع و برید کیا ایک فقرہ صفحہ ۱۴ کا لیا دوسرے فقرہ صفحہ ۲۶ کا تیسرے فقرہ صفحہ ۳ کا اور اس ترتیب سے اس کو ایک مسلسل عبارت بنالیا اور تمام عبارات کی اگلی پچھلی عبارت موقوف کر کے ایک ایسی عبارت بنا دی جس کا ظاہری مضمون کفر ہو۔ اہل انصاف خیال فرما سکتے ہیں کہ ایسی عبارت آدمی کس کتاب سے نہیں بنا سکتا۔ خاں صاحب ہی کے رسائل سے ہم دو چار سطریں کیا صفحہ کے صفحہ محض عبارات کے بنا سکتے ہیں

کہ جو دیکھے خاں صاحب کو کالا کافر کے بغیر چوک ہی نہیں سکتا۔ پھر تماشہ یہ کہ کوئی عبارت ایسی نہیں لکھی جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ عبارت چند جگہ کی ملخص ہے اور چن چن کر کفریہ مضمون بنایا گیا ہے۔ اس رسالہ کو علمائے حریم شریفین کی خدمت میں بغرض استفتاء پیش کیا۔ اہل حریم شریفین کو اس ملعونہ و جالی حرکت کا تو شاید خطرہ بھی نہ ہوا ہو گا اسی مضمون پر جس نے وہ عبارت بنائی تھی اہل حریم شریفین نے بھی تکفیر فرمادی وہ عبارت تو سوائے خاں صاحب کے اور کسی کی ہو ہی نہیں سکتی تحذیر الناس اور اس کا مقدس مصنف تو اس سے پاک ہے حیرت پر حیرت اور حسرت پر حسرت ہے کہ ایسے بدمذہب کفار گان اسلام ہوتے ہی کیوں نہ مر گئے۔ حضرت مولانا نانوتوی قدس سرہ العزیز اس سالہ تحذیر الناس میں اس عبارت کے پہلے اور بعد میں تصریح فرما رہے ہیں کہ چونکہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم زمانی ہونا قرآن سے بلا لہ مطابق التزامی احادیث متواترہ اجماع امت سے ثابت ہے۔ لہذا اس کا منکر کافر ہے اور اس مضمون کو دلائل عقلیہ نقلیہ جو نہایت ہی پُر زور دلائل ہیں ثابت فرمایا پھر ان پر یہ الزام ہے کہ حضرت موصوف سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم زمانی بننے کے منکر ہیں۔ العجب العجیب والایمان والایمان اسی طرح حضرت رشید الاسلام و المسلمین حضرت محدث گنگوہی قدس سرہ العزیز پر یہ جیتا بہتان باندھا کہ انہوں نے معاذ اللہ اس کا فتوے دیا ہے کہ جو خداوند عالم کو جھوٹا کہے وہ فاسق بھی نہیں ہے۔ حالانکہ حضرت مرحوم کے قلمی اور چھپے ہوئے فتوے موجود ہیں کہ جو شخص ایسا کہے وہ کافر ملعون ہے۔

براہین قاطعہ کی نسبت آئینہ میں منہ دیکھ کر یہ کذب خالص گھڑا کہ اس میں

تصریح کہ معاذ اللہ تعالیٰ البیس لعین کا علم سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔

حفظ الایمان پر اپنے بخت سیاہ کو پیش نظر کرنے کی غرض سے یہ افتر کیا ہے کہ اس میں تصریح کی کہ جیسا علم غیب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے ایسا تو ہر بچہ اور پاگل اور جملہ حیوانات کو حاصل ہے۔ معاذ اللہ تعالیٰ۔ حالانکہ دونوں کتابوں میں اس مقام پر چند سطروں کے بعد اور قبل وہ مضمون مذکور ہے جو اس مضمون کے بالکل مباین اور متضاد ہے جس کو خاں صاحب خوب جانتے ہیں۔ براہین قاطعہ میں فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم ذاتی کی نفی فرمائی گئی ہے جو اجماعی قطعی مسئلہ ہے اور اس کی تصریح اس کے قول کے آخر میں موجود ہے اور حفظ الایمان میں چند سطروں کے بعد صاف لکھا ہوا ہے کہ جو علوم لازم نبوت ہیں وہ سب آپ کو (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حاصل ہو گئے تھے جس کی تفصیل الشہاب الثاقب اور بسط البنیان اور قطعہ الوتین اور ترکیبہ الخواطر اور السحاب المذرار اور توضیح البیان میں موجود ہے۔

الغرض خاں صاحب نے اہل حریم شریفین سے اس ملعونہ رسالہ غیر المعتمد مستور کی عبارت پیش کر کے فتوے لکھوایا جو خاں صاحب کے نامہ اعمال میں سنڈ اس سے زیادہ ہمتا ہے۔ خاں صاحب کے تمام اعمال میں اس عمل کی برابر شاید کوئی ہی عمل مقبول ہو۔ اسی وجہ سے خاں صاحب کو اس پر بڑا ناز ہے اور فخر بھی ہے۔ اس میں تو ہم بھی متفق ہیں کہ پرائی بد شکونی کے لیے جو کسی نے اپنی ناک کان کٹوا دیے تھے وہ مثل خاں صاحب نے پوری کر دی۔

مگر احمد لوجہ تعالیٰ کہ خاں صاحب ہی کے ایمان اسلام وغیرہ کا خون ہوا
اہل اللہ کے دین ایمان، تقدس، عزت آبرو کا خد کا حفظ ہے۔ من عادی لی
ولیا فقد اذنتہ بالحرب۔ خدائی نقارہ خاں صاحب سے لڑائی کے لیے بج گیا اور
رسالہ انتصاف البری جواب سہ بارہ باضافہ تہیہ ترسیم بعض الفاظ چھپتا ہے۔
برس گزے شائع ہو گیا۔ خاں صاحب سے او ان کے جملہ معتقدین سے فقط اسی قدر
سوال کیا گیا تھا کہ جو الزام لگا کر فترے حاصل کیا اور اہل حرمین شریفین کو دھوکا
دیا ہے وہی عبادت یا مضامین صراحۃ ان رسائل میں دکھا دو اگر نہ دکھا سکو اور نہ
دکھا سکو گے تو جان لو کہ تمہاری امانت دینت عالم پر روشن او ثابت ہو جائے گی
سو احمد لوجہ تعالیٰ کہ ویسا ہی ہوا اور برس گزے مگر کوئی نہ ثابت کر سکا۔ نہ مناظرہ
پر آمادہ ہوا ہے نہ خدا چاہے قیامت تک آمادہ ہو سکے اور اگر کہیں کسی کو قسمت
دھکا دے دیا او خاں صاحب کے بے پوچھے مناظرہ پر مستعد ہو گیا تو خدا چاہے اس کی
ذلت بھی قابل دید ہوگی یہ وجہ ہے کہ خاں صاحب او ان کے جملہ معتقدین کو ہم
مناظرہ کرتے جتنے بخار منین بند ہیضہ ہوتا ہے اور طاعون کی خوابیں دیکھنے لگتے ہیں۔
مسائل علیہ میں جو اختلاف ہوتا ہے بالخصوص سلع جن مسائل میں
اختلاف بیافریقین میں بڑے بڑے علماء ہوں، وہاں کسی شخص کے پاس کوئی دلیل
قطعی ایسی نہیں ہوتی کہ جو دوسرا بالکل ہی لاجواب ہو جائے۔ خاں صاحب ہم سے
مناظرہ مسائل مختلف فیہا میں شاید کر لیتے مگر اب تو علمی مسائل میں بات چیت
ہی نہیں گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مضامین جو آپ نے تحذیر الناس، براہین قاطعہ،
حفظ الایمان کی طرف منسوب کر کے تکفیر کرائی ہے۔ وہ مضامین صراحۃ ان

رسائل میں دکھا دو اور وہاں ان مضامین کے برخلاف موجود ہے تو یا تو خاں صاحب
کی امانت اور دینت ثابت یا اعلیٰ درجہ کی جہالت کہ اردو عبارت بھی نہ سمجھ
سکے لیکن یہ تو احتمال غلط ہے کہ مجدد وقت ستر، علوم میں بے مثل آدمی
زبان کو نہ سمجھے نتیجہ یہی ہو گا کہ خاں صاحب نے دیدہ و دانستہ اہل علم و فضل اولیاء کرام
کی تکفیر کی، پھر یہ عزت مجددیہ کہاں رہیگی۔ یہ وجہ ہے کہ انتصاف البری لاجواب
رہی اور تمام جماعت میں سے کوئی بھی جواب کے لیے مستعد نہ ہوا۔ یہ غدر بھی نہیں
ہو سکتا کہ خاں صاحب کے جواب کے قابل کوئی نہیں جس کو جواب دیں دگر واقعی اب
وہ خود منہ لگانے کے قابل نہیں، مگر ان کے تمام سلسلہ میں بھی کیا کوئی نہیں ہے
جو جواب دے سکے۔ احمد لوجہ تعالیٰ حق کا جواب کسی کے پاس نہیں، اہل اسلام
خبردار ہو جاویں کہ خاں صاحب نے جو تکفیر اہل حق کی کرائی تھی، اس سے اہل حق کو
کچھ مضرت نہ ہوئی، ہاں خاں صاحب ہی اپنی تحریر کے موافق کافر، مرتد، بے ایمان
لا ولد وغیرہ وغیرہ ہوئے، جس کی تفصیل رد التکفیر احدی السعۃ والتحیین
الکوکب الیمانی علی الادلاء الزدائی میں موجود ہے۔ ملاحظہ فرمایا جاوے کہ یہ تمام
الفاظ ہم نہیں کہتے ہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ تمام امور خاں صاحب کی تحریر سے
لازم آتے ہیں اگر لازم نہیں آتے تو ثابت فرمادیں ورنہ اقرار سمجھا جائے گا اور چونکہ
برسوں تک جواب نہیں دیا گیا تو ان باتوں کا اقرار سمجھا گیا و لد الحمد و علی رسول اللہ
اما بعد، تمام کفریہ اقوال کو مطلع کیا جاتا ہے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب
کافر اور سچا اللہ فلا دی معادہ کے بعد ایسا متفق ہو گیا ہے کہ کسی کو بھی مجال الکافی
محمد بنی صابہ جو جملہ ظلم سنا بندہ محمد علیہ السلام و آلہ و صحبہ میں عزت حضرت کے دہر قرار پایا تھا جی
خاں صاحب ذکر بھی نہیں کرتے اس کی مفصل کیفیت بشوالمعاد میں مذکور ہے۔ ۱۳۔ منہ

نہیں ہے۔ اب اتباع اور معتقدین کی ہمت علمیت قابلیت صداقت اور
سچائی کو دیکھنا ہے۔ سر تو کٹ گیا ہے، اذنا ب کی باری ہے۔ سب اچھی
طرح سنبھل جائیں۔ چھوٹا بڑا مرد، عورت، ڈوم، ڈھاری، فقیہ، محدث، مفتی،
قاضی وغیرہ وغیرہ سب جمع ہو جائیں۔

جملہ اہل اسلام کی خدمت میں عرض ہے کہ تو بین و تکذیب خدا و رسول
جل و علی و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا الزام ہم پر تکفیر جماعت نے لگایا ہے۔
بے شک یہ ہم پر وہ الزام ہے کہ جس سے ہم اور ہمارے تمام بزرگ بالکل بری
اور پاک ہیں، جو شخص تو بین و تکذیب خدا و مکرم و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی کسی طرح بھی کرے اس کو ہم کافر ملعون، مرتد جہنمی سمجھتے ہیں۔ وہ بے ایسان
اسلام سے خارج ہے، جب تو بین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعی طور پر ثابت
ہو جائے تو اس کی تکفیر میں احتیاط و کف لسان بھی کافر کا کام جانتے ہیں چہ جائیکہ
مرضی و مناسب و مختار تعجب ہے کہ ہم پر فتوے کفر دیا جائے اور خود باوجود اس تعجب
اور کف لسانی کے اسلام کا دعویٰ فرمائیں۔ محض مسلمانوں کو ہم سے بدظن کرنے کے
واسطے یہ الزام گھڑا گیا ہے لیکن اب ہم وہ فیصلہ کی بات کہتے ہیں کہ ہر طالب حق
کو تشفی ہو جائے اور جو حضرات واقع سے خبر نہیں رکھتے۔ خاں صاحب کی نگاہی
اور عیاری کی وجہ سے بدظن ہیں وہ بھی اس غلطی سے آگاہ ہو کر لنتہ اللہ علی الکاذبین ٹھہریں
صاحبو ہمارے اکابر اور ہم خدام جن کو مولوی احمد رضا خاں صاحب ان الفاظ

سے یاد فرماتے ہیں جن کے اپنے مسلمات سے وہ خود ہی مستحق ہیں۔ خاں صاحب
کے بے اصل الزامات سے بالکل بری ہیں ہم عقیدہ و عملاً اصولاً و فرداً و عاصلاً
کی طرح کچے اور سچے حنفی ہیں جس کو قدرے تفصیل سے (مجی محرمی، مغلطی فخر الامثل
مجدد الافاضل مولانا مولوی سید حسین احمد صاحب دامت فیوضہ فیض آبادی
ثم المدنی حشیش نقشبندی، قادری سہروردی، صابری، امدادی، قاسمی، رشیدی مخدومی
مدرس علم محترم فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رسالہ ہدایت مقالہ الشہاب الثاقب
علی المسترق الکاذب میں جو کلامی کئی حسام اور تہید بے ایمانی خان بریلوی کی
دھوکا دہی اتہامات بے جا الزامات کا پورا جواب ہے جو دوسری مرتبہ چھپ کر
شائع ہو رہا ہے جس سے تمام شیطانی گروہ جل کر خاک سیاہ ہو کر جہنم منثور
ہو گیا اور ہو جائے گا) بیان فرمایا ہے، اس سالہ کو ملاحظہ فرمائیں گے تو یہ امر بظہری
ثابت ہو جائے گا کہ ہم کیسے حنفی ہیں اور ہم پر وہابیہ وغیرہ کے جو الزامات کفریہ
جماعت نے لگائے ہیں وہ کس طرح بالکل بے جا اور بے اصل ہیں۔ بالفعل اس قدر
عرض ہے کہ بندہ ادنیٰ موصوف مع ایک دو احباب کے خاں صاحب کے
تمام اذنا ب اور معتقدین کو اعلان عام دیتے ہیں کہ امور مفصلہ ذیل میں ہم سے
گفتگو کر لیں، خاں صاحب اگر سامنے نہیں آتے تو: عَنْ الشَّجَرَةِ تَبْنِي
عَنْ الشَّجَرَةِ۔ ورنہ جان لو کہ اس گروہ میں کوئی اہل علم شریعت الاخلاق بات کا
پکا قول کا سچا نہیں ہے۔ سوائے دجل اور دجالی کے ان کا کوئی کام نہیں یہ امور

محمد احمد شکر کہ وہ رسالہ شائع ہو کر ایسا ہی ثابت ہو جائے ۱۲

مفصلہ ذیل علمی لیاقت پر بھی موقوف نہیں ہیں۔ فقط کتابوں کی عبارت دکھادینا ہے۔ دشمن اسلام علماء و دین نے جو الزام لگاتے ہیں، وہ عبارات ان کتابوں میں دکھادیں جن کا سوالہ دیا ہے۔ اگر اس قدر کام بھی یہ مخدولہ جماعت متفقہ کوشش سے بھی نہ کر سکے تو اس کی ذلت و خوارگی کذب عیاری کے واسطے اور کسی دلیل کی کیا ضرورت ہے۔

جس روز یہ اشتہار مولوی احمد رضا خاں صاحب کی خدمت میں پہنچے اس کے بعد تین دن تک کی اجازت ہے کہ اپنی جماعت میں سے کسی کو اس انقطاعی فیصلہ مگر نہایت آسان کے لیے مستعد فرمادیں۔ اگر کسی طرف سے بھی مناظرہ پر مستعدی ظاہر نہ ہوئی اور خداوند عالم فرما ہی چکا ہے۔ فقط دابر القوم الذین ظلموا والحمد لله رب العالمین۔

وہ امور جن میں گفتگو ہوگی (۱) حضرت مولانا مولوی محمد قاصم صاحب خاتم الحقیقین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ختم زانی سے انکار فرمایا اور یہ کہ اگر آپ کے بعد بھی کوئی نبی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں تتمہ و اشباہ وغیرہا کی عبارت سے جو تکفیر پر استدلال کیا گیا ہے وہ اسی پر ہو سکتا ہے جو مکر ختم زانی ہو۔ اس بہتان کو خاں صاحب جزاء اللہ عدوہ میں یوں بیان فرماتے ہیں۔ یعنی معنی خاتم النبیین صرف اسی قدر ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نبی بالذات ہیں ص ۸۲ آخر الانبیاء۔ ہونے میں فضیلت ہی کیا ہے صفحہ ۸۵ مع اندک فضل فیہ اصلا۔ حسام صفحہ ۱۲۔

یہ اب تو بفضل تعالیٰ کئی سال ہوتے ہیں مگر مولانا نے بغاوت کا مصداق ہے ۱۲ منہ عمہ خدا کا ٹکڑہ کہ

تجزیہ اناس میں ان عبارات کو دکھا دیا جائے۔

(۲) حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب قدس سرہ العزیز قدس سرہ اللہ تعالیٰ پر یہ افترا کیا گیا کہ فعلیت کذب باری تعالیٰ کے قائل کو کافر، فاسق، بدعتی بھی نہیں کہتے، اس کو حنفی، شافعی کا سا خلاف ٹھہراتے ہیں، یہ عبارت یا مضمون حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، اس کا کیا ثبوت ہے جب اس کے خلاف حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ کا فتوے مطبوع و غیر مطبوع موجود ہے اور حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ ایسے شخص کو کافر و ملعون تحریر فرماتے ہیں۔ پھر یہ افتراء اور جعل سازی نہیں تو اور کیا ہے؟

(۳) براہین قاطعہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شیطان کو اوسع علماء کہا گیا حسام ص ۵۱ میں ہے براہین قاطعہ میں تصریح کی کہ ان کے پرالمیس کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے، وہ تصریح دکھا دی جائے اور براہین صفحہ سطر ۱۸ فرمایا جاوے۔

(۴) حفظ الایمان کی نسبت یہ بہتان بندی کی گئی ہے کہ اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے، ایسا تو ہر بچہ اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے، یہ عبارت کس جگہ ہے اور کہاں اس کی تصریح ہے۔ (۵) صلاتے مناظرہ میں بندہ کے ذمہ یہ کذب خالص لگایا گیا ہے کہ اسکا تہمندی

میں صاف صاف خدا کو جھوٹا کہہ دیا۔ حاشیہ ص ۱۱۱ واحد قہار کو جھوٹا کاذب کہنا اللہ تعالیٰ دین کا مذہب بتایا۔ خدا کو سچا یا جھوٹا مانا، حنفی، شافعی کا سہل اختلاف ٹھہرایا۔ جس ملعون اللہ اسد و من جہا نے صراحتاً اس واحد قہار کو جھوٹا کہہ دیا، اسے مسلمان سنی و متقی بنایا ص ۳۱، ۳۲، یہ عبارت حرف بحرف اسکا تہمندی میں کس جگہ ہے

جس کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ اتہام بعینہ وہی اتہام ہے جو حضرت مولانا مولوی
رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ نے لکھا گیا ہے۔ وہاں تو جعلی
فتوے بنا کر بھی پیش کر سکو گے مگر یہاں تو اسکاات المعتمدی مطبوعہ رسالہ ہے سلطان
غور فرمائیں کہ جس قلع شیطان نے باوجود مطبوعہ رسالہ ہونے کے بھی کذب اور بہتان
کے کچھ خوف نہ کیا اس کو ایک دستی فتوے جعلی بنالینے میں کیا تامل ہو سکتا ہے۔
بالخصوص اطراف بریلی اور باریون میں کہ جہاں جبرٹری شدہ دستاویزیں تیار ہوتی ہیں اگر میر جی
عبد الرحمن سید ہے تو اسکاات المعتمدی کا صفحہ اور سطر لکھنے نہ بقول خاں صاحب صحیح اسب
ہونا معلوم۔

بالجملہ ان تمام عبارات اور مضامین مذکورہ کے صفحات اور سطور میان فرمائے
جائیں ہاں یہ یاد رہے کہ ایسے حوالہ نہ ہوں کہ جیسے کسی آپکے بھائی نے نماز کی جماعت
کا حکم قرآن سے صاف اور صحیح نکال دیا تھا اور لا تقربوا الصلوٰۃ پڑھ کر سنا دیا۔ ایسی
جہات میں تو جس کتاب سے فرمائیے نکال دی جائیں گی۔ ایک لفظ کہیں سے لیا اور ایک
لفظ کہیں سے، ایک فقرہ صفحہ اکا پھر ۳، پھر ۴ پھر ۱۶ پھر ۳۳ پر جا کر دے۔

پھر کیا تھا مجموعہ عبارت اشارۃً دجال کے حسب خواہ ہو ہی جائے گی عوام بیچارے اوپر کے ہندسوں کو کیا سمجھیں شروع میں خلاصہ عبارت آخر میں انتہی ملقطاً اس سے خیانت بددیانتی کا داغ نہیں دھل سکتا۔ یہ ہے جزائر اللہ عدوہ۔ اب ہم کو دکھانا ہے کہ اہل بدعات کہاں تک اس ادنیٰ سے ادنیٰ کام کے لیے تیار اور صاف بات کے اظہار کرنے سے کس درجہ عاجز ہیں اور عبارت کتاب کی کچھ اذہو اور مطلب اس کا کچھ اور بیان کیا جائے، پھر اس کے موافق عبارت گھر مکر مصنف

اور کتاب پر الزام قائم کر لیا یہ آپ کے گھر کی بات نہیں ہے۔ بجز اللہ اُسی دنیا میں اہل علم موجود ہیں، اردو عبارت اردو مسائل جن عبارت کا سوال دیا ہے ان کو دکھا دیا جائے، مناظرہ میں اردو مسائل میں پڑھ کر سُنا دیا جاوے گا ہم اسی وقت آپ کے ہاتھ پر توبہ کر لیں گے۔ اگر اس بھی عاجز ہو د اور ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور عاجز ہو گے کیونکہ جھوٹا ہمیشہ ذلیل ہی ہوتا کرتا ہے، توحین مضمون کی نسبت لکھا ہے کہ اس مضمون کی فلاں کتاب میں تصریح کی گئی ہے اس مضمون کی اس کتاب میں تصریح دکھا دو مگر یاد رکھو کہ جو غائقہ بد دیانت، جھوٹا، جھلسا، مسلمانوں کا گمراہ کرنے والا فرقہ ہے اس کے بھی ضرور خدا ہے عاجز ہی ہے گا۔ ہم تمہاری ذلت کو انتہائی وجہ پر پہنچانا چاہتے ہیں اور خدا کے فضل یقین کر کے یہ کہتے ہیں کہ تم سے یہ بھی ہو سکے گا کہ اپنے دعوے کو بطریق لزوم ہی ان عبارت نکال دو مگر لازم بین ہو۔ یاد رکھو کہ تنہا تنہا تو درکنار تمام جماعت بھی مل کر اس کو ثابت کر سکے گی اور کیسے ہو جب مقدمہ ہی مجذبات دعوات ہاتھ حاضر ہے تو صدق دیانت کہاں سے پائے گی۔ اپنے قول کو ہی ثابت کر سکتا ہے جس میں صدق دیانت یا ایسا ہی ہو، شرافت جاری رکھتا ہوا ایسے جھوٹے بگو اور اس گروہ میں قوت صدق سبحانی کہاں جو عبارت مذکور یا ان کے مضامین کی تصریح دکھا سکے۔

مسلمانو! یہ کفر یہ کفر! اگر اب بھی مناظرہ نہ کرے اور حوالہ صفحہ وسط پر نہ دے تو اب تو آپ کو اس کے کذب و افتراء پر اسی اور ہماری بریتہ کا یقین ہو گیا اور کسی دلیل کی حاجت باقی رہے گی جھوٹے کو کبھی بہت نہیں ہوتی، ہماری سچائی اور بہت کا اس میں تجربہ کر لو مسلمانو! ہم پھر مکر و عرص کرنے میں کہ ہم ان مجاہل ازمات سے بالکل بری ہیں نہ ہم خدا کو جھوٹا سمجھتے ہیں اور نہ اس کے جھوٹ کو ممکن الوقوع جانتے ہیں "من اصدق من الله قلیاً" اس کے کلام میں کسی طرح بھی اگر کوئی شبانہ جھوٹ کا سمجھے، وہ بے ایمان کافر ملعون مرتد ہے، اس کی قدرے تفصیل شامتاً تب میں کی گئی ہے، اسی طرح جو کسی ضروریات دین کا

۱۷۔ اور جن عبارات کا مطلب غلط بیان کر کے ہم پر یہ الزام لگاتے تھے، ان عبارات کا صاف اور صحیح مطلب ہم نے سائلہ السباب اللہ را اور توضیح البیان میں عرض کر دیا ہے۔ ۱۸۔ منہ فی سبیل اللہ صحیح ہے اور سبیل اللہ صحیح ہے۔

انکار کرے وہ بھی قطعی کا فر ہے۔ اس ثابت ہو گیا کہ اصل عقیدہ میں اختلاف نہیں گفتگو اس میں ہے کہ اس کا مصداق کون ہے اگر امور مذکورہ میں سے کچھ اذہان اللہ تعالیٰ کوئی بات بھی ہمارے اندر مخالف ثابت کرے تو ہم علی الاعلان ضرر و توبہ کریں گے۔ ایمان سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں۔

مگر یاد رکھو کہ خاں صاحب غروب جانتے ہیں کہ ہم ان الزامات سے بچدائے تعالیٰ بالکل بری اور پاک ہیں اور وہ اذان کی تمام جماعت بھی مل کر خاک میں مل جائے تو ان شاء اللہ ہمارے ایمان اور اسلام ایک وجہ نہیں لگا سکتی، وہ یا ان کی جماعت میں سے کوئی بھی تقریری مناظرہ پر ہرگز آمادہ نہ ہو کہ منہ کے جیلے حوالے و سبب شتم گایاں لکھ کر چھاپ دینا ممکن ہے ورنہ اب تو دائرہ گفتگو کا وسیع کر دیا گیا ہے جس سے زیادہ امکان ہی میں نہیں جن امور کی نسبت یہ دعوے ہو کہ فلاں فلاں کتاب میں صراحتہ موجود ہیں اور ان کا ختم فقط اسی قدر ثبوت چاہیے کہ صفحہ او سطر تبادو کسی ادنیٰ اعلیٰ کو مقابلہ میں بھیج دو جو ان مضامین کو پڑھ کر سناوے پھر یہ ادنیٰ کام بھی نہ ہو سکے تو بھڑکتی قیمت اور جاتی رہی ہمت و ثابت ہوئی ذلت اور لازم ہوئی مذمت۔ اب تو ہم کالت نامہ بھی نہیں پڑھا تمام جماعت میں جو بھی حقانیت اور صدق رکھتا ہو سامنے آئے اور نور حق کو دیکھے۔

ہم یہ بھی وعدہ کرتے ہیں کہ اگر مضامین مذکورہ کو کہتے ہوئے مذکورہ میں یا ان حضرات کی کسی تصنیف میں صراحتہ دکھایا جائے مگر جعلی فتوے نہ ہو تو ہم کوئی اعتراض بھی نہ کریں گے اور اپنے ہارنے کا اعلان کر کے توہ شائع کر دیں گے مگر مولوی احمد رضا خاں صاحب کی محبت میں اتنا بھی بل بوتہ نہیں جو اس قدر ہمت دے کہ پھر بھی کوئی مرد میدان بنے۔ و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکل والیہ انیب۔ وصلى الله تعالى على خير خلقه سيدنا و مولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

الذی علی الخیر احقر الامین بندہ سید محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ چاندپوری ۱۳۶۷ھ بموہما

بسم اللہ الرحمن الرحیم
پاؤں اس چیز کی جو وہ کرتے ہیں
ان کے ہاتھوں میں ہے ان کے ہاتھوں میں ہے ان کے ہاتھوں میں ہے

الحسن علیہ السلام لسان الخضر

تصنیف لطیف

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری ناظم تعلیمات
و شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانی

ناشر

انجمن ارشاد السالکین لاہور

۲۔ بی شاداب کالونی حیدر نظامی روڈ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باسمہ تعالیٰ حامداً و مصلیاً و مسلماً۔

کیا فرماتے ہیں حضرات علماء دیوبند مدرسین مدرسہ عالیہ دیوبند و ملائذہ و معتقدین حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ العزیز رحمۃ اللہ فی الارض فخر الاسلام و المسلمین و حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ العزیز رشید الحق و الملتہ والدین امور مفصلہ ذیل میں۔

(۱) مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا نانوتوی قدس سرہم نے تحذیر الناس میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم زبانی کا انکار فرمایا ہے۔

(۲) خاں صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہم اللہ تعالیٰ کے کذب بالفعل کو جائز کہتے ہیں اور معاذ اللہ تعالیٰ جو خدا کو جھوٹا کہے او اس عیب کا صدر اس سے جائز کہے وہ کافر کیا فاسق بھی نہیں۔

(۳) نیز خاں صاحب مولانا خلیل احمد صاحب کی نسبت فرماتے ہیں کہ انہوں نے براہین قاطعہ میں تصریح کی کہ ابلیس کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔

(۴) خاں صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب دامت برکاتہم نے حفظ الایمان میں تصریح کی کہ حبیب علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو حاصل ہے ایسا تو ہر سچے اور ہر پاک بلکہ ہر جانور کو حاصل ہے اور ان تمام مضامین کو حاکم الحزمین میں لکھا ہے اور علمائے حرمین شریفین سے تکفیر کا فتوے حاصل کیا ہے۔ اب امور ذیل دریافت طلب ہیں۔

(۵) آیا امور مذکورہ واقعی حضرات موصوفین نے صراحتاً یا اشارتاً بیان فرمائے ہیں اگر یان نہیں فرمائے تو آپ حضرات کا ان امور کی نسبت کیا اعتقاد ہے جو شخص ایسا اعتقاد رکھے وہ آپ حضرات اور آپ کے اساتذہ کرام کے اعتقاد کے نزدیک کیسا شخص ہے صاف صاف بیان فرمائیے تاکہ حق واضح ہو جائے۔

(۶) جن عبارات کو خاں صاحب نقل فرما کر ان مضامین مذکورہ کی صراحت کا دعویٰ فرماتے ہیں وہ مضامین ان عبارات سے اگر صراحتاً نہیں تو لڑو یا بھی نکل سکتے ہیں یا نہیں۔

(۷) اگر لڑو یا بھی ان عبارات کا مفاد وہ مضامین کفریہ نہیں ہیں تو کسی جگہ ان مضامین کو صراحتاً یا ضمناً بیان کیا ہے۔ بیٹو! تو جروا۔

نقل جواب حضرات مدرسین مدرسہ عالیہ حنفیہ دیوبند بسم الرحمن الرحیم

کس نیاید بزرگ سایہ بوم و رہا از جہاں شود معدوم
اکابر و مشاہیر سلف پر اپنے اپنے زمانہ میں افتراءات کا دھبہ لگا کر جو
شری النفس اشخاص نے نادانوں کو گمراہ کیا مثلاً حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کو تقدیر یعنی منکر تقدیر مشہور کر دیا۔ ان قصوں کو سن کر ایک حیرت ہوتی تھی کہ ایسا

مشہور و مقدس شخص کہ علم حدیث و فقہ و تصوف جملہ علوم شرعیہ میں اپنے زمانہ
میں امام اور ہر طائفہ کا مقتدا ہوا اور عام و خاص اس کے کمالات و تقدس سے
واقف ہوں پھر یہ کیا قصہ ہے کہ انہیں کے زمانہ انہیں کے وطن میں کسی حاسد
مخالف کے فقرہ میں آکر سب امور سے آنکھیں بند کر کے تقدیر جیسے قطعی و
مسلم مسئلہ میں ان کو مخالف و منکر کہنے کو ایک جماعت کمر بستہ ہو جائے
مگر یہ تحریر جو آج بغرض تصدیق ہمارے رد و رد و پیش ہوتی ہے اس
کو دیکھ کر ہر چند تعجب بھی ہوا مگر اس میں بھی شک نہیں کہ ہماری اس
حیرت سابقہ میں بہت کمی ہو گئی جیسا کہ احوال سلف یاد کرنے سے اس
موجودہ تحریر پر ہم کو انصاف سے جس قدر تعجب ہونا چاہیے تھا اس میں بہت
کمی رہی۔

اب ہم نہایت اطمینان و خوش دلی و ایمان داری سے اپنے خدائے
علیم و قدیر کو شاہد قرار دے کر اول تو یہ عرض کرتے ہیں کہ تحذیر الناس امرناظرہ
عجیبہ مصنفہ مولانا مولوی محمد قاسم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارشاد اور
فتویٰ مرقومہ حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب سقاہ اللہ من سبیل الحق
وارواہ کی یہ عبارت ذیل:

عبارات تحذیر الناس

صفحہ ۲۸ سطر ۱۰ تا ۱۱ جس سے تاخر زمانی اور سید باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے
اور فضیلت بڑی دو بالا ہو جاتی ہے۔

صفحہ ۱۰ سطر ۳۔ سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت نہائی بلیک

التزامی ضرورت ثابت اور تصریح ثابت ہومی مثل انت منی بمنزلۃ ہرون
من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی از کہا قال جو بظاہر بطرز مذکور اس
لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون درجہ
تواتر کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا۔ گو الفاظ مذکور بسند
تواتر منقول نہ ہوں سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا
جیسا تواتر اعداد و رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ مشعر تعدد رکعات
متواتر نہیں جیسا ان کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔

صفحہ ۱۰ سطر ۱۱۔ اور خاتمت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی۔

صفحہ ۲۱ سطر ۳ تا ۴۔ اشارہ شناسان حقیقت کو یہ معلوم ہو کہ آپ کی نبوت
کون و مکان و زمین و زمان کو شامل ہے۔

صفحہ ۲۱ سطر ۹ تا ۱۳۔ اس صورت میں مسافات متعددہ ہیں اور حرکات
متعددہ مجملہ حرکات سلسلہ نبوت تھی۔ سو بوجہ حصول مقصود اعظم ذات محمدی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ حرکت تبدیل بسکون ہوئی۔ البتہ اور حرکتیں ابھی باقی ہیں
اور زمانہ آخر میں آپ کے ظہور کی ایک یہ بھی درجہ ہے۔

عبارات مناظرہ عجیبہ

صفحہ ۳ سطر ۸۔ مولانا حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمت
زمانی تو سب کے نزدیک مسلم ہے اور یہ بات بھی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ آپ
اول المخلوقات ہیں۔

صفحہ ۳ سطر ۹۔ مولانا خاتمت زمانی کی میں نے تو توجیہ اور تائید کی ہے

تقلیط نہیں کی۔ مگر ہاں آپ گوشہ عنایت و توجہ سے دیکھتے ہی نہیں تو میں
کیا کروں؟

صفحہ ۳ سطر ۱۱۔ اور میں نے فقط خاتمت زمانی اگر بیان کی تھی تو
میں نے اس کی علت خاتمت مرتبی کو ذکر کیا اور شروع تخذیر یہی میں مقتضاً
خاتمت مرتبی کا بہ نسبت خاتمت زمانی ذکر کر دیا۔

صفحہ ۳ سطر ۱۲۔ اور اگر ختم کو مطلق رکھیے تو پھر خاتمت مرتبی اور
خاتمت زمانی اور خاتمت مکانی اسی طرح ثابت ہو جائیں گی۔

صفحہ ۳ سطر ۱۸۔ بالجملة جیسے اخبار قیام زید و عمر مخالف و معارض
قیام زید نہیں بلکہ مع شی زائد اس کی تصدیق ہے۔ ایسے ہی اس صورت
میں میری تفسیر مع شی زائد مصدق تفسیر مفسران گذشتہ ہوگی نہ مخالف اور
معارض۔

صفحہ ۳ سطر ۱۳۔ مولانا معلوم نہیں یہ اعتراض ہے باعتبار سبب اعتراض
کی تو کوئی بات اس میں نہ نکلی اگر نکلا تو غیظ و غضب ہی نکلا۔ مولانا خاتمت
زمانی اپنا دین و ایمان ہے۔ ناحی کی تمت کا البتہ کچھ علاج نہیں سوا اگر ایسی باتیں
جائز ہوں تو ہمارے منہ میں بھی زبان ہے۔

صفحہ ۲۱ سطر ۱۵۔ اپنے اعتقاد کا حال تو اول تخذیر میں عرض کر چکا تھا۔
جس میں سے تقریر ثانی کے موافق خاتمت زمانی علی الاطلاق مجملہ مدلولات
مطابق لفظ خاتم ہو جائے گی۔

صفحہ ۵۰ سطر ۱۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر لیجئے صفحہ نہم کی سطر دہم سے لیکر

صفحہ یازدہم کی سطر ہفتم تک وہ تقریر لکھی ہے جس سے خاتمت زمانی اور خاتمت مکانی اور خاتمت مرتبی تینوں بدلات مطابقی ثابت ہو جائیں اور اسی تقریر کو اپنا مختار قرار دیا ہے چنانچہ شروع تقریر سے واضح ہے۔

صفحہ ۵۰ سطر ۳۔ سو پہلی صورت میں تو تاخر زمانی بدلائی التزانی ثابت ہوتا ہے اور دلالت التزانی اگرچہ بارہ توجہ الی المطلوب دلالت مطابقی سے کمتر ہو۔ مگر بعد دلالت ثبوت اول نشانی میں مدلول التزانی مدلول مطابقی سے زیادہ ہوتا ہے اس لیے کہ کسی چیز کی خبر تحقق اس کے برابر نہیں ہو سکتی کہ اس کی وجہ اور علت بھی بیان کی جاوے۔

صفحہ ۵۰ سطر ۱۰۔ خیر بآئین کی گیس جا پڑی۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ خاتمت زمانی سے مجھ کو انکار نہیں، بلکہ یوں کہیے کہ منکوس کے لیے گنجائش انکار نہ چھوڑی۔ افضلیت کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں جمادیے اور نبیوں کی نبوت پر ایمان ہے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کسی کو نہیں سمجھتا۔

صفحہ ۵۱ سطر ۱۶۔ بغض حسنی مختار احقر سے کوئی عقیدہ باطل نہ ہو گیا، بلکہ وہ رخنہ جو در صورت اختیار تاخر زمانی و انکار منع خاتمت مرتبی پر آتا نظر آتا تھا بند ہو گیا۔ پھر تیسرے خاتمت زمانی بھی مدلول خاتم النبیین رہی۔

صفحہ ۵۶ سطر ۱۴۔ اور کسی اور نبی کا بعد نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ہونا اور امتناع بالغير اس لیے کہ وہاں کوئی نبی پہلے مانع نہیں جو یہ خرابی لازم آئی۔ صفحہ ۶۸ سطر ۱۲۔ مگر معلوم نہیں کہ ان معنوں کو مولانا مخالفت اجماع کیونکر سمجھتے ہیں۔ اجماع حضرت مخالفت کو جب ہوتی جبکہ معارض معنی آخریت زمانی

ہوتا معنی مختار احقر تو مثبت خاتمت زمانی ہیں۔ معارض ہونا کجا۔ صفحہ ۶۹ سطر ۱۔ مولانا اول تقریر تحذیر پر تو خاتمت زمانی مدلول التزانی خاتم النبیین ہو گا اور دوسری تقریر پر مدلول مطابقی۔

صفحہ ۶۹ سطر ۶۔ ہاں یہ مسلم کہ خاتمت زمانی اجماعی عقیدہ ہے۔

صفحہ ۱۰۳ سطر ۱۴۔ اور امتناع بالغير میں کسے کلام ہے، اپنا دین و ایمان ہے۔ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں۔ جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں۔

فَكَذَّبَ شَيْدًا يَكِيًّا، جلد اول صفحہ ۱۱۸۔ ذات پاک حق تعالیٰ جل جلالہ کی پاک منزہ ہے۔ اس سے کہ متصف بصفات کذب کیا جاوے معاذ اللہ تعالیٰ اس کے کلام میں ہرگز شائبہ کذب کا نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ أَضْدَقُّ مِنْ اللَّهِ قِيلًا۔ جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے کہ وہ کذب برکتا ہے وہ قطعاً کافر و ملعون ہے اور مخالف قرآن و حدیث کا اور اجماع امت کا ہے وہ ہرگز مومن نہیں۔ تعالیٰ اللہ عما یقول۔ الظالمون علواً کبیراً۔ اور مولانا مولوی خلیل احمد صاحب کے فقہائے کی تعجباً ملخصہ

لِلْوَاقِفِ مِنَ الرُّسُلِ إِلَى الْخَلْقِ۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے جو بندہ پر یہ الزام لگایا ہے بالکل بے اصل اور لغو ہے۔ میں اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو کافر و مرتد و ملعون مانتے ہیں جو شیطان علیہ اللعن کیا کسی مخلوق کو بھی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم میں زیادہ کہے۔ چنانچہ براہین کے صفحہ ۴۴ میں یہ عبارت موجود ہے۔ پس کوئی ادنیٰ مسلم بھی فخر عالم علیہ الصلوٰۃ کے تقرب و شرف کالات

میں کسی کو شامل آپ کا نہیں جانا انتہی۔

خال صاحب بریلوی نے مجھ پر یہ محض اتہام لگایا ہے۔ اس کا حائر و مجربا ہو گا۔ یہ کفر یہ مضمون کہ شیطان علیہ اللعن کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے براہین کی کسی عبارت میں نہ صراحت ہے نہ کنایت۔

غرض خال صاحب بریلوی نے یہ محض اتہام اور کذب خالص بندہ کی طرف منسوب کیا ہے مجھ کو تو مدت العمر کبھی دوسرے بھی اس کا نہیں ہوا کہ شیطان کیا کوئی ولی فرشتہ بھی آپ کے علوم کی برابری کر سکے۔ چہ جائیکہ علم میں زیادہ ہو یہ عقیدہ جو خال صاحب نے بندہ کی طرف منسوب کیا ہے کفر خالص ہے۔ اس کا مطالبہ خال صاحب سے روز جزا ہو گا۔ میں اس سے بالکل بری ہوں اور پاک۔ و کفی باللہ شہیدا۔ اہل اسلام عبارات براہین کو بغور ملاحظہ فرمادیں مطلب صاف اور واضح ہے۔ مورو خلیل احمد و فقہ اللہ و فقہ۔

او مولانا مولوی اشرف علی صاحب کی بسط البنان کی یہ ملخص عبارت مشفق مكرم سلم اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کے خط کے جواب میں عرض کرتا ہوں۔

(۱) میں نے یہ غیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا اور لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گزرا۔

(۲) میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا چنانچہ اخیر میں عرض کروں گا۔

(۳) جب میں اس مضمون کو غیث سمجھتا ہوں اور دل میں بھی کبھی اس کا خطرہ

میں گزرا جیسا اور پر معروض ہوا تو میری مراد کیسے ہو سکتا ہے۔

(۴) جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحتہ یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ کذب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور نقیص کرتا ہے حضور سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی۔ یہ تو جواب ہوا آپ کے سوالات کا۔

میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ اور قول ہمیشہ سے آپ کے افضل المخلوقات فی جمیع الکلمات العلیہ والعلیہ ہونے کے باب میں یہ ہے۔ ج بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ اب میں اس تحریر کو ختم کرتا ہوں اور لقب مبطل البدان لکھنا لسان عن کاتب حفظہ الایمان سے ملتق کرتا ہوں والسلام علی من اتبع الهدی۔ کتبہ اشرف علی۔

واقعی انہی حضرات کی عبارات ہیں جنکی طرف منسوب کی گئی ہیں جن میں سے مولانا خلیل احمد صاحب کے فتوے کے سوائے جملہ رسائل متعدد دفعہ طبع ہو کر عالم میں شائع ہو چکے ہیں۔ جس کو کچھ بھی تامل ہو وہ بلا تامل ان تحریرات کو اصل سے ملا کر دیکھ لے اور مولانا خلیل احمد صاحب کا فتوے بھی السحاب المدرار میں طبع ہو گیا ہے۔ علاوہ ازیں خود دونوں حضرات سے تصدیق بھی ہو سکتی ہے۔ اب ہم جملہ اہل ایمان کو یاد دلانا چاہتے ہیں کہ ان جملہ عبارات میں سے کسی ایک کی نسبت بھی کسی قسم کا خلجان نہ فرمائیں۔ اطمینان اور تصدیق کی جو صورت ہے اس سے تصدیق فرمائیں اور یہ عبارات نفی مضامین کفریہ مذکورہ میں جیسے صاف اور ظاہر ہیں معلوم ہے۔

ان عبادات قطیۃ الثبوت و قطیۃ الدلائل کے بعد بھی کوئی ادنیٰ ذی علم صاحب ایمان ان حضرات کی طرف ان مضامین خبیثہ کی نسبت کر سکتا ہے۔ جو خاں صاحب بریلوی نے منسوب کیے ہیں۔

اس کے بعد بایمان صادقہ شہادت و التقدیر عرض ہے کہ ہم نے بفضل اللہ حضرت مولانا قاسم الخیرات والبرکات اور حضرت مولانا رشید الحق والدین کو بچشم خود دیکھا، ان کے اقوال و اعمال عبادات و معاملات کو مدت العمر مشاہدہ کیا۔ ہم نے ان سے زیادہ عالم باعمل، عاشق رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بطریق سنت و پابند شریعت زاہد فی الدنیا راغب فی الآخرہ کسی کو نہیں پایا۔ ان کی نسبت کسی دشمن دین و حیا کا یہ کہنا کہ لغو ذبا اللہ وہ خداوند متعال سے صُدُّ کذب کو جائز کہتے ہیں یا حضرت سید المرسلین صلوات اللہ علیہ و علیٰ اتباعہ اجمعین کی خاقیت زمانی کے منکر ہیں۔ اس امر کی دلیل ہے کہ وہ قائل مفتی کے لیے شک قائل اتخذا اللہ ولدا کا سچا جانشین اور پورا وارث ہے اور اس کا سلسلہ نسب بھی اس سے جا ملے تو کیا عجب ہے ان مقدس حضرات کے نزدیک بلکہ ان کے مخلصین و خدام کے عقیدہ میں ایسا شخص خدا کا دشمن رسول کا مخالف، ایمان سے خارج لعنت کا مستحق ہے جنہوں نے ان کے اقوال کو سنا ہے اور ان سے فیض علم حاصل کیا۔ ہے۔ اُن کو تو یہ امر ایسا بدیہی ہے کہ اس کے مقابلہ میں تمام کلاب النار کی عمرو اور ان کی افترا پر دازی اتنا بھی اثر نہیں کر سکتی جتنی اُٹرو پر سفیدی۔ مگر وہ حضرات جن کو ان کے اقوال و احوال کا سچا علم مقالات صادقہ کے ذریعہ سے ہوتا ہے ان پر بھی ان شاء اللہ ایسے صریح ہتھان کا کوئی

اثر نہیں ہو سکتا۔ ان مقدسین حضرات کے احوال و اقوال سے جو خدا اور رسول کی اطاعت و عشق و محبت ٹپکتا تھا۔ اس کے مقابلہ میں اہل ہمرائے کی زبانی و دعادی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکر ۵ تقویٰ اللہ وانت تظہر جسہ یاد آتا ہے جو بالکل بے اصل اور صرف زبانی جمع خرچ اور محض دھوکہ کی ٹٹی ہے اور کوئی بہت ہی حسن ظن سے کام لے تو سمجھنے لگے جو اپنے مالک سے محبت کا معاملہ کیا تھا، اس سے یہ محبت زیادہ نہیں ہو سکتی۔

جیسے روافض نے محبت اہل بیت کی آڑ لے کر اور ائمہ کرام اہل بیت کو عالم ماکان و مایکون کا خطاب دے کر اور ان کے اقوال کو نسخ احکام انصرمان کر اور ان کو اپنی موت اور حیات کا مختار بنا کر اہل حق کو دشمن اہل بیت کہنا شروع کر دیا تھا۔ ویسے ہی اس المبتدعین مجدد بدعات لے حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کا منصب تجویز کر کے اور قیامت تک کے سادات کو مومن و جنتی ظاہر کر کے اپنے آپ کو محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا اور تمام اہل حق اور اولیاء اللہ کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف مشہور کر کے دنیا کی سرخروئی کی طمع میں سواد الوجہ فی الآخرہ بلکہ فی الدارین کو منظور کیا۔

ہر دو حضرات مقدس کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی زبانی تحقیقات سامعین کے دل و دماغ میں محفوظ اور ان کی تحریرات مطبوعہ لوگوں کے پاس موجود ہیں جن کے سننے اور دیکھنے سے بالبداہتہ ادنیٰ فیہم یقین کر سکتا ہے کہ توحید و رسالت وغیرہ اصول اسلام کی جو تحقیقات ان پر فائض ہوئی ہیں، اہل بدع و مدعیان

محبت وافضیلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا انکشاف تو درکنار زبانی حق
خرق بھی ان کے متعلق نصیب نہیں ہو سکتا اور ان کے اذہان کج رفتار کے
اعتبار سے ان تحقیقات غامضہ حق کو محالاً عین رات و لا اذن سمعت
ولا خطر علی قلب بشر۔ کا مصداق کہنا سراسر حق ہے اس کی مثل بعینہ
ایسی ہی ہے کہ محققین اہل سنت نے دربارہ کمالات مرتضوی و فضائل امیر
اہل بیت جو تحقیقات و اقصیہ قرآن و حدیث سے استنباط فرمائی۔ و انفس خذلہم
اللہ تعالیٰ کو ان کا تو خواب بھی نصیب نہیں ہوا، ہاں کیا تو یہ کیا اپنے غلو نفسانی
اور افراط شیطانی کے جوش میں آکر محبت اہل بیت کا یہ ثبوت دیا کہ ان کو عالم
ماکان و مایکون اور ان کی شان یحسون مایشاؤون و یحرمون مایشاؤون
اپنی حیات و موت کے مالک اور مختار و غیرہ وغیرہ قرار دے کر اپنے آپ کو
محبت اہل بیت اور اہل حق کو دشمن اہل بیت کہنا شروع کر دیا اور فضائل مختصرہ
کو اڑ بنا کر خلق اللہ کی راہ مانے لگے۔ اسی طرح پر مجدد بدعات بلکہ تمام المبتدیان
کو حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل عالیہ اور کمالات و اقصیہ کی تو ہوا بھی
نہیں لگی، اپنی طرف سے اختراع کر کے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم الغیب
وغیرہ قرار و خطاب دے کر اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اڑ بنا کر
اپنے آپ کو محب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اہل حق کو دشمن رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشہور کرنے پر کمر باندھ ہی فلعنہ اللہ علی الکاذبین۔
ایسے اختراعات کاذبہ اور وساوس شیطانیہ کا اگر اعتبار ہو تو آج امام اعظم
ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ معتزلہ اور مرجئیہ ہیں اور حضرت امام شافعی اور حضرت

حسن بصری اور امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم قدریہ میں شمار ہوتے بلکہ حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمنان رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دشمنان اہل بیت میں گنے جاتے۔

اس لیے اہل ایمان خواص و عوام کو ضرور ہے کہ ایسے جھوٹے افتراء و اذول
کی آواز پر کان نہ رکھیں اور مقدسین بزرگان دین کی شان میں کوئی خطرہ بھی دل
میں نہ آنے دیں اور خوب سمجھ لیں کہ مبتدعین موجودہ کا دھوکہ روا فضل کے
دھوکہ سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ انھوں نے محبت اہل بیت کرام کو اڑ بنایا
تھا تو انھوں نے محبت رسول علیہ السلام کی پناہ لے رکھی ہے۔ علی ہذا القیاس
جناب مولانا خلیل احمد صاحب سلمہ اور جناب مولانا اشرف علی صاحب سلمہ پر جو اس فرقہ
ضالہ نے ہرزہ گوئی کی ہے سراسر افتراء اور بہتان ہے۔ یہ دونوں حضرات بجمہ اللہ
بقیہ حیات زینت افزائے مسند رشد و ہدایت اور اپنے مقدسین اسلاف کے
سچے جانشین ہیں۔ جس کا جی چاہے دیکھ لے اور خود ان سے تحقیق کر لے۔ ہم کو ان
کے احوال و اقوال سے پوری واقفیت اور ان کے اوصاف و کمالات سے پوری
آگاہی ہے جو ناپاک باتیں ان کی طرف منسوب کی جاتی ہیں، ان حضرات کو
بفضل اللہ قیامت تک ایسا خطرہ بھی نہیں آ سکتا، اللہ کے فضل سے وہ ان
لوگوں میں ہیں کہ جن کے طفیل سے عالم میں سلسلہ ہدایت باقی ہے۔ ولو
کہ الاعداء والمخالفون۔

ان کی تالیفات متعددہ کثیرہ مشہور ہیں، ان کو جس کا جی چاہے دیکھ لے۔
ان کی تالیفات کی نسبت ایسے گندے مضامین کو منسوب کرنا ایسا ہی ہے

جیسا کسی بے حیا بدین نے لاتقریٰ بالصلوٰۃ کو دیکھ کر کہہ دیا تھا کہ نماز کی نعمت کلام مجید میں موجود ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔

اب ہم کو امور مستفسرہ کے متعلق کچھ عرض کرنے کی حاجت نہیں رہی۔ مگر محض بغرض توضیح و تحقیق ہر سوال کے متعلق مفرداً صداقت و ایمان داری سے کچھ کچھ عرض کیے دیتے ہیں۔

۱۔ تحذیر اناس میں ختم زمانی کا انکار کہیں نہیں کیا بلکہ اس کا ثبوت مدلل تحذیر الہی اور دیگر تحریرات حضرت مولانا قدس سرہ میں بوضاحت موجود ہے اور منکر ختم زمانی کو کافر فرمایا ہے۔

۲۔ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ کا کوئی فتوے ایسا نہیں جس میں کذب بالفصل باری تعالیٰ نعوذ باللہ واقع یا ممکن الوقوع فرمایا ہے بلکہ ایسے عقیدہ کو اپنے فتوے میں صریح کفر تحریر فرمایا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حق سبحانہ کا جھوٹ بولنا محال ہے۔

۳۔ مولانا خلیل احمد صاحب نے ہرگز ہرگز اس کی تصریح نہیں فرمائی کہ علم البلیس نعوذ باللہ علم حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ اور بڑھ کر ہے اور نہ ان کا یہ عقیدہ ہے۔ ایسے عقیدہ کو مولانا سلمہ باطل اور کفر فرماتے ہیں۔

۴۔ مولانا اشرف علی صاحب نے یہ مضمون صریح غلط اور کفر کسی تحریر میں نہیں لکھا کہ نعوذ باللہ آپ کا علم غیب سچ و پاگل بلکہ ہر ہر جانور کی برابر ہے۔ ایسے مضامین علماء حرمین شریفین کو لکھنا اور فتوے حاصل کرنا سخت بے حیائی اور سراسر افتراء ہے۔

۵۔ یہ مضامین کا ذہب کفر یہ حضرات موصوفین نے کسی کتاب میں صراحتہ یا اشارہ کبھی ہرگز بیان نہیں فرمائے جو ایسا عقیدہ رکھے وہ ہمارے بزرگوں کے اعتقاد میں ضال و مضل ملعون کا فرزند بقی جہنمی مرتد ملحد اور اس شیطان کا بھی استاد ہے جو اکابر دین اور اولیاء اللہ کی تکفیر کا دلدادہ ہو۔

۶۔ جن عبارات سے مجدد البدعات اپنے مضامین افتراء اور اختراع کردہ کو بالتصریح ثابت کتے ہیں ان سے اشارہ اور لزوماً بھی قیامت تک ہ مضامین اہل فہم و انصاف کے نزدیک ثابت نہیں ہو سکتے۔ ہاں ایسا ثبوت تو ہو سکتا ہے جیسا کسی نے کہا تھا۔ عین باز بر عفت عین باز بر عفت میرا نام محمد یوسف شاعر باچپن بیہودہ کوئی میسٹوان گفتن اگر قوتے داری بگو در بہتے داری بیار

اگر تفصیل منظور ہو تو اسباب المذاری فی توضیح اقوال الاخیار اور توضیح الیال فی حفظ الایمان ملاحظہ فرمایا جائے، اس میں نہایت وضاحت سے ان عبارات کا مطلب بیان کیا گیا ہے۔

۷۔ ان مضامین مستفسرہ کفریہ کا اثر نہ تحریرات مسئلہ میں ہے اور نہ ان حضرات کی تحریرات باقیہ اور دیگر تالیفات میں کہیں تہ اور نشان صراحتہ یا ضمنیاً اصلتاً یا تبعاً کہیں ایسے مضامین خبیثہ کا کسی تقریر یا تحریر میں اصلاحاً اثر نہیں اور نہ ان کے اتباع میں ان صریح کفریات کا کوئی معتقد ان حضرات پر ایسے لغویات کا افتراء اس قدر بے اصل اور جھوٹ ہے کہ نادان جاہل متعقدین بریلوی کو تو میں نہیں کہہ سکتا مگر بریلوی خان بھی خوب جانتے ہیں کہ یہ یاروں کی کار سازی ہے جس کی اصل

کچھ بھی نہیں جس کا نتیجہ ان شاء اللہ دنیا میں ناکامیابی اور آخرت میں خسران ہے۔ اعاذ باللہ والمسلمین من ذلک واللہ تعالیٰ هو الموفق والمہین

بالجملہ ہمارے اکابر پر اور ہم پر اہل بدعات کے یہ وہ اتہامات ہیں جن سے ہم بفضلہ تعالیٰ بالکل بری ہیں۔ منجملہ اور امور کے یہ بھی افتر کیا جاتا ہے کہ علمائے دیوبند غیر مقلد لاندہب گلابی دہابی ہیں۔ اس سے بھی مقصود صرف مسلمانوں کو بدظن کرنا ہے۔ حالانکہ ہم لوگ بجز اللہ تعالیٰ پرستہ حنفی ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ العزیز نے عدم قرأت فاتحہ خلف الامام کے بارہ میں رسالہ الدلیل المحکم علی عدم قرأتہ القاتعہ للموتم اور بیس رکعات تراویح کے ثبوت میں حضرت مولانا موصوف نے مصباح التراویح ایسے عجیب غریب رسالے تحریر فرماتے کہ ان کی خوبی دیکھنے سے متعلق ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ العزیز نے قرأت فاتحہ خلف الامام کے عدم جواز میں رسالہ ہدایۃ المستدی وہ لاجواب رسالہ تحریر فرمایا کہ جس کو منصفین اہل حدیث نے بھی عزت کی نظر سے دیکھا۔ پھر عدم جواز جمعہ فی القریٰ کے بارہ میں اوثق العربی ایسا بے نظیر رسالہ تحریر فرمایا کہ حضرت مولانا ممدوح ہی کا حق تھا۔ غیر مقلدین زمانہ نے شبہ پیش کیا کہ قرآن میں جو اوقاف لکھے ہیں، سب غلط ہیں، ان کا جواب بھی حضرت مولانا ممدوح نے تحریر فرمایا۔

غیر مقلدین کے مسائل مشہورہ رفع یدین۔ آمین بالجہر قرأت خلف الامام قصاص۔ قاضی ظاہر و باطن میں نافذ ہوتی ہے۔ وقت ظہر مثلیں تک ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

جن مسائل پر غیر مقلدین کو ناز تھا ان کا جواب اولہ کا مہ حضرت فخر المحدثین مولانا مولوی محمد حسن صاحب دامت برکاتہم مدرس اول مدرسہ عالیہ دیوبند ارشد تلامذہ حضرت قاسم الخیرات نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا پھر اس کے جواب الجواب مصباح الاولہ کا جواب ایضاً الاولہ ایسا لاجواب تحریر فرمایا جو آج تک لاجواب ہے۔ غیر مقلدین زمانہ کے بڑے بڑے معرکہ الاراء مسائل کے ایسے دندان شکن ہی نہیں بلکہ تحقیقی جوابات دیے ہیں جن کی خوبی دیکھنے ہی پر موقوف ہے۔ پھر دیہات اور گاؤں میں جمعہ نہ ہونے کے بارے میں غیر مقلدین کے چند رسائل کا جواب احسن القرأے تحریر فرمایا جو عالم میں مشہور ہے۔ غیر مقلدین کے بڑی مایہ النحر کتاب فطر المسین کا جواب فتح المسین جناب مولانا نانوتوی قدس سرہ العزیز کے شاگرد رشید مولانا منصور علی خاں صاحب مراد آبادی نے دیا۔ غیر مقلدین کے دس سوالوں کا جواب مولانا مولوی فخر حسن صاحب دیوبندی نے تحریر فرمایا۔ پھر قرأت فاتحہ خلف الامام کے عدم جواز کے بارے میں ایک نہایت مفصل کتاب ام العتسرن تحریر فرمائی۔

ان کے علاوہ کثرت سے متعدد مقام پر ان حضرات کے خدام نے غیر مقلدین کو ہامیہ نجدیہ سے تقریری مناظرے فرمائے اور کرتے ہیں جہاں مدعیان حنفیہ کی جان نکلتی ہے اور بلانے سے جواب تک بھی نہیں دیا جاتا۔

مسلمانو! آخر خدائے ذوالجلال کو جان دینی ہے کیا اسی کا نام لاندہبیت غیر مقلدیہ و ہابیت نجدیہ ہے۔ کچھ تو خدا سے شرمانا چاہیے اور غور کرنا چاہیے الٹا چور کو تو ال کو ڈانٹتے ہیں صاحبوں نے حقیقہ کے نام کو بدنام کیا اور طہ لکایا،

وہ تو مقلد ہونے کا دعویٰ کریں اور جو واقعی اصلی سچے حنفی ہوں غیر مقلد و ہابی وغیرہ سے بدنام کیے جائیں۔ اب یہ معلوم حنفیہ ان کی اصطلاح میں کس چیز کا نام ہے۔ کیا کوئی مسلمان حنفی کا مضمون اس کے سوا سمجھتا ہے کہ وہ امام صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ کے فقہ پر عمل کرے۔ حنفی عقائد کی موافق اعتقاد رکھے۔

مسلمانو! ہم اعلان سے عرض کرتے ہیں کہ فقہ حنفی ہمارا معمول اور عقائد حنفیہ ہمارے عقائد۔ ہمارے مخالف اگر سچے ہیں تو ہمارا فتوے مذہب حنفی کی کتب متبرکہ کی آیات مجتہد کے خلاف اور ہمارا کوئی عقیدہ کتب عقائد و کلام کے خلاف ثابت تو کرے۔

ہم بفضلہ تعالیٰ سچے ہیں۔ ہمارا مخالف یہ کبھی بھی ثابت نہیں کر سکتا کہ ہمارا عمل اور فتوے فقہ حنفی کے اور عقیدہ عقائد حنفیہ کے خلاف ہو۔ اگر سچا ہے اور ایمان رکھتا ہے تو ثابت کرے ورنہ مسلمان ہمارے جملہ مخالفین کو کاذب اور ہم کو سچا حنفی سمجھیں مگر یاد رہے کہ ہم امام صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ کے مقلد ہیں۔ جو بات کہیں یا تو امام صاحب سے یا ان کے اصحاب یا اصحاب کے اصحاب یا اصحاب فتاویٰ متون شروح سے اول کسی روایت مخالف کا مفتی بہ ہونا ثابت ہو۔ پھر ہم پر اعتراض فرمائیں۔ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ پر توہر کر لیں گے مگر خداوند عالم نے وہ ہاتھ اہل بدعت میں پیدا ہی نہیں کیا۔ وہ خود فقہ سے برگشتہ ہیں، ان کو فقہ کی خبر ہی کب ہے جو کسی کا موافق یا مخالف ہونا بیان کریں۔

اور اگر کسی مسئلہ میں دو روایتیں ہوں اور تصحیح بھی مختلف ہو یا فتویٰ بھی

دونوں جانب ہو، اس میں ایک جانب پر عمل کرنے میں کسی کی مجال۔ ہے جو اعتراض کر سکے بحول اللہ و قوتہ کوئی صاحب یہ بھی نہ فرما سکیں گے کہ ہمارا معمول ہمارا روایت ضعیف یا مرجوح یا غیر مفتی بہا ہو۔ پھر بھی ہم کو غیر مقلد گلابی و ہابی کہا جاوے تو مسلمان خود خیال فرمائیں کہ یہ الزام کس درجہ صحیح ہے۔ وجہ تقلید شخصی میں حضرات اکابر مولانا نانوتوی و حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہما اور حضرت مولانا محمود حسن صاحب فخر المحدثین وغیرہم نے تحریر فرمائیں۔ سائل لکھے اور پھر بھی غیر مقلد یا للعجب و نصیحة الادب بحساب یوم الحساب۔

علیٰ ہذا القیاس ہم پر یہ الزام کہ بزرگان دین کو نہیں مانتے کس قدر بے اصل الزام ہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قبلہ ارباب تحقیق مساجد کی قدس اسرار ہم سے تمام اکابر اصاغر علما۔ دیوبند مرید سب بفضلہ تعالیٰ ذکر و شغل خود صاحب سلاسل پیری مریدی کرتے ہیں۔ ان کے شجرہ منظر سالہا سال سے چھپے ہوئے موجود پھر بھی وہ لوگ بزرگوں سے منکر ہوں۔ جاتے تعجب ہے۔ اہل اسلام خوب سن لیں کہ جملہ سلاسل کے بزرگان دین ہمارے مقتدا و پیشوا ان کی محبت ذریعہ نجات ان کی کرامات ثابت ان سے بغض و عداوت شقاوت اور محرومی کی علامت یہ ہمارا اعتقاد ہے۔ ہاں بزرگوں کو نبی نہیں سمجھتے ان کو خدا یا خدائی کا مالک نہیں سمجھتے ان کو دربار خداوندی میں شفیع او وسیلہ جانتے ہیں کارخانہ عالم ان کے قبضہ و قدرت میں نہیں سمجھتے کہ وہ جو چاہیں کریں جس کو جو چاہیں دیں یا نہ دیں۔ ہاں جس سے خداوند عالم جس کام کو چاہے لے لے۔ یہ امر

ہم ان کی قبروں کو سجدہ نہیں کرتے۔ خانہ کعبہ کی طرح ان کے مزارات کا طواف نہیں کرتے۔ تعزیروں میں اولاد کے لیے عرضیاں لکھ کر نہیں لٹکاتے۔ یہ اگر بزرگوں کا نہ ماننا ہے تو ایسا نہ ماننا سب مسلمان نہیں مانتے۔ گزرق مراتب نیکنی زندگی خدائے ذوالجلال کی صفات محققہ میں کوئی نبی شریک نہیں۔ انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے کمالات محققہ میں کوئی مخلوق شریک نہیں۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کوئی ولی افضل نہیں۔ ان کے بعد تابعین کا مرتبہ ہے پھر اولیاء امت اختیار امت خلاصہ اسلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ممتاز فرمایا ہے، ان کی محبت ذریعہ نجات اور عداوت شقاوت و حرمان کی علامت جس سے سورخانہ کا ٹوٹ ہے۔ یہ ہمارے وہ اعتقاد ہیں جن پر اپنی موت و حیات چاہتے ہیں اور یہ کہ ہمارا اسی پر خاتمہ ہو۔

مسلمان بالکل مطمئن ہو جائیں کہ ہم بالکل سچے، یکے حنفی اور سلاسل حضرات اویار نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ کے حلقہ بگوش ہیں۔ ہاں انہیں حضرت کی برکت سے بدعات سے تنفر تام ہے۔ واللہ اللہ علی ذلک جس کام میں بدعت کا شائبہ بھی ہو اس سے احتراز اولیٰ سمجھتے ہیں کیونکہ نور اور نجات فقط سنت نبویؐ میں ہے علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ اور متفق علیہ سنت اس قدر ہیں کہ ان پر بھی عمل کرنا دشوار ہے۔ پھر جس امر کے بدعت ہونے کی ایک جماعت علماء مدعی نہ صاحب مذہب سے نقل نہ کتب فقہ میں پتہ اور جب

سے وہ شے پیدا ہوئی اسی وقت سے اس میں اختلاف جس مرتبہ کے لوگ اس کی تحسین کریں اسی مرتبہ کے علماء۔ یا ان سے زیادہ اس کو اچھا نہ سمجھیں پھر اس کام کے کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ دعائے ربك الى مالک یربک۔ اس پر اگر کوئی اعتراض کرے اور حنفیہ اور تقلید سے خارج یا بزرگوں کا مخالف بتائے تو اس کو خدا سے خوف کرنا چاہیے۔ کسی کی حقانیت پر وہ ڈالنے سے مخفی نہیں ہو سکتی۔ الحق یعلو ولا یعلیٰ۔

کتبہ۔

بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی مدرسہ عالیہ دیوبند جن حضرات اربعہ کے متعلق یہ استفسارات ہیں بندہ بجز ان حضرات کے علم و عمل و عقائد و اقوال اور حالات سے پورا واقف ہے اور بلا واسطہ ان حضرات کے مقالات و حالات کو کثرت سنا اور دیکھا ہے مجھ کو پورا یقین اور اطمینان ہے کہ جو باطل ان کی طرف منسوب کی گئی ہیں وہ اس قدر بے اصل ہیں کہ مغتری کا تو ذکر کیا ہے۔ ان امور کی تصدیق کرنے والوں پر بھی مجھ کو سور عاقبت کا اندیشہ ہے۔ اعاذنا اللہ والمسلمین من ذلک۔ ان حضرات کے علما و عملا قبح سنت اور اہل حق ہونے میں ادنیٰ تا مل اہل ایمان اور اہل انصاف کا کام نہیں جو حضرات ان میں سے موجود ہیں ان کو دیکھ لو اور جس کی چاہو تاالیفات ملاحظہ فرماؤ۔ ان شاء اللہ تاقضیت سے جو بھی کسی کو خلیجان ہو گا وہ جاتا رہے گا۔ اس لیے بندہ اس فتوے کی لفظاً لفظاً تصدیق کرتا ہے

بندہ، مفتی عفی عنہ، مدرسہ اولیٰ مدرسہ عالیہ دیوبند

خدا سے ذوالجلال کو شاہد بنا کر عرض کرتا ہوں کہ ہمارے موجودہ اکابر و اصغر و حضرت والد ماجد فخر الاسلام و المسلمین مولانا مولوی الحاج المحافظ محمد قاسم نانوتوی حضرت شیدائے اسلام و المسلمین استاذ ادرشہ مولانا مولوی الحاج المحافظ رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہما اور جس قدر مدرسین و منتظمین و ممبران مدرسہ عالیہ دیوبند ہیں۔ سب کے یہی عقائد ہیں جو فتوے میں مذکور ہوئے۔ ہمارے مخالفین نے جو ہم پر بلا وجہ بہتان بندی فرمائی ہے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت فرما دے اور جن عبارات تحذیر الناس و براہین قاطعہ و حفظ الایمان کی نسبت خان بریلوی نے افتر کیا ہے۔ ان کا صحیح مطلب رسالہ السحاب الممدار فی توضیح اقوال الاخیار و توضیح البیان فی حفظ الایمان میں ملاحظہ فرمائیں۔

محمد احمد مہتمم مدرسہ عالیہ دیوبند ابن حضرت مولانا محمد قاسم ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا یہی اعتقاد ہے۔

محمد مسعود احمد عفی عنہ ابن حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب قس کے العزیز گنگوہی
کئی باللہ شہید ا۔ کہ ہم نہ غیر مقلد نہ وہابی بزرگوں کی عظمت کے منکر نہ خدا سے ذوالجلال کے جھوٹ کو معاذ اللہ تعالیٰ منہ ممکن الوقوع کہیں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم و فضل میں کسی مخلوق کو مساوی کہنے والے بلکہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم زمانی کے ساتھ خاتم جملہ کمالات بشر کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اہل اسلام ہماری جانب سے بالکل مطمئن ہو جائیں۔ مدرسہ عالیہ دیوبند کے جملہ منتظمین و مدرسین اصولاً و فروعاً بغض اللہ تعالیٰ حنفی ہیں خان بریلوی

نے خدا سے علم و دیانت جن عبارات کا غلط مطلب بیان کر کے خلقت کو گمراہ کیا ہے ان کا صحیح مطلب السحاب الممدار اور توضیح البیان میں ملاحظہ فرمائیں۔ ان رسائل کے مطالعہ کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ ہر طالب حق کے اطمینان کی امید ہے: واللہ تعالیٰ هو الہادی الی الصواب۔

احقر حبیب الرحمن عفی عنہ مددگار مہتمم مدرسہ عالیہ دیوبند۔

بندہ نے خان بریلوی کے تمام الزامات کو بغور دیکھا۔ ان کی بناءً محض نفسانیت پر پائی۔ چنانچہ عبارات منقولہ تحذیر الناس و مناظرہ عجیبہ سے ظاہر ہے ان کے علاوہ قبلہ نما جو ۱۲۹۵ھ میں تحریر ہوا گویا حضرت مولانا نانوتوی مرحوم مغفور کی آخر التصانیف ہے۔ اس کی بھی چند عبارتیں نقل کرتا ہوں جن سے علم زمانی صراحتاً ثابت ہوتا ہے۔

اگر کلام اللہ شریف کلام خدا ہے اور بیشک حکم عقل انصاف کلام خدا ہے تب تو اس میں آپ کو خاتم النبیین کہہ کر جتلا دیا کہ آپ سب انبیاء کے سردار ہیں کیونکہ جب آپ خاتم النبیین ہوئے تو یہ معنی ہوئے کہ آپ کا دین سب دینوں میں آخر ہے اور چونکہ دین حکمانہ خدا زیدی کا نام ہے تو جس کا دین آخر ہو گا وہی شخص سردار ہو گا۔ اسی کا حکم آخر رہتا ہے ص ۸

القصد در دولت تک سوائے حبیب عالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم بالا صالت کسی کو اجازت نہ ہوتی۔ ص ۶۱۔

و ایسے ہی مدار علوم اور مصدر کمالات علمیہ رتبہ میں اور سب سے اول ہو گا۔ گو وقت تعلیم اس کے علوم دقیقہ کی نوبت بعد میں آئے۔ پھر جب یہ محاذ

کیا جائے کہ حکومت بے علم احکام متصور ہی نہیں اور اس لیے حکومت علما ہی کا کام ہے جو انبیاء کو حکام اور نائب خداوند ملک عظام کنہا پر طے گا اور چونکہ خدا تک بے واسطہ کسی کو رسائی میں جو بنی رتبہ میں سب میں اول ہوگا، اس کا دین یعنی اس کے احکام باعتبار زمانہ سب میں آخر رہیں گے۔ کیونکہ ہنگام مراضعہ جو موقع نفع حکم حاکم ماتحت ہوتا ہے۔ حاکم بالادست کے حکم کی نوبت آخر میں آتی ہے۔ غرض اس وجہ سے مصدر علوم کے احکام اور علوم تک نوبت بعد میں آئے گی اور اس طور اس کے دین کا بہ نسبت اور ادیان ناسخ ہونا ظہور میں آئے گا۔ (ص ۶۱، ۶۲)

تو لاجرم دین خاتم الانبیاء ناسخ ادیان باقیہ اور خود خاتم الانبیاء سرور انبیاء افضل الانبیاء ہوگا۔ ص ۶۳۔

حضرت مولانا مرحوم کی تصانیف میں اس قسم کی عبارات بکثرت موجود ہیں۔ مثلاً نمونہ از خردارے و اندکے از بسیارے کے طور پر یہ چند سطور عرض کر دی ہیں۔

آیا کوئی مسلمان ہے جو ان عبارات کے بعد بھی یہ کہہ سکے کہ حضرت قاسم العلوم و الخیرات سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم زانی ہونے کے منکر ہیں۔

اور برابین قاطعہ اور حفظ الایمان اور حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز کی نسبت خاں صاحب نے جو اتہامات تصنیف فرمائے ہیں۔ ان کے متعلق رسالہ الحساب الممدار فی توضیح اقوال الاخیار اور توضیح البیان فی حفظ الایمان

ملاحظہ فرمایا جائے۔ ان کے ملاحظہ سے یہ امر ان شاء اللہ تعالیٰ واضح ہو جائے گا کہ جملہ اتہامات خاں صاحب کے لغو اور بیجا ہیں، ان عبارات کا وہ مطلب ہو ہی نہیں سکتا۔ جو خاں صاحب بیان کرتے ہیں، جن مطالب کفر کی تصریح کا دعویٰ ہے وہ ہزار و سالیط بھی نہیں ہو سکتے۔

باجملہ اہل اسلام بالکل مطمئن ہو جائیں کہ خاں صاحب اہل بدعت نے جو اتہامات اکابر اہل اسلام دیوبند کی طرف منسوب کیے ہیں بالکل بے اصل اور لغو ہیں۔ علمائے دیوبند سچے اور یکے حنفی ہیں۔ بزرگان دین کے ماننے والے ہی نہیں بلکہ خود بفضلہ تعالیٰ بزرگ اور اولیاء کبار میں داخل سلاسل اولیاء میں شامل ہی نہیں، بلکہ خود صاحب سلسلہ ہیں۔ یہاں جیسے سلسلہ علم ظاہری ہے۔ الحمد للہ تعالیٰ کہ تعلیم باطنی کا فیض بھی ویسے ہی جاری ہے۔

جہاں درس گاہوں میں کتابوں کا درس اور مطالعہ ہے تو حجروں میں ذکر و شغل مراقبہ ہے۔ یہ حضرات جامع شریعت و طریقت تابع سنت ہیں۔ ان کے غیر متعلقہ و بانی رافضی خارجی اور آج کل کے بدعتی سب ناراض ہیں اور طرح طرح کے بہتان مسلمانوں کو ان سے متفرغ کرنے کو اہل بدعت تراشتے ہیں۔ اگر اب بھی کسی صاحب کو کوئی خلش باقی ہو تو پچھتم خود ملاحظہ فرمائیں۔ شنیدہ کہ بود مانند دیدہ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہماری عرض کی ہم سے زیادہ تصدیق فرمائیں گے۔ بندہ محمد رفیع عفی عنہ ابن شہید خدا علی المرتضیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ

خادم طلبہ دارالعلوم نبوی دیوبند۔ ادامہ اللہ تعالیٰ بندہ بیچران نے مجدد اللہ ان حضرات قدسی صفات کی تصانیف کو بکراؤ

مرات مطالعہ کیا اور جہاں تک فہم نے یارائی دی میں نے ان کو خوب سمجھنے کی کوشش کی۔ ادھر مخالفین کے اعتراضات بھی بغور دیکھے اور سنے، لیکن خدا کا ہزار بار شکر ہے کہ ان حضرات کے دامن تقدس کو ان خرافات سے پاک پایا جو ان کی طرف نسبت کیے گئے ہیں اور جس قدر مخالفین کی نکتہ چینیال سنیں اسی قدر اپنے حضرات سے عقیدت بڑھتی گئی، چنانچہ بحول اللہ قوتہ) بندہ اپنے دائرہ فہم کی موافق ان مضامین کا مطلب بتلانے کے واسطے ہر شخص کے مواجہ میں تیار ہے۔ جن کو مخالفین نے اپنی سفاہت سے مخدوش ٹھہرایا ہے یہ عجیب بات ہے کہ ان حضرات کی نسبت جس طرح کی بہتان بندیاں کی گئی ہیں، ان سے پہلے بھی اسی طرح کے لغو عقائد حضرات شیخ اکبر مکی الدین العربی اور امام عبدالوہاب شمرانی وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق حاسدوں نے مشہور کیے ہیں جن کا دھندلا سانشان کتاب البواقۃ الجواہر وغیرہ میں مل سکتا ہے لیکن خدا کا شکر ہے کہ نہ ان کو اس قسم کے حملوں سے کچھ گزند پہنچ سکا اور نہ ہمارے اکابر کو فتنہ الوفاق واللہ الموفق۔

مفتی محمد کرم عثمانی عفا اللہ عنہ مدرس دارالعلوم دیوبند

ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا یہی اعتقاد ہے
بندہ غلام رسول عفی عنہ مدرسہ عالیہ دیوبند
ہمارا یہی اعتقاد ہے، بندہ محمد حسن عفی عنہ،
مدرسہ عربیہ دیوبند
ہمارا اور ہمارے مقدس بزرگوں کا یہی عقیدہ ہے۔

وہو الصبح وفیہ السداد۔ ۱۲۔
شائق احمد غفرلہ

خادم دارالعلوم دیوبند

ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا یہی عقیدہ ہے

خادم الطالبہ محمد اعزاز علی غفرلہ

مدرسہ دارالعلوم دیوبند

ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا یہی عقیدہ ہے

عبد اسحٰب دیوبندی عفی عنہ

مدرسہ دارالعلوم دیوبند

ہمارا اور ہمارے تمام اکابر کا یہی عقیدہ ہے

اور حق ہے۔ بندہ محمد علی ظہران سندھ

دولالہ خادم طالبہ دارالعلوم دیوبند

ہمارا اور ہمارے تمام اکابر کا یہی عقیدہ ہے اور حق ہے۔

احقر الزمن نبیہ حسن

مدرسہ مدرسہ دیوبند

ہمارے بزرگوں کا بالکل یہی عقیدہ اور

یہی طریقہ ہے۔ احمد امین عفی عنہ

خادم مدرسہ عربیہ دارالعلوم دیوبند

فقیر اصغر حسین حسنی حنفی مدرسہ دارالعلوم دیوبند

ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا یہی عقیدہ ہے

محمد حسین مدرسہ دارالعلوم دیوبند

ہمارے بزرگوں کا یہی عقیدہ ہے۔

منظور احمد

مدرسہ دارالعلوم دیوبند

ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا یہی اعتقاد ہے

خاکسار سراج احمد شیدی عفی عنہ

خادم دارالعلوم دیوبند

ہمارے بزرگوں کا یہی اعتقاد ہے۔

بادی حسن مبلغ احکام اسلام

منجانب دارالعلوم دیوبند

بیشک بندہ کا اور اپنے بزرگوں کا

یہی عقیدہ ہے۔

بندہ محمد ابراہیم عفی عنہ بلیاوی

مدرسہ عربیہ دیوبند

ہمارے بزرگوں کا یہی اعتقاد ہے

بندہ عطا محمد دلائی

خادم علماء دیوبند

ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا یہی اعتقاد ہے۔ بندہ رشید احمد عفی عنہ
 خادم دربار رشید عالم قدس گنگوہی
 ہمارا اور ہمارے اکابر کا یہی اعتقاد ہے اور یہی عقیدہ اہل حق کا ہے۔
 بندہ محمد انور عفا اللہ عنہ کشمیری
 الشہداء معتقد ناو معتقد مشائخ
 بندہ سید حسن عفا اللہ عنہ حسنی
 چاند پوری مدرس دارالعلوم نبوی دیوبند

المشتر

بندہ سید محمد مرتضیٰ حسن ابن شیر خدا علی المرتضیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ اوجبہ



تذیرا لابرار عن منکستر الفجاء
 معروف بہ

الکوکب الیمانی علی اولاد الزوای

تصنیف لطیف

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری ناظم تعلیمات
 وشعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانی

ناشر

انجمن ارشاد اسلامین لاہور

۲۔ بی شاداب کالونی جمیل نظامی روڈ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جملہ اہل اسلام کی خدمات عالیہ میں عرض ہے کہ اگر کسی شخص کی نسبت کوئی دوسرا شخص کوئی بات کہے تو اس میں تو فی الجملہ یہ احتمالات بھی ہو سکتے ہیں کہ قاتل دوسروں کی مراد سے پورا واقف نہیں ہوگا۔ یا اس کا قول کسی ذاتی غرض یا عداوت پر مبنی ہے وغیرہ وغیرہ۔ متعدد وجوہ مخالفت پیدا ہو سکتی ہیں مگر جب کوئی شخص خود اپنی نسبت کوئی بات کہے اور پھر وہ مجنون یا ولا سڑی بھی نہ ہو بلکہ علم و فصل و عقل و دانش سے بڑھ کر مجدد و قوت ہونے کا بھی مدعی ہو اور معتقدین بہار خوشی اس مبارک لقب کو منہ بھر بھر کر لیتے ہوں تو ایسے شخص کا کلام اس کے اور اس کے متبعین ہوا خواہ بیدام غلاموں کے حق میں کیونکر قابل قبول اور حجت نہ ہوگا۔ ایسا مسلم شخص اگر کوئی فتوے اپنی مہر خاص سے مزین فرما کر شائع فرماوے پھر وہ اور اس کے معتقدین بھی پابند نہ ہوں۔ تو کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون۔ کے کیسے مستحق نہ ہوں گے یا دوسرا شخص اگر اس کے اس فتوے اور حکم کو ظاہر کر دے تو کیا شرعاً قاتل نہ مجرم ہے یا کوئی شخص اس کو غیر مہذب کہہ سکتا ہے۔

ناظرین غالباً لہجہ چین ہوں گے کہ آخر وہ کیا سر بستہ راز ہے جس کا آج افشا ہوتا ہے۔ وہ کس عصمت اور عفت مآب کی اندرونی ناگفتہ بہ حالت

ہے جو اس نے کسی سے بغیر جوچے سمجھے کہیں کہہ دی یا لکھ دی تھی جس کے ظاہر کرنے کی دھمکی دی جاتی ہے۔

آج وہ کیا قیامت خیز واقعہ ہے جس کے ظاہر کرنے پر قیامت برپا ہونے کا اندیشہ ہے۔ کیا آج ماں باپ زن و فرزند عزیز و اقارب ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے۔ نفع صور سے پہلے ہی انساب منقطع ہو جائیں گے، نسبی اولاد و ولد الزنا قرار دی جائے گی۔ پاکدامنیوں کو زانی اور زانیہ کہا جائے گا۔ کیا یہ تمام نکاح بیاہ حیوانات کی حرکات سے بھی زیادہ شرمناک ہو سوا کن خلافت ثابت ہوں گے یا کسی بے درد نے مسلمانوں کی اس ظاہری تباہی اور بربادی اور نا اتفاقی پر بھی بس نہ کیا۔ کیا کوئی آج یوں کہنے کو ہے کہ مسلمان جان و بدن کی طرح تو الود و تناسل کے عادی ہو گئے۔ ان میں برائے نام جو الفت تھی کیا اس کو بھی خیر باد کہنے کا دن آگیا۔

آخر کیا قیامت برپا ہونے کو ہے۔ یہ غلط اس مال اسباب قدسے جائزاد جو اہل اسلام کے پاس باقی ہے یہ بھی بوجہ لادارائی ہرنے کے شاہی خزانہ میں جمع ہو جائے گی۔ خدا خواستہ کیا سب مسلمان کافر مرتد ہو گئے۔ العیضا باللہ العظیم۔

کیا ایسے بریلوی مجدد و مآہ حاضرہ نے کوئی نیا فتوے حرمین شریفین سے حاصل کر لیا ہے۔ ابھی تو وہ حج کو بھی پھر نہیں گئے۔ ماجرا کیا ہے۔ ابھی تو وہ حرم الاحرام کو اپنی اور اپنے معتقدین کی گردنوں پر چلا چکے ہیں۔ ابھی تک تو والد تکفیر کا بوجھ ختم نہیں ہوا ہے اور اسی کی خوابیں نظر آتی تھیں کہ احدی التبعہ

والتسعين اور سوار ہو گیا۔ ۳۶ برس کی بولتی ہوئی ببل کے سینہ میں کاٹا بھر کھڑا ہوا۔ یہ کیا باد خزاں چلی ہے کہ ہمارے میں کو کج شرع ہو گئی۔ چمک ببل نادان کہاں چلی گئی وہ دنیا بھر میں نکھاری کے بتائے سفید اور صاف دیکھنے میں بہت بڑے وزن میں نہایت خفیف اور ہلکے دھڑ تو اسوہ لنعم ہی کی تاب نہ لاسکے۔ اور اپنا اور اپنے تمام گروہ کا کفر عملاً تسلیم کر لیا کہ احدی التبعہ والتسعين نے خاک ہی میں ملا دیا اب اٹھا تر لے اور کون اٹھائے گا۔ عرب کا تو وہ شاید اب نام بھی نہ لیں گے۔ بالخصوص مدینہ طیبہ کا کیونکہ وہاں تو ان کی پوری تلمی کھل گئی۔ اور مکہ معظمہ کے حضرات علماء بھی واقع ہونے لگے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ جناب خاں صاحب ہی کا کوئی فتوے ہاتھ لگ گیا ہے جس سے بنے بنائے خان خاناں کی خانہ ویرانی ہو گئی اور یہ جوانی کی کمائی آنکھوں کی ٹھٹھک موتیا بند کے ہو جانے سے نصیب اعدا ہو گئی ہے، گو تو یہ نصیب ہونی تو تقریباً محال ہے لیکن ہائے اب تو وہ وقت بھی گیا کہ تجدید نکاح ہی کر لیتے۔ سچ ہے ان شاء اللہ ھو الّا بگوڑ صادق ہو گیا۔ سنت کی مخالفت بدعت کی محبت کا یہی نتیجہ ہونا تھا۔ کسی نے کیا کہا ہے:

مبادا دل آل منسرد مایہ شاد

کہ از بہر دنیا دہر دین برباد

یہ مضمون واقعی عجیب و غریب ہے۔ مخالفین تو مخالفین ہی ہیں، جناب خاں صاحب کے موافقین بھی ایک دفعہ دن ہی میں تارے دیکھ لیں گے یہ طلسم ہوش ربا جس وقت کھلے گا۔

يَوْمَ يُغْفَرُ لِمَنْ عَمِلَ مِنْ خَيْرٍ وَنَاصِبَةٍ وَبَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُمْ كَاسٌ مَمْلُوءَةٌ
 کے سامنے ہر جانے گا۔ ہر بدعتی تنہائی کے لوق و دوق میدان میں حیران و
 سرگردان نظر آئے گا۔ یہ تمام کشتے ایک بریلوی مداری کے ڈر در بجھنے پر
 نظر آجائیں گے۔ ناظرین! وقت قریب ہے کہ جس شخص میں ذرا بھی ایمان ہے
 الغیث! الغیث! پکار اٹھے گا اور بریلی کے سوداگری محلہ کی طرف منہ کر کے
 بھی نہ سوسے گا خاں صاحب سے جو کچھ سرمایہ کفر و ضلال خریدا ہے سب
 اس منڈی کفر میں واپس کرے گا! آخر کیا فترے کیا حکم ہے۔ یہ قیامت
 تو آ کر ہی ہے گی اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفْتَرُونَ مِنْ خِلَالِهِ قَتْلُكُمْ۔ یہ تلخ
 اور ترش مزا تو چکنا ہی پڑے گا۔

عَجِيبٌ بِالْزَمَانِ وَمَا عَجِيبٌ اَتَى مِنَ الْاَلِ سَيَّارٍ عَجِيبًا۔

خاں صاحب ہر کچھ فرمادیں، جو فترے لکھ دیں سب ممکن ہے ناظرین!
 گھرانے اور پریشان ہونے کی بات نہیں۔ خاں صاحب کا یہ تو بایں ہاتھ کا کھیل
 ہے۔ توجہ سے ملاحظہ فرما! اچا جیسے کہ نکاح کا منعقد نہ ہونا تمام عمر زنا و حرام کار
 میں مبتلا ہونا اولاد کا، حرامی ہونا، المادارث ہونا۔ کیا ان امور کو کوئی شریف
 مرد و عورت مسلمان ان کو ارا کر سکتا ہے۔ خاں صاحب کے ایسے فترے کے بعد بھی
 کوئی مسلمان ان کے ساتھ رہ سکتا ہے ان کے عقائد کا گرویدہ ہو سکتا ہے!
 ہم بکمال ادب عرض کرتے ہیں کہ جملہ اہل اسلام اور بالخصوص مولوی احمد رضا
 خاں صاحب کے معتقدین غور فرمائیں کہ ہم جو کچھ عرض کرتے ہیں صحیح ہے
 یا غلط خاں صاحب کے کلام سے لازم آتا ہے یا نہیں اگر کوئی بات اس میں

غلط ہو تو جملہ اہل اسلام کو ہماری غلطی کے رفع کرنے کا حق حاصل ہے۔ بالخصوص
 خاں صاحب اور ان کے معتقدین پر تو ان کے قول کے موافق فرض ہے کیونکہ
 کفر اسلام کی بات ہے۔ وہ بھی نکاح کے متعلق جس کے صحیح نہ ہونے پر تمام عمر
 زنا و حرام کاری میں مبتلا لازم آتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ کیسے کیسے مفاسد
 خبیثہ اس تخم کے پھیل پھول ہوں گے۔ ایسے وقت میں بار جو مطلب حق کے سکوت
 کیسے جائز ہو گا۔ وہ گفتگو مباحثہ نہ کریں مگر اپنا مطلب تو صاف لکھ کر چھاپ
 دیں۔ دوسروں کے کافر بنانے کو سفر اختیار فرمایا۔ ہزاروں مدپیہ برباد کیسے اپنا
 ایمان اسلام نکاح کا صحیح ہونا، اولاد کا صحیح النسب ہونا کیا اس قدر بھی فہم نشان
 نہیں کہ اس میں درچار روپیہ صرف کر کے چھاپ دیا جاوے۔ اپنی بریت ثابت
 کر دی جاوے مگر یاد رکھو اور چہر یاد رکھو مسلمانو! محال ہے، محال ہے محال ہے
 قیامت آجائیں گی۔ جو مولوی احمد رضا خاں صاحب یا ان کا کوئی معتقد اس
 کا جواب دے سکے خدا چاہے جواب محال ہے۔ سچی بات کا جواب ہی کیا ہے
 اب دیکھنا ہے کہ جناب خاں صاحب کے اصحاب خاں صاحب کی جانب سے
 کیا جواب عنایت فرماتے ہیں۔ مسلمانو! اسکا نام مناظرہ ہے اس کو گفتگو کہتے ہیں
 خاں صاحب جھوٹے افتراء، بائزہا، زہر کر مشہور کرتے ہیں کہ ہم مناظرہ
 کرتے ہیں اور مخالفین پہلو تہی لا حول ولا قوۃ الا باللہ جس شخص پر اس کے
 کلام سے کفر لازم آوے اور ہزاروں کا انعام دیا جاوے مگر پھر بھی اپنا اسلام ثابت
 کر سکے۔ اپنے نکاح کی صحت اولاد کا صحیح النسب ہونا بیان نہ کر سکے۔ وہ مناظرہ
 کیا خاک کرے گا۔ جاہلوں کو خوش کرنا اور ہے اور مناظرہ کرنا اور ہے۔

خال صاحب کا یہ ناز تمام عمر کا سرمایہ یہ ہی تھا کہ تمام امت کی تکفیر کی وہ تکفیر اصل مع سود خال صاحب کے سر پر گھڑی باندھ کر رکھ دی جس سے خال صاحب تحت الشراہیں پہنچ گئے۔ اگر اس کا بھی جواب نہ دیا تو یہ بھی وہی مثل ہو گی کہ اب کی دفعہ مار لے گا تو جانوں گا۔ آپس اور ہوش سے بات کریں مگر یاد رہے کہ بفضلہ تعالیٰ کسی بدعتی میں دم نہیں ہے جو ہماری بات کا جواب دے۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

ابھی کیا ہے اگر زندگی باقی ہے تو ہم خدا چاہے خال صاحب کے وہ وہ مکر اور جہالت اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خال صاحب کی دلی عداوت ظاہر کریں گے کہ مسلمان خال صاحب کا نام یزید علیہ السلام بھی دیکھیں گے اور ثوبی یہ ہے کہ جو کچھ کہیں گے انہیں کے کلام سے اپنی جانب سے ہجر ایضاً مطلب اور کچھ نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ هو المستعان۔

خال صاحب کا رسالہ ازالۃ العاصج الکواثم عن کلاب النار ۱۳۱۶ء کا لکھا ہوا ہماری نظر سے گذرا۔ اس میں ایک استفتاء یہ کیا گیا ہے۔ ایک عورت سنیہ حنفیہ جس کا باپ بھی سنی حنفی ہے اس کا نکاح ایک غیر مقلد وہابی سے کر دینا جائز ہے یا منزع۔ اس میں شرعاً گناہ ہو گا یا نہیں بنیو تو جہدار۔ ص ۲

خال صاحب اس کا جواب صفحہ ۵ پر تحریر فرماتے ہیں "فی الواقع صورت مستفسرہ میں وہ نکاح یا تو شرعاً محض باطل و زنا ہے یا منزع و گناہ" اس عبارت سے یہ مقدمہ اولیٰ تو صاف ثابت ہو گیا کہ سنیہ حنفیہ کا نکاح غیر مقلد وہابی سے باطل و زنا ہے یا منزع و گناہ۔ پھر اسی صفحہ ۵ سطر ۱۱ پر فرماتے ہیں:

"وہابی ہویا رافضی جو بد مذہب عقائد کفریہ قطعیہ رکھتا ہے جیسے تم نبوت حضور پر نور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار یا قرآن عظیم میں نقص و دخل بشری کا اقرار تو ایسوں سے نکاح باجماع مسلمین بالقطع والیقین باطل محض و زنا ہے صرف ہے اگرچہ صورت محال کی عکس ہو یعنی سنی مرد ایسی عورت کو نکاح میں لانا چاہے کہ عدلیان اسلام میں جو عقائد کفریہ رکھیں ان کا حکم مثل مرتد ہے۔ کما حقتناہ فی المقالۃ المستفسرہ عن احکام البدعۃ المکفرۃ۔ ظہر یہ وہندیہ و حدیقہ ندۃ وغیرہ

میں ہے۔ احکام معہ مثل احکام المرتدین اور مرتد مرد و خواہ عورت کا نکاح تمام عالم میں کسی عورت و مرد مسلم یا کافر مرتد یا اصل کسی سے نہیں ہو سکتا خانیہ و ہندیہ وغیرہا میں ہے۔ واللفظ لا یرد ولا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدہ ولا مسلمۃ ولا کافرة اصلیۃ و کذا لک لا یجوز نکاح المرتدۃ۔ ص ۱۱

عبادت مذکورہ سے یہ مقدمہ ثانیہ بھی ثابت ہو گیا کہ جو مدعی اسلام مرد و ہویا عورت عقائد کفریہ رکھے وہ مثل مرتد ہے اس کا نکاح تمام عالم میں کسی مسلمان یا مسلمہ کافر یا کافر اصلی و مرتد یا مرتدہ سے جائز ہی نہیں۔ پھر ص ۱۱ پر فرماتے ہیں:

اور اگر ایسے عقائد خود نہیں رکھتا مگر کبراہی وہابیہ یا مجتہدین و امض خدام اللہ تعالیٰ کہ وہ عقائد رکھتے ہیں:

۵۔ انہیں امام و پیشوا یا مسلمان ہی جانتا ہے تو بھی یقیناً اجماعاً خود کافر ہے کہ جس طرح ضروریات دین کا انکار کفر ہے یوں ہی ان کے منکر کو کافر نہ جانا بھی کفر ہے۔ و نیز امام کروسی و در مختار و شفاء امام تاضی عیاض وغیرہ میں ہے واللفظ للشفاء بمختلف ما جمع العلماء ان من شک فی کفرہ وعدا بہ

فَقَدْ كَفَرَ" اس عبارت سے یہ مقدمہ ثالثہ ثابت ہوا کہ اگر کوئی مدعی اسلام کبر اور دبا بیہ کو کہ وہ عقائد کفریہ رکھتے ہوں۔ اگر مسلمان ہی جانے تو وہ بھی کافر اور مرتد ہے اور بحکم مقدمہ ثانیہ جو مرتد ہو اس کا نکاح تمام عالم میں کسی مسلمان کافر مرتد سے صحیح نہیں تو نتیجہ یہ نکلا کہ جو شخص کسی کو کبر لئے مقتدار و امام دبا بیہ میں سے مسلمان جانے تو اس کا نکاح بھی تمام عالم میں کسی سے صحیح و درست نہیں بلکہ زنائے محض و حرام خالص ہو گا۔ اب اصل قیاس قابل غور ہے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب ایسے شخص کو جس کو وہ امام اور مقتدار دبا بیہ کا جانتے ہیں اور اس کو صریح اقوال و کلمات کفریہ کا قائل اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بے دھڑک گالی اور دشنام دینے والا اور آپ کے بعد نبی کھلم کھلا ماننے والا جس کا حاصل ختم نبوت کا انکار ہے اعتقاد رکھتے ہیں مسلمان جانتے ہیں اور جو ایسے شخص کو مسلمان جانے وہ بحکم مقدمہ ثالثہ کافر و مرتد ہے۔

تو مولوی احمد رضا خاں صاحب اپنے ہی قول کے موافق کافر و مرتد تھے اَوْ اُن کا نکاح مسلمہ یا کافرہ و مرتدہ سے ناجائز اور جب یہ اپنے ہی حکم سے مرتد ہوتے تو جو اُن کو کافر نہ کہے۔ اسی عبارت اور مقدمہ ثالثہ کی مدد سے وہ بھی کافر ہو اور غرض بحکم مقدمہ ثالثہ مسلمہ مثبتہ خاں صاحب یہ ثابت ہو گیا کہ خاں صاحب اور اُن کے اذناب اتباع مرد و عورت خاں صاحب کے حکم کے موافق کافر و مرتد اُن کے عورتوں اور مردوں کا مسلمان عورت و مرد سے نکاح جائز نہیں۔ بلکہ آپس میں بھی اگر نکاح کریں تو وہ بھی زنائے محض ہے غرض خاں صاحب کے حکم کے موافق وہ سب ساندھ اور ساندھنیاں تمام عمر یوں ہی

رہیں۔ اگر کوئی حنفی مرد یا حنفیہ عورت اُن کے مرد یا عورت یا وہ خود انھیں کے ہم عقائد سے نکاح کرے گا تو زنائے محض ہو گا، نکاح نہ ہو گا جب تک ہی صحیح نہ ہو تو اولاد بھی جو پیدا ہوگی حرامی ہوگی۔ اس دلیل کے تمام مقدمات ثابت ہو گئے فقط یہ باقی ہے کہ خاں صاحب کسی ایسے شخص کو جو خاں صاحب کے نزدیک کبرائے دبا بیہ میں سے ہو اور اس کے عقائد بھی خاں صاحب کے علم میں کفریہ ہوں پھر بھی خاں صاحب نے اُسے مسلمان کہا ہے۔ اس مقدمہ کے ثابت کرنے کی ضرورت بعد رد التکفیر اور احدی التسعة والتسعين کے باقی نہیں ہے مگر مختصراً یہاں بھی عرض ہے کہ ملاحظہ ہو المحرکۃ الشہابیہ جلد ۱۲۔ باجملہ ماہ فیہم ماہ و مہریر و زکی طرح ظاہر و زاہر کہ اس فرقہ متفرقہ یعنی دبا بیہ اسمعیلیہ اور اس کے امام نافر جام پر جزنا، قطعاً یقیناً اجماعاً بوجہ کثیرہ کفر لازم اور بلاشبہ جماہیر فقہائے کرام اصحاب فتاویٰ اکابر و اعلام کی تصریحات واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد کافر جماع ائمہ ان سب پر اپنے کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ درجوع و از سر نو کلمہ اسلام پڑھنا فرض و واجب ہے اس عبارت سے یہ توصات ثابت ہو گیا کہ حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ خاں صاحب کے نزدیک فرقہ دبا بیہ کے امام بھی ہیں اور خاں صاحب کے نزدیک اُن پر اور اُن کے اتباع پر جزنا قطعاً اجماعاً بوجہ کثیرہ کفر لازم و ثابت اور بلاشبہ جماہیر فقہائے کرام و اصحاب فتاویٰ اکابر و اعلام کی تصریحات واضحہ پر سب کے سب کافر مرتد باجماع ائمہ ان سب پر اپنی کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ درجوع و از سر نو کلمہ اسلام پڑھنا فرض ہے۔ پھر ایسے شخص کا مسلمان جاننے والا بھی کافر، مرتد، محرم النکاح زانی، بدکار و ذی

حرام ان کے نزدیک نہ ہو گا۔ نو اور کون ہو گا۔ ہاں فقط یہ ثابت کرنا باقی رہا کہ
 خاں صاحب نے حضرت مولانا مظلوم شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کو باوجود اس جبروتی
 حکم کفر کے مسلمان کہاں کہا جس کی بنا پر وہ اور ان کے جملہ اتباع بحکم فقہائے
 کرام جزاً قطعاً اجماعاً کافر ہو گئے۔ ان پر مرتدین کے احکام جاری اور ثبات
 ہو گئے۔ جواب یہ ہے کہ اول تو اسی جگہ المکوکبۃ الشہابید کی اس عبارت
 کے بعد فرماتے ہیں:

۶۲ اگرچہ ہمارے نزدیک مقام اعیان میں اگلا سے کف لسان ماحذور
 مختار و مرضی و مناسب ملاحظہ فرمائیے کہاں تو فقہار کا وہ مذہب جزئی قطعی
 اجماعی کفر کا اور خود جناب خاں صاحب کا وہ ارشاد ازالۃ العار صفحہ ۶ پر کہ جس
 طرح ضروریات دین کا انکار کفر ہے۔ یوں ہی ان کے منکر کو کافر نہ جانا بھی کفر
 ہے۔ اور کہاں یہ حکم کہ ہمارے نزدیک کافر کہنے سے زبان کا رد کنا ہی مذہب
 مختار و مرضی و مناسب اور ظاہر ہے کہ مسلمان جب تک کافر نہیں ہو سکتا
 جب تک وہ کسی ضروری دین کا منکر نہ ہو تو جب شہید مظلوم مرحوم تمام
 فقہائے کرام کے نزدیک اجماعی قطعی کافر ہوئے تو ضرور ہے کہ کسی ضروری دین
 کے منکر ہوئے ہوں گے اور ضروری دین کے منکر کو کافر نہ کہنے والا خود کافر ہے۔

لہذا خاں صاحب بریلوی اپنے ہی اقرار سے خود کافر و مرتد ہوئے اور جو انہیں
 کافر نہ کہے وہ بھی بحکم خاں صاحب کافر ہوا۔ پھر خاں صاحب ہی کے حکم کے
 موافق خاں صاحب اور ان کے اتباع کا نکاح تمام عالم میں کسی سے بھی درست
 نہ ہو گا۔ بلکہ حسب الارشاد باجماع مسلمین بالقطع والیقین باطل محض و زائل

صرف ہے۔

دوسرے ملاحظہ ہو تہذیب صفحہ ۲۲ جناب خاں صاحب حضرت مولانا
 مولوی اسماعیل صاحب دہلوی شہید مظلوم مرحوم کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں۔
 اولاً سجن السجور عن عیب کذب مقبور دیکھیے کہ بار اول سلمۃ میں
 لکھنؤ مطبع انوار محمدی میں چھپا جس میں بدلائل قاہرہ دہلوی مذکور اور اس کے
 اتباع پر پتہ پتہ رجسٹر سے کفر ثابت کر کے صفحہ ۹۰ پر حکم آخر یہی لکھا کہ علمائے محتاطین
 انہیں کافر نہ کہیں۔ یہی صواب ہے۔ وہو الجواب دبر یفتی و علیہ
 الفتویٰ و هو المذہب عندنا و علیہ الاعتقاد و فیہ السلامۃ و
 فیہ السلام۔ یعنی یہی جواب ہے اور اسی پر فتوے ہوا اور اسی پر فتوے ہے۔

اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتقاد اور اسی میں سلامت اور اسی میں استقامت
 انتہی۔ اب تو خاں صاحب نے صاف صاف فرمادیا کہ مولانا اسماعیل صاحب
 دہلوی اور ان کے اتباع کو کافر نہ کہا جاوے۔ یہی اعیان ہے۔ یہی جواب ہے
 یہی مذہب ہے، اسی پر اعتقاد ہے اسی میں سلامتی اور درستی ہے اور ازالۃ العار
 صفحہ ۶ پر یہ فرماتے ہیں "اور اگر ایسے عقائد خود نہیں رکھتا مگر کہہ لے دہا بیہ
 یا مجتہدین و افاض خد لہم اللہ تعالیٰ کہ وہ عقائد رکھتے ہیں انہیں امام پیشوا یا
 مسلمان ہی جانتا ہے تو بھی یقیناً اجماعاً خود کافر ہے الخ۔"

اب اپنے ہی فرمانے کے مطابق خود یقیناً اجماعاً کافر ہوئے اور ان کا
 اور ان کے اتباع کا نکاح محض باطل اور زنا صرف ہوا کیونکہ کہہ لے دہا بیہ کو مسلمان
 جانتے ہیں جس کی وجہ سے یقیناً اجماعی کافر مرتد ہو گئے۔

تیسرے اگر اسی کی تصریح منظور ہو کہ خاں صاحب مولانا اسماعیل صاحب شہید
مظلوم مرحوم کو صراحت بھی امام الطائفہ کہیں تو ملاحظہ ہو۔ متہد ص ۳۲ سطر ۱۳ اور
امام الطائفہ اسماعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔ نیز اب تو مقتدا
دلیل تمامہ ثابت ہو گئے۔ یعنی مولانا شہید مظلوم مرحوم کا خاں صاحب کے
نزدیک دہابیہ کا امام اور پیشوا ہونا بھی محقق اور ان کا کبرے دہابیہ میں سے
ہونا بھی مسلم پھر مولانا شہید مظلوم مرحوم کا خاں صاحب کے نزدیک عقائد
کفریہ رکھنا اور ضروریات دین کا منکر ہونا تو ایسا بدیہی ہے کہ خاں صاحب
کا نامہ اعمال اسی سے سیاہ ہو رہا ہے چنانچہ خان بہادر نے اسی مبحث میں دو
رسالے لکھے، ایک کا نام الحکوبۃ الشہابیہ علی کفریات ابی الدہا بید اور
دوسرے کا نام سلاسیونہ المہندیر علی کفریات بابا النجاشیہ رکھا۔ یہ نام
ہی بتا رہا ہے کہ شہید مظلوم مرحوم خاں صاحب کے نزدیک دہابی نہیں بلکہ ان کے
باپ ہیں اور مقتدا اور پیشوا اور ان سے خاں صاحب کے نزدیک ایک نہیں
بلکہ متعدد کیا بے شمار کفر سرزد ہوئے ہیں جن کی بنا پر ان پر جبراً قطعاً یقیناً،
اجماعاً وجہ کثیرہ کفر لازم۔ الخ

احکام جبروتیہ صادر فرما رہے ہیں جو عبارت الحکوبۃ الشہابیہ ص ۶۲ کی
نقل ہو چکی ہے اس میں درج ہیں۔ اب جناب خاں صاحب اور ان کے
اذناب فرماویں کہ خاں صاحب کا وہ فتویٰ ”دہابی ہو یا رافضی جو بد مذہب
عقائد کفریہ رکھتا ہے جیسے ختم نبوت حضور پر نور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کا انکار یا قرآن عظیم میں نقص و دخل بشری کا اقرار تو ایسوں سے نکاح باجماع مسلمین
بالقطع والیقین باطل محض و زائل صرف ہے۔ ازالۃ العار صفحہ ۵ ملاحظہ فرمادیں اور
کہیں کہ اب کیا ہوتے مسلمان یا کیا ہوا نکاح اور کو کہ اب کسی سے آپ کا نکاح
ہو سکتا ہے یا نہیں۔ دیکھا اہل اللہ کی عداوت یوں دین دُنیا سے کھوتی ہے۔
بے ایمان کا فرم تر بناتی ہے، زانی کہلاتی ہے۔ ماں باپ عزیز و قریب سے
قطع تعلق کراتی ہے۔ اور تماشا یہ کہ کچھ ہم نہیں کہتے۔ سب کچھ آپ ہی فرماتے
ہیں آپ ہی کے فرمانے سے لازم آتا ہے۔ ہم تو فقط چودھویں صدی کے
مجید کا مطلب ظاہر کرتے ہیں۔ کیا تمام ہندوستان میں کوئی شریف
مسلمان ہے کہ اس کے بعد بھی خاں صاحب کے ساتھ رہ کر ان تمام قبائح
کو اپنے سر رکھے گا۔ ورنہ اگر بہت ہے تو جواب دیں مگر یاد رکھو ان شاء اللہ تعالیٰ
محال ہے محال ہے محال ہے۔ ہاں خاں بہادر کی طرف سے کوئی بڑا ہی
پختہ معتقد شاید غرض فرمائے کہ خاں صاحب کے نزدیک مولانا اسماعیل صاحب
شہید مظلوم مرحوم بے شک دہابی ہیں بلکہ دہابیہ کے امام پیشوا مقتدا مگر
تاہم ان کا التزام کفر ثابت نہیں۔ ہاں ان پر بوجہ کثیرہ کفر لازم آتا ہے اس
وجہ سے جناب خاں صاحب بریلوی نے اعتیاد فرمائی اور ان کی تکفیر سے باز
رہے اور اس مسئلہ میں مذہب متکلمین اختیار فرمایا باوجود مقلد ہونے اور تقلید کے
ضروری ہونے کے مذہب جمہور مفتی بہ کو چھوڑ دیا۔ لہذا خاں صاحب اور ان
کے محققین کے نکاح صحیح ہونے چاہئیں۔ اس کا اول جواب تو یہ ہے کہ
انہوں نے خاں صاحب کو تو نکاح کا اس قدر شوق معلوم ہوتا ہے کہ بجا پرے متعین

اس کہنے کے لائق بھی نہ چھوڑا۔

بوجہ غیر متناہیہ خود اور معتقدین مستحق جہنم نہ ہوتے تو جہنم کے داروغہ ہی کیا ہوتے۔ ملاحظہ ہو رد التکفیر اور احدی التسعة المتبعین کہ خاں صاحب کے نزدیک مولانا اسماعیل صاحب شہید مظلوم مرحوم پر لزوم کفر ہی نہیں۔ بلکہ خاں صاحب تو التزام ثابت فرما رہے ہیں۔ خاں صاحب بار بار تہقیر کھا کر فرماتے ہیں کہ شہید مظلوم نے بے دھڑک صراحتہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دیں اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس کلام میں تاویل کی بھی گنجائش نہیں۔ یہ کھلم کھلا غیر نبی کو نبی بنانا ہے۔ یہ بھی فرماتے ہیں یہ قول یقیناً باجماع امت بہت وجہ سے کفر ہے۔ ازاں جملہ یہ کہ اس میں اللہ تعالیٰ سے بے دست نبی احکام شرعیہ لینے کا ادعا ہے۔ اور یہ نبوت کا دعویٰ ہے۔ امام و بابیہ کا یہ خاص جزیہ ہے مگر پھر بھی ان کو مسلمان ہی کہتے ہیں۔ جس کا حاصل یہ ہوا کہ اگر کوئی صراحتہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دے اور کلام بھی ایسا صاف اور صریح ہو کہ اس میں تاویل کی بھی گنجائش نہ ہو اور مخاطب کو ایسا یقین ہو جاوے کہ اس پر مکر تہقیر کھا سکے کہ اس شخص نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے دھڑک سب و شتم صریح گالیاں دیں مگر پھر بھی خاں صاحب کے نزدیک وہ قابل سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گالیاں دینے والا کافر نہیں۔

ملاحظہ ہو الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۳۱ سطر ۳ لغایہ سطر ۱۹ صفحہ ۳۴ سطر ۳

خاں صاحب کے نزدیک جس شخص نے کھلم کھلا غیر نبی کو نبی بنایا جس نے ختم نبوت سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار کیا اُس

بھی مسلمان کہتے ہیں۔ گویا خاں صاحب کے نزدیک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا قطعاً نہیں، اس کا منکر کافر نہیں۔ ملاحظہ ہو الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۲۲ سطر ۱۲ وحاشیہ صفحہ ۲۲۔ فرماتے اب بھی خاں صاحب کے مقبول و مسلم کفر و ارتداد میں کوئی شک ہے اور ان کے اور ان کے اذتاب معتقدین یا جو ان کو مسلمان سمجھے نکاح کے صحیح ہونے کی کوئی صورت ہے۔ اولاً صحیح النسب ہو سکتی ہے اگر ہو تو فرماتے۔ یہ بھی ضرور ادا ہے کہ یہ جو کچھ ہے خاں صاحب کے کلام کا مطلب ہے۔ ہم نہیں کہتے ہمیں تو مجدد کی قابلیت اور لیاقت علمی ظاہر کرنی ہے کہ اسی علم و فضل پر دعویٰ مجددیہ ہے۔ اور اسی بنا پر لوگ ان کے معتقد ہوتے ہیں۔ دراصل سے کام لینا چاہیے۔ دنیا میں تو خاں صاحب کی متابعت نے یہاں تک ذلیل کیا، آخرت میں کیا ہوا ہے۔ جناب سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو اہل بدعت کے بارے میں فرمایا ہے اگر مرتے وقت تو بہ نصیب نہ ہوئی تو خدا چاہے سب بدعتوں کے سچے طبقہ میں ہوں گے اور یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہے کہ ہمارا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضرت مولانا اسماعیل صاحب شہید مظلوم مرحوم معاذ اللہ معاذ اللہ اس قابل تھے کہ ان کی تکفیر کرنی چاہیے تھی اور خاں صاحب نے تکفیر نہیں کی۔ اس وجہ سے خاں صاحب پر یہ بلا نازل ہوئی بلکہ مطلب یہ ہے کہ خاں صاحب نے حسب عادت جبلی حضرت مولانا مرحوم پر جو اتہامات، باندرجے تھے جس سے مولانا مرحوم بالکل بری اور پاک ہیں۔ ان الزامات اور اتہامات کی بنا پر خان بریلوی پر ان کی تکفیر لازم اور

ضروری تھی۔ یا تو خاں صاحب کے نزدیک مولانا مرحوم ان الزامات سے بری ہیں۔ فقط بدعت کی محبت میں خاں صاحب نے ایک عاشق سنت نبوی پر محض لوگوں کے متغیر کرنے کی غرض سے الزامات لگائے جو اعلیٰ درجہ کی فسق اور گمراہی اور بدی کی بات ہے۔ اور اگر خاں صاحب کے نزدیک مولانا شہید مرحوم واقعی ایسے ہی تھے، جیسا کہ ان کی نسبت لکھا ہے اور ظاہر کیا ہے تو خاں صاحب پر فرض تھا کہ اپنے ہی فتوے کے موافق تکفیر کرتے اور جب تکفیر نہ کی تو اپنے ہی فتوے کے موافق کافر ہوئے، ملعون ہوئے، محروم الارث ہوئے وغیرہ وغیرہ یا نہیں۔ آخر کیا ہوئی؟ یہ معاکیا ہے یا گورکھ دہندہ کیسا ہے۔ اپنا نام نہ لکھیں، کسی پوربی، بنگالی، جنگلی بہاری وغیرہ ہی کے نام سے جواب تو لکھیں۔ ذرا ہم بھی تو دیکھیں کہ خاں صاحب کیسے قابل ہیں ستر علوم کے مجدد ہیں، ذرا ایک ہادیہ سے تو نکل جائیں، ابھی تو خاں صاحب کو خدا چاہے اسے ہادیہ سے واسطہ پڑنا ہے جس سے نکلنا ہو ہی نہیں سکتا۔ مزید توضیح کی غرض سے اس قدر اور عرض ہے کہ خاں صاحب کے معتقد جب رد التکفیر واحدی التمسع والتسعين سے نہایت ہی تنگ ہوئے تو خاں صاحب نے یہی تعلیم فرمایا کہ لزوم اور التزام کا فرق ہے۔ ہم نے لزوم ثابت کیا تھا نہ التزام اور خاں صاحب جب کافر ہوئے جب التزام ثابت کر کے تکفیر نہ کرتے، گویا عذر نہایت ہی کمزور ہے، کیونکہ ہم اس کا جواب پورے طور سے دونوں رسالوں میں عرض کر چکے ہیں، لیکن اس وقت اس کو اور بھی زیادہ وضاحت سے عرض کرتے ہیں۔

اکہ خاں صاحب کے کسی ہواخواہ کو لزوم و التزام کے تلفظ کی عجیب جرات نہ رہے۔ ملاحظہ ہوا الحویکبۃ الشہا بیدہ صفحہ ۳۳۔ اور انصاف کریں کہ اس گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں۔ پھر اس صفحہ کے حاشیہ پر ارقام فرماتے ہیں: ”یہاں اس کے پڑوں کی غایت معذرت و سخن سازی جو کچھ ہے یہ ہے کہ یہ کلام اُس نے بقصد توہین نہ لکھا سو قحط تائید اخلاص کے لیے ہے مگر یہ بناوٹ اسی قبیل سے ہے۔ و لن یصلح العطار ما افسد الدهر قصد قلب کلمات لسانی سے ظاہر نہ ہوگا تو کیا دجی اترے گی کہ فلاں کے دل کا یہ ارادہ تھا اور صریح لفظ شنیع و قبیح میں سو قحط کلام خاص غرض توہین ہونا کس نے لازم کیا ہے، کیا اللہ اور رسول کو برا کہنا اسی وقت کلمہ کفر ہے جب بالخصوص اس امر میں گفتگو ہو در نہ باتوں باتوں میں جتنا چاہے برا کہہ جائے، کلمہ کفر نہیں آتی۔“

پھر اسی صفحہ کے سطر آخر میں لکھتے ہیں: ”اب تمہیں ظاہر ہو گیا کہ اس ضعیف بدین نے جو ہمارے عزت والے رسول و دو جہان کے بادشاہ، عرش بارگاہ عالم پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت یہ لعنتی کلمات لکھے انہوں نے ہمارے اسلامی دلوں پر تیر و پنج سے زیادہ کام کیا۔ پھر اسے سچے بچے اسلامی گروہ میں کیونکر داخل کر سکتے ہیں۔ انتہی۔ ان عبارات کے بعد ملاحظہ ہوں، عبارات تمہید ایمان صفحہ ۳ سطر ۱۲ ضروری بنیہ احتمال و معتبر ہے جس کی گنجائش ہوا صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے۔ انتہی۔“ صفحہ ۳ سطر ۱۱ نہ کہ ایک ملعون کلام کمذیب خدا یا تنقیص شان سید الانبیاء علیہ وسلم الصلوٰۃ

والشہار میں صاف صریح تادل و ترجیح ہر اور پھر بھی حکم کفر نہ ہو۔ اب تو اسے کفر نہ کہنا کفر کو اسلام ماننا ہو گا۔ اور جو کفر کو اسلام مانے خود کافر ہے۔ ابھی شفا و برائے در و بحر و نہر و فتادی خیر و مجمع الانہار و درختار و غیرہ کتب معتمدہ سے سن چکے کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرے کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

تو کیا اب بھی خاں صاحب کے شیدائی مشاہرہ دار معتقد یہی کہیں گے کہ خاں صاحب نے لزوم ثابت کیا تھا التزام ثابت نہیں کیا تھا اتنی وجہوں سے کفر لازم فرمایا نہ ملزم فظہر الفرق اب ہم بھی وہی مصرعہ عسرین کرتے ہیں۔

وَلَنْ يَصْلَحَ الْعُطَارُ مَا أَفْسَدَهُ اللَّهُ۔ اگر خاں صاحب نے التزام کفر ثابت نہیں فرمایا تو یہ فرمایا جاوے کہ اگر التزام ثابت کرتے تو کیا فرماتے قصد قلب کلمات سے ظاہر نہ ہو گا تو کیا دجی اُسے لے کہ خاں صاحب کے دل کا یہ ارادہ تھا، اُن کے نزدیک قائل نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے دھڑک صریح گالی دی جس کا اس قدر وثوق ہے کہ بار بار قیسیں کھائیں پھر کلام صریح جس میں اُن کے نزدیک تادل کی بھی گنجائش نہیں اور ہو تو بھی صریح کلام میں تادل نہیں سنی جاتی۔ پھر قصد قلب بنانے والا بھی موجود ہے کہ اُن کے نزدیک لفظ صریح میں دجی تو اترنے ہی سے رہی، پھر لفظ صریح شنیع دبیح میں ارادہ کا ہونا بھی شرط نہیں فرماتے ہیں۔ ”پھر اُن کے نزدیک کلام ملعون اور تنقیص شان سید انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ میں صاف و صریح ناقابل تادل و

ترجیح بھی ہے۔ پھر بھی حکم کفر نہ ہو۔ اب تو اسے کفر نہ کہنا کفر کو اسلام ماننا ہو گا اور جو کفر کو اسلام مانے خود کافر ہے۔ عبارت تمہید صفحہ ۳۵ سطر ۱۱۔ تو اب خاں صاحب کیسے ڈبل کافر ہوئے کہ یہ کفر قیامت تک اٹھ ہی نہیں سکتا اور حیا ہو تو لزوم و التزام کے فرق کو زبان پر بھی نہ لائیں۔ دیکھا مدعی کو یوں ثابت کیا کرتے ہیں اور وعدہ یوں پڑا ہوتا ہے۔ وَذَلِكَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا أَهْلَ الْحَقِّ۔ اِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى۔ جواب ہو نہیں سکتا مغلفات گالیاں لکھ لکھ کر بھیجتے ہیں۔ شرم نہیں آتی ہم کو گالیاں دینے سے کیا نفع ہے۔ گالیاں اس کو دجس نے کافر محروم الارث ہونے کا فتوے دیا۔ جس کی ایسی بگڑھی کہ بنائے نہیں بنتی۔ ہم تو مطلب ظاہر کرنے والے ہیں۔ ہمارا کیا قصور ہے۔ اگر کوئی بات غلط ہے تو ثابت کر دہم تسلیم کرنے کو موجود ہیں مگر یاد رکھو کہ یہ عداوت سنت اور محبت بدعت کافرہ ملا ہے۔ اس کو کوئی دفع نہیں کر سکتا۔ ہاں صدق دل سے تو بہ کر لیں مگر یہ مشکل ہے۔ مار کو عار پر ترجیح بڑے دیتے چلے آئے ہیں۔

اور در سر جواب یہ ہے کہ جاوے ہم نے تسلیم بھی کر لیا کہ خاں صاحب نے تنقیص کے بارے میں احتیاط فرمائی۔ مذہب فقہائے کرام چھوڑا۔ مذہب تنکیلیں اختیار فرمایا مگر اس کو کیا کر دے کہ یہ احتیاط ہی اس کو مقتضی ہے کہ خاں صاحب اور اُن کے حبلہ معقودین مرد و عورت کا کسی مسلمان کافر و مرتد مرد و عورت سے نکاح صحیح نہیں ہو سکتا۔ زنائے محض کے سوا کوئی صورت نہیں یہ بھی ہم خود نہیں کہتے۔ اس کو بھی جناب خاں صاحب ہی فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہوا ذالہ العا

تو دنیا کے پردہ پر کوئی دہائی ایسا نہ ہوگا جس پر فقہائے کرام کے ارشادات سے کفر لازم نہ ہو اور نکاح کا جواز عدم جواز نہیں مگر ایک مسئلہ فقہی تو یہاں تکم فقہاء یہی ہوگا کہ ان سے مناکحت اصلاً جائز نہیں خواہ مرد وہابی ہو یا عورت وہابیہ اور مرد سنی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں اور ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں نہ ضروری دین کے منکر کو مسلمان کہتا ہے اُسے کافر نہیں کہتے۔ مگر یہ صرف برائے احتیاط ہے ورنہ تکفیر حتی الامکان احتیاط اس میں ہے کہ سکوت کیجئے مگر وہی احتیاط جو وہاں مانع تکفیر ہوئی تھی، یہاں مانع نکاح ہوگی کہ جب جمہور فقہائے کرام کے حکم سے ان پر کفر لازم تو ان سے مناکحت زنا ہے۔ تو یہاں احتیاط اس میں ہے کہ اس سے دُور رہیں اور مسلمانوں کو باز رکھیں۔ شد انصاف کسی سنی صحیح العقیدہ معتقد فقہائے کرام کا قلب سلیم گوارا کرے گا کہ اس کی کوئی عزیزہ کریمہ ایسی بلا میں مبتلا ہو جسے فقہائے کرام عہدِ کرب کا زنا بتائیں تکفیر سے سکت نہاں لیے استیلا تھی و اس نکاح سے احتراز فرج کے واسطے احتیاط ہے۔ یہ کون سی شرع ہے کہ دُبان کے باب میں احتیاط کیجئے اور فرج کے بارہ میں بے احتیاطی انصاف کیجئے تو بنظر واقع حکم اسی قدر سے منع ہو گیا کہ نفس الامر میں کوئی دہابی ان خرافات سے خالی نہ نکلے گا۔ اور احکام فقہ میں واقعات ہی کا لحاظ ہوتا ہے نہ احتمالات غیر واقعہ کا انتہی۔ جناب خاں صاحب بڑے حضرت اور ان کے صاحبزادے چھوٹے حضرت بالخصوص غور سے خیال فرمائیں کہ والد صاحب

نے کیا سلوک فرمایا ہے۔ ہماری عرض کو بغور ملاحظہ فرمادیں اگر غلط ہو تو مطلع فرمادیں ورنہ پھر بڑے حضرت نہ باب نہ چھوٹے بیٹے تمام تعلقات منقطع ہیں۔ خاں صاحب کے اذتاب اور اتباع کی خدمات عالیہ میں بھی یہی عرض ہے کہ نکاح کا محض باطل ہونا، تمام عمر اسی میں مبتلا رہنا کوئی اولی بات نہیں ہے جس کی طرف توجہ نہ کی جائے اگر ہماری غلطی ہے تو مطلع فرمائیں ورنہ خاں صاحب کی اتباع سے توبہ فرمائیں جو عبارت منقولہ خاں صاحب کی ہے اس پر خط کیچن دیا جائے گا۔ صاف عبارت ہماری ہوگی جو بغرض توضیح زیادہ کی جائے گی۔

دُنیا کے پردہ پر کوئی دہابی ایسا نہ ہوگا جس پر فقہائے کرام کے ارشادات سے کفر لازم نہ ہو۔ یعنی ہر وہابی پر فقہائے کرام کے ارشادات سے کفر لازم ہو اس کو جو کافر نہ کہے وہ فقہائے کرام کے نزدیک کافر نتیجہ یہ ہوا کہ ہر ایک دہابی کو جو کافر نہ کہے وہ فقہائے کرام کے نزدیک کافر۔

اب یوں کیسے کہ مولوی احمد رضا خاں کے نزدیک بعض وہابی کافر نہیں یعنی مسلمان ہیں اور جو کسی دہابی کو کافر نہ کہے یعنی مسلمان کہے وہ فقہائے کرام کے نزدیک کافر تو مولوی احمد رضا خاں صاحب فقہائے کرام کے نزدیک کافر۔ اور نکاح کا جواز عدم جواز نہیں مگر ایک مسئلہ فقہی تو یہاں تکم فقہاء یہی ہوگا کہ ان سے مناکحت اصلاً جائز نہیں خواہ خاں صاحب ہوں یا ان کی اولاد و کور و اناث یا ان کے مسلمان بھائی و بھائی یا عورت اور مرد سنی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم (یعنی خاں صاحب) اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں اور ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں ضروری دین کے منکر کو مسلمان کہتا ہے

اسے کافر نہیں کہتے، مگر خانصاحب قول متکلمین کے اختیار کرنے کی صورت میں بھی اقرار ہی کافر ہیں کیونکہ صدر عالم علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی نہ دینا ضروریات دین میں سے ہے اور خانصاحب کے نزدیک جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی جس میں خانصاحب کے نزدیک تاویل کی بھی گنجائش نہیں اور خانصاحب کو اس گالی میں کالیسا یقین ہے کہ اس پر بار بار نہیں کھاتے ہیں پھر بھی خاں صاحب اس کو اور اس کے اتباع کو مسلمان ہی جانتے ہیں تو اب فقہائے کرام اور متکلمین دونوں کے نزدیک خاں صاحب کافر و مرتد ہوئے اور ان کا اور ان کی اولاد و ازواج و اتباع کا دنیا میں کسی سے بھی انہیں کے قول اور فتوے کے موافق نکاح صحیح و درست نہ ہوا کیونکہ خود ہی ازالۃ العار کے صفحہ سطر پر نقل فرماتے ہیں :

لا يجوز للمرتد ان يتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا يباح له
اصليته وكذلك لا يجوز لکاح المرتدة مع احد کذا فی المبسوط
انتہی یعنی مرتد اور مرتدہ کا نکاح کسی سے صحیح نہیں ہے، "غرض بقول متکلمین و فقہائے کرام باجماع امت خاں صاحب اپنے فتوے سے قطعی کافر و مرتد ہوئے اور اگر بضرع محال احتیاط بھی کی جائے اور یوں ہی کہا جائے کہ خاں صاحب فقہائے کرام کے نزدیک تو بے شک کافر لیکن متکلمین کے نزدیک کافر نہیں۔" مگر یہ صریح براہ احتیاط ہے و بارہ تکفیر حتی الامکان احتیاط اس میں ہے کہ سکوت کیجئے مگر وہی احتیاط جو مانع تکفیر ہوتی تھی یہاں مانع نکاح ہوگی کہ جب جمہور فقہائے کرام کے حکم سے ان پر کفر لازم تو ان سے مناکحت زنا ہے۔ تو یہاں احتیاط اس میں ہے کہ اس سے دور رہیں اور مسلمانوں کو باز رکھیں۔ شر انصاف کسی سنی صحیح العقیدہ معتقد فقہائے کرام کا قلب سلیم

گوارا کرے گا۔ کہ اس کی کوئی عزیزہ کریمہ ایسی بلا میں مبتلا ہو جسے فقہائے کرام عمر بھر کا زنا بتائیں تکفیر سے سکوت زبان کے لیے احتیاط تھی اور اس نکاح سے احتراز فرج کے واسطے احتیاط ہے۔ یہ کون سی شرع ہے کہ زبان کے باب میں احتیاط کیجئے اور فرج کے بارے میں بے احتیاطی۔ خاں صاحب نے اپنی نسل کو خود ہی کس بے رحمی سے کاٹ دیا کہ اس کو کوئی جوڑ ہی نہیں سکتا خود کردہ راجہ علانج اول تو بقول متکلمین ہی خاں صاحب اور ان کی اولاد ازواج و اسلاف و اتباع وغیرہ کا نکاح صحیح نہیں اور اگر بضرع محال احتیاط کی جائے اور تکفیر سے خاں صاحب اور ان کی اولاد و اتباع وغیرہ کو بچایا بھی جائے تو خاں صاحب یہ حکم دے رہے ہیں کہ جس احتیاط کی بنا پر خاں صاحب کی تکفیر سے زبان روکی جائے وہی احتیاط اس کو مقتضی ہے کہ خاں صاحب اور ان کی اولاد و ازواج و اتباع سے کوئی مسلمان و مسلمہ نکاح نہ کر سکے بلکہ دنیا میں کسی سے بھی ان کا نکاح نہ ہو سکے۔

اب ہم بکمال ادب خاں صاحب اور ان کی اولاد و معتقدین و مریدین اور ان علماء سے جن حضرات نے اس فتوے پر مہر میں لگائی ہیں عرض کرتے ہیں کہ خدا رکھ تو خیال ہونا چاہیے خود اس میں مبتلا ہونا اور اولاد کو ناجائز کننا نسب کا منقطع ہونا بھی کیا کوئی سہل بات ہے۔ اگر ہماری سمجھ کی غلطی ہے تو ہم کو سمجھا دیا جائے ورنہ خاں صاحب کے عقیدہ سے تائب ہونا چاہیے یہ کوئی ادنیٰ بات نہیں ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ خاں صاحب جواب میں اپنا ہی نام ظاہر فرمادیں۔ ہمیں اس سے کچھ غرض نہیں چاہیں غرضی ظفر الدین

کے نام سے دیں یا میری عبدالرحمن کی طرف سے یا خان ٹکڑا دواری یا بیلپوری
 عرفان غرض کوئی صاحب ہوں ہمت فرمادیں اور مرد میدان بنیں۔ اذبالہ
 میں وقت صرف کیا جاتا ہے۔ مگر نہیں جواب دیا جاتا تو ان ضروری باتوں کا۔
 نہ اپنا کفر اٹھایا جاتا ہے، نہ اپنے نکاح کا صحیح ہونا ثابت کیا جاتا ہے۔ صاحب
 یہ تو اختیار ہے کہ کافر ہو کر ہو یا مسلمان۔ قد تبین الرشید من الغی۔ اس کی
 پرواہ نہیں مگر صحیح النسب ہونا تو ایک ایسی ضروری بات ہے کہ ہر شرعی آدمی
 کو اس کا لحاظ ہوتا ہے۔ اگر ہماری رائے کی غلطی ہے تو اس کو بیان فرما دیا جائے
 ورنہ یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا اس فتوے کی رد سے جو کچھ لازم آیا ہے وہ بھی آپ صاحبوں
 کو تسلیم ہے۔ اب ہم کو دیکھنا ہے کہ کون صاحب جواب دیتے ہیں۔ یہ ہے ایک
 اعراض و سوال۔ منجملہ کچھ کم ستر سوالوں کے جو جلسہ بالا ساتھ میں آپ کے اٹھارہ
 ضلع کے علماء کے پاس بھیجے گئے تھے۔ آپ کا کوئی مرید جواب دے۔ آپ کی
 علمیت، قابلیت، ایمان، اسلام، شرافت کے اظہار کا یہ وقت آیا ہے۔ یہ ہے
 ہمارے مناظرہ کا ادنیٰ نمونہ وہ (بی سل پوری بیلپوری) ہمارے مناظرہ کی حقیقت
 کیا جانیں دنیا میں مناظرہ دیکھنا ہے تو کچھ علم پڑھو ورنہ تھوڑا زمانہ باقی ہے۔
 قبر میں ان شاء اللہ تعالیٰ معلوم ہو جاوے گا۔ جاہلوں کو دھوکا دینے سے
 علم فضل مجدد ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

اس تحریر کا جواب خاں صاحب کے ذمہ اُن کے بھائی نام اولاد کے ذمہ جو
 اُن کے اذنا ب اتباع مرید معتقد حتیٰ کہ جو
 اُن کو مسلمان سمجھے اُس کے ذمہ ہے۔ کیونکہ خاں صاحب کے فتوے

حرم احرارین کا یہ حکم ہے کہ جو خاں صاحب کو قطعی کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر قطعی
 ہے چنانچہ اس کی تفصیل رسالۃ رد التکفیر علی الفحاشی الشظیری اور احمہ
 التسعیر والتسعين علی الواحد من السلاک میں موجود ہے اور اس رسالہ
 ازالۃ العار بھرا کرائم عن کلاب اندر۔ نے تو خاں صاحب کو اُس درجہ پر
 پہنچا دیا ہے کہ خدا کی پناہ خاں صاحب اس رسالہ کے حکم سے کافر بھی ہوئے،
 مرتد بھی، زانی بھی ٹھہرے۔ غیر صحیح النکاح بھی ہوئے اور کیا کیا ہوئے۔ ہم کیا کہیں
 وہ ہماری اس تحریر کا جواب مرحمت فرمادیں خواہ کسی کے حزن میں ہو کر دیں مگر وہیں
 ضرور ٹپوری ازالۃ العار کی عبارت خاں صاحب پر منطبق نہیں کہ اہل عقل
 اس کو دیکھ کر خود سمجھ لیں۔ ضرورت ہوئی تو اور بھی عرض کر دیں گے ورنہ اگر یہ
 تحریر صحیح ہے تو اب سوال یہ ہوتا ہے کہ جب خاں صاحب اور اُن کی اولاد اذ
 اذنا ب اتباع تمام ذکر و اذنا ب کا نکاح صحیح نہیں ہوا۔ آپس میں تمام سلاسل
 انساب قطع ہو گئے۔ تو اب ان کا مال جائیداد وغیرہ کیا ہوگا، آیا سرکارِ عالیہ میں
 جمع ہوگا یا فقرہ کو دیا جائے یا سلم یونیورسٹی میں جمع کر دیا جائے۔ خاں صاحب
 راضی نہ ہوں گے۔ ہمارے نزدیک تو کلام سنن کا لیس باب حقیقتہ
 دیوبند میں جمع کرنے کا حکم صادر فرماویں۔

اس واسطے کہ اس مال کثیر کا برآمد کرنے والا دیوبند ہی کے مدرسہ عالیہ کا
 ایک ادنیٰ خوشہ چین ہے۔ لہذا اس مال غنیمت کا مدرسہ ہی مستحق ہو تو بہتر
 ہے۔ آئندہ جو مرضی مبارک ہو اس سے مطلع فرمایا جائے۔

خاں صاحب یہ آپ کے نادان ظاہری دوست جنھوں نے

آپ کو ایسا ویسا سمجھ رکھا ہے، وہ بیچارے کیا سمجھیں اُس کو تو ہم اور آپ جانتے ہیں کہ آپ کی تصانیف خبیثہ میں کیا کیا مفاسد بھرے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے چھپے ہوئے رسائل کا بے پانی اتار دیے گئے۔ ہم برسوں سے بذریعہ خطوط اشتہارِ استِ رسائل طلب کرتے ہیں مگر ہم کو نہیں دیے جلتے معتقدین کو بھی یہی حکم ہے کہ ردِ انفض کے قرآن کی طرح مخالفین کو رسائل کی ہوا بھی نہ دی جائے۔ اتفاقی دو چار رسائل ایک آپ کے مقتدے دستیاب ہو گئے ہیں جو آپ کے لائحہ عمل کے خلاف ہیں اور نہ ہم کو آپ کے رسائل کیسے دستیاب ہو سکتے تھے۔ یہ ہے آپ کی تصنیف کا حال اور قوتِ دلائل کا حال

۵ کاربوزینہ نیست نجاری

خاں صاحب ذرا آپ سنبھل بیٹھیں ہم تو ابھی آپ کی اور گارستانی دکھانے والے ہیں جس میں رائی کے دانہ برابر بھی ایمان ہے وہ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتا اور جو شخص کچھ بھی ایمان اسلام رکھتا ہے وہ آپ کے فتویٰ کی رو سے ضرور کافر کہلائے گا۔ آپ کا تو فرض منصبی ہی یہ ہے کہ دُنیا میں کوئی مسلمان نہ رہ سکے گو آپ کے کیے کچھ نہ ہو سکے مگر آپ تو سب پر کفر کا فتویٰ لگا دیں لیکن افسوس یہ ہے کہ صرف مخالفوں ہی کو کافر نہ کہا بلکہ خود اپنی ذات مقدس اور جو آپ کو مسلمان کہے اسے بھی کافر بنا کر ہی چھوڑا۔ واہ رے جہنم کے دائرہ خوب ہی فرض منصبی ادا کیا۔ اب کہاں ادب اُن حضرات علماء کی خدمت مبارک میں عرض ہے جو اعلیٰ حضرت کو چار چار سطروں کے القاب تحریر فرماتے تھے۔ اُن انصاف، کلمہ حق کے ظاہر

کرنے سے کیوں اعراض ہے۔ ازالۃ العار کے حکم سے جو الزام خاں صاحب اور اُن کے مسلمان جاننے والوں پر بیان کی ہے صحیح ہے یا نہیں، جو آپ صاحبوں کے نزدیک صحیح ہو اس کو ظاہر فرمادیں ورنہ جواب نہ دینے پر یہ اتفاقی مسئلہ سمجھا جائے گا کہ بے شک رسالہ ازالۃ العار مصنفہ خاں صاحب کے حکم سے خاں صاحب اور اُن کی اولاد اور اُن کے جملہ اذناب اتباعِ معتقدین حتیٰ کہ جو اُن کو مسلمان سمجھے سب پر کفر لازم ہوتا ہے اور کسی کا نکاح کسی سے صحیح نہیں ہے۔ خاں صاحب اب بھی تو بہ کر لیں ورنہ اگر مباحثہ و مناظرہ کا شوق ہو تو بقاعدہ اَلَا تَعْلَمُ فَاَلَا تَعْلَمُ پہلے اپنا ایمان اسلام ثابت فرمائیں اور پھر برترتب قاعدہ مذکورہ گفتگو کرتے جائیں۔ ہم بفضلہ تعالیٰ اصول و فروع میں گفتگو کے لیے مستعد ہیں۔

تنبیہ: خاں صاحب کے بعض معتقد جو اعتقاد کو مصلحت مخفی رکھتے ہیں۔ عوام اور خواص میں خاں صاحب کا عیب چھپانے کی غرض سے مصلح قوم بن کر یہ فرماتے ہیں کہ صاحب کیا کیا جاوے۔ دیکھو وہ ان کو کافر کہتے ہیں اور یہ اُن کو اوطافین سے غش کلامی ہوتی ہے اگر خاں صاحب گل سندے تھے تو حضراتِ علمائے دیوبند کے خدام کا تو یہ شیوہ نہ تھا۔ اول بات کا جواب یہ ہے کہ ہم نے تکفیر نہیں کی نہ ہمارا کام تکفیر اہل قبلہ ہے۔ ہم سے جہاں تک ہو سکے گا تاویل کریں گے۔ اہل بدعت کو بھی جب تک اُن کی بدعت قطعی کفر تک نہ پہنچے گی۔ مسلمان ہی کہیں گے گو وہ اعلیٰ درجہ کے بدعتی کہلا دیں ہاں ہم نے یہ ضرور کہا ہے اور جب تک خاں صاحب جواب نہ دیں گے

یہی کہیں گے کہ خاں صاحب پر اور ان کے اذتاب پر انہیں کے کلام اور فتوے سے کفر لازم ہوا ہے۔ اُس کو رفع کر دیں ورنہ وہ اپنے فتوے سے ضرور لازمی کافر ہیں۔ اُن کا نجات کسی سے صحیح نہیں۔ اُن کا کافر دانی وغیرہ وغیرہ ہونا جو اوپر بیان ہوا ہے ان امور کو وہ فرمادیں کہ لازم آتے ہیں یا نہیں۔ اگر لازم آتے ہیں تو ہم پر کیا الزام اور اگر لازم نہیں تو خاں صاحب بیان فرمادیں۔ ہم اقرار کر لیں گے کہ خاں صاحب سچے۔

خاں صاحب کی فقط دھمکیوں سے تو اب ہم باز آنے والے نہیں ہیں۔ ہم نے بہت صبر کیا ہے اتنا صبر کوئی کرے تو ہم پر اعتراض کرے دہائی نصیحت بہت آسان ہے جزاء سیکتہ سیکتہ بشہا کس دن کے واسطے ہے اور ہم نے تو وہ بھی نہیں کیا۔ دوسرے امر کی نسبت عرض ہے کہ بقول خاں صاحب ہی کے ۳۴ سال تک بلا وجہ گالیاں سنیں اور وہ بھی فحش اور مغالطات اور وہ بھی اپنے اکابر کو دنیا میں کون ہے جس کو اس قدر زمانہ کے بعد بھی کچھ عرض کرنے کی اجازت نہ ملے۔

اُن حضرات نامحبین کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ حضرات ۳۴ برس سے کہاں رونق افروز تھے جب خاں صاحب کی گالیاں پڑھتے تھے۔ جب تو خوب قہقہے اڑتے تھے اور خاں صاحب کی لفاظی انشا پر دازی کی لاثانی، لاجواب ہونے کی ڈینگ ہانکی جاتی تھی۔ اب وہ تمام باتیں جاتی رہیں اب ناصح و پکار ان بن گئے۔ اگر خاں صاحب کو پہلے سے روکتے بھی جب بھی ہم کو معذور فرمانا چاہیے تھا، چہ جائیکہ خاں صاحب کو کچھ بھی نہ کہا جاتے

اور دوسروں کی مذمت ہو عجیب انصاف ہے خاں صاحب کے رسائل اور ہمارے رسائل بالمقابل دیکھنے چاہئیں پھر آئنا دینی انگلیں کو پیش نظر رکھا جاتے تب جو صاحب انصاف فرمائیں گے علی آرائس و انفعین ہو گا۔ دوسرے ہم بار بار لکھتے ہیں کہ تہذیب سے اب بھی بات کرو، ہم اُس سے زیادہ تہذیب سے کلام کرنے کو مستعد ہیں مگر خاں صاحب ہیں کہ وہی انداز جبلی برتتے ہیں رشخہ اخیرہ جس میں حضرت نے اپنا اسم گرامی بھی ظاہر فرمایا ہے اور پچھلا پچھڑ ہے اسی کو ملاحظہ فرمایا جائے اور طلوع سہیل سے جو خاں صاحب پر انٹوین سوار ہے اس میں ابوالحیل نے ابن حیل کی طرف سے وہ گالیاں دی ہیں کہ خدا کی پناہ۔ اور خوب ہی دادِ شرف دی ہے۔ اس وجہ سے بزرگان قوم کی خدمات عالیہ میں عرض ہے کہ یا تو وہ ہم کو معذور خیال کریں ورنہ انصافاً جس کی زیادتی ہو اُس کو روک دیں۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر خاں صاحب اور ان کے اتباع فحش کلامی چھوڑ دیں گے تو ہم اس قدر بھی تیز نہ لکھیں گے ورنہ یاد رہے کہ جس طرح خاں صاحب لکھیں گے وہ تو بے شک انہیں کا حق ہے اور اگر وہ مجدد ہیں تو فقط اسی فن میں ان کا مقابلہ فحش کلامی، بد تہذیبی میں کسی سے نہیں ہو سکتا۔ مگر ہاں قدرے خاطر تواضع سے ہم بھی درگزر کرنے والے نہیں ہیں۔ اُنزلوا الناس منازلہم ضروری ہے۔ گو خاں صاحب ان شاء اللہ اُن کے بھی متحمل نہ ہوں گے۔ اس سے قطع نظر ہم تو یہ بھی عرض کرتے ہیں کہ وہ گالیاں بھی دیں، برا بھی لکھیں مگر ان الزامات کو جو انہیں کے اقوال سے اُن پر لازم اور ثابت ہوئے ہیں اُن کو تراٹھا دیں ورنہ فقط گالیاں اور وہ بھی

مغلطات ہی دیں اور کام کی بات کچھ بھی نہ لکھیں تو اس سے اُن کو کچھ نفع نہیں ہو سکتا۔ ہمارے یہاں بھی سب کا جواب بفضلہ تعالیٰ موجود ہے۔ لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالشُّرُوعِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ۔ بھی خدا ہی کا فرمان ہے۔ یوں تو ہر فاسق فاجر اچھے لوگوں کو گالیاں دے کر بغلیں سجایا کریں گے، آخر اَللّٰهُمَّ اَيَّدْهُ بِرُوحِ الْغُدَّاسِ۔ کیوں فرمایا تھا۔ یہ عاجز بھی بفضلہ تعالیٰ عاشقانِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اُن کی طرف سے اگر جواب دے گا تو ضرور مضبوط ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اخلاص عنایت فرمائے اور اہل اسلام کو قبولِ حق کی توفیق۔ یہ امتحان کا وقت ہے معلوم ہو جانے گا کہ کون اللہ تعالیٰ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنی عزت اور شرافتِ حرمت ازواج و اولاد کو اختیار کرتا ہے اور کون خاں صاحب کے ساتھ نار کو مار پر ترجیح دیتا ہے۔ ہاں اگر اہل اسلام اس کے بعد بھی یہی فرمائیں کہ خاں صاحب جو کچھ لکھیں، جیسی چاہیں گالیاں دیں۔ ہم سوائے اصل بات کے کچھ بھی نہ کہیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہم اس کے لیے بھی مستعد ہیں۔ ہم اس طرح بھی کر کے دکھا دیں گے مگر خاں صاحب اور بھی زیادہ گالیاں دیں گے، اس کو اہلِ اسلام جانیں۔ واللہ تعالیٰ هو الموفق للصواب والیہ المرجع والیہ المآب و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ و نور عرشہ و سید الموجودات و اشرف الکائنات خاتم النبیین و رحمة للعالمین و علی الہ و اصحابہ اجمعین الی یوم الدین۔

مَقَاتِلُ الْخَبِيرِ

٢٠٨

فَوَضَعَ الْإِنسَانُ أَلْفًا مِّنْ تَوْحِيدٍ لَّيْلَةً بَعْدَ اللَّيْلِ الْأُولَىٰ
اس میں ہے

اسکات المقتدی

از افادات

رسید بنظر حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری ناظم تعلیمات
و شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی

موت

مولانا عبد الوہاب بلاشبوری درمہنگوی قادریؒ

ناشر

انجمن ارشاد المسلمین

۲۔ بی شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَخَذَهُ
وَالصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَى مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَعَلَى آلِهِ
وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ سَلَكُوا طَرِيقَهُ وَسُنَّتَهُ۔

اما بعد ہر سچے کلمہ کو ہمارے معنی مند برادران اہل اسلام کی خدمت
میں عرض پر دراز ہے کہ جیسے روافض اور خوارج کے درمیان اہل سنت و اجماعت
تھے اور دونوں طرف سے اُن کو کفارہ سیدئات کا تحفہ ملتا تھا۔ اسی طرح
اہل بدعت اور غیر مقلدین کے بیچ میں سچے خفی ملام ہے۔ بدعتی تو ان کو لاندھرب
گلابی و بابی غیر مقلد کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ اور غیر مقلدین نے بوجہ واقعی
تقلید کے تفسیق و تضلیل و تکفیر میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا۔ چونکہ بدعتیوں نے
چتر تقلید کی بدولت بہت سے امور ایسے ایجاد کیے کہ حدیث و قرآن تو درکنار
فقہ میں بھی ان کا پتہ نہ تھا۔ ہر سر جنگ ننگے حرم نگ نشہ خور کو بھی ادبیاء اللہ
ہی کے زخروں میں داخل کر دیا تھا۔ وہ جو کچھ لیس کسی کی کیا مجال جو دم مار کے
سب حق و بجا گویا لغو و باطل گھر گھر خدا۔ اور نبی مجتہد ہی بنا کر بٹھا دیا۔ اور غیر مقلد
نے سر سے سے تقلید۔ ائمہ و عظیم بزرگان دین اور سچے ادبیاء کی کرامات کا بھی
انکار کیا۔ جس گردہ کا یہ حال ہو کہ حق کو بھی نہ ملنے و نہ باطل کو کیسے تسلیم کر سکتا
ہے اس وجہ سے لاندھربوں نے ثوب دل کھول کر اہل بدعت کی بدعتوں کا بھی
توڑا نکال دیا۔ چونکہ امور باطلہ کا انکار احضار و اقیقہ پر بھی سزا دیتا تھا، جیسے قبر پرستی
تعزیر داری اور تمام رسومات قبیلہ مروجہ غمی شادی و حقیقت اور واقعی سچے

مقلد حنفی بھی غیر مقلدین کے رد و انکار بدعت میں ساتھ ہوئے تو اس وقت
غیر مقلدین کو اہل بدعت پر الزام کا اچھا موقعہ ہاتھ لگا کہ دیکھو تمہارے مقلد
جہاتی حنفی بھی ان امور کو ناجائز اور بدعت کہتے ہیں اس وجہ سے اہل بدعت
سے اور تو کچھ نہیں پڑا غیر مقلدین کی خرابیاں چونکہ مسلم تھیں اور عوام اور خواص
اُن سے بوجہ اُن کی لاندہبی اور بے ادبی کے متنفر تھے اور سچے احناف بھی بدعتوں
کی بدعات خبیثہ قبیحہ کے مخالف تھے اور بدعتی اُن کے جوابات سے عاجز
تھے۔ بدعتیوں کو یہ موقع اچھا ہاتھ لگا کہ غیر مقلد بھی رد و شرک و بدعات کرتے
ہیں اور یہ بھی۔ لہذا عوام کے دھوکہ فینے کا یہ وقت بہت اچھا ہے ان کو بھی
غیر مقلدین میں شمار کر کے ساقط الاعتبار کراؤ تاکہ پھر جو کچھ بھی کہیں وہ سب
غیر مقلدیت کی بناء پر مردود و رتبہ۔ اسی بناء پر بدعتیوں نے جواب غیر مقلدین
اور عوام کے متنفر کرنے کی غرض سے واقعی حنفیوں کو غیر مقلدین میں شمار کر لیا۔
اور یہ جواب دیا کہ جن کو تم حنفی کہتے ہو وہ تو خود غیر مقلد ہیں۔ وہ اگر امور معلومہ
کو بدعت کہیں تو ہم پر کیا حجت ہے اور گویا یہی شیعہ بنایا کہ جس کسی سے کسی
امر میں مخالفت ہوئی اس کو غیر مقلد و ہابی کہہ کر عوام میں بدنام کر دیا اور غیر مقلدین
نے بھی اس بہتان سے نفع اٹھایا کہ اچھا ہے ایک تو مقلدین میں اختلاف ہوا
دوسرے جو احناف سچے تھے اور مذہب امام کے پابند تھے اور ہم سے
مقابلہ کرتے تھے وہ تو باقرار بدعتیوں کے غیر مقلدین ہی شمار ہو گئے۔ اب
رہ گئے بدعتی اور بدعت اُن کا رد کرنا قرآن و حدیث بلکہ فقہ سے بھی نہایت
آسان ہے اور عوام مقلدین سے یہ کہا کہ دیکھو تعلید شخصی سرچشمہ بدعات قبیحہ

ہے سوائے بدعات کے اور مقلدین میں سے ہی کیا مگر اہل بدعت نے ان
امور کا بھی خیال نہ کیا اور سچے احناف کو غیر مقلد لا مذہب و ہابی کہتے ہی رہے
لیکن آفتاب پر خاک کون ڈال سکتا ہے۔ ان کا مقلد ہونا فقہ حنفیہ پر چلنا،
تعلید کا وجہ ثابت کرنا غیر مقلدین سے گفتگو مناظرہ وغیرہ تمام امور اُن کے
غیر مقلد ہونے کو باطل کرتے تھے۔ مجبور ہو کر بدعتیوں نے یہ کہا کہ یہ لوگ پورے
غیر مقلد اور ہابی نہیں گلابی ہابی ہیں فلاں فلاں بات میں غیر مقلدین کے ساتھ ہیں۔
بعض امور میں تو بدعتیوں کا بعض افتراء اور جھوٹ ہی جھوٹ ہے۔ ہاں بعض امور
قبیحہ کے رد میں بے شک شرکت ہے مگر اس شرکت سے کون بچ سکتا ہے۔
بہت سی باتوں میں یہود و نصاریٰ سے بھی شرکت ہے اور بدعتی بھی غیر مقلدین
کے ساتھ ہزار ہا باتوں میں شریک ہیں تو کیا وہ بھی غیر مقلدین میں شمار کیے
جائیں گے۔ دنیا میں کون سا باطل سے بھی باطل فرتر ہے جس کی کوئی بات بھی
حق نہ ہو۔ اور اس کے ساتھ دوسرے مذہب والے کسی امر میں بھی شریک نہ ہوں
اور ہر تو یہ پاؤں ہوا۔ مذہب خود خیالی اور ہوائی باتوں پر مبنی تھا بدعت کی جڑ کہاں
ہے۔ اس پر بعض ملحدین خائفین دین نے بہت سے نام کے مولویوں کو تنخواہیں
اس امر پر دینی شروع کیں کہ وہ اہل اسلام میں فتنہ و فساد برپا کریں، اختلاف
ٹھہرا دیں اور جو علمائے کرام مرصع انام ہیں اُن میں خواہ مخواہ ایسی باتیں نکالی جائیں
جن سے عوام اہل اسلام اُن سے متنفر ہوں، ان تمام امور سے مل جل کر اہل اسلام
مدت سے کشاکش میں پڑے تھے کہ اس چور صدیوں صدی کے مجدد البدعات نے
تمام سابقین کو مات کر دیا۔ پس میرے نزدیک تو اب ان کو خاتم المبتدعین کا

خطاب دے کر نظیر جناب کو متنع بالذات کا لقب دینا چاہیے۔ پہلے برعتی کو واقعی اور سچے احسان کو غیر متعلقہ کلابی و بابائی ہی پر اکتفا کرتے تھے۔ داروغہ صاحب نے قبول کھول کر تمام ہندوستان کے علما، صلحا، گمراہ، بے دین، فاسق کافر بنانے میں کوئی دقیقہ بھی اٹھا رکھا۔ اپنے نزدیک سب کو گویا جہنم میں جھونک دیا ہے۔ تمام ہندوستان میں شاید ہی انگلیوں پر گنے چنے مسلمان نکلیں ورنہ سب کافر ہی کافر ہیں۔ غرض خان بہادر کا جو مخالف ہوا، نیچری و بابائی غیر مقلد، نجدی، ندوی، دیوبندی، گنگوہی، تھانوی، نانوتوی، ناصبی، خارجی، مرزائی، رافضی وغیرہ کسی نہ کسی طرح سے کھینچ تان کر صاف اور کھلے ہوئے مطلب کو ہیر پھیر کر کفر تک پہنچا ہی دیا۔ اپنی جماعت کی وقعت ظاہر کرنے کو بے دین، جہال فاسق کو بھی ایسے ایسے القاب دو دو تین تین سطروں کے بجاری بجاری الفاظ کے دیے کہ عوام حیران ہی ہو جائیں گو واقعی امر کے جاننے والے خوب جانتے ہیں کہ سچ کہاں تک ہے۔ امر اور دوسا جس امور میں خوش ہوں، ان کو کسی طرح سے منوں نہ ہوں تو مباح تک تو ضرور ہی لے آنا۔ غرض تخریب اسلام میں یا تو دانستہ یا نادان دوست کی طرح کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ مسلمانوں کی حمایت کے واسطے نہ صرف العلما قائم ہوا۔ اس کے پیچھے ایسے پڑے کہ خدا کی پناہ ہزاروں روپے صرف کیے۔ صد ہا رسالے جھوٹے تصنیف کیے، جس قدر لوگ ندوہ میں شریک ہوں سب گمراہ بے دین حتیٰ کہ جو ان کی اعانت کرے ان کو اپنے گھر ٹھہرائے وہ بھی مرد و گمراہ، بے دین خدا ہی سمجھے۔ اس گمراہ فرقہ کو سندھ کا یہ بڑا قصور کہا جاتا ہے کہ اہل فسق اور بے دین لوگوں کی تعظیم کی ان سے وعظ کھلائے

اور خود اپنے گمراہان میں منہ ڈال کر نہیں دیکھتے کہ عبدالرحمن مجبی پوکھری روٹی جس کی اکثر عمر کالیستھون کے معمولی مشاہیر پر میاں جی گری کرتے ہوئے گزری، سوائے اردو اور نسخہ تعلیمیہ کے پڑھانے کے گلستان بوستان کی بھی نوبت شاید نہ آئی ہوگی جس کے حال کو تمام درجہ اور مظہر پر کے لوگ جانتے ہیں۔ اس کی شان مجدد صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ مولانا المکرم ذوالمجدد والکرم سالک الطرق الامم حامی السنن ماجی الفتن نجدی فتن بابی فتن مولانا مولوی عبدالرحمن صاحب معروف مجبی جہاد اللہ سبحانہ جزاۃ الاحبار الخ کتبہ عبدالمذنب احمد رضا یلوی عفی عنہ محمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم تحفہ حنیفہ صفحہ ۶۶ آج شجب نہاے یہاں کے حامی سنن ماجی فتن مولانا اور مولوی ایسے ایسے ہو گئے تو نہایت بدقسمتی ہے کہ آپ کی ترقی مجددیت ہی تک کیوں پہنچی جب مجدد ایسے تو حامی سنن ماجی فتن کیسے ہوں گے۔ محدث سورتی صاحب انہیں علامہ کی شان میں تحریر فرماتے ہیں عالم ملیعی فاضل لوزعی محقق بے عدیل مدقق بے ثیل حامی سنت ماجی بدعت مولانا ذی الفہم اثنائب والرائے الصائب سیدنا مولوی مجبی صاحب کار سالہ جزیلہ الخ حررہ العبد المسکین خادم احادیث قائم المرسلین وصی احمد حنفی سنی صانہ اللہ تعالیٰ عن شر کل غبی وغوی من الرافضی والوہابی والندوی تحفہ حنیفہ ص ۱۸۱ خ پ۔ اللہ تعالیٰ جھوٹوں کو دارین میں رو سیاہ کرے جو علما، در صلحا، کافر اور فاسق اور گمراہ کہیں اور جہال اور اہل بدعت کو دنیاوی نفع کی بنا۔ پر ایسے ایسے القاب لکھیں اگر اہل ندوہ جہنی ہیں تو جہال اور اہل بدعت کی ایسی جھوٹی تعریفیں کرنے والے جنہوں کی راہ اور پیپ کھانے والے ہیں۔ نہ معلوم ان الفاظ کے معنی

بھی معلوم ہیں یا نہیں۔ اسی طرح تمام گروہ میں جہاں اور اہل بدعت نے کسی کو مولوی، کسی کو مولانا وغیرہ کے خطاب دے دیے ہوں گے

من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو

ایک کے حال سے تو خوب واقف ہیں اور بھی علیٰ ہذا القیاس ہوں گے۔ اہل ندرہ نے بریلی اور کلکتہ میں اعلان مناظرہ دیا گھر میں بیٹھ گئے اور ہتھکڑیوں میں جھوٹ شائع کر دیا کہ ندرہ مناظرہ سے بھاگ جاتا ہے۔ ان کی طرف سے جو جواب مہذبانہ دیے گئے ان کا ذکر ہی ندرہ۔ ہمارے مخدوم و مطاع حضرت مولانا سید محمد رفیع صاحب اداۃ اللہ تعالیٰ نصر تہ علی اعدائہ نے خود پلینے کے آخری جلسہ میں ہتھکڑی سے ندرہ میں تشریف لے جا کر علیٰ رذیل الاشہاد سب کے سامنے مناظرہ کی درخواست کی جس کا تم کو بھی اقرار ہے مگر بجز فرار کے کچھ بھی نہ بن پڑا۔ علیٰ ہذا القیاس جناب مولانا ظہیر حسن صاحب مرحوم مشرق غامی نے ندرہ کی جانب سے درخواست مناظرہ فرمائی۔ مگر گفتگو کون کرتا ہے۔ ہاں دروغ کو فروغ دینا بیشک اس فرقہ کا کام ہے لیکن تاکہ اچھا اگر ندرہ میں واقعی کوئی خرابی تھی تو وہ اصلاح کی خواستگار بھی تو تھی، شریک ہو کر کیوں اصلاح نہ کی گئی مگر یہ تو جب ہنرناجب مسلمانوں کی بہبودی مقصود ہوتی۔ غرض تو مل کر دغا دینی تھی۔ ندرہ کی تخریب میں وہ بے ایمانی کی گئی کہ مسلمانوں کی شان سے نہایت مستبعد ہے جس کو تفصیل مقصود ہو حضرت مولانا المعظم سابق ناظم ندرہ حضرت سیدنا مولانا مولوی حاجی محمد علی صاحب دامت برکاتہم سے دریافت کر لے جن کی صدقہ و یانت میں ذرا بھی شک نہیں ہے

جناب مولوی عبدالوہاب صاحب سہارنپوری بریلی جا کر مناظرہ کا اعلان فرمایا، اس کو بھی جہنم گئے اہل بریلی نے چند مرتبہ اعلان مناظرہ دیا، اس کا بھی جواب ندرہ اور سالوں میں اور پڑچوں میں اسکی ٹھہم ہے کہ فاضل بریلی شیر کے مقابلہ میں کون آسکتا ہے جناب مولانا مولوی سید عین القضاۃ صاحب دامت برکاتہم نے علم غیب کے متعلق متعدد رسائل تحریر فرمائے اور مدتوں ملک جواکے غلط فہمی کو کیوں ہو فرما کر مناظرہ یہ ترخان صاحب کی سفارش پائی ہے جس پر عمل نہایت ہی ضروری ہے۔ خان صاحب کے والد صاحب کے پاس حضرت سید عالم حکیم اللہ جناب مولانا مولوی محمد قاسم رحمۃ اللہ تشریف لے گئے تھے اور طلب مناظرہ فرمائی تھی مگر بوجہ غائبہ لٹینی کے اور کچھ ہوا، علیٰ ہذا القیاس حضرت علامہ دیوبند کی نسبت وہ وہ ہتھانہ باندھنے اعظمیہ ندرہ مسلمانوں کو متوشش کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا، کون سا عالم متدین نہ معاشرہ ہندوستان کا مشہور قبیح سنت جنتی ہے جسکی نسبت اس بڑائی فرقہ نے بڑی بانی نہ کی ہو۔ الاشارة ندرہ میں جعفر تقریباً تمام علمائے ہندوستان شریک تھے وہ بے دین ہو گئے، دیوبند کی جماعت کافر ہو گئی تھی حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہما العزیز کا خاندان یوں گیا۔ مجدد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ جو سلوک کیا گیا وہ معلوم ہے، اس بیخ کنی اسلام نے ہندوستان میں چھوڑا کس کو ہے۔ ہرگز فرقہ کے باور نیکی وسطے بظاہر ایک نہایت سرسبز مٹی کی پناہ لی ہے مگر ندرہ نے کہا کہ ہم موحیدین سے ہیں صفات باری تعالیٰ وغیرہ کا انکار کیا وافض نے جب علیہت کی پناہ لیکر اسلام کو تباہ کیا غیر مقلدین نے اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہر کیا، اہل بدعت نے تعظیم اولیاء کو سپر نایا، اس عہد اسلام نے تعظیم اولیاء کے ساتھ اظہار عظمت و جلال فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ و صحابہ کرام کو ظاہر کر کے یا جہاں ثانی اعمدا دین کو برباد کیا، یہ مردود ملعون کافر فاسق دوروں کو تو کیا کہے گا پہلے اپنی تو خیر لے دیا بھر کے مسلمانوں کو کافر بنا دیا، مکفر اہل اسلام کون ہوتا ہے ہاں اہل ندرہ کا ایک بہت بڑا قصور ہے

جس کے ہم بھی قائل ہیں جس کا جواب مذکورہ کے پاس نہیں ہے اور وہ یہ کہ اسکے اعلان گفتگو اور جواب کے ساتھ نہایت تندید اور متانت کے ہیں اسکو نہایت پاجیانہ اور غیر مذہبانہ انداز پر بنا چاہیے تھا لہذا باحدید فیض و فہم سے کم اشتہارات طلب سنارہ اور جوابات کے سائل تو بہت متعدد ہوتے تاکہ ان کا فرار اور کذب تو لوگوں کو معلوم ہو جاتا، مخالف جماعت نے جسٹس جھوٹے قصے چھاپے اور اہل اندو پر بہت جھوٹے الزامات دیئے مذہب نے سکوت کیا لوگوں کو یقین ہو گیا کہ یہی سچ ہو گا، حالانکہ مولوی وصی احمد صاحب سوئی حضرت لا ناظم صاحب فہم کے شاگرد ہیں حضرت لا ناظم صاحب نے ان سے ایک دفعہ یہ فرمایا کہ یہ اختلاف آراء مسائل میں تو ہوتا ہی ہے مگر تماری عبت استعد جھوٹے کسوں افتراء کرتی ہے پچھریں صدی اور بدعتیوں کے محدث جواب یہ دیتے ہیں انحراب خدعہ، لحنۃ اللہ علی الکاذبین۔

علیٰ ہذا القیاس غرض جھوٹ اور غلط امور اس گروہ نے علمائے کرام کی طرف منسوب کئے ہیں انکے واسطے تو ایک فقر کی ضرورت ہے بکثرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون لا کذبنا، او انہیں کذبوں اور افتراء پر دلیلوں کی حقیقت کھولنے کی واسطے یہ قصد کیا جاتا ہے جملہ الکلام یہ ہے کہ تمام اہل بدعت کو جو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے وجود پر بڑا ناز ہے اور انکو جہد اور فاضل و عالم وغیرہ وغیرہ وہ وہ خطاب دیے ہیں کہ قابل بیان نہیں بلکہ ان کے لائق خطاب ہی کوئی نہ پا جو دیا جائے کیونکہ تمام خطابات تو عوام ہی کو دیدیے اب آگے باقی ہی کیا رہ گیا تھا اور مشور کیا کہ وہ مجذباتہ حاضرہ ہیں انکی تمام تحقیقات حق ہیں اور ہندوستان میں کیا عرب میں بھی کوئی انسے مقابلہ نہیں کر سکتا یہ چلتا ہوا فقر اہل علم پر تو کیا مگر عوام پر تو ضرور اثر کرتا ہے اسوجہ حبیب اللہ اعظم تقدیر حضرت مولانا محمد منا اعظم جناب مولانا مولوی سید محمد تقی صاحب مدرس اول مدرسہ امدادیہ دہلی کے کان اللہ تعالیٰ حافظہم نامہ رسم نے خان صاحب ایک مفصل تقریر لکھو کا قطعی فیصلہ کر لیا ہے چنانچہ ۱۴ محرم کو ایک خط مع چند نمیدہی مولانا کے خان صاحب کے پاس بڑے جوش و خروش

اس کے جواب میں خاں صاحب کا تو کوئی خط نہیں آیا مگر ۱۴ محرم مذکور کو ایک رجسٹری ظفر الدین کی بنام حضرت مولانا سلمہ اللہ تعالیٰ کے آئی۔ اس کے جواب میں ایک خط جناب مولوی عبد السلام صاحب نے ظفر الدین کو ۱۲ محرم مذکور کو لکھا اور ۲۱ محرم سنہ مذکور کو جناب حضرت مولانا محمد منا و مکر مناسلمہ اللہ تعالیٰ نے بنام خاں صاحب ایک گرامی نامہ بھیجا۔ اس کے بعد جناب مولوی عبد الرحیم صاحب نے ۲۳ محرم سنہ مذکور کو ایک خط ظفر الدین کے نام بھیجا اور ایک خط اسی تاریخ میں مولوی صاحب موصوف نے خاں صاحب کے نام بھیجا مگر ان خطوط میں سے کسی کا کسی نے جواب نہ دیا۔ انیس دن انتظار کر کے حضرت مولانا معظم و مکرم نے ایک خط بنام خاں صاحب پھر بھیجا مگر اس کے جواب سے بھی گجرائے اور عاجزی کا سکوت اختیار کیا۔ جملہ خطوط اور تمہیدی سوالات اس تحریر کے آخر میں درج ہیں جن سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت مولانا سلمہ اللہ تعالیٰ کو کہاں تک حقانیت مقصود ہے۔ اور خاں صاحب کو کس درجہ خوف و ہراس و وحشی منظور ہے۔ خاں صاحب نے ہمیشہ طبعی عمل اختیار کیا ہے۔ آج تک کسی غیر مقلد بخدی، واپانی، نیچیری سے گفتگو تقریری تو کی نہیں ہاں کاغذی گھوڑے دوڑائے ہوں گے۔ ہم تمام ان حضرات کی خدمت میں جو خاں صاحب کے معتقد یا سرید یا تابع یا ان کے اہل علم ہونے کے قائل ہیں ہند کے بہنے والے یا سندھ کے مدرس کے باشندے ہوں یا بمبئی کے صوبہ ہمارے ساکن ہوں یا بنگال کے پنجاب کے عزت افزا ہوں! میانہ دو آب کے کجاں آب خدا کا واسطہ دے کر عرض کرتے ہیں کہ طرفین کی تحریرات کو با انصاف ملاحظہ فرمائیں

کہ کوئی بات غلط منظرہ لکھی ہے جس کی بناء پر خاں صاحب نے سکوت اختیار کیا ہے اور اگر گفتگو منظور نہیں ہے تو تین آنے کا ٹکٹ جو مولانا معظم و محکم نے بھیجے ہیں اس کے اور تہیدی سوالات کے واپس کرنے میں کیا غرض ہے اگر تہیدی سوالات کے جوابات اُن سے نہ ہو سکیں تو اُن کی تمام جماعت مل کر ایک ایک سوال بانٹ لیں اور جوابات لکھ کر خاں صاحب کی خدمت میں پیش کر کے الجوابات صحیحہ لکھوادیں۔ پھر اگر بہت ہو تو خاں صاحب مستعد ہو جائیں ورنہ کسی فاضل عالم کو ذمہ کو اپنی جماعت سے منتخب کر کے ایک مسئلہ میں گفتگو کرادیں اور بعد مغلویت خود رونق افروز ہوں پھر خداوندِ قدیر کی قدرت کا تماشا دیکھیں اگر سچے معتقد ہو تو پھر صاحب سے التجا کر کہ یہ منظرہ کرادو ورنہ سمجھ لو کہ ایک جاہل یا متجاہل بدعتی کے چھندے میں گرفتار تھے۔ خدا نے نجات دی جوابات بالکل صاف ہوں ورنہ ہوشیاری سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے، اگر اجمال ہو تو اس طرف سے پھر دریافت کیا جائے گا۔ غرض مقدمات صاف اور سبٹ ملے ہونا چاہیے۔ جوابات تہیدی سوالات کے بعد جو امور قابل دریافت پیدا ہو جائیں گے، مطلع کیا جائے گا گھر میں بیٹھ کر کسی کو محدث، کسی کو مفتی، کسی کو قاضی، کسی کو فاضل عالم کے خطاب دینے سے کام نہیں چلتا اب مقابلہ کا وقت ہے مرد میدان بنو اور اپنے علامہ مجدد کی قابلیت کو دیکھو اور جس کسی صاحب کے پاس خاں صاحب کے فتاویٰ کی جلدیں ہوں اور سبحان السبوح اور مسئلہ علم غیب وغیرہ مسائل مختلفہ کے رسائل ہوں وہ ہمارے پاس بذریعہ ویلو بھیج دیں تو پھر خدا چاہے تو ہم اچھی طرح سے بتا دیں گے کہ حق یہ ہے اور باطل یہ ہے۔ اگر کسی

صاحب کے پاس اُن کے رسائل موجود ہوں تو اول بذریعہ کارڈ کے ان کے نام اور قیمت سے مطلع فرمائیں تاکہ موجودہ رسائل کے سوائے بقیہ رسائل طلب کیے جائیں۔ یہی دقت اظہارِ حقانیت کا ہے واللہ تعالیٰ ہو المستعان وعلیہ التکلیف قائم مقام قاضی عبدالوحید صاحب اور میاں ضیاء الدین صاحب کی خدمت میں بھی عرض ہے کہ وہ بھی خاں صاحب کو اس طرف متوجہ فرمائیں، اور تحفہ حنفیہ میں ہمارے حضرت جناب دامت برکاتہم کے متعلق خامہ فرسائی نہ فرمائیں کیونکہ حضرت جناب مولانا صاحب مدنیہم اللہ تعالیٰ نے تو گفتگو اظہارِ حق کے واسطے ارادہ ہی فرمایا ہے۔ اب گایاں دینے سے کیا نفع سب دشت و تیرا بازی افترا پر دازی میں تو عمر صاف ہو گئی، اب تو تصفیہ کا زمانہ ہے۔ ناحق فضول وقت ضائع کرنا بے کار ہے اور اگر خواہ مخواہ تحفہ حنفیہ اپنی عادت سے مجبور ہو اور گفتگو میں سعی نہ کرے، فقط پھکڑ بازی سے ہی ہوا خواہوں کو خوش کرنا منظور ہو تو بسم اللہ ہمارے نام بھی اس کا ویلو کر دیجیے اور جو مضمون چاہی جانب سے جاوے اس کو بھی شائع کرادیا جاوے ورنہ نامردی اور عجز کی دلیل ہوگی اور خریداری بے کار ہے۔ حضرت مولانا سلیم اللہ تعالیٰ کا اللہ تعالیٰ اعانہ فرماوے نے صرف اول خط خاں صاحب کے نام رجسٹری کرنا بھیجا تھا۔ جب اس طرف سے بھی رجسٹری میاں ظفر الدین صاحب کی آگئی تب رجسٹری فضول سمجھی گئی کیونکہ نشانِ دہیہ ٹھیک ہے خط ضرور پہنچے گا لیکن اس پر بھی اگر معتقدین کے خوش کرنے کو اور رفعِ مذمت کے واسطے یہ عذر پیش کر دیا جاوے کہ اور خط نہیں پہنچے ورنہ کچھ نہ کچھ جواب ضرور جاتا تو ہم کو تو دروازہ تک پہنچانا ہے اور وہ خطوط

نہ پہنچے نہ پہنچو۔ ایک نسخہ اس تحریر کا خاں صاحب کے پاس پھر بھی بذریعہ رجسٹری جوانی کے خدا چاہے بھیجا جائے گا۔ جب نہ سہی اب جواب دو۔ اب تو کسی مینے غور و فکر صلاح و مشورہ میں بھی گزر چکے ہیں۔

کیا تیریاں دکھاتے گائے شتر جنوں

مدت سے ایک زخم جگر ہی جھلا نہیں

خدا بھلا کرے اہل ندرہ کا کہ ان صاحبوں نے تہذیب سے کام لیا۔

بلکہ بعدہ سکوت مستغرق جس نے خاں صاحب کو شیر قالین اور مجدد بنا دیا اور نہ سب کچھ معلوم ہے اور خدا چاہے تو معلوم ہو جائے گا۔ خیر اب تمام محدث فقیہ ادیب محقق منقول مل کر تہیدی سوالات کا جواب دیں، خدا چاہے تو سب کی حقیقت کھل جائے گی مگر مدار گفتگو فقط خاں صاحب کی ہمت پر ہے۔ ورنہ ویسے کس کس سے تعین اوقات کیا جائے۔ چونکہ ہوا تیرہ سبتہ فرقہ کے گروہ ہیں، اس وجہ سے انہیں کو مخاطب کیا جاتا ہے تاکہ تمام گروہ کو حق روشن ہو جاوے ورنہ اگر واقع میں قابل خطاب ہوتے تو اب تک کیا تھا خاں صاحب کا رہنا مشکل ہو جاتا اور سب مکروہی کا جال تار تار ہو جاتا۔ اب ہم کو جواب کی تو امید نہیں ہے، ہاں ایک صورت باقی ہے کہ روپیہ وافر ہے، امرار ساتھ ہیں، ناش کر دیجیے آج کل جو ہارتا ہے اس کا آخری جواب یہ ہوتا ہے مدت العمر کیسے کیسے ابرار کو کافر، فاسق، ملعون کیسے الفاظِ جبیشہ سے یاد کیا ہے۔ وہ الفاظ تو شائد ہی کسی مسلمان کے قلم سے نکلیں وہ تو آپ ہی کو مبارک ہوں جیسا آپ کا مزاج ہے اسی کے موافق کچھ الفاظ لکھے ہیں تاکہ گفتگو

کسی طرح ہو جائے۔ ہم ہر طرح سے راضی ہیں۔ کسی طرح خاں صاحب سے کچھ بات کا ذریعہ بھی تو ہو۔ ہمارا مقصد فقط دین کی حمایت ہے۔ خداوندِ عالم کا ارشاد ہے ولا یحییٰ المکذوبین الا باہلہ۔ اللہ تعالیٰ انتقام میں جلدی نہیں کرتا ہے۔ اب خدا چاہے تو وقت آگیا ہے۔

(الحاصل چونکہ آج کل اسلام پر ہر طرح کے حملے ہو رہے ہیں اور اسلام کے مٹانے کی انتہائی کوششیں عمل میں لاتی جا رہی ہیں اور نہایت زبردست اور پر اثر تدبیر ہے کہ اہل اسلام میں باہم اختلاف اور عقائد اس قسم کا واقع ہو جائے کہ جس کی وجہ سے یہ خود ہی لڑ لڑ کر مرجائیں۔ اور اسلام کی صورت ایسی بدنام ہو جائے کہ دوسرا شخص تو کیا اسلام میں داخل ہو۔ خود اہل اسلام ہی اس سے متنفر ہو جائیں جب اہل اسلام ہی میں ایک دوسرے کو فاسق، کافر، مرتد، بے ایمان کہیں گے تو دوسرا شخص کس فرقہ میں داخل ہوگا۔ جو شخص اہل اسلام میں فتنہ ڈالنے کی کوشش کرے اس سے زیادہ مسلمانوں کا کوئی دشمن نہیں، اب عام ہے کہ یہ حرکت اس سے قصداً ہو یا نادانستہ۔ ایسے شخص سے مسلمانوں کو بہت ہی دور رہنا چاہیے اور ایسے فتنہ پرداز کو بدترین مخالفین اسلام میں شمار کرنا چاہیے۔ آج کل اس خدمت کو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے نہایت دور شور سے انجام دیا ہے و دانستہ یا نادانستہ مگر اسلام کے گلے پر چھری پھرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ ہندوستان میں تو شائد ہی ان کے نزدیک کوئی مسلمان ہو سوائے معدودہ چند اشخاص کے جو بالکل ان کے ہم خیال ہیں ایک گروہ تو مسلمان بنانے کی کوشش میں مصروف ہیں اور جب ایک شخص

بھی اسلام قبول کرتے ہیں تو ان کا پورا پورا نام اور بگہ اخباروں میں درج کرتے ہیں اور غاں صاحب بنے بنائے مسلمانوں کو جہنم میں دھکیلنے کی فکر میں مشغول ہیں حتیٰ کہ حج میں بھی جہاں ہزاروں گنہگاروں کے گناہ معاف ہوتے ہیں غاں صاحب کو وہاں بھی یہی فکر رہتی ہے کہ کسی طرح سے علمائے ہند کی تکفیر کا فتوے حاصل کرنا چاہیے اور عربی ہند کو ہی تبرک لاتے ہیں کہ ہند کے لاکھوں کروڑوں مسلمان کافر ہیں اور جو ان کو کافر نہ کہیں وہ بھی کافر ہیں جو ان سے ملیں وہ بھی ملعون ہیں، اسی واسطے مسلمانوں کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ مسلمان بغور ملاحظہ فرمائیں کہ غاں صاحب کے ہاتھ سے مسلمانوں کو کس قدر نفع یا نقصان پہنچا ہے اور سوائے اس تدبیر کے جو ہمارے حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب دام مجدہم نے غاں صاحب سے تصفیہ کی فرمائی ہے اور کیا شکل ہو سکتی ہے۔ اگر یہ اختلاف مسلمانوں کے نزدیک اسلام کے واسطے مضر ہے اور غاں صاحب سے تصفیہ ضروری امر ہے۔ تب تو سب مسلمان خصوصاً ان کے معتقدین غاں صاحب سے گفتگو کر اگر اس فائدہ جنگی کے باب کو بند کر انہیں اور پھر مخالفین اسلام کے جوابات کی طرف سب مسلمان متفق ہو کر متوجہ ہوں ورنہ غاں صاحب کے اس بیخ کنی اسلام سے تمام مسلمان متنفر ہوں اور ان سے سب مسلمان علیحدہ ہوں اور وہ یا جو کوئی اور شخص اہل اسلام بالقصد یا بلا قصد فتنہ و اختلاف ڈالے اس سے علیحدہ رہیں۔ اس گفتگو اور مناظرہ سے اور عرض نہیں بلکہ محض خیر خواہی اسلام مقصود ہے نہ یہ کہ ایک نیا فتنہ مسلمانوں میں اور برپا کر دیا جائے اور اختلاف کو از سر تازہ بنایا جائے۔ اسلام کے

مخالف ہزاروں ہیں۔

مگر زخم دندان دشمن تیز است کہ نماید بر چشم مردم دست
اہل اسلام کو چاہیے کہ جو فروش و گندم ناخیر خواہی کے پیرایہ میں جو لوگ دشمنان اسلام ہیں ان سے بہت پرہیز کریں اور عادت ان لوگوں کی یہ ہے کہ مسلمانوں میں اختلاف پیدا کریں۔ علمائے سلف صالح جن مسائل میں مختلف ہیں ان میں تفسیق و تضلیل و تکفیر کا باب کھولیں۔ مسلمانوں کے مقابلہ میں ہر وقت کمر بستہ رہیں اور مخالفین اسلام خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں چاہے کچھ کہیں مگر ان کو اصلاً بھی پروا نہ ہو یا برائے نام کچھ لکھ دیا۔ ہم کو نہیں معلوم کہ آریوں اور نصاریٰ کے مقابلہ میں جناب غاں صاحب کس قدر رسالے ہیں۔ ہم کو خبر نہیں کہ اہمات المؤمنین کے رد کے واسطے (جو ایک کتاب ایک پادری نے لکھی اور جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت وہ وہ گستاخیاں کی تھیں کہ کسی مسلمان کی تاب نہیں جو ان الفاظ کو سن سکے) حضرت مجرب و صاحب نے کہاں کہاں جلسہ فرمائے، کئی ہزار روپے صرف کیے۔

قیاس کن ز ملکستان من بہار مرا

بہر حال آخر میں ہماری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اور غاں صاحب کو ان امور کی توفیق عنایت فرمائے جن سے وہ خوش اور راضی ہو۔ اور دنیا میں جن کا حاصل ترقی اسلام اور باہم اتفاق ہو۔ اب اسی کا وقت ہے کہ شرائع اسلام کو مضبوط پکڑ کر تمام اہل سنت بہ اتفاق اسلام کی خدمت میں مشغول ہوں اور مخالفین کے بے جا حملوں کو اسلام سے روکیں۔ غاں صاحب کا اس

منافروں سے سکوت بے شک ایک درجہ محمود ہے۔ بشرطیکہ آئندہ کو اپنے قلم کو اسلام کی طرف سے مخالفین کی جانب متوجہ فرمائیں اور یہ سکوت بھی کسی دینی غرض پر مبنی ہو۔ ہم تمام مسلمانوں کو حکم بنا کر خدا کو شہید بناتے ہیں کہ ہماری دنیاوی عزتیں نہیں ہے اور اگر جاری تحریر میں کوئی امر بے جا ہو تو بعد اطلاق ہم کو اس پر ہرگز اصرار نہ ہو گا۔ مسلمان ہم کو مطلع فرمائیں اور جو امراض صحابہ کی زیادتی کا ہر اس کو وہ جانیں۔ ہم تمام مسلمانوں کی رائے سے کسی طرح باہر نہیں ہیں۔ مَنْ شَدَّ شِدَّتِي النَّارَ سَعِدَ بِهَا رَجَاؤُهُ آيُنَ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى۔

وَاللَّهُ تَعَالَى هُوَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ وَهُوَ حَسْبِي وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْ اللَّهِ إِلَّا إِلَى اللَّهِ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَآصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ يَا خَيْرَ النَّاصِرِينَ۔

نقل صحیفہ قدسیہ حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب مد فیوضہم العالیہ چاند پوری مدرس اول مدرس امدادیہ درجہ مکمل مع تمہید سوالات بنام مولوی احمد رضا خاں صاحب پوری جس کے جواب سے خاں صاحب نے سکوت اور مناظرہ سے گریز کیا

بِاسْمِهِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
بمطالعہ مولوی احمد رضا خاں صاحب

السلام علی من اتبع الهدی آپ نے جو اکثر بدعات مروجہ کے مسنون و مستحب مباح ہونے میں عرق ریزی فرماتی ہے اُس کا اجر تو اللہ تعالیٰ ہی مرحمت فرمائے گا مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کی وجہ سے امت میں بڑا فائدہ برپا ہو گیا جن مسلمانوں کو حضرت سید الاولین والاخرین صلی اللہ علیہ وسلم جناب صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بعدہ ائمہ مجتہدین و محدثین و اولیاء و صلحاء امت رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے ہزار محنت و جانفشانی زمرۃ اسلام میں داخل کیا تھا ان کی کیا بلکہ اخبار امت کی تفسیق و تضلیل و تکفیر میں آپ نے وہ کوشش فرمائی کہ اپنے نزدیک تو گویا دوزخ کو بھر ہی دیا ہے۔ قبیح سے قبیح بدعت کو بھی آپ نے اور آپ کے گردہ نے سنت ہی کر کے لوگوں کو دکھلایا جن موقع سے بدعت ہزار وقت اٹھی تھی وہاں ہزار جانفشانی آپ کی جماعت نے تردید کی کوشش کی علماء و صلحاء امت پر بہتان باندھے۔ انہوں نے جو مسائل بیان فرمائے تھے اُن کے نہایت ہی بدنام و تحقیر عزائمات عوام کے سامنے بیان کر کے اُن کو علماء

اسلام سے متنفر کیا۔ حضرات علمائے کرام میں سے کسی نے تو آپ کو قابلِ خطاب نہ سمجھا کیونکہ آپ کے گردہ کی تحریرات میں جیسے فحش الفاظ اور بد تمیزی اور دورِ اذکار باتیں ہوتی ہیں وہ آپ کی تحریرات اور تحفہ حقیقہ کے پرچہ سے ظاہر ہے کسی نے اس کو موجب ترقی درجات خیال کیا، کسی نے باعث کفایت سمجھا کیونکہ انہماجِ حق کے واسطے پہلی تحریرات بالکل کافی ہیں۔ اسی کی وجہ سے آپ کو بھی دھوکہ ہو گیا کہ اب میرا مقابل کوئی نہیں۔ آپ بھی خوب گل کھیلے۔ ادھر بہت سے عوام اور نادان فہم دھوکے میں پڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو معاملہ ہو گا وہ تو روزِ جزا پر موقوف ہے اور یہاں بھی اُس کو اختیار ہے مگر فقط عوام اور بعض خاص کالعوام کے رفعِ اشتباہ کے واسطے بندہ نے آپ سے ایک مفصل تقریری گفتگو کا ارادہ قطعی کر لیا ہے۔ واللہ تعالیٰ ہوا مستعان۔ اگر آپ میں کوئی شائبہ بھی حقانیت اور لہیت کا ہے اور اپنے دعویٰ میں کچھ بھی صدق و دیانت رکھتے ہیں تو بندہ نے جو امور مختلفہ کی نسبت یہ چند سوالات بطورِ مقدمات کے پیش کئے ہیں جن کا طے ہونا مسائلِ مختلفہ سے پہلے ضروری ہے خدا کے واسطے اس کا جواب دیجئے۔ اگر آپ اُن کا جواب اپنی تحریرات میں دے چکے ہیں تو ہر سوال کے جواب کا حوالہ بقید کتاب و صفحہ و مقدارِ عبارت بیان ہو اور تمام کتابوں کو بذریعہ ویلو بندہ کے پاس بھیج دیجیے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اپنی جماعت میں سے ایک دو دس بیس کو حکم دیجیے کہ وہ سب مل کر ان سوالات کا جواب دیں اور آپ ان کو بغور ملاحظہ فرما کر آخر میں اپنا دستخط فرمائیں کہ ان تمام جوابات کو ہم نے بغور دیکھا ہے۔ یہ نہایت صحیح ہیں۔ ہم اُن

کی صحت کے ذمہ دار ہیں کیونکہ بندہ بہر صورت آپ ہی کو مخاطب بنائے گا پھر بندہ آپ سے گفتگو کو حاضر ہے لکھنؤ دہلی صدر مقام ہے۔ نہ میرا گھر نہ آپ کا۔ جونی جگہ تجویز ہو مطلع فرمائیے حتیٰ الوسع تمام ہندوستان کے گلی کوچہ میں اس گفتگو کی خبر شائع کرنا بندہ کا کام ہے تاکہ تمام مسلمانوں کو حق و باطل و زور و شن کی طرح ظاہر ہو جاوے اگر یہ بھی آپ کو بوجہ تعلیٰ دشمنی کے پسند نہ ہو تو آپ اپنے مجمع میں سے جس شخص کو چاہیں منتخب فرمائیں، اس کی ہر حیثیت آپ کی ہر حیثیت ہو۔ بندہ اس سے ہی گفتگو تقریری کو مستعد ہے اور اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو ازل ایک ہی مسئلہ میں اس شخص سے گفتگو ہو جس کو آپ منتخب فرمائیں اگر وہ بعون اللہ تعالیٰ مجھ سے مغلوب ہو تو پھر آپ گفتگو کے واسطے مستعد ہو جائیے غرض ہر تقریر و تحریر کے آپ ذمہ دار ہوں گے اور میرا مقصود فقط آپ سے ہی گفتگو کرنا ہے اور اگر یہ تمام امور منظور نہ ہوں تو پھر آپ تحریر فرمائیے کہ آپ سے گفتگو تقریری کرنے کی کیا صورت ہے۔ اگر میری تحریر میں کوئی امر ایسا ہو جس سے یہ معلوم ہو کہ گفتگو کوئی منظور نہیں۔ آپ کی طرح فقط لوگوں ہی پر ظاہر کرنا منظور ہو تو اس سے مطلع فرمائیے گو یہ امر ظاہر کرنا ضرور نہ تھا مگر فقط اس وجہ سے کہ مجھ کو واقعی ایک بہت بڑے فیصلہ کن تقریری گفتگو آپ سے منظور ہے۔ یہ عرض کرتا ہوں کہ میں دہی شخص ہوں کہ پٹنہ میں جو آخری وعظ بندہ کا آپ بیان فرما رہے تھے اور کئی ہزار آدمیوں کا مجمع تھا اور بندہ نے کھڑے ہو کر اس مجمع میں آپ سے زبانی گفتگو کی درخواست کی تھی اور اہل مجمع نے اس منٹ کے بعد جواب کا وعدہ کیا تھا۔ پندرہ بیس منٹ کے بعد بندہ پھر کھڑا ہوا

اور دوبارہ گفتگو کی درخواست کی پھر بھی وہی جواب ملا۔ بعدہ آپ دُعا مانگ کر تشریف لے گئے اور زبانی گفتگو سے گریز کیا۔ آپ یاد کیجئے کہ یہ واقعہ صحیح ہے یا نہیں۔ میں وہی شخص ہوں کہ جو اس وقت بھی آپ سے گفتگو کو آمادہ تھا، کہ جب بالکل آپ کا مجمع تھا اور اب تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہزاروں اس طرف کے بھی ہوں گے اسی دن آپ کی حقانیت کی حقیقت کھل جاتی مگر خدا کو منظور نہ تھا۔ اب ان شاء اللہ تعالیٰ یہ موقع ہے جس سے یہ امید اظہار حق کی ہے بشرطیکہ آپ اس دفعہ کی طرح پہلو ہتی نہ فرمائیں جو اب کے واسطے اور جبرطری کے واسطے ٹکٹ جاتا ہے۔ آپ ہفتہ کے اندر مشورہ فرما کر جواب مرحمت فرمائیں کہ ان سوالات کا جواب خود دیں گے یا دوسرے سے دلا دیں گے تو کب تک یا مناظرہ ہی منظور نہیں، صاف جواب مرحمت ہو واضح ہو کہ جہاں آپ کی ذات کے ساتھ متعلق ہیں یا جن میں حوالہ کتب کی ضرورت نہیں ان کے علاوہ تمام امور کا جواب بحوالہ کتب معتبرہ حنفیہ فقہ و اصول فقہ و کلام ہونا چاہیے۔ مجددیت سے کام نہ لیا جاوے آپ جو اپنی تصنیفات میں اکثر جگہ اپنے فتاویٰ کا حوالہ دیتے ہیں ان جلدوں کا نہایت مشتاق ہوں اور بہت کوشش کی مگر دستیاب نہ ہوئیں اگر یہ فرضی کتاب نہیں تو عنایت کر کے اس مجموعہ فتاویٰ کی تمام جلدیں اور علم غیب میں جو آپ کا رسالہ ہے ضرور دیکر دیکھئے۔

اگر آپ نے بندہ سے گفتگو کی ترغیب چاہی ہے آپ کو بھی طعنت آجائے گا اور مدت العمر کی چالاکیاں خرب ہی کھل جائیں گی۔ اگر میری حالت کی پوری

تحقیق منظور ہو تو اپنے وزیر اعظم مولوی وصی احمد سنو رتی سے دریافت کر لیجئے میں جلسہ پر کھریا میں بھی آپ سے اور آپ کی جماعت سے مناظرہ کو بالکل مستعد تھا مگر آپ تو عرب میں تشریف مکہ کو مرید کرنے تشریف لے گئے تھے ہاں تاضی عبدالوحید صاحب و ہدایت رسول دممولوی وصی احمد تھے دریافت کر لیجئے کہ کیسے مناظرہ سے بھاگے اور چونکہ آپ کی طرف سے دروغ کی اشاعت کا ذریعہ تحفہ حنفیہ ہے اس وجہ سے اس دفعہ سے تحفہ حنفیہ کا پرچہ بھی بندہ کے نام دیکر کر دیجئے تاکہ آپ کی جماعت کا کذب اور افتراء معلوم ہوتا ہے ورنہ معلوم وہ کیا کیا لکھ کر شائع کرے گا۔ اگر میرے متعلق کچھ اس میں لکھا جاوے تو میرا مضمون بھی اس میں شائع ہونا چاہیے۔ ورنہ معجز کی دلیل ہوگی میں آج سے اُس کا خریدار ہوں بشرطیکہ آپ گفتگو کا قصد کریں ورنہ دودھ پے کیوں فضول ضائع کر دوں، جواب ہے جلد طبع کیجئے اگر جواب دینا اور مناظرہ کرنا منظور نہ ہو تو میرے سوالات واپس کر دیجئے۔ واللہ ہوا مستعان و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ ازیب و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و صحابہ اجمعین۔

بندہ محمد رضی الحسن معاف عنہ خادم مدرسہ دارالعلوم دیوبند ۱۲ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ یوم درشنبہ
 حَامِدُکَ وَصَلِیَاؤُکُمْ
 مہیدی سوالات جو چودہ محرم ۱۳۲۶ھ کو مولوی بریلوی صاحب کے پاس بغرض جواب روانہ کیے گئے اور ان کے جواب کے آج تک عاجز رہے۔
 ۱۔ کافر کی کیا تعریف ہے اور اس کی کیا علامت ہے۔

(۲) ضروریاتِ دین جن کے انکار سے آدمی کافر ہو جاتا ہے وہ کون کون سی چیزیں ہیں بالتفصیل بیان ہوں۔

(۳) موقل کافر نہیں وہ کون سی تادیل ہے جس سے کافر نہیں ہوتا اور جس تادیل کا اعتبار نہیں، وہ کون سی تادیل ہے اہل قبلہ کی کیا تعریف ہے بحوالہ کتاب بیان ہو۔ اور کفر اہل قبلہ جائز ہے یا نہیں۔ مذہب اہل سنت کیا ہے؟

(۴) اگر کسی کلمہ کو کے کلام میں چند وجہیں کفر کی ہوں اور چند وجہیں اسلام کی تو مذہب اہل سنت و الجماعت اور امام صاحب کے موافق اس کو کافر کہیں گے یا مسلمان؟

(۵) اگر کوئی ایسے کلام کو معافی کفریہ ہی پر حمل کرے وہ شخص کیا ہے۔

(۶) اہل سنت و الجماعت کی کیا تعریف ہے اور وہ اعتقادات اور عملیات جن کے کرنے یا نہ کرنے سے آدمی اہل سنت و الجماعت سے خارج ہو جائے کیا کیا ہیں اور مدارِ اہل سنت ہونے کا کیا ہے مفصل بیان ہو۔

(۷) اگر کسی مسئلہ میں کوئی امام یا بعض مشائخ یا علمائے محققین میں سے ایک یا دو کسی طرف گئے ہوں اور اکثر یا اقل دوسری جانب ہوں اور علماء بھی کل اہل سنت و الجماعت یا مقلدینِ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ہوں، تو اس مسئلہ میں مُتَمَتِّ نہا کی ایک جانب پر اعتقاد رکھنے والا کافر یا فاسق یا خارج از اہل سنت و الجماعت ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر ہو سکتا ہے تو فقط یہی شخص جو آج کل ہمارا معاصر ہے یا متقدمین میں سے بھی جو اس قول کی طرف

گئے ہیں وہ بھی ان القاب کے مستحق ہوں گے اور ان مسائل میں سے ایک یا بطریقِ مثال بیان ہوں۔

(۸) اشعریہ یا تردید و دونوں گروہ اہل سنت و الجماعت میں داخل ہیں یا کوئی اہل سنت سے خارج ہے۔ شقِ ثانی میں کسی مسئلہ کی وجہ سے شقِ اول باوجود اختلاف فی الاعتقاد کے پھر دونوں گروہ اہل سنت و الجماعت کیسے ہو سکتے ہیں۔ اگر مدارِ اختلافِ فرق باطلہ و اہل سنت، اختلافِ اعتقادات ہے تو یہاں ایک گروہ باوجود اختلاف کے خارج از اہل سنت و الجماعت کیوں نہ ہو اور اگر اہل سنت و الجماعت سے خارج ہونے کے واسطے اختلافِ اعتقادات مدار نہیں تو پھر وہ کیا ہے مفصل بیان ہو اور اشاعرہ اور شمریہ دونوں کا ایک ہی مضمون ہے یا کچھ فرق ہے، بحوالہ کتاب بیان ہو۔

(۹) کلمہ گوئے اگر کوئی کلام یا فعل ایسا سرزد ہو کہ جس میں ۹۹ وجوہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو تو اس کو اس پر حمل کریں گے جس سے وہ مسلمان ہے یا نہیں۔ اگر اول ہے تو اسی طرح (۹۹) وجوہ اہل سنت و الجماعت سے نکلنے کی ہوں اور ایک سنت و الجماعت ہونے کی تو اس کو بھی اسی پر حمل کریں گے جس میں وہ اہل سنت و الجماعت میں داخل ہے یا کسی طرح سے اس کو اہل سنت و الجماعت سے خارج ہی کرنا چاہیے اور جس طرح کہ جب تک امورِ ضروریہ دین کا منکر نہ ہو گا کافر نہ ہو گا اسی طرح سے جن امور کی نسبت اہل سنت کا اعتقاد ضروری طور سے ثابت نہ ہو گا اس کے انکار سے بھی اہل سنت و الجماعت سے خارج نہ ہو سکے گا یا فرق ہے اور وہ ضروریات

اہل سنت کیا ہیں۔ ہاں جو امور متفق علیہ اہل سنت ہیں ان میں بھی ہر واقعہ کے انکار سے خارج از اہل سنت والجماعت ہو جائے گا یا اس میں بھی کچھ تفصیل سے مفصل بیان ہو۔

(۱۰) جس کسی مسئلہ کی نسبت یہ بات ثابت ہو جاوے کہ یہ مسئلہ مایہ یا شاہ کے موافق یا ان کے درمیان مختلف فیہا ہے اس پر یا اس کے ایک جانب پر اعتقاد رکھنے والا خارج از اہل سنت والجماعت ہو سکتا ہے یا نہیں فقہی ادل میں فقط یہی شخص یا دہ گروہ جس کا یہ مقلد ہے بہ تقدیر اول وجہ فرق کیا ہے اور شق ثانی میں اس کو اہل سنت والجماعت سے خارج کہنے والا کون ہے اور اس کا کیا حکم ہے۔

(۱۱) مسائل مختلف فیہا بین الصحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین یا درمیان ائمہ محدثین و مفسرین و ائمہ مجتہدین فی الدین باقی المذہب یا مرجعین یا مشائخ و علمائے محققین میں کوئی ایک جانب خطہ صواب کی متعین ہو سکتی ہے، اور ایک کو یقینی غلط یا صحیح کہہ سکتے ہیں یا دلیل کا حاصل رجحان ہے اور احتمال خطا و صواب ہر جانب باقی رہتا ہے۔ ایسے مسائل میں ایک جانب پر عمل کرنے والے کو فاسق یا خارج از اہل سنت والجماعت کہہ سکتے ہیں یا نہیں بحوالہ کتاب بیان ہو اور ان مسائل کی مثال بیان ہو۔

(۱۲) حضرت مجدد العت ثانی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب، حضرت شاہ عبدالقادر صاحب، حضرت شاہ رفیع الدین صاحب، حضرت شاہ اسحاق صاحب، مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی، مولانا

فیض صاحب غازی پوری مولانا شاہ احمد اللہ صاحب مظفر پوری، مولانا امانت اللہ صاحب غازی پوری صاحب فتح القدیر صاحب بنایہ شرح ہدایہ صاحب رد المحتار حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین احمد بھٹی منیری و جناب مولانا محمد علی صاحب دام فیضہم خلیفہ اعظم حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہ لوگ مسلمان اہل سنت والجماعت احناف ہیں اور کیا یہ لوگ مقتدا بنانے کے قابل اور ان کی تصانیف حق اور عمل کرنے کے لائق ہیں یا نہیں، یہ مطلب نہیں کہ یہ حضرات فرشتہ ہیں، ان سے کوئی غلطی نہیں ہوتی یا ان کا کلام نفوذ باللہ وحی ہے بلکہ جیسے اور اکابر دین گزرے ہیں اور مقتدا اہل اسلام اہل سنت والجماعت و مقلد ہوتے ہیں اور ان کے کلام حجت میں پیش کیے جاتے ہیں۔ اپنے زمانہ میں یہ لوگ بھی مقتدا اور اہل علم اور صلاح و فلاح ہیں یا ان کے عقائد کل کے یا بعض کے کلاً یا بعضاً خراب ہیں جن سے وہ اسلام یا اہل سنت والجماعت یا گروہ مقلدین یا احناف سے نکل گئے اور وہ عقائد و مسائل کیا ہیں، کل نہیں ایک ایک دو دو ہی بیان ہوں ورنہ ان حضرات کو غیر مقلد و تابعی بے کلمات کہنے والا کیسا ہے ان کی نسبت آپ کا اعتقاد کیا ہے۔

(۱۳) مقلد ائمہ اربعہ کی فقہاء نے کیا تعریف کی ہے بالخصوص حنفی ہونے کے واسطے کس کس امر کی ضرورت ہے جن کے ترک سے آدمی حنفی نہ رہے اور کیا کرنا چاہیے جس کے کرنے سے حنفیت سے خارج ہو جائے۔ اگر اس کے لیے کوئی قاعدہ کلیہ فقہاء نے بیان فرمایا ہو تو وہ بیان ہو اور اگر جزئیات کی تصریح

کی ہو تو اس کو بیان کرنا چاہیے۔ غرض تقلید کی جنس اور فصل اور اس کے لوازم اور شرائط اور خواص مختصہ اور موقوف علیہا اور تعدد موانع جن کے نہ کرنے یا کرنے یا ہونے نہ ہونے سے علماً و عملاً آدمی مقلد نہ رہے وہ بیان فرمائیے۔

(۱۲۱) غیر مقلد کا کیا حکم ہے اور تقلید حرام ہے یا مکروہ تحریمی یا تنزیہی یا جائز یا فرض۔ واجب مستحب سنت اور کون درجہ کس کے لیے غیر مقلد اور وہابی کا ایک ہی مفہوم ہے یا کچھ فرق ہے ترک کیا ہے؟

(۱۵۱) اگر کوئی غیر مقلد نہ ہو اور اس کو کوئی شخص غیر مقلد اور وہابی کہے تو یہ مفتری کس درجہ گناہ کا مرتکب ہوا۔ تارک نماز، زکوٰۃ، حج، صوم، صدق، دیانت، فرض، واجب، سنت، مستحب یا گناہ کبیرہ، صغیرہ، حرام، مکروہ تحریمی تنزیہی کے کرنے سے آدمی غیر مقلد ہو سکتا ہے یا فقط تقلید کے ترک یا مذموم بننے سے غیر مقلد ہوگا، غرض کہ غیر مقلد ہونا یا نہ ہونا کسی مقیدہ کرنے یا نہ کرنے پر موقوف ہے یا کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے پر یا دونوں کے وجود پر یا عدم پر مجتمعاً یا منفرداً فقہ حنفیہ یا اصول فقہ سے بیان ہو۔

(۱۶۱) جو مسائل نہ امام صاحب کے زمانے میں موجود تھے نہ بعد میں ایک زمانہ تک موجود ہوئے نہ اس کا حکم فقہ میں مندرج ہوا اور اس صورت کے پیش آنے کے بعد علمائے دقت نے اس کا حکم بیان فرمایا۔ متفقاً یا مختلفاً اس حکم کے زمانے سے بھی آدمی حنفیت یا تقلید سے باہر نکل سکتا ہے یا نہیں اور علمائے حنفیہ کا کس قسم کا اختلاف بین المسائل ہے جس میں کسی جانب پر عمل کر لے تو حنفی نہیں رہتا مثلاً ایک دستلہ بیان فرمایا جائے۔

(۱۷۱) شوافع، حنابلہ، مالکیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی آراء موافقہ یا مخالفہ حنفیہ کے لیے کلیۃً یا جزویۃً مفید یا مضر ہو سکتی ہیں یا نہیں اور کثرت آراء بھی حکم کی تقویت کر سکتی ہے یا فقط قوت دلیل ہی مفید ہو سکتی ہے مسلک حنفیہ فقہ یا اصول فقہ میں کیا ہے بیان ہو۔

(۱۸۱) جو شخص مقلد ہو اس کو اپنے فقہ کے خلاف عمل کرنا یا اعتقاد میں حنفی کو شافعی کے موافق اعتقاد یا عمل کرنا جائز ہے یا نہیں اگر ناجائز ہے تو ایسے شخص کے لیے کس قدر علم کی ضرورت ہے۔ ایسا شخص کوئی آج کل موجود ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو کتنے زمانے سے اور اگر خلاف اپنے فقہ کے عمل نہیں کر سکتا تو ان ہی مسائل میں جو اپنے امام سے منقول ہوں یا اس کے متبعین کے معتدلات مستخرجات کا بھی یہی حکم ہے یا نہیں۔ اگر کچھ تفصیل ہے تو بیان فرمائی جائے اگر مسئلہ امام سے منقول نہ ہو اور کتب فقہ میں بھی مندرج نہ ہو۔ ایسے مسئلہ میں اگر علمائے کرام مابعد اختلاف کریں، ایک کے نزدیک مستحسن اور دوسرے کے نزدیک قبیح ہو تو ایک دوسرے کو کافر، فاسق، فاجر، ازاہل سنت و الجماعت کہہ سکتا ہے یا نہیں تو متقدمین میں جو اس قسم کا اختلاف ہوا ہے وہ بھی موجب تحفیر وغیرہ ہے یا نہیں اگر نہیں تو وجہ فرق کیا ہے۔

(۱۹۱) ادلہ شرعیہ قرآن شریف حدیث شریف اجماع قیاس حسب تصریحات اہل سنت انہیں چار میں منحصر ہیں اور جو امور بظاہر ان کے علاوہ معلوم ہوتے ہیں وہ انہیں میں مندرج ہوتے ہیں یا واقع میں ان سے علیحدہ امور بھی ہیں۔ شق ثانی میں حصر کے کیا معنی پھر ادلہ من حیث الثبوت الدلالتہ کے اقسام و احکام بھی بیان

فرماتے جائیں۔

(۲۰) الہام حجت شرعی ہے یا نہیں۔ الہام و کشف ایک ہی امر ہے یا دو۔ بزرگان دین کو جو امور منکشف ہوئے، ان کا اعتقاد مثل اولہ شرعیہ کے احکام کے رکھنا یا کرنا ضرور ہے یا نہیں۔ بقدر عدم موافقت الہام و کشف کے امور شرعیہ یا اولہ شرعیہ یا تصریحات فقہاء یا علما۔ اصول یا ائمہ کلام کو اس کا اعتقاد یا اس پر عمل کیسا ہے۔

(۲۱) کسی عمل میں اگر کسی بزرگ کو یا اکثر بزرگان دین کو باتفاق یا اختلاف کوئی نفع دینی و دنیوی معلوم ہو تو تمام امت پر اس کا عمل یا اعتقاد لازم ہے یا خاص اس کے معتقد یا مرید پر اعتقاد نہ کرنے والا یا اس کو ضروری نہ سمجھنے والا یا عمل و اعتقاد کو جائز سمجھ کر عمل نہ کرنے والا یا اس کو خلاف مصلحت یا باعث فتنہ عوام سمجھ کر روکنے والا یا بوجہ دیگر امور نامشروعہ کے مل جانے کے قبیح لغیرہ کہنے والا کیسا ہے۔

(۲۲) جیسے مسائل شرعیہ مقلد فیہا میں اپنے امام مقتدا کے جس کے ہم مقلد ہیں اور پیروی کرتے ہیں، دلیل دریافت کرنے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح ہے ہر بزرگ کے کلام اور الہام پر عمل کر سکتے ہیں اور اس کا تسلیم کرنا ضروری ہے یا نہیں۔ پھر قول بزرگ میں مطابقت اپنے امام سے یا فقہ حنفیہ سے شرط ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو دوسرے مجتہد کے کلام پر بھی ایسے ہی عمل کر سکتے ہیں یا نہیں تو وجہ فرق کیا ہے اور بزرگ میں بھی شرط ہے کہ وہ اپنے ہی امام کا مقلد ہو یا نہیں، بلکہ جس امام کا بھی مقلد ہو اس کے کلام پر عمل کرنا ضروری یا جائز

یا مستحسن ہے۔ اگر کوئی تخصیص نہیں تو ہر عالم کے کلام پر عمل کرنے میں بھی یہی تعلیم ہے یا نہیں اگر نہیں تو وجہ فرق کیا ہے۔ اگر تعلیم ہے تو غیر مقلدی اور اس تقلید میں فرق کیا ہے۔

(۲۳) اولیاء کے بعض کلام جو بظاہر مخالفت شریعت ہوتے ہیں اور بعض مصلحت اور حقائق جن کے عامۃ مومنین مکلف نہیں ہوتے ہیں اور وہ امور ان کے فہم سے خارج ہوتے ہیں اور بعض خاص حالت سے متعلق ہوتے ہیں۔ عموم پر جاری نہیں ہوتے اور بعض متشابہ جن کے فہم سے اور لوگ قاصر ہوتے ہیں اور بعض ان کے اعتقاد ہوتے ہیں۔ یہ اقسام بزرگان دین کے کلام میں پائے جاتے ہیں یا نہیں اگر ہیں تو ہر ایک کا شعار اور علامت اور اس کا حکم بیان ہو، اور پیروں کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ کرنا چاہیے یا نہیں، نہیں تو اس کا کیا حکم ہے جو ایسا عمل یا اعتقاد رکھے۔

(۲۴) آج کل ہندوستان کے موجودہ علما۔ میں سے اگر کوئی شخص خلافت فقہ حنفی عمل کرے یا ایسے مسئلہ میں جس کا حکم بالصریح فقہ حنفیہ میں موجود ہو۔ احادیث وغیرہ سے اس حکم کے مخالف حکم بیان کرے تو وہ شخص غیر مقلد ہوگا یا نہیں پھر اس کا حکم کیا ہے اور اس استنباط کی ہر عالم کو اجازت ہے یا نہیں یا بعض کو۔ شق ثانی میں وجہ تخصیص کیا ہے۔

(۲۵) درجہ اجتہاد کب سے موت ہو گیا۔ علیٰ ہذا القیاس مرجعین بھی کب سے نہیں، آج کل کے علما۔ پر تقلید شخصی مثل عوام کے ضروری ہے اور جواب مسئلہ میں فقط روایات معتبرہ فقہ ہی کو بیان کرنا چاہیے تو در صورت عدم

تصریح حکم کیا کرنا چاہیے یا تقلید فرض نہیں اور ہر شخص اپنی رائے و سمجھ بکھٹ ہے تو پھر عوام کے لیے کیا حکم ہے۔

(۲۶) جو شخص خود بلا ضرورت اپنی ہوا و ہوس و غرض کے مطابق بعض مسائل میں فقہ حنفیہ کے خلاف کرے اور دوسروں کو ایسا فعل کرنے سے غیر مقلد یا وہابی کہے تو اس کا حکم کیا ہے۔

(۲۷) اس وقت میں اگر کوئی مسئلہ ایسا پیش آئے جس کا حکم فقہ حنفیہ میں موجود نہ ہو تو علمائے وقت کو کیا کرنا چاہیے اگر اجتہاد کا حکم ہے تو فقط اسی صورت میں یا دوسرے مسائل میں بھی اجتہاد کر سکتے ہیں اور ہر ایک عالم کا اجتہاد دوسرے عالم یا عوام پر حجت ہے یا نہیں بلکہ ہر شخص اپنی رائے کا پابند ہو گا۔

(۲۸) جن مسائل میں علمائے وقت مختلف ہوں، بعض جائز فرمائیں، بعض ناجائز۔ ایسی صورت میں عوام کو کیا کرنا چاہیے۔ ان کو امتیاز حق و باطل کا کیسے ہو یا جس کو چاہیں اختیار کر لیں، ہر صورت میں ماجر ہوں گے۔

(۲۹) مجدد ہر سو برس کے بعد ہونا ضروری ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو اس کے شرائط و لوازم و مواقع بیان ہوں اس کی تعریف اور علامات کیا ہیں اور وہ تجدید دین کس طرح کرتا ہے۔ تمام دنیا میں مجدد ایک ہوتا ہے یا متعدد اور فقط اہل سنت و الجماعت ہی میں ہوتا ہے یا دوسرے فرق میں بھی اور ابتداء تنویر کس وقت سے کی جائے گی۔ اس وقت تک کس قدر مجدد ہوتے ہیں

۱۔ اگر ہونا ضروری نہیں گو ہو سکتا ہے تب بھی امور مذکور کے بیان کی ضرورت ہے۔

انہوں نے کیا دین کی تجدید فرمائی، ایک مجدد کو دوسرے کا حال معلوم ہونا ضروری ہے یا نہیں اور مجدد کو اپنی مجددیت کا علم ضروری ہے یا نہیں۔ اس صدی کا مجدد کون ہے۔ آپ ہیں یا کوئی اور شق ثانی میں جو لوگ آپ کو مجدد مانتے حاضرہ لکھتے ہیں یہ ان کا خیال صحیح ہے یا غلط اگر غلط ہے تو آپ نے بذریعہ تحریر عام کے تغلیط فرمائی یا نہیں اور غیر مجدد کو مجدد کہنا یا کہلوانا جائز ہے یا نہیں؟

(۳۰) اگر غیر مجدد کو مجدد کہنا جائز ہے تو غیر عالم کو عالم اور بدعتی کو عامی سنت اور فتنہ پرداز اور مسلمانوں کو دھوکہ دے کر مسلمانوں کے روپ کھانے والے کو عامی سنت ماحی الفتن عالم وغیرہ تعظیمی الفاظ لکھنے اور ان کی تعظیم کرنا جائز ہے یا ناجائز اس پر جو اہل ندوہ پر حکم جاری کیے گئے ہیں، جاری ہوں گے یا نہیں۔

(۳۱) واجب بالذات ممتنع بالذات ممکن بالذات میں حصر عقل ہے یا نہیں ایک قسم کا انقلاب دوسرے کی طرف ممتنع بالذات ہے یا نہیں۔ واجب بالذات یا ممتنع بالذات کسی موجود کا جزو ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(۳۲) جبکہ ممکن بالذات ہیں قدرت باری میں داخل ہیں یا نہیں۔

(۳۳) کسی ممکن بالذات کو قدرت الہیہ سے خارج مان لینا مستلزم انکار الوہیت کہ ہے یا نہیں؟

(۳۴) ہر واجب بالذات ممتنع بالذات ممکن بالذات ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

(۳۵) شریعت میں کوئی چیز واجب بالذات ممتنع بالذات ہے یا نہیں۔ ممتنع بالذات

میں مشارک ہونے کے اُن کو کلام باری نہ کہا جائے اور قرآن شریف کو کلام باری کہا جائے وجہ فرق کیا ہے؟

(۴۳) کلام لفظی باری تعالیٰ میں اور کلام لفظی انسان میں مادہ حروف ہجا ہے یا وہاں کچھ اور۔

(۴۴) قدرت مجموعہ کلام مستلزم قدرت علی اجزائہ کو ہے یا نہیں قدرت علی الاعلیٰ مستلزم قدرت علی الادنیٰ کو ہے یا نہیں۔

(۴۵) متنع بالذات کی علامت اور پہچان کہ جس کے صادق آنے سے اس کے مصداق کو متنع بالذات کہہ دیا جائے ہے یا نہیں اگر ہے تو بیان ہو۔؟

(۴۶) دو شے میں باوجود اتحاد بالذات کے تغایر امکان بالذات اور امتناع بالذات کا ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(۴۷) مرکب کا وجود باعطائے وجود اجزا ہوتا ہے یا یہ بھی ممکن ہے کہ وجود فقط کل کا ہو اور اجزا کلاً یا بعضاً معدوم ہوں۔

(۴۸) صدق و کذب کی تعریف اور ہر ایک کی علت تامہ کیا ہے۔

(۴۹) صدق و کذب کلام کی ذاتیات سے ہے یا لوازم ذات یا وجود سے کہ جو اپنے ملزوم سے جدا نہ ہو سکے یا عوارض منفک سے۔ ایک ہی کلام باقبا دو وقتوں کے اختلاف محکم عنہ کی صورت صدق اور کذب میں مختلف ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(۵۰) امکان علت مستلزم امکان معلول کو ہے یا نہیں معلول متنع بالذات ہوا اور علت تامہ ممکن بالذات ہو، یہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(۵۱) صاحب مراقف کا ممتنع علیہ الکذب اتفاقاً فرما اس امتناع سے

مراد بالذات ہے یا بالخیر اگر بالذات ہے تو صاحب عمدہ و مسائرہ کا نقل اختلاف کیسا۔ اس میں کس کا کلام صحیح ہے پھر صاحب عمدہ اور صاحب مسائرہ میں کس سے غلطی ہوئی، صاف تحریر فرمایا جائے بحوالہ کتب کلامیہ۔

(۵۲) محقق دوانی نے جن حضرات کا مذہب جواز خلف فی الوعد لکھا ہے اس جواز سے مراد امکان وقوعی ہے یا ممتنع بالخیر ہے تو (یَعْدُ کَرَمًا) کی دلیل کیسے صحیح ہوگی کیونکہ عدم وقوع یقینی ہے اور اگر مراد امکان وقوعی ہے تو ان قائلین کو کافریا فاسق خارج از اہل سنت والجماعت کیا کہا جائے گا۔ محقق دوانی نے اُن کی نسبت کیا کہا ہے؟

(۵۳) محقق دوانی کا ایسا جواب دینا کہ جس کی وجہ سے جواز خلف فی الوعد لازم نہ آئے۔ یہ جواب صحیح ہو یا نہ ہو۔ یہ امر آخر ہے لیکن اُن کی تاویل سے اس شخص کا مذہب جو جواز الخلف فی الوعد کا قائل ہے، نہیں بدل سکتا۔ فتوے اس کے باب میں مقصود ہے کہ وہ وقوع کذب کا قائل ہو کر کافر ہو یا نہیں۔

(۵۴) علی ہذا القیاس صاحب مسائرہ نے جو تحیر کا برائے شاعرہ کا مسئلہ حسن و قبح عقلی میں نقل کیا ہے۔ وہ لوگ بھی وقوع کذب کے قائل ہوتے یا نہیں ان کی نسبت کیا حکم ہے، آپ نے جو اس کلام کی تاویل المعتمد المستند کے اندر

کی ہے۔ آپ کی شان مجددیت علم و فضل سے نہایت مستبعد ہے مسائرہ کی عبارت بغور ملاحظہ ہو تب اس تاویل کا مال بخوبی معلوم ہو جائے گا۔ استحکام کذب متفق علیہ ہو اور فرق فقط دلیل کا ہو تو اس تقدیر پر جو معتزلہ نے

کلام نفی پر مشدود کیا ہے، اس کا جواب کیا ہوگا، غور سے جواب دیا جائے
اگر عبارت سائرہ سے ان کا براشاعرہ کا مطلب فعلیہ کذب ثابت ہو،
تب یہ اکابر اشاعرہ گناہ حق کیا ہوتے۔

(۵۵) خداوند جل و علا شاعرہ جو اپنے وعدوں اور وعیدوں کو پورا کرے گا وہ
بالاختیار یا بالاضطرار اگر بالاختیار ہے تو اختیار کے معنی بیان فرمائے جائیں
(۵۶) جن لوگوں کی نسبت جناب باری تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ وہ ہرگز
ایمان قبول نہ کریں گے، ان کا مومن ہونا ممکن بالذات اور باوجود متمنع بالغير
ہونے کے داخل قدرت ہے یا نہیں۔

(۵۷) علم باری تعالیٰ میں علم تابع معلوم ہے یا معلوم تابع علم۔ پہلے علم خداوندی
مستحق ہوتا ہے پھر معلوم اس کے مطابق مستحق ہوتا ہے یا پہلے معلوم مستحق ہو
جاتا ہے اس کے مطابق علم ہوتا ہے۔

(۵۸) کلام میں پہلے صدق اور کذب متحقق ہوتا ہے یا عدم موضوع یا اتصاف
موضوع بنقیض المحمول اور بضدہ اور تقدم کیسا ہے۔

(۵۹) صدق اور کذب صفت کلام کی ہے یا محکی عنہ کی یہاں حصر اضافی باعتبار
محکی عنہ اور کلام کی ہے نہ اعتبار مکمل کے۔

(۶۰) صدق اور کذب کلام باری تعالیٰ اور کلام بشر و دونوں میں ہم معنی ہیں یا
کچھ فرق ہے تو سچو الہ کتاب بیان ہو۔

(۶۱) جیسے اتصاف موضوع بالفعل بنقیض المحمول بضدہ مستلزم یا عین کذب کلام جہتی خاص ہے
اس طرح امکان اتصاف موضوع بنقیض المحمول یا بضدہ یا امکان مستلزم امکان کذب

(۶۲) جمیع مومنین کو خالد بن ولیدؓ جہنم میں داخل کرنے پر قدرت ہونے اور جمیع
کفار کو خالدؓ جہنم میں داخل کرنا مقدور ہونا اگرچہ ہرگز ہرگز ہرگز
کبھی نہ ہوگا بلکہ مومنین جہنم میں اور کفار دوزخ میں خالدؓ و محمدؓ رہیں گے
لیکن اگر چاہے تو ایسا ہو سکتا ہے اگرچہ ہرگز نہ چاہے گا اس میں اشاعرہ
اور ماتریدہ کا کچھ اختلاف ہے یا نہیں۔ اگر اختلاف ہے تو کیا حق کس کی
جانب ہے اور آپ کا کیا مذہب ہے، اور حقیقہ مذکور کا معتقد کون ہے۔

(۶۳) باری تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں اس وجہ سے کیا مراد ہے
بالذات یا بالغير اگر بالذات ہے تو کیا مطلب اور تقریر مذہب کس طرح
اور اگر واجب بالغير ہے تو کیا مطلب ہے۔

(۶۴) واجب عقلی شرعی عادی علیٰ ہذا القیاس متمنع ان کی تعریفیں اور احکام
مجہد کا نہ فرمائیے اور یہ کہ فعل باری تعالیٰ واجباً یا متمنعاً یا غیر علی شرعی، عادی
سب داخل قدرت اور ممکن بالذات ہی کی قسمیں ہیں یا کوئی ان میں سے خارج
عن القدرت اور واجب بالذات اور متمنع بالذات کی قسم سے بھی ہے غرض

ان کی تعریفات اور ہر قسم کی دیگر اقسام سے نسبت صاف بیان ہو۔ ہے
(۶۵) انسان اشرف المخلوقات ہے یا نہیں اگر نہیں تو اشرف المخلوقات کون

(۶۶) انسان نوح ہے کہ نہیں۔ نوح کے افراد متحد بالذات ہوتے ہیں یا کہ نہیں۔

(۶۷) ایک انسان کی نظیر و مثال انسانیت و اصابت مختصہ بالانسانیت میں دوسرا

انسان ہی ہوگا جو اس کے ساتھ متحد بالذات ہے یا دوسری نوح کا فرد بھی کسی

انسان کی نظیر و مثال مذکور بن سکتا ہے۔ نظیر المثلث و مثال المثلث کی تعریف و

شرائط بیان ہوں۔

(۶۸) کسی انسان کی نظیر و مثال میں اتحاد زمانہ بھی شرط ہے کہ نہیں۔ اگر شرط ہے تو جس قدر افراد انسان گزر چکے ہیں وہ سب ممتنع النظیر ہیں یا نہیں اگر ہیں تو یہ امتناع بالذات ہے یا بالغیر اور یہ امتناع نظیر قابلِ مدح ہے یا نہیں اور اگر اتحاد زمانہ شرط نہیں تو وہ امتناع نظیر جو موجبِ مدح ہے کون سا ہے اس کی کیا تعریف ہے۔ مفصل بیان فرمائیے :

(۶۹) ایک نوع کے بعض افراد ممکن و موجود اور بعض ممتنع بالذات و معدوم ہو سکتے ہیں یا نہیں اگر ہو سکتے ہیں تو تبدلِ ذات لازم آتا ہے یا نہیں۔ (۷۰) امر ممکن کی نظیر ممکن بالذات ہی ہوگی یا ممتنع بالذات بھی ہو سکتی ہے۔ (۷۱) کسی کلی ممکن کے افراد کی نسبت قدرتِ باری تعالیٰ تنہا ہی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(۷۲) کسی کلی ممکن کے افراد موجودہ کسی مرتبہ پر جا کر لقیہ افراد ممتنع بالذات ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

(۷۳) قدرتِ باری غیر تنہا ہی ہے۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک اس کا کیا مطلب ہے ؟

(۷۴) کوئی مخلوق ایسا بھی ہے کہ قدرتِ باری میں اس کی نظیر داخل نہ ہو۔ وعدہ باری تعالیٰ یا عدمِ مشیتِ ایزدی امرِ آخر ہے۔ گفتگو نفسِ قدرت میں ہے اگر قدرتِ باری تعالیٰ کسی مخلوق کی نظیر پیدا کرنے سے عیاذاً باشد عاجز ہے تو اس کی وجہ نظیر کی ذات نہ ہے۔ یا کوئی امرِ آخر خارج عن الذات۔ اگر ذات

ہے تو ذی نظیر کیسے موجود ہوا۔ اور اگر امر خارج عن الذات ہے تو وہ لغو باشد نقصانِ قدرت ہے یا کیا پھر یہ امتناع بالغیر ہے یا بالذات۔

(۷۵) کسی کلی ممتنع بالذات کا کوئی فرد موجود ہو سکتا ہے یا نہیں۔ کوئی مخلوق سوائے ممکن کے ممتنع بالذات یا واجب بالذات ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(۷۶) جمیع انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام افرادِ انسانی متحد بالذات ہیں یا مختلف المہیات۔

(۷۷) اگر مختلف المہیات ہیں تو وہ ماہیات مختلفہ کلیات ہیں یا نہیں۔

اگر کلیات ہیں تو کلی کی کسی قسم میں داخل ہیں۔ واجب الواحد مع امکان الغیر اور امتناعہ میں یا اور کسی میں اور پھر امتناع افرادِ آخر بالذات ہے یا بالغیر اور کلیات نہیں تو تشخصات و وجود ہر واحد عین ذات میں یا نہیں۔

(۷۸) واجب تعالیٰ کی نظیر ممتنع بالذات ہے یا نہیں اگر ہے تو اس کی علت کیا ہے ؟ اگر کسی اور شے کی نظیر ممتنع بالذات ہوگی تو اس کی علت بھی یہی ہوگی جو

واجب کی نظیر میں پائی جائے گی یا کوئی دوسری وجہ بھی ہو سکتی ہے جو واجب کی نظیر میں نہ پائی جائے۔

(۷۹) جس کی نظیر ممتنع بالذات ہو اس کا واجب بالذات یا ممتنع ہونا ضرور ہے یا نہیں۔

(۸۰) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جملہ کمالات اور اوصافِ حمیدہ اور اُن کا کسی زمانہ کے اندر موجود ہونا یہ تمام امور کلاً بالبضاً ذاتیاتِ نبی یا نبوت یا اُن دونوں کے لوازم ذات یا لوازم وجود سے ہیں یا عوارضِ منفکہ سے یا تفصیل ہے۔

(۸۱) جو شخص اس امر کا قائل ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اخرف المخلوقات، سید الدلین والآخرون، خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں،
 آپ کے بعد نہ کوئی نبی ہوا نہ ہے اور نہ ہوگا۔ یہ مسئلہ باجماع امت ثابت
 ہے اس کا منکر کافر ہے اور منکر نبوت بھی آپ کے لیے باتفاق امت
 متحقق و ثابت ہے مع ہذا۔ اگر دکن رسول اللہ و خاتم النبیین میں
 ختم نبوت کے معنی نبوت بالذات کے لیے جاویں کہ آپ کی نبوت بالذات
 ہے تو وجود نبی بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگرچہ ہرگز بھی نہ
 ہوگا۔ منافی خاتمیت بمعنی مذکور کے نہیں ہے (گو آپ کے بعد نبی کا قائل
 باتفاق امت کافر ہے اس واسطے کہ منکر ختم نبوت دینہ کا ہوا جو باجماع
 امت ثابت ہے) یہ شخص مسلمان ہے یا کافر ہے اگر کافر نہیں تو اس کا کافر
 کہنے والا کون ہے۔

(۸۲) قرآن شریف کے لیے ظہر و بطن جو حدیث میں آیا ہے اس کے کیا معنی
 اور باطنی معنی کے وقت ظاہری معنی بھی مراد لیتے ہیں یا وہ متروک ہوتے ہیں
 حدیث کے واسطے بھی ظہر و بطن ہوتا ہے یا نہیں۔

(۸۳) وہ باطنی معنی کیوں لیے جلتے ہیں، ان کی کیا ضرورت ہوتی ہے اور
 ان معنی کے واسطے کس علم کی ضرورت ہے، ان معنی کی صحت کے کیا شرائط
 ہیں مفصل بیان ہوں۔

(۸۴) کسی حدیث صحیح کو خواہ مخواہ ترک کرنا کیسا ہے اگر کوئی حدیث صحیح

ظاہر دوسری حدیث صحیح یا آیت کے متعارض ہو تو تعارض قائم کر کے ایک
 کو ترک کرنا چاہیے یا ایسے معنی لینا مناسب ہیں جو تعارض باقی نہ رہے جغیہ
 کا اس میں کیا مسلک ہے، بحوالہ کتاب بیان ہو۔

(۸۵) کسی حدیث کو اگر جو ظاہری تعارض کے کسی نے متروک کیا ہو تو کیا
 جب اس کے معنی صحیح بھی بن سکتے ہوں اس وقت مجبوریہ متروک ہی رہے
 گی یا غیر متروک۔ آج کل کے علماء میں اگر کوئی شخص معنی غیر متعارض بیان کرے
 تو کیا وہ غیر مقبول ہوں گے اگر غیر مقبول ہیں تو کس وجہ سے۔ اس کا ہمارا
 ہمعصر یا قریب العہد ہونا وجہ رو ہے یا کوئی دوسری وجہ۔

(۸۶) ایک وقت میں اگر چند افراد ایک کلی کے موجود ہوں اور بعد میں اس
 کلی کے افراد منقطع ہو جاویں تو وہ تمام افراد خاتم زماں ہوں گے اور سب کو
 خاتم افراد کہہ سکتے ہیں یا بعض کو اور وہ کون ہیں یا کوئی بھی نہیں۔

عند اللہ خاتم خاتم زمانی کے منافی ہے یا خاتم بمعنی متصف بالذات کے۔

(۸۸) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نبی کے امکان ذاتی کا قائل
 اور آپ کے بعد جواز (یعنی امکان ذاتی) نبی کا معتقد بھی منکر خاتمیت یا کسی
 امر قطعی الثبوت کا ہے یا نہیں اگر کافر نہیں تو اس کو کافر کہنے والا کیسا ہے
 آپ کے بعد نبی کا امکان ذاتی خاتمیت کو باطل کرتا ہے یا نہیں، اور یہ
 عقیدہ مستلزم امکان کذب باری تعالیٰ و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین
 کو ہے یا نہیں۔

(۸۹) جب کوئی شخص آپ کے بعد امکان ذاتی نبی کا قائل ہو تو اس عقیدہ
 سے یعنی اگر ایت میں خاتم غلطی مراد لیا جائے تو اس کے واسطے وجود نبی بعد خاتم منافی ہے یا ایت میں خاتم بمعنی متصف

کے موافق ایک وقت میں آپ کے بعد دو چار دس بیس نبی بھی ممکن ہوئے اور فرض کرو کہ ان کے بعد پھر کوئی نبی متحقق نہ ہو تو یہ سب کے سب خواتم ہوں گے یا نہیں اور یہ شخص ممکن امکان خواتم کا بھی قائل ہے کافر و فاسق و عارج از اہل سنت و اجماعت ہو گا یا نہیں۔

(۹۰) اگر آپ کو نبی بالذات کہا جائے اور دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نبی بالعرض تو یہ فرق بالذات و بالعرض کا منافی مساوات و مماثلت کہے یا نہیں اور اس عقیدہ کے موافق اب کوئی نبی بھی آپ کے مماثل ہونے کے گاہ واجب خاتم کے معنی فقط خاتم زمانی کے لیے جائیں اس وقت آپ کی نظیر ممتنع ہوگی۔ شان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مناسب کون سے معنی ہیں۔ معنی ختم زمانی تو متفق علیہ ہے اس پر اگر خاتمت معنی اقصا بالذات بھی ثابت کی جائے تو اس میں رفعت شان والا ہے یا نہیں۔ (۹۱) ہر سلسلہ اوصاف عرضیہ میں متصف بالذات ایک ہی ہو گا یا متعدد بھی ہو سکتے ہیں۔ مدلل بیان ہو اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ و بارہ خواتم سب سے صحیح الاسناد ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کس وجہ سے اگر ہے تو اس کے کیا معنی۔ اگر آپ معنی صحیح نہ بیان کر سکیں تو کیا وہ حدیث اس وجہ سے غلط ہو سکتی ہے اگر کوئی تصحیحاً للحدیث خاتم النبیین کے معنی متصف بالذات کہے اور خاتم زمانی جو باجماع ثابت ہے اس کا بھی مقرر ہو اور بر تقدیر صحت حدیث ان خواتم سب سے کو اظلال محمدی کہے تو اس میں کیا وجہ کفر کی ہے۔ بشرط صحت اسناد حدیث کو غلط یا متروک کہنا مناسب ہے۔ یا یہ معنی یا کوئی اور معنی (یہ مناسب ہے کہ) یہ معنی مذکور انتہا کے لیے جائیں (کوئی اور شخص) کوئی اور ایسے معنی بیان کہے (جو صحیح

ہو اور ترک حدیث بھی لازم آئے) غور سے بیان ہو؟

(۹۲) اگر خاتم کے معنی خاتم زمانی ہی کے لیے جائیں اور بھی آپ کے زمانے میں طبقات ارض میں فرضاً انبیاء ہوں تو کیا خاتم زمانی کے منافی ہے یا نہیں اگر ہے تو مدلل بیان فرمایا جاوے اگر نہیں تو وجہ رد اثر مذکور کیا ہے۔ اثر مذکور کس آیت یا حدیث کے منافی ہے۔ استقرار شمس کا محل اور جو معنی حدیث میں آئے ہیں وہ صحیح اور معتمد علیہ اہل سنت ہیں یا نہیں۔ وہ کسی قطعی دلیل کے منافی ہیں یا نہیں۔ ہیں تو صحیح حدیث کی کیا صورت ہے۔

(۹۳) جب کسی حدیث کے معنی بظاہر نہ معلوم ہوں تو اس کو غلط ہی کہنا یہی قاعدہ کلیہ ہے یا کہیں اس قاعدہ کا خلاف بھی کیا گیا ہے۔ غرض اس بحث کو مفصل بیان فرمائیے۔

(۹۴) جب خاتم کے معنی خاتم زمانی لکھیے جاویں اور آپ کے بعد کوئی شخص امکان نبی کا قائل ہو تو یہ امکان نبی مستلزم امکان کذب کلام باری تعالیٰ و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین کو ہے یا نہیں اگر ہے تو اس کا معتقد کافر ہے یا نہیں اور اگر مستلزم امکان کذب کلام باری تعالیٰ کو نہیں تو وجود نبی آپ کے بعد بھی مستلزم کذب کلام مذکور کو ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو جب وجود نبی مستلزم کذب کلام مذکور کو ہے تو امکان نبی مستلزم امکان کذب کلام مذکور کیوں نہ ہوگا اور اگر وجود نبی آپ کے بعد بھی مستلزم کذب کلام مذکور کو نہیں تو پھر کلام مذکور کے کذب کی کیا صورت ہے بغور بیان ہو۔

(۹۵) اگر کسی کلی کے کچھ افراد موجود ہر منقطع ہو جاویں تو آخر افراد کو خاتم افراد

کہا جائے گا یا افراد محققہ اور مقدرہ دونوں کا خاتم ہے۔

(۹۶) اس آخر افراد کو جو وصف خاتم افراد ہونے کا ہے اور کسی وجہ سے ضروری ہو جائے تو بقیہ افراد مقدرہ چونکہ مطلق وصف غایت خاتم ہیں متمنع بالذات ہوں گے یا ممکن بالذات متمنع بالغير اور یہ وصف غایت آخر افراد محققہ کا ذاتی ہے یا لازم ذات یا وجود ہے یا کس قسم کا ہے مفصل بیان ہو۔

(۹۷) واجب الوجود کلی ہے یا جزئی ہے اگر کلی ہے تو مانع تعدد نفس مفہوم ہے تو کلیت کیسی اور اگر امر آخر ہے تو وہ کون ہے اور منافی وجوب ذاتی ہے یا نہیں اور اگر جزئی ہے تو فرد ہے یا حصہ ہے یا شخص پھر شخص وغیرہ کے کیا معنی ہیں پھر شخص اور وجود عین ذات ہے یا غیر۔ نہایت غور سے بیان فرمایا جاوے یا جزئی کلی کچھ بھی نہیں تو پھر کیا کہا جائے اور ہر کلی وجہ جزئی ہل ہوا یا نہیں۔

(۹۸) شریک و نظیر الباری کی حقیقت اگر واجب الوجود ہے یا ذات کے لیے وجود ضروری ہے یا عین وجود ہے تو مثل واجب تعالیٰ کے وہ بھی موجود اور واجب بالذات ہوتا اور اگر اس کی حقیقت واجب الوجود نہیں یا ذات کے لیے وجود ضروری نہیں یا وجود عین ذات نہیں تو وہ شریک و نظیر الباری کیسے ہو گا۔

(۹۹) جب ارادۃ باری تعالیٰ کسی شخص کے وجود یا عدم وجود کے ساتھ متعلق ہو یا ممکن کا احد الطرفین واقع ہو جائے یا احد الطرفین ممکن کے ساتھ وعدہ یا وعید باری تعالیٰ متعلق ہو تو وہ جانب واجب یا متمنع بالغير ہوگی یا نہیں

اور باوجود اس وجوب یا امتناع کے امکان باقی ہے گا یا امکان سے خارج ہو کر وجوب و امتناع ذاتی تک پہنچے گا۔

(۱۰۰) اگر ممکن مذکور ممکن بالذات ہی رہے گا تو اللہ تعالیٰ نے جس ارادہ اور قدرت الہیہ سے اس کو وجوب یا امتناع بالغير عطا فرمایا ہے پھر بھی وہ خداوند کریم با اختیار خود اس وجوب و امتناع غیر کی کو اٹھا کر دوسری جانب کو یہاں وصاف مرحمت فرما سکتا ہے یا نہیں، اگر نہیں تو جبر لازم آتا ہے یا نہیں اور ممکنات کا خارج عن قدرت ہونا لازم آئے گا یا نہیں اگر لازم آئے گا تو منافی الوہیت ہے یا نہیں۔

(۱۰۱) خداوند کریم وعدہ لا شریک ہے لیس کمثلہ شئی عہ شریک فی الذات شریک فی الصفات کی تعریف بحوالہ کتاب بیان ہو پھر یہ کہ خداوند کریم کے واسطے لفظ شریک فی الذات و فی الصفات دونوں ثابت ہیں یا ایک توحید فی الذات اور فی الصفات دونوں کی ضرورت ہے یا فقط ایک کی کتب کلام کا حوالہ ہونا ضروری ہے۔

(۱۰۲) ذات و صفات باری تعالیٰ داخل قدرت باری تعالیٰ ہیں یا نہیں۔ باری تعالیٰ اپنی ذات پر نصرت کر سکتا ہے یا کسی صفت کو کسی مخلوق کو دے سکتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو اس کا معتقد کہ فلاں صفت باری تعالیٰ کی فلاں شخص میں موجود ہے شرک ہے یا نہیں۔

(۱۰۳) جملہ صفات باری تعالیٰ سمع و بصر و قدرت و ارادہ علم وغیرہ غیر تنہا ہی ہیں یا تنہا ہی، اگر غیر تنہا ہی ہیں تو بالفعل یا بالقوہ۔ اگر بالفعل ہیں تو دلائل ابطال

تسلسل جاری ہوتے ہیں یا نہیں۔

(۱۰۴) کسی بشر کی بھی کوئی صفت دنیا میں غیر متناہی بالفعل ہو سکتی ہے یا نہیں، بمعنی لا تعق عند مد بھی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(۱۰۵) صفات مختصہ باری تعالیٰ کون کون سی ہیں جو بشر میں بالذات یا بالعرض کسی طرح بھی نہ ہو سکیں۔ جو چیز شرک ہے وہ تمام مخلوقات کی نسبت شرک ہے یا کوئی چیز ایسی بھی ہے کہ بعض مخلوقات کو ثابت کی جاوے تو شرک ہو اور بعض کو ثابت کی جاوے تو شرک نہ ہو اگر ہے تو وہ صفت کیا ہے اور وہ بشر کون ہے۔

(۱۰۶) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں کوئی صفت مختصہ خداوندی بالذات یا بالعرض آ سکتی ہے یا نہیں۔

(۱۰۷) جملہ ممکنات میں جملہ صفات بالعرض یعنی باعطا الہی ہیں یا کوئی صفت بالذات یعنی بغیر عطا الہی بھی ہے یا ہو سکتی ہے یا ہوئی ہے؟

(۱۰۸) کسی ممکن یا کسی بشر یا ولی یا نبی کی نسبت یہ اعتقاد رکھنا کہ فلاں میں جملہ صفات خداوندی بالعرض یا بالذات ہیں۔ موجب کفر و شرک ہے یا نہیں۔

(۱۰۹) جملہ نبی آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور اکاٹ بالعرض ہیں یا جو اشیائے غائبہ ہیں فقط اُن کا ہی بالعرض ہے یعنی باعطا باری تعالیٰ اور اشیائے حاضرہ کا بالذات یعنی بغیر عطا خداوندی۔ اگر کسی علم کی نسبت بالذات کا اعتقاد کیا جائے تو یہ عقیدہ شرک و کفر ہو گا یا نہیں۔

(۱۱۰) غیب کے کیا کیا معنی ہیں اور کوئی معنی علم غیب کے مختص باری تعالیٰ

ہیں یا نہیں۔ فقہاء جس غیب کی نسبت یہ کہتے ہیں، اگر غیر اللہ کے لیے ثابت کیا جائے تو کفر و شرک ہے۔ وہ غیب کو نسا ہے، بحوالہ کتاب بیان ہوا، اجتہاد اور مجددیت کو دخل نہ دیا جائے مسلک حنفیہ کیا ہے۔

(۱۱۱) فقہاء کا یہ مطلب کہ مختص باری تعالیٰ علم غیب بمعنی علم بالذات کے ہے۔ یعنی اشیاء غائبہ کا علم بالذات اللہ تعالیٰ کو ہے کسی کے واسطے علم غیب بالذات ثابت کرنا کفر اور شرک ہے نہ بالعرض صحیح ہے یا نہیں اگر صحیح ہے تو تخصیص کی وجہ کیا ہے۔ اگر اشیاء حاضرہ کا علم بالذات کسی نبی ولی کو ثابت کیا جائے تو کیا وہ شرک اور کفر نہ ہو گا جیسے فقہاء نے علم غیب کو بیان کیا ہے ویسے ہی کہیں علم بالشہادہ کو بھی بیان فرمایا ہے جو اولیٰ بالبیان تھا یا نہیں علاوہ ازیں علم غیبات بھی حال ہے یا کچھ فرق ہے۔ وجہ تخصیص کیا ہے۔ دوسرے یہ قید کسی کلام میں بالصرحت مذکور بھی ہے یا نہیں۔ اور اگر یہ تاویل صحیح نہیں تو علم غیب بالعرض غیر اللہ کے واسطے ثابت کرنے والا بھی کافر ہو گا یا نہیں۔ دوسرے علم غیب بالعرض اکثر اولیا کو بھی اکثر اشیاء کا ثابت ہے۔ پھر تکفیر کا کیا مطلب ہے بغور بیان ہو یعنی تکفیر بھی اہل قبلہ کی ہے کہ جس کی نسبت یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم بالذات خیال کرے گا۔ فقہاء نے بدگمانی کیوں کی اور وہ بھی جس کی نوبت کفر تک پہنچی۔

(۱۱۲) علم بالفعل جمیع اشیاء کا بحیث لا یشذ عنہوا احد۔ اور وہ بھی علم حاضر جس پر کبھی ذہول اور سہولت یا غارتی نہ ہو۔ خاصہ باری تعالیٰ ہے یا نہیں۔

اگر ہے تو اس کو غیر اللہ کے واسطے ثابت کرنے والا کافر و شرک ہے یا نہیں (۱۱۳) علم غیب مذکور کی تخصیص الباری تعالیٰ میں تو ہر شخص کو ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر ہو سکتا ہے تو کسی کو ہوتا بھی ہے یا نہیں۔ اگر ہر شخص کو نہیں ہو سکتا ہے تو تخصیص بالاولیاء ہے یا بالانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یا دونوں میں ممکن ہے۔ اگر ممکن ہے تو بدرجہ فعلیہ بھی آیا ہے یا نہیں اگر آیا ہے تو وہ افراد کون کون ہیں۔

(۱۱۴) علم غیب مذکور ذاتیات نبی یا نبوت یا دلی یا دلالت یا خاصہ لازمہ ذات یا وجود سے ہے یا نہیں اگر نہیں تو پھر کس ولی یا نبی کو یہ رتبہ عنایت ہوا اور کس کو نہیں اور جن کو عنایت ہوا کب ہوا، خصوصاً سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم (۱۱۵) یہ اعتقاد کہ فلاں ولی یا نبی یا خصوصاً سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بمعنی مذکور عطا ہوا ہے۔ اول تو یہ مسئلہ کس درجہ کا ہے۔ اس کا اعتقاد ضروریاتِ دین سے ہے یا نہیں اس کے اعتقاد نہ رکھنے سے کچھ نقصان ہے یا نہیں۔ اس کی نسبت کتب عقائد میں کچھ ذکر ہے یا نہیں۔ سلف سے اس کے بارے میں کچھ مذکور ہے یا نہیں۔ قرآن شریف میں اس کی نسبت کچھ ذکر ہے یا نہیں۔ اس عقیدہ کے واسطے کس درجہ کی دلیل کی ضرورت ہے اور اس درجہ کی دلیل کیاں موجود ہے یا نہیں اور یہ علم کس وقت عنایت ہوا اس کا بیان بھی ہے یا نہیں۔

(۱۱۶) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جو علوم عطا ہوتے ہیں ان پر ہودانیاں مطلقاً طاری نہیں ہوتا ہے یا تفصیل ہے۔ مذہب محققین اہلسنت والجماعت

کیا ہے۔ بحوالہ کتاب جواب مرحمت ہو۔

(۱۱۷) قرآن شریف یا احادیث میں جو لفظ کل شئی پر واقع ہے وہاں تمام جگہ جمیع افراد شے بحیث لایزند عنہ واحد مراد ہیں یا بعض جگہ کسی خاص نوع کے افراد پر بھی حکم کیا گیا ہے اور جب یہ اطلاق بھی ثابت ہے تو اب اگر کسی جگہ کل شے کا لفظ واقع ہو تو بدوہن کسی دوسری دلیل عموم کے فقط یہ ہی لفظ دلیل عموم جمیع اشیاء بحیث لایزند عنہا واحد ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(۱۱۸) قرآن شریف میں بکثرت اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے علم غیب ثابت فرمایا ہے، اس سے مراد بالذات ہے یا مطلقاً۔ اگر بالذات ہے تو فقط اس کی تخصیص کی کیا وجہ ہے۔ علاوہ اس کے کفار نے کیا کسی کے لیے علم غیب بالذات کبھی ثابت بھی کیا تھا جس کی نفی کی اس قدر شد و مد سے ضرورت ہوئی۔ دوسرے علم بالذات کی نفی اگر کرنی تھی تو اشیاء موجودہ احق بالنفی تھیں بخلاف اشیاء غائبہ کے۔

(۱۱۹) اگر کسی نبی یا ولی کی نسبت چند اشیاء غائبہ کا علم مطلقاً یا خاص وقت میں ثابت ہو یا علم مطلق الغیب ہو نہ "الحکم المطلق للغیب المطلق" تو ایسے شخص کی نسبت کسی خاص شے کو جو اشیاء غائبہ معلومہ میں داخل نہ ہو، یا دخول عدم دخول معلوم نہ ہو یا دخول معلوم ہو مگر وقت مخصوص کے سوا دوسرا وقت ہو معلوم کہا جائے گا یا غیر معلوم یا کیا ایسے شخص کی نسبت اگر یہ کہا جائے کہ ہم نہیں کہہ سکتے ہیں کہ علم ہے یا نہیں، اگر علم دیا گیا ہے تو ہے ورنہ نہیں تو کیا یہ عقیدہ کفر ہے یا اس میں ولی یا نبی کی توہین ہے۔ اگر کوئی شخص

شیء موصوف کا مطلقاً یا غیر وقت معین میں عالم کے تو حسب تصریحات فقہاء کافر ہو گا یا نہیں اور جس ذریعہ سے علم غیب حاصل ہوا ہے وہ مثل دیگر فرائع علم کے ہر وقت حاصل ہے اور وہ شخص ہر شے کا بلا شرط مدرک اور برخلاف حواس کے غلطی سے مامون ہے یا اس کا کوئی اور حکم ہے۔

(۱۲۰) اگر کسی اذل خلاق کو کسی ادنیٰ شے کا علم یا قدرت کسی نفس سے ثابت ہو اور کسی ولی یا نبی کی نسبت وہ خاص شے منصوص بعلم یا قدرت نہ ہو تو اگر اس شے کا علم اول کو ثابت کیا جائے نہ ثانی کو تو کیا اس میں اول کی تعظیم اور توقیر اور ثانی کی ذات و توہین ہوگی اور وہ تمام علم و فضل کمالات ولایت و نبوت اب جاتے رہیں گے۔ اگر ذلیل پیشوں یا ناجائز علموں کو جو آج کل کے مزد و صنائع چور ڈاکو جانتے ہیں ان کو تو ثابت کیا جائے اور اولیاء اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے نفی کی جائے یا سکوت کیا جائے تو یہ لوگ اولیائے کرام اور انبیائے نظام سے بڑھ جائیں گے یا اس میں اولیاء اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی توحین لازم آئے گی اور ثانی یا سکت کافر ہو جائے گا۔

(۱۲۱) اگر کوئی شخص کوئی کلام کہے اور دوسرا شخص اس کے معنی لازمی یا لازم در لازم کہہ کر توہین انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یا خلاف شان عظمت خداوندی ثابت کرے اور مستحکم کو ان معنی لازمی کا مدت العمر کبھی خیال بھی نہ آوے اور یہ شخص جو اس کلام کے معنی لازم لیتا ہے۔ عوام اہل اسلام کے اقوال و افعال کو باوجود خلاف مشاہدہ کے حسن ظن کی بنا پر ان محامل حسنہ پر حمل کرتا ہے کہ جن کو عام اہل اسلام جانتے بھی نہیں ہیں اور علماء کے کلام کے معنی بگاڑتا ہے

تو اب متکلم مذکور اس معنی لازمی غیر مراد کے بیان پر کافر فاسق یا خارج از اہل سنت والجماعت ہو سکتا ہے یا نہیں اگر نہیں تو اس معنی لینے والے کے واسطے کیا حکم ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کل اشیا بحیث لا یشذ عنہا واحد کا ثابت کیا جائے تو شرک فی صفت علم الغیب و احاطہ علی جمیع اشیا میں لازم آتا ہے یا نہیں۔ اس کے معتقد کا کیا حکم ہے۔ اور علم کلام میں اس عقیدہ خاص کی نسبت کچھ ذکر ہے یا نہیں۔ اگر نفی شرک کے واسطے فرق علم بالذات اور علم بالعرض کا کافی ہے تو اگر کوئی شخص علم بالذات ہی کا قائل ہو تو بوجہ حدوث و قدم کے نفی شرک نہ ہو جائے گی۔ علیم الہی قدیم و علیم محمدی حادث تو یہ عقیدہ بھی شرک ہو گا یا نہیں۔

(۱۲۲) علم آخرت میں یا دنیٰ علوم آخرت کی ہوگی یا نہیں فلا تعلم نفس ما خلفہا من قرۃ العین کے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی مصداق ہو گئے یا نہیں، خصوصاً حضرت سر عالم صلی اللہ علیہ وسلم اگر زیادتی ہوگی تو جب یہ بین تمام اشیا کا علم حرمت ہو گیا تو وہاں کوئی ترقی علمی ہوگی جو اعظم ترقیات ہے۔ والاخرۃ خیر ملک من اللہ کیسے متحقق ہوگا۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں بعض کو بعض پر فضیلت ہے یا سب سادہ ہیں فلا تعلم نفس ما خلفہا من قرۃ العین کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مستحق ہیں یا نہیں؟ (۱۲۳) اگر کوئی شخص کسی مخلوق میں بھی علم و قدرت سمع و بصر وغیرہ جمیع اشیا کا بحیث لا یشذ عنہا واحد ثابت کرے اور یہ بھی کہے کہ یہ تمام صفات باعطائے الہی فلاں شخص میں ہیں تو وہ شخص شرک ہوگا یا نہیں اس کی دلیل کسی نزدیک ثابت ہو نہ ہو، یہ لہر آخر ہے گفتگو اس میں ہے کہ نفس عقیدہ شرک ہے یا نہیں، دلیل اگر ثابت نہ ہوگی تو چھوٹا ہوگا، کافر و شرک بھی کہیں گے یا نہیں۔ (۱۲۴) کسی مخلوق کی نسبت گو وہ ولی ہو یا نبی، یہ عقیدہ رکھنا کہ تمام صفات

خداوند کی مظهر تام ہے، ہولاء اول والاخر والظاہر والباطن وهو بكل شیء عليم وبكل شیء محیط۔ وہی کل شیء وقلوب۔

شان ہے۔ جمع اشیاء پر قدرت خلق جمیع اشیاء اشیاء امانت رزق، مرض، صحت، غنا، افلاس، خشکی، بارش، غرض جو کچھ کہ دنیا میں ہو رہا ہے وہ اس کی قدرت سے ہوتا ہے سب کو دہا، ہارنا ہے، جلتا ہے، وہی رزق دیتا ہے جس قدر انعامات وغیرہ مخلوقات پر ہوتے ہیں ہی کرتا ہے سب کو دیکھتا ہے سب کلاموں کو سنتا ہے علم بمع الہی قدرت الہیہ اس کو اندہ نہیں بلکہ قدرت الہیہ سے ابُنیا میں کچھ نہیں ہوتا جو بالذات ہے جو کچھ ہو رہا ہے اس شخص کی قدرت بالعرض سے ہوتا ہے جو بعطیۃ الہی اس کو ملی ہے اول تو یہ عقیدہ شرک کفر کا ہے یا نہیں اس کی نسبت علمائے سلف نے کچھ لکھا ہے یا نہیں دوسرا امر یہ ہے کہ اگر یہ عقیدہ افرغ نہیں، تو پھر اس کا اعتقاد ضروری ہے یا نہیں اس کے واسطے کیسی نص کی ضرورت ہے اور وہ نص کیا ہے اور ایسا شخص ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

(۱۲۵) اگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ہے تو کون ہے یا دونوں گروہ میں بعض خدات بعض کے متعلق ہیں اور بعض بعض کے مفصل بیان ہو۔

(۱۲۶) دید کا یہ عقیدہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید الاولین والاخرین ہیں، تمام دین کے علما آپ کے سامنے اتنی نسبت نہیں رکھتے جیسا ذرو آفتاب کے سامنے معذرا علوم نبویہ کو علم الہی کے سامنے بھی یہی نسبت ہے جن اشیاء کی نسبت آپ کا علم قرآن حدیث سے ثابت ہے اس میں

تو کوئی مسلمان کیسے کلام کر سکتا ہے ہاں جن اشیاء کا علم کسی نص سے ثابت نہیں اس کی نسبت اگر آپ کو علم محض ہوتا ہے تو ہے وہ نہیں ہم نہیں کہہ سکتے کہ آپ کو اس علم ہے یا نہیں اس ثبوت علم کی واسطے

دلیل چاہیے یہ عقیدہ زید کا کفر ہے یا نہیں اگر ہے تو علم انبیاء کی نسبت خصوصاً سید الاولین والاخرین صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۲۷) احکام تمام فرض واجب سنت موکد مستحب مباح حرام، بکری تحریری کو ذبح نہ کرنا کی علیحدہ

تعریف اور ہر ایک حکم جدا جدا صبیان ہو تو پھر ان امور متفقہ اور متکلفہ کا ایک ہی حکم ہے یا جدا جدا فرض، متفق علیہ منکر کا جو حکم ہے مختلف کا بھی ایسی ہی ہے ہر ایک کا ایک حکم ہے اگر دوسرے کا برابر کیا

جائے یا اعتقاد کیا جائے تو یہ جائز ہے یا ناجائز ہے ہر تعریف کا جدا جدا حکم ہے بالہ کتاب بیان ہوا ایک ہے

کیسا دوسرے مرتبہ کا عمل کرنا اس کا کیا طریقہ ہے اور کیا علامت ہے زبان سے انکار کئے مگر عمل کے مرتبہ میں ایک کو دوسرے تو اس کی پہچان کیسے ہو کر اسکا انکار بانی صحیح ہے یا غلط مفصل بیان ہو

(۱۲۸) مطلق بدعت کی تعریف پھر سنیہ اور حسنہ علی ہذا القیاس سنت کی تعریف بحوالہ کتاب بیان ہو نیز یہ بھی کہ بعض امور کو فقہاء بدعت کہتے ہیں

اور دلیل میں "لم یثبت" نقل فرماتے ہو اور بعض جگہ مستحب کا حکم لگاتے ہیں حالانکہ لم یثبت میں وہ بھی شریک ہوتی ہے تو اس کا کوئی کلیہ ہو کہ فلاں تم کاشے

تو قرون ثلاثہ میں نہ ہونے کی وجہ سے بدعت سنیہ ہو جائے گی اور فلاں قسم کی نہیں تو بیان ہو ورنہ حصر اقراد کیا جائے کل بدعت ضلالہ وغیرہ مخصوص بعض ہے یا نہیں

اول ہے تو تقسیم بدعت حسنہ اور سنیہ کی طرف کیسے مفصل بیان ہو اور ثانی ہے تو دلیل تخصیص اور تقسیم بدعت میں نزاع حقیقی ہے یا لفظی۔

(۱۲۹) کسی نفل و سباح پر ملازمت کرنی اور ایک یہ کہ دوسرے نہ کرنے والے یا واجب فرض نہ کہنے والے یا عمل پر ملازمت نہ کرنے والے یا عملاً فرض واجب نہ جاننے والے پر طعن کرنا ان دونوں میں فرق ہے یا نہیں اور صورت ثانیہ

تغیر حکم مذموم میں داخل ہے یا نہیں۔

(۱۳۰) اگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہو اور اس کی بعض صورتیں ایسی بھی ہوں جو

بالاتفاق جائز ہوں تو متفق علیہا کو کرنا بہتر ہے یا مختلف فیہا کو۔ آج کل شادی غمی، ایصالِ ثواب عبادات میں کچھ بدعات، سیئات بھی رائج ہیں یا کل مستحب ہی ہیں اگر ہیں تو ان کی تفصیل بیان ہو یا کسی کتاب میں لکھی ہوں تو ان کا حوالہ دیا جائے جو آپ کے نزدیک معتبر ہو؟

(۱۳۱) اگر کسی موقع پر کوئی طریقہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا قرونِ ثلاثہ سے ثابت ہو تو اس کو ترک کر کے دوسرا طریقہ ایجاد کرنا یا اس میں زیادتی مختلف فیہا پیدا کرنا بہتر ہے اس پر اختصار کرنا بغور بیان ہو۔

(۱۳۲) بندہ کون کون سے افعال بجز خداوند کریم کسی اور کے لیے نہیں کر سکتا اس کا قاعدہ کیا ہے جس فعل میں شرک دم شرک درج کا احتمال شرک دم شرک گنہگار کی نیت اور تاویلات پر موقوف ہو جس کو عوام نہیں جانتے ہیں۔ اس صورت میں اس فعل کا کرنا بہتر ہے یا نہ کرنا۔

(۱۳۳) مجلس میلادِ مروجہ ہند، عروسِ مروجہ ہند، سجدہ طواف و چادرِ قبور نذر لغیر اللہ تعالیٰ شیخ سعد کا بکوا، استمدادِ عوام اولیائے کرام سے۔ فاتحہ سوم، دہم چہلم فاتحہ مروجہ بتعین جمعرات و تعین جگہ وغیرہ تعزیر بنانا، اس کو سجدہ کرنا، حواج کی عرضیاں ٹٹکانا، سہرا باندھنا، قبروں پر پھول چڑھانا غرض شادی اور غمی میں جو امور مروج ہیں، یہ امور مختلف فیہا ہیں تو کیا اختلاف ہے اور ان امور کے کرنے کے واسطے کوئی ایسی صورت بھی ہے جو متفق علیہا اور جائز ہو؟

(۱۳۴) اگر ہے تو اس کا کرنا بہتر ہے یا مختلف فیہا کا اور آپ کا اس میں کیا عقیدہ ہے۔

(۱۳۵) حلت اور حرمت اشیا رنگ و جثہ جانوروں پر موقوف ہے اور ان کے رنگ اور وضع کو کچھ دخل ہے یا ذی نابذی غلبہ و منصوص علیہ الحرمت ہونے کو۔ مدارِ حرمت اگر کچھ ہے تو حسب تصریحات فقہاء۔ بیان فرمایا جائے نجاست کو کسی شے کے ساتھ ملا کر کھانا یا علیحدہ کھانا اس میں کیا فرق ہے (۱۳۶) کو اجو گھروں میں رہتا ہے اور کبھی نجاست کبھی دانا کھاتا ہے اس کا حکم فقہ حنفیہ میں حلت ہے یا حرمت ہے۔ شامی، عینی، ہدایہ نفع القدر عالمگیری، بزاز، بحر الرائق وغیرہ میں کیا مذکور ہے۔ ان فقہاء نے جو حکم بیان فرمایا ہے وہ صحیح ہے یا غلط ہے تو منشا غلطی کیا ہے اور صحیح حکم کس کتاب میں مذکور ہے۔

(۱۳۷) محقق کو اہے یا نہیں۔ عبارت فقہاء سے کیا ثابت ہوتا ہے۔ اگر واقعی کو اہو تو اس مطلب کے ادا کرنے کے واسطے کیا عبارت ہونی چاہیے۔

(۱۳۸) سادات میں کوئی بدعقیدہ نہیں ہو سکتا۔ یہ عقیدہ کیسا ہے اس کا اعتقاد کیسا ہے، اس کا اعتقاد رکھنے والا کیسا ہے۔ اور نہ رکھنے والا کیسا۔

(۱۳۹) جن تاویلات اور نیات کی عوام کو خبر بھی نہ ہو اور علماء افعالِ مخصوصہ کے جائز کرنے کو یہ تاویلات بیان فرمائیں تو کیا ان تاویلات علماء سے وہ افعال عوام کے جائز ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

(۱۴۰) نماز کی حقیقت اور خشوع و خضوع کی تعریف اور نماز سوائے خدا کے کس کس کے واسطے جائز ہے اور کس طرح جائز ہے اور تعبد اللہ کے اندک تراہ۔ کا مطلب بیان فرمایا جائے اور تصور غیر اللہ کا نماز میں آنا اور ایک

بالقصد لانا اُن کے احکام بیان ہوں۔

(۱۴۱) نماز میں غیر اللہ کی نسبت یہ خیال کرنا کہ فلاں پیر یا دلی یا نبی کے سامنے کھڑا ہوں یا وہ میرے سامنے ہے یا میں اس کے پیروں پر جسدہ کرتا ہوں جاتو ہے یا نہیں۔

(۱۴۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عداوت جزا ایمان کہنے والا کافر ہے یا نہیں۔ آپ کا عقیدہ اس کی نسبت کیا ہے۔ بریلی میں اس کی نسبت آپ کے بھائی صاحب نے کچھ فرمایا تھا، کسی نے آپ سے اس میں خلاف کیا تھا یا نہیں۔ جملہ امور مفصل و مدلل بیان ہوں اور جو امور کتب دینیہ سے تعلق رکھتے ہیں ان میں حوالہ کتب حنفیہ کا ضرور ہے۔ آپ کی تحقیق اور مجددانہ خیال کی ہم کو بحث نہیں۔ ہاں جہاں آپ کا عقیدہ دریافت کیا ہے وہاں اپنا اعتقاد بیان کر دیجئے۔

آپ کے دستخط خاص اور مہر کی ضرورت ہے۔ جواب کا لکھنے والا کوئی ہو۔ فقط۔

نقل خط میاں جی ظفر الدین (جس کو حقیقت بریلوی صاحب ہی کا خط سمجھنا چاہیے) بجواب صحیفہ قدسیہ حضرت مولانا صاحب مدفیو ضہم!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولنا کریم

اس بندہ مسلمان کے نام جو مدرسہ اداویہ درجنگہ میں ہو۔ بعد ہدیہ سنت اس مدرسہ کے مدرس کی ایک رجسٹری بطلب مناظرہ آئی۔ ان مدرس کے

اکابر استاذہ و مشائخ کہ یہ جن کے تلمذ کے لائق بھی اپنے آپ کو نہ جانیں۔ یعنی گنگوہی و نانوتوی و تھانوی سالہا سال رسائل و سوالات کے جواب سے بھرا ہوا ہے۔ عاجز رہے کہ اس سے کتابیں اُن کے رد میں چھپا لیں اور مجد اللہ تعالیٰ اب تک لاجواب رہیں۔ سب میں اخیر تحریر جو گنگوہی کے پاس رجسٹری شدہ گئی، وہ سوالات تھے جن کے جواب میں گنگوہی نے صاف لکھ دیا، اور یوں گریز کی کہ مناظرہ کا نہ مجھے شوق ہوا نہ اس قدر فرصت ملی دیکھو دفع ذیل (صفحہ ۱۵) جسے چھپے ہوئے پانچ برس ہوئے اور اب تک لاجواب رہے اور تھانوی کا فرار تو ابھی تازہ ہے۔ سوالات کے جوابات میں صاف کہہ دیا کہ میں مباحثہ کے واسطے نہیں آیا ہوں اور نہ مباحثہ کرنا چاہتا ہوں۔ میں اس فن میں جاہل ہوں اور میرے اساتذہ بھی جاہل تھے۔ یہ فن فساد آپ کو مبارک ہے۔ دکنی ظفر الدین الجید جس کو چھپے ہوئے دھائی سال سے داندہ ہوئے اور اب تک لاجواب رہے عجب نہ ایک عجب بلکہ صد ہزار عجب کہ جس فن دینی سے ان مدرس کے اساتذہ اور اساتذہ الاساتذہ سب جاہل تھے ہوں اور اسے فساد جانیں۔ یہ مدرس اس پر آمادہ ہوں اور طرہ شاگردیکہ میگوید سبق استاد را عجیب باشد ایجاب بلکہ ہزار عجب کہ جس بندہ خدا کے مقابلہ سے ان مدرس کے اساتذہ و مشائخ و اکابر یوں عاجز رہے ہوں اور عمریں گزری ہوں نہ زبان کھول سکے ہوں۔ یہ اُن کے یہاں کے ایک نہایت نو آموز طفل مکتب یوں چھوٹا منہ بڑی بات کرنے کو تیار ہیں جن کی حالت یہ ہو کہ نہ املا ٹھیک نہ اردو عبارت صحیح نہ خود غلط املا غلط انشا غلط مدرس نے اپنے اساتذہ کے چاک عجز کو یوں رفو کرنا چاہا کہ انہوں نے قابل خطاب

نہ سمجھا۔ یہ عذر اگر قابلِ سماعت نہیں جب تو اکابر مدرس کا عجز خود اقرار مدرس سے ثابت ہے اور اگر عذر صحیح و قابلِ قبول ہے تو جو بندہ خدا مدرس کے اکابر کو بھی قابلِ خطاب نہ جانتا ہو صرف اس ضرورت سے کہ طالب گمراہ انہیں اپنا مقتدا اور امام مانے ہوئے تھا ان سے مخاطبہ کیا اور بعون العزیز المقتدر ان کا عجز تمام عقلاً پر ظاہر ہو گیا، وہ ان اطفالِ مکتب کے طفلِ مکتب سے مخاطبہ کر کے لکھا تھا ان میں دو مرگئے، ایک تھانوی بقیدِ حیات ہیں۔ مدرس سے کیسے انہیں آمادہ کرنے سوالات کا جواب دیں یا جواب دینے کی آمادگی اپنی مہر و دستخطی جیجیجی ورنہ وہی مثل نہ ہو جو حدیث میں ارشاد ہوئی۔ معاف فرمائیے، میں حدیث بیان کرتا ہوں، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ قالت الکلبۃ لأربع فحوی جراً حانی بطہارۃ احمد والبخاری عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صافات ضعیف الحدیث۔ بیان آمادگی تھانوی کے سوا ان مدرس کے کسی خط کا جواب نہ دیا جائے گا۔ علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ تعالیٰ شرفاً و تکریماً اشخاص مذکورین پر حکم کفر و ارتداد دے چکے ہیں اور صاف ارشاد فرمایا ہے کہ ان کے پیرو جو ان کے اقوال پر مطلع ہو کر انہیں مرتد نہ جانے خود مرتد ہے اور شرعاً مرتد سے مخاطبہ جائز نہیں۔ پختہ کا واقعہ بھی ان مدرس نے اپنے اکابر کے مقتضائے مذہب پر لکھا کہ جب ان کے نزدیک جو ان کے معبود کو بالفعل جھوٹا کہے وہ مردِ مسلمان سنی، حنفی ہے اسے فاسق تک نہ کہنا چاہیے نہ اس سے کوئی سخت بات کہی جاتے۔ جب ان کے معبود کا جھوٹا ہونا اس حد تک صحیح ہے کہ اس کا

قابلِ فاسق بھی نہیں ہوتا تو ان کا خود جھوٹ بولنا ہر فرض سے اہم تر فرض ہوا، ورنہ عابدِ معبود سے افضل ہو جاتیں گے۔ یہ تو اس خط سے معلوم ہوا کہ وہ کمالِ مذہب صاحب جو پختہ کے جلسہ میں عین وسط بیان میں اعادیتِ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قطع کر کے کچھ پوچھنے کھڑے ہوئے تھے کہ مجھے کچھ دریافت کرنا ہے وہ مذہب یہ مدرس ہیں۔ مسلمانوں نے یہ جواب دیا تھا کہ بات کاٹ کر عین بیان میں پوچھنا کون سی تمیز ہے۔ ختم بیان پر جو استفادہ منظور ہوئی بات کر لیں، ختم بیان پر لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قبل ختم گھر ہسٹ میں ڈبیا اور رومال چھوڑ کر تشریف لے جا چکے تھے۔ اناشد وانا الیہ راجعون! پھر بھی شاباش ہے کہ اپنے اساتذہ کی سنت پر قیام کیا۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔ فیض الدین قادری، ارمحرم الحرام ۱۴۲۲ھ ہجری یوم النہیس۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

نقل صحیفہ قدسیہ ثانیہ حضرت مولانا صاحبِ مَدِیْنِہ اَہْلِیہ نِہامِ بریلوی صاحبِ جو بعد خط میاں جی ظفر الدین کے روانہ فرمایا گیا جس کے جواب کا آج تک انتظار ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بمطالعہ مولوی احمد رضا خاں صاحبِ بریلوی

المسجد علی المسیونہ آج یومِ دو شنبہ ۱۴ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ کو ایک رجسٹری بندہ کے نام کئی فاسق بیدین بدگو بد لکام ہدم الدین ظفر الدین نامی کی پہنچی۔ اس نے جو اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کیا ہے اس کو وہ جانے میرے مخاطب آپ ہیں

اگر یہ تحریر آپ کی جانب سے ہے تو آپ کے دستخط ہونے چاہتے تھے۔ اگر آپ کو کسی وجہ سے مجھ سے مناظرہ کرنا منظور نہیں تھا تو میری تحریر کے موافق میرے سوالات بھی لوٹانے چاہیے تھے۔ پھر میں عرض کرتا کہ آپ کا مجھ سے مناظرہ کرنا کیسا ہے، بجا ہے یا بے جا اور اگر یہ تحریر آپ کی نہیں نہ آپ کے امر سے ہے نہ آپ کو اُس کی اطلاع تو اُس کی مجھ کو پرہیز نہیں۔ ابھی کیا ہے، بہت سے کتوں کا بھونکتے بھونکتے دماغ خالی ہو جاتے گا۔ بندہ آپ کے جواب کا سخت منتظر ہے چونکہ آپ کے پاس بندہ کے ڈھائی آنے کے ٹکٹ موجود ہیں۔ اس واسطے جواب کے واسطے ٹکٹ روانہ نہیں ہوتے اور اگر میرے ہی ٹکٹ رجسٹری میں صرف ہوئے ہیں تو اس کے جواز کی وجہ تحریر فرمائی جاتے اور جواب بیرنگ بھیج دیجیے۔ بندہ محصول دیکر خط وصول کر لے گا یا ٹکٹ لگا کر بھیج دیجیے۔ دوسرے خط میں آدھ آنے کا ٹکٹ بھیج دوں گا۔

بندہ محمد رضی حسن عنانہ ۲۱ محرم الحوام ۱۳۸۵ھ
لفظ تحریر جناب مولوی عبدالسلام صاحب بحوالہ خط ملاظفر الدین معین بریلوی
جس کا جواب ہنوز آنے کے ذمہ ہے!
 بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَوْ مَصْلٰیۃً

اس اہل سنت والجماعت مدرس کے نام جو مدرسہ اہل بدعت والاضلال میں ہو۔ بعد سلام سنوں ایک سنایت غیر مذہب متعین رجسٹری مدرسہ مذکورہ سے بحوالہ اس تحریر کے جو حضرت مولانا ابن شیر خدا سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے راس الفسقہ والمبتدعہ والمحدثین المتجدد خان فرسولی بریلوی کے

پاس بطلب مناظرہ داخلہ حق بھیجی تھی آئی گو وہ شخص اور گندہ تحریر اس قابل نہیں کہ کوئی مسلمان اس کا جواب لکھے مگر چونکہ اس گمراہ اور بیدین فرقہ کا ہمیشہ سے یہی طرز انداز رہا ہے کہ گالیاں دے دے کر اہل حق کا دل دکھاتے رہے اور اہل حق نے ہمیشہ صبر کیا۔ لہذا تاکہ اب تو جواب ترکی بتر کی ایک کہو گے تو دس سو گے البادی اظلم کا مصداق ہے۔ ہم کو اس کے جواب کی ضرورت نہیں مگر چونکہ اس فرقہ کی گالیاں دیتے دیتے اور کھاتے کھاتے غذا اسی بن گئی ہے تو اس وجہ سے اس کی پوری ممانداری کو مستعد ہیں اب وہ بھی تیار ہو جاویں اور محدہ درست کر لیں وہ گندہ دہن لکھتا ہے کہ اُن کے اکابر و اساتذہ اور مشائخ جواب سے عاجز رہے۔ اے حق پوش کون سا مسئلہ مختلف فیہا ہے کہ جس میں ہماری جانب سے محققانہ تحریر اس میں موبہد نہ ہو۔ گو مبتدعین کی جماعت سرپیٹ کر مر گئی مگر ایک بات بھی نہ بنی، ہاں عوام کو دھوکہ دینے کے واسطے راس المبتدعین المتجدد خاں وغیرہ کی تحریرات لاجنہ بہت سی مہول جس کا جواب سہرہ تو نہیں دیا گیا مگر سب کا جواب تحریرات سابقہ و لاحقہ میں موجود ہے۔ علاوہ ازیں جواب نہ دینے سے اگر عجز ہی ثابت ہوتا ہے تو فرسولی بریلوی کا گرینڈ پینے میں اور اس وقت یہ بھی کیا عجز ہی کی دلیل ہوگی نہ بیخ زانغ میں جوہ کوہ کی کاہیں وہ اور دیگر مغز خرافات کی قلعی اچھی کھلی جاتی ہے، ذرا مرد میدان بناؤ اور کچھ غیرت اور شرم ہے تو متجدد کو نئی سادھی پہناؤ، پھر لطف دیکھنا چاہو نہ کہ یہ باتیں کہ فلال تحریر کا اتنی مدت تک جواب نہیں دیا گیا۔ منجملہ اور امور کے یہ بھی ایک وجہ محرک متجدد

مدت العمر میں جو بیت الظلمة والضلالة بنایا ہے، اپنے ہاتھوں ڈھکا پاڑے گا
ہم اس قدر سخت الفاظ اس واسطے لکھتے ہیں کہ اگر آپ میں کچھ بھی حقانیت
للہیت علیت ہوگی تو ضرور شرم آئے گی ورنہ بجز گالیاں بکنے کے اور کیا
ہوگا، تمہاری تحریات سے وہی دسے گا جو ان کی حقیقت سے واقف نہ
ہو۔ دوسروں کو طفل مکتب کہتے ہوئے شرم نہیں آتی، تم میں تو کوئی طفل مکتب
بھی نہیں، سب کے سب پیر نالغ ہی جمع ہیں۔

گر بہ میر و سنگ وزیر و موش را دیوان کنند
ایں چنین ارکان دولت ملک را ویران کنند

اگر اس المبتدعین متجدد خاں آپ کے نزدیک بہت ہی بڑے لائق فائق
ہیں کہ ان کے واسطے گفتگو کو امام مہدی علیہ السلام ہی تشریف لائیں گے تو اپنی
جماعت میں سے کسی طفل مکتب ہی کو مستعد کر دیکھ کر علامہ زمان کی حقیقت
کو دیکھنا کسی طرح مرد میدان بھی تو بنو، یا تحفہ حنفیہ میں گالیاں ہی بکچی آتی ہیں،
خدا سے شرم نہیں آتی، اہل اللہ کو کافر کہتے ہو، خدا سمجھے ایسے بے ایمان کو گفتگو
ہو جاتے تو صاف معلوم ہو جاتے گا کہ کون فاسق ہے کون جھوٹا، کون خدا اور
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست ہے کون دشمن۔ گھر کے اندر سچہ میں سائیں مٹھو
ہونے سے کام نہیں چلتا، وہ گندہ دہن لکھتا ہے کہ تھانوی مستعد ہوں۔ مہری
دستخطی تحریریں تب گفتگو ہوگی۔ عجب ماجرا ہے کہ طالب گفتگو کون ہوتا ہے
مہری دستخطی تحریر کس سے طلب کی جاتی ہے اگر تعلیٰ و تنقیص اور بدعت کے
نشر میں بہت ہی سرشار ہو تو ہم اللہ سوالات کے جواب دلوایے پھر متجدد

۶۴ سے مناظرہ کی ہوئی ہے۔ مضامین کی خوبی تو اہل علم پر پہلے ہی روشن ہے مگر
بظاہر عوام فریب یہ مذبذب چلے ہے تو عنقریب اٹھنے والا ہے۔ ہاں اس
وقت تک کسی نے اس طرح اعلان مناظرہ فرقہ منالہ سے نہیں فرمایا تھا۔
وجہ یہ ہے کہ اگر تم قرآن شریف پڑھتے ہو تو ترجمہ دیکھ لینا یا اپنے پیر مصل سے
پوچھ لینا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ عادت ہے کہ اہل ضلال کو اول ڈھیل دیتا ہے اور
جب ان کی سرکشی حد کو پہنچتی ہے تو ایک سرکوب کو کھرا کر دیتا ہے کہ جن کی جو
سے مدت العمر کی کمائی اس کی رائیگاں جاتی ہے۔ اگر واقعی تمہارے مجدد کی تحریروں
بڑی زبردست ہیں تو ان کی گفتگو میں کیوں غدر ہے۔ مذکور کی مخالفت میں
ہزاروں رنجے صرف کیے، جھوٹے رسالے چھاپے، گفتگو کا اعلان کیا، اب گفتگو
کا نام سن کر کیوں دم نکلتا ہے، یہ کونسا عذر شرعی، عرفی، عقلی، نقلی ہے کہ فلاں
شخص قابل خطاب نہیں جیسے کفر و اسلام آپ کے گھر تقسیم ہوتا ہے، کیا لیاقت
کے داروغہ بھی آپ ہی ہو گئے ہیں، حضرت مولانا کی نسبت جو الفاظ آپ نے
لکھے ہیں اس کا جواب تو کیا ہو سکتا ہے کیونکہ تمہارے یہاں کون آدمی ہے جس کی
ہم برا کہہ کر دل ٹھنڈا کریں مگر افسوس آپ کی بد لگامی پر ہے کہ جو منہ میں آیا،
بک دیا۔ کیا آپ نے کبھی حضرت مولانا سے مناظرہ کیا ہے، حضرت مولانا سے
کوئی کتاب پڑھی ہے، سوالات کو دیکھیے حقیقت کھل جائے گی۔ اس المبتدعین
سے دریافت کیجئے، وہ سمجھ گئے ہوں گے کہ سوالات کس درجہ کے شخص کیے ہیں
ہم اپنی عقل کے موافق پلٹیں گے تو یہ ہیں کہ اگر تمام جماعت بھی تمہاری مل کر
چاہے گی تو تمہیدی سوالات کے جواب نہ دے سکے گی اور اگر جواب دے تو

کسی کو منتخب کریں۔ اگر وہ منتخب شدہ ہاں جابیں تب ہی اس المبتدعین گفتگو کریں۔ کوئی صورت بھی اُن سے گفتگو کی جھیا نہیں، ان کو ایسا بننے کی بہو کیوں بنا رکھا ہے۔ دیکھو دوسروں کے مقتداؤں کو اگرچہ وہ لوگ تمہارے نزدیک بالکل بے دین اور کافر کیوں نہ ہوں سخت الفاظ کہنے نہ چاہئیں فَيَسْتَبْرَأُ اللّٰهُ عَذَابًا يُغَيِّرُ عِلْمًا کی تعلیم کو لحاظ کرو، آدمی بن کر بات کرو، جواب سیدھا دو، ورنہ یہ خوب یاد رہے کہ بد زبانی سے عہدہ برائیں ہو سکتے۔ پلٹنے کے قصہ کی نسبت جو کذب محض اُس نے لکھا ہے کہ بیان ختم ہونے پر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قبل ہی تشریف لے جا چکے تھے، جھوٹے مردود پر اللہ کی ہزار ہزار لعنت۔ جاؤ متجدد خان یہ تم کھا کر کہہ دے اور طلاق مغلطہ کی قسم کھا دے۔ گو وہ اب بوڑھا ہو گیا ہے، اس قسم میں حرج بھی نہیں ہم جھوٹے اور تم سچے ہزاروں آدمیوں کا جمع تھا۔ اس میں جوابات ہوئی تھی اس کو بھی اس قدر غلط بیان کیا جاتا ہے جھوٹے جماعت کذب کے گوہ پر درود جب تمہارا متجدد وعظ کہہ کر چلتا نظر آیا اس وقت ہمارے حضرت مولانا ابن شیر خدا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے پھر کھڑے ہو کر للکارا کہ وہ یہی دعویٰ حقانیت ہے یہی وعدہ جواب دینے کا کیا تھا۔ باقی کے کھانے کے دانت اور ہوتے ہیں اور دکھانے کے اور اکثر آدمیوں کا جمع گردا گرد ہو گیا اور حضرت مولانا سے دریافت کرنے لگے کہ آپ کا نام کیا ہے، آپ کل مکان پر تشریف لائے تب مولانا نے فرمایا کہ مور جنگل میں ناپا تو کس نے دیکھا۔ جب چار پانچ ہزار آدمیوں کے جلسہ میں گفتگو نہ ہوئی تو گھر میں کیا ہوگی، خیر اچھا جانے دو اب جواب دلو، دیکھ لینا کہ خدا کس کو ذلیل

کرتا ہے اور کس کو عزت دیتا ہے۔ دیکھو پھر سمجھاتے ہیں کہ ہمارے بڑوں کا نام بدتمیزی سے نہ لو ورنہ ہم بھی کمی کرنے والے نہیں ہیں۔ بعد لکھا کہ شرفاً مرتد سے مخاطب جائز نہیں، اس کو صاف لکھے اور مطلب بیان کیجئے کیا شریعت بھی گھر کی ہے جو چاہا لکھ دیا۔ اہل ارتداد سے مخاطب جائز نہیں تو اُن کے رفع شکوک کی کیا صورت ہوگی اور ہر دستخطی تحریر کے بعد مناظرہ کو بھی تیار اور آمادہ ہیں۔ بحوالہ کتب جواب مرحمت ہو کہ مرتد سے مخاطب جائز نہیں اور ہر دستخطی تحریر کے بعد اس سے مناظرہ بھی ضروری ہو جاوے۔ قربان اس فقرہ پر اگر مناظرہ منظور نہیں تو سوال بھی واپس کر دیجئے یا اس بہانہ سے مطالعہ ہو رہا ہے یاد رکھو کہ جواب تو مشکل ہی ہے سمجھنا بھی آسان نہیں ہے۔ اونٹ جب تک پہاڑ کے نیچے کو نہیں نکلتا ہے وہ اپنے ہی کو بلند بالا جانتا ہے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

محمد اسد مہتمم صفحہ ۲۲ محرم ۱۳۲۶ ھ یوم شنبہ

نقل خط مولوی عبدالحکیم صاحب، مدرسہ امدادیہ دہلی، جسنگہ بجواب
شیخ طفر الدین معین بریلوی بنام احمد رضا خاں صاحب بریلوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

بخدمت شریف مولوی احمد رضا خاں صاحب بعد سلام مسنون بکمال

ادب عرض ہے کہ بڑوں کی باتوں میں چھوٹوں کو دخل در معقولات دینا مناسب

منہیں۔ آپ کے پاس ہمارے مولانا صاحب نے جو تحریر بھیجی ہے اس کا جواب آپ کے نزدیک مناسب ہو وہ دیں مگر یہ شخص ظفر الدین نامی نے جو نہایت غیر مہذب خط بلا استحقاق بھیجا ہے اس کی نسبت فقط یہ عرض کرنا ہے کہ جب اُن کو فقط آپ کی خدمت میں درخواست مناظرہ کفر و شرک سے زیادہ ناگوار معلوم ہوئی۔ کہاں سے کہاں تک لوگوں کو کافر و مرتد کیسے کیسے سخت الفاظ لکھے تو اپنے قلب مبارک پر ہاتھ رکھ کر دیکھ لیجئے۔ لوگ آپ کے معتقد ہیں کسی دوسروں کے بھی آپ کے برابر نہ ہوں گے تو کم تو ہوں گے ان کو کچھ سچ و ملال کا حق حاصل ہے یا نہیں اس کا جواب تو یہی تھا کہ آپ کو مخاطب بنا کر وہ سناتے جس سے اُن کا اور آپ کا دونوں کا دل ٹھنڈا ہی ہو جاتا مگر منہیں میں اس کو ابھی پسند نہیں کرتا۔ اول یہ عرض ہے آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں۔ آپ اس کو پڑھ کر میاں ظفر الدین کو عنایت فرما دیجیے اور فہمائش کر دیجیے کہ ایسی حرکت آئندہ نہ فرمائیں ورنہ قلم و دوات کا غزب کے پاس ہے۔ کچھ وہی بڑے قابل نہیں اگر یہ نالائق شاگرد یا معتقد بالقصد آپ کو گالی ہی دلوانا چاہتے ہیں تو پھر ہم اُس کے جواب میں مجبور ہوں گے۔ ہم اگر آپ کے نزدیک کافر، مشرک، مرتد ہیں تو آپ سے گفتگو کی درخواست بھیجی کرتے ہیں اگر آپ گفتگو کر سکیں تو کیجئے ورنہ صاحبِ جواب دیجیے، ورنہ اس میزِ حی راہ میں کانٹے لگیں گے اور بہت تکلیف برداشت کرنی پڑے گی، گالیاں دینا، جھوٹ بولنا کسی فرقہ کے نزدیک محمود نہیں ہے۔ آپ ٹھکانے سے ہمارے حضرت مولانا کے تمہیدی سوالات کا جواب دیجیے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اگر آپ کو احقاقِ حق منظور ہو گا تو آپ کو

بھی گفتگو میں کیفیت آجائے گی۔ مشکل تو یہ ہے کہ آپ سے گفتگو وہ کرے جو اول گالیوں کا نشانہ بننے کو مستعد ہو جائے۔ اسی وجہ سے اکثر حضرات آپ کے گروہ سے نہیں الجھتے۔ مگر ہمارے مولانا مد فیوضہم العالیہ کو اُس کی کچھ پرواہ نہیں آپ جس قدر چاہیں سب و شتم لکھیں مگر خدا کے لیے گفتگو کریں۔ اس کے صلہ میں سب گوارہ ہے۔ غیر مقلدوں سے ہمیشہ گفتگو رہتی ہے اب آپ سے بھی سہی۔ اہل حق کو تو تمام فرق سے مناظرہ کرنا ہی پڑتا ہے اب تک آپ اپنے اور اپنے مجمع کی بدزبانی کی وجہ سے فارغ تھے اب یہ سپر بھی بوسیدہ ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ علم صبر کے تیر اُس کو پاش پاش کر کے رہیں گے۔ جو تحریر فرمانا ہو جلد تحریر فرمائیے ورنہ ہم کو بھی اجازت ہو۔ واللہ تعالیٰ ہو المستعان وعلیہ السکون و مولانا عبدو باحمد والشنہ والمجد والبقار والصلوٰۃ والسلام علی راس الاتقیاء وسید الانبیاء۔ مولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

بندہ عبد الرحیم مفاعنہ ۲۳ محرم یوم چہار شنبہ ۱۳۲۶ھ

نفل خط جناب مولوی عبد الرحیم صاحب، مستعلم مدرسہ امدادیہ درہم گ
بنام شیخ ظفر الدین

بسم الرحمن الرحیم نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

عنایت فرماتے بندہ جناب مولوی ظفر الدین صاحب دام عنایتکم بعد ہدیہ تمیہ مانورہ عرض مرام ہے۔ چونکہ آپ کا مخاطب وہی شخص ہے جو مسلمان ہو اور شائد کیا بلکہ یقینی آپ کے نزدیک اکثر علماء بھی مرتد اور کافر

۴۰
ہیں۔ اس وجہ سے بندہ اپنا عقیدہ عرض کرتا ہے۔ اشهد ان لا اله الا الله و
اشهد ان محمداً رسول الله و اجنۃ حق و النار حق و اما جاء به النبی صلی اللہ علیہ
وسلم کلمۃ حق امنت باللہ كما هو باسماہ و صفاتہ و قبلت جمیع احکامہ۔ اگر آپ
میں آپ کے نزدیک مسلمان ہوں تو میری عرض سن لیجیے ورنہ جلا دیجیے
مکرم بندہ یہ تو فرمائے یہ خوشنوت اور درشتی سب دشتم تبرازی تو روافض کی
شان تھی۔ اہل سنت و الجماعت کو کب سے یہ مرض ہوا۔ اگر کسی شخص نے آپ
کے مولوی سید احمد رضا خاں صاحب سے طلب مناظرہ کیا اور آپ کے نزدیک
وہ شخص اس قابل نہیں تو آپ یہ تحریر فرما سکتے تھے کہ آپ فلاں فلاں وجہ
سے قابل خطاب نہیں۔ آپ کی سمجھ میں یہ مسائل علیہ نہ آسکیں گے مگر افسوس
آپ نے ایسے شخص کو جو ایک زمانے سے علوم درسیہ نہایت زور و شور سے
پڑھاتے ہیں بلکہ ان کے تلامذہ بکثرت فارغ التحصیل اور نہایت مستعد
مدرس اور ہر طرح درس و تدریس اور مناظرہ و گفتگو کے لائق موجود ہیں ان
کی شان میں اور ان کے اساتذہ کی شان میں ایک معقول امر کے طلب پر کافر و
مرتد وغیرہ کہ جن الفاظ کو بازاری اور مبمون بھی استعمال نہ کرے گا آپ نے
استعمال فرمایا، یہ کس علم و دیانت و تقویٰ و درج کا مقتضی ہے۔ لیاقت
اور عدم لیاقت معاملہ ہی پڑنے سے معلوم ہوتی ہے۔

خاکسارانِ جہان را بحقارت مگو تو چہ دانی کہ دینِ گرد سوار باشد
اس قدر تعلی و تشخص اہل علم و فضل کی شان کے شایاں نہیں ہے۔ اس سے
قطع نظر آپ کے گروہ جو جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب کی لیاقت علمی

۴۱
اور مدائحِ مجددیت وغیرہ بیان فرماتے ہیں تو یہ دل چاہتا ہے کہ ان کے قدم
لیں مگر درشتی اور فحش کلامی کو دیکھ کر مجھ کو کیا سب کو نفرت ہوتی ہے مومن
فحاش لعان نہیں ہوتا۔ کیا مجدد صاحب کی تعلیم اور فیوضِ باطلہ کا آپ اور آپ
کی جماعت پر یہی اثر ہوا۔ کیا یہی گالیاں اور تبراتِ تعلیم و تلقین ہوتی ہیں انہیں کی
توجہ دی گئی ہے۔ افسوس صد ہزار افسوس اگر آپ کے نزدیک دوسروں
کی عظمت نہیں تو مولانا احمد رضا خاں صاحب کی تو ہے یا ان کی بھی نہیں
آپ نے دوسروں کے مقتداؤں کو بڑا کہا اور جو الفاظ ان کو کہے تھے وہ اور اس سے
زائد اپنے مولوی صاحب کو کہلائے اور کہلاؤ گے۔ ہم تو یہی کہیں گے کہ وہ سب
گالیاں آپ نے ہی دیں۔ لاجل و لا قوۃ الا باللہ نادانی کے ساتھ محبت بھی عداوت
سے زیادہ مضر ہوتی ہے علاوہ ازیں اگر مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب فاضل
بریلوی صاحب سے گفتگو کے لائق نہیں تو یہ بھی تو خط میں لکھا تھا کہ تہیدی
سوالات کا جواب وہ خود دیں یا تحریر میں ہو تو اس کا حوالہ دیں اور کتاب بذریعہ
ویلر مرحمت ہو، اگر خود لکھ سکیں تو اپنی جماعت سے کچھ لوگ منتخب فرما کر ان سے
جواب لکھوادیں اور آخر میں اپنا دستخط فرمادیں، اگر وہ خود گفتگو کرنا نہ چاہیں تو پہلے
کسی دوسرے سے گفتگو ایک مسئلہ میں کرنا کر دیکھ لیں۔ اس کی مغلوبیت کے
بعد فاضل صاحب خود تکلیف فرمادیں، اس میں کون سی بات بے جا ہے،
جس کسی شخص کو محققانہ مناظرہ منظور ہو اس سے زیادہ اور کیا کر سکتا ہے سوالات
میں کوئی سوال و دراز کار ہو تو اس سے مطلع فرمائیے۔ اگر کسی سے کوئی شخص کسی
وجہ سے مناظرہ نہ کرے، اس کی تحریر کا جواب نہ دے تو کیا تمام دنیا کے واسطے

اس سے گفتگو مناظرہ ناجائز ہو جاتا ہے۔ خاص کر جیب آپ کے مجدد صاحب کو احقاق حق منظور ہے۔ اگر گفتگو کسی وجہ سے منظور نہیں تو صاف لکھا دیجیے قرص تو ہے نہیں کہ دیوانی میں نالش ہو جاوے گی۔ یہی وجہ ہے کہ عوام اور انگریزی تعلیم یافتہ کے قلوب سے علماء کی عظمت اٹھی جاتی ہے۔ اُن کے مناظرہ و گفتگو بالکل فحش اور نامذہب کلمات سے مملو ہوتے ہیں۔ اگر علمائے حرمین شریفین کثر ہم اللہ تعالیٰ نے کسی پر فتوے کفر اور امداد دیا ہے تو یہ امر آپ کے واسطے کیا خوشی کا باعث ہو سکتا ہے۔ جواب سوال کے مطابق ہوتا ہے۔ اس مناظرہ سے یہ بھی ظاہر ہو جائے گا کہ ان فتووں کے سوالات کہاں تک صحیح ہیں۔ اس گفتگو سے خدا کو منظور ہے تو تمام قصے ہی طے ہو جاویں گے۔ یوں تو آپ اور آپ کی تمام جماعت غیر اللہ تعالیٰ کے واسطے مثبت علم غیب ہیں اور فقہ حنفیہ کی تکفیر اس پر موجود ہے، انہیں قصوں کے طے کرنے کے واسطے گفتگو ہوتی ہے تو پھر ابھی سے ان کا ذکر بے جا نہیں ہے تو کیا ہے الغرض جو تحریر ہو نہایت مہذب ہو اور اس پر کم از کم فاضل بریلوی کے دستخط ضرور ہونے چاہئیں ورنہ ہرگز ہرگز قابل التفات نہ ہوگی۔ جب آپ نے ہمارے مولانا اور اساتذہ کی نسبت سخت کلامی کی ہے تو کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم بھی آپ کے مولانا احمد رضا خاں صاحب کو نام لے کر گالیاں دیں، نہایت شرم کی بات ہے۔ آپ کو دور اندیشی سے کام لینا چاہیے۔ اگر گالیاں دینے اور دہلانے ہی کو دل چاہتا ہے تو آپ کا اختیار ہے۔ آپ کا جو جی چاہے کیجئے، اس طرف سے جواب آپ کو خدا چاہے حسب مراد

آپ کے ضرور ملے گا تحقیق کا جواب تحقیق ہے اور سب دشم کا جواب سب دشم ہے۔ اب جو مرضی ہو پسند فرمائیں۔ اگر مسلمان کی قسمت ہی ڈوب گئی ہے اور ان کا زہر و تقویٰ اس میں منحصر ہو گیا ہے تو ہم اس کو کیا کر سکتے ہیں۔ خوب دل کھول کر تبرائی کا بازار گرم کیجیے۔ واللہ تعالیٰ علیہ التکلیف وحبس نعم الوکیل و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

بندہ عبد الرحیم عفا عنہ ۲۳ محرم الحرام یوم چہار شنبہ ۱۳۲۶ھ

نقل صحیفہ سنیۃ اللہ حضرت مولانا صاحب رضوہم العالیہ بریلوی صاحب
باسمہ تعالیٰ حامداً و مؤصلاً و مستملاً

بمطالعہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی السلام علینا علی عباد اللہ الصالحین۔ یہ تمبیس خط ہمارے پاس جاتا ہے۔ اگر تم کو تمہیدی سوالات کا جواب دینا اور تقریری گفتگو منظور نہیں تو بندہ کے سوالات اور ٹکٹ واپس کر دیجئے دوسرے خط کو یہاں سے گئے ہوئے انیس دن ہو گئے مگر اب تک سناٹا ہے کچھ بھی جواب نہیں، اس دفعہ میاں ظفر الدین نے تو گالیاں لکھ کر بھیج دی تھیں۔ اس دفعہ تو معلوم ہوتا ہے کہ قسم کا کچھ اثر ان پر بھی ہو گیا، وہ بھی ایک ہی آواز دے کر چپ ہو گئے۔ اگر جواب نہ دینے کی علت یہی ہے جو ظفر الدین نے لکھی ہے تو اول تو میرے سوالات اور ٹکٹ واپس نہ کرنے کی کیا وجہ ہے دوسرے تم یہ لکھو کہ تم کو کس وجہ کا علم ہے اور کیا دعویٰ ہے اور اس مناظرہ کے

وہ صاف جواب لکھو۔ ہم کو اور بہت سے کام کرنے ہیں تمہاری طرح بیکار نہیں ہیں۔ تمہاری المعتمد المستند میرے پاس ہے، اسی سے خدا چاہے تمہارا گھر ڈھجائے گا۔ کاش اگر اور تصنیف بھی مجھے مل جاوے تو اچھی طرح بتا دوں اور اگر نہ ملے تو کچھ پروا بھی نہیں۔ بفضلہ تعالیٰ وہ بھی کافی ہے۔ افسوس ہے کہ بندہ نے تمہاری تصنیفات طلب کیں تو ان کو بذریعہ دلو کے بھی نہ بھیجا اس قدر خوف اگر حقانیت ہے تو اپنے بڑے فسادے کی کل جلدیں اور علم غیب کے متعلق رسائل اور سبحان السبوح اور جس تحریر میں بدعات مختلفہ کو سنت ثابت کیا ہے سب کو بھیج دو ورنہ اس خط کا جواب نہ آنا تمہارے عجز و رنج کی دلیل ہوگی اور پھر ہم بھی کسی تحریر کی طرف اصلاً التفات نہ کریں گے۔ ایک ہفتہ کا انتظار ہو گا۔ اسی خط کی ایک نقل بذریعہ اہل ربلی بھی پیش کروں گا۔ تم کو اپنی حقیقت کا بڑا دعوے ہے حتیٰ کہ ہم لوگوں کو غیر مقلد اور گلابی و بابی کا لقب دیا جاتا ہے یہاں عنقریب غیر مقلدین کا ایک جلسہ بہت بڑا ہونے والا ہے جس میں ان کا بغیر مقلدین جمع ہوں گے۔ اگر واقعی سچے حنفی ہو تو اپنے زاد راہ سے بواہی مطلع کیجئے تاکہ روانہ کیا جائے۔ ہم بھی ان کے مقابلہ میں جلسہ کرنے والے ہیں۔ اس میں شریک ہو کر کچھ بھی تو اپنی حقیقت ثابت کیجئے۔ ہر جگہ کاغذی ہی گھنٹے دوڑانے کا وقت نہیں ہوتا، کہیں زبان بھی تو کھولنی چاہیے اگر تشریف لانے میں کوئی عذر ہے تو مطلع فرمائیے وہ عذر آپ کا خدا چاہے دفع کیا جائے گا مگر ہمارا جہاں تک خیال ہے تم اس میں بھی کوتاہی اختیار کرو گے یا کوئی غیر معقول عذر پیش کر دے گا مگر ہم خدا چاہے اس کو بھی

شہر ہی ہو کہ آج تک جواب نہ دیا۔ ۱۲

کس قدر علم کی ضرورت ہے۔ ایک ہفتہ کی رخصت لے کر پہلے اسی کا امتحان ہو جاوے کہ تم اپنے دعوے میں کہاں تک سچے ہو۔ اس جلسہ میں اس ناجیز کو بھی بفضلہ تعالیٰ دیکھ لینا، اس کے بعد ہم تم خود فیصلہ کر لیں گے غرض کچھ کم تو رہی ہو شکاری سے کام نہیں چلتا۔ گھر میں بیٹھ کر جس کو جو چاہا لکھ دیا۔ اس سے کچھ نہیں ہوتا۔ اب مقابلہ کا وقت آیا ہے۔ جھوٹے اور سچے کی حقیقت کھل جائے گی۔ ہم کو یہ افسوس ہے کہ آپ کو خاں صاحب بھی لوگ کہتے ہیں۔ رگ پٹھانی بھی اس وقت جوش میں نہیں آتی۔ سچ ہے کہ غصہ بھی موقع دیکھ کر ہی آتا ہے۔ اگر ہم کو یہ معلوم ہوتا تو ہم پٹنہ کا واقعہ نہ لکھتے۔ ہم کو تو یہ خیال تھا کہ اس قصہ کی وجہ سے آپ کو یقین ہو جائے گا کہ ہم ضرور آپ سے گفتگو کریں گے، یہ خبر نہ تھی کہ یہ یقین ہی گفتگو کے واسطے مضر ہو جائے گا۔ خاں صاحب یا دیکھے کہ تم نے بہت اہل اللہ کی شان میں سخت سخت گستاخیاں کی ہیں۔ یہ فعل اغلب ہے کہ خدا چاہے کچھ ضرور رنگ لائے گا۔ اور اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو مرد میدان ہو کر کھڑے ہو جاؤ اور خداوندِ قدیر کی قدرت کا تماشا دیکھو یہ سچ ہے کہ میں ایک طفل سے بھی کم ہوں مگر تمہارے واسطے خدا چاہے تو کافی سے زائد ہوں۔ اگر تم میں کچھ عقل ہے تو سوالات سے ضرور اندازہ کر لیا ہو گا۔ خاں صاحب خدا کا فضل اُس کے اختیار میں ہے جس پر چاہے کر دے۔ میں صاف لکھتا ہوں کہ تم مجھ سے بفضلہ تعالیٰ ہرگز ہرگز مناظرہ تقریری نہیں کر سکتے اور اگر کرو گے تو خدا چاہے تمام عمر کے اہل اللہ کے ساتھ سب و شتم و تبرا بازی کی کسر نکل جائے گی۔ اگر کچھ بہت ہے اور عزت ہے تو مقابلہ میں آؤ

مضروب دفع کر کے دروازے تک پہنچا کر ہی رہیں گے و اللہ تعالیٰ ہوا المستعان
و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا
محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

بندہ محمد مرتضیٰ حسن خفایہ ۹ صفر یوم جمعہ ۱۳۲۲ھ

نقل خط میاں جنی ظفر الدین بجواب صحیفہ قدسیہ راجعہ جو توسط اہل بریلی کے
بریلوی صاحب کے پاس بھیجا گیا جس کے جواب لکھنے کا حکم بریلوی صاحب
میانجی نذکرہ کو دیا جس کا جواب یہاں سے فوراً دیا گیا جو اقسوت تک جواب ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولنا الکریم

درہنگی صاحب کا خط آیا جواب وہی ہے جو اول سے گزارش کیا اگر لنگوی
صاحب پر سولہ سال سے تقاضی ہے آخر فرار عن المناظرہ کا اقرار لکھ کر گزر گئے
تین سال سے تھانوی صاحب بھی زیر بار ہیں جو علانیہ فرار فرما چکے ان کے ہوتے
اطفال سے مخاطبہ کی حاجت نہیں۔ تھانوی صاحب اگر خود عاجز ہو کر درہنگی
صاحب کو اپنا مشکل کشا جانتے ہیں مہر کر دیں کہ یہ ہمارے امام الطائفہ ہیں۔
ہم سے جو سوالات ہوئے ہیں یہ جواب دیں گے۔ ان کا جواب تھانوی صاحب
اور ان کا فرار مکر تھانوی کا فرار ہو گا۔ اس وقت فقیر بھی بزرگ طائفہ کی خدمت کو لائی
کرے گا۔

والعون من اللہ تعالیٰ فقط
۱۱۔ ربیع الآخر یوم چار شنبہ ۱۳۲۲ھ محبہ
فقیر ظفر الدین قادری رضوی

نقل آخری لاجواب تحریر جناب مولوی عبدالسلام صاحب کی
جو بجواب آخری خط میاں ظفر الدین کے روانہ کی گئی!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
حَامِدًا اَوْ مُصَلِّيًا قَسْمًا۔

کما تدرین تدران

السلام علینا و علی عباد اللہ السالمین

اہل بریلی کے واسطے سے جو بریلوی صاحب کے پاس قاطع عروق المشرکین
قانع اصول المبتدعین جناب حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب دامت برکاتہم
کا گرامی نامہ گیا تھا اور بواسطت جناب منشی عبد الحمید صاحب کے اُن کے پاس
پہنچا گیا تھا اور عصر سے لے کر آٹھ بجے شب تک کی گفتگو کا یہ نتیجہ نکلا کہ آپ
جواب کا حکم دیا گیا وہ آپ کی تحریر ۱۱ ربیع الثانی کی ۲۹ ربیع الثانی کو یہاں
پہنچی۔ مولوی صاحب ہم کو تعجب پر تعجب اور حیرت پر حیرت ہے کہ ایسی بے انصافی
اور خلافت شان اہل علم و صلاح بات آپ کی جانب سے کیوں ہوتی ہے۔ ہم
آپ ہی کو منصف قرار دیتے ہیں، اب جو آپ کا دین و ایمان کہے وہ حکم دیجئے
یہ کون سا دین اور علم ہے کہ کسی کی تحریر کا جواب تک نہ دینا۔ یہ جو کچھ بریلوی صاحب
نے آپ سے لکھوایا ہے اگر خود ہی لکھتے تو کیا ہوتا حضرت محی السنۃ قانع البدن

حدث گنگوہی قدس سرہ العزیز سے کیا گفتگو اور طلب مناظرہ آپ کی تھی جو اس وقت اس کا ذکر آپ کرتے ہیں، اس کا ذکر تو اسی کو مناسب ہے جو طالب مناظرہ تھا، علیٰ ہذا القیاس فاضل کامل تھا ازی کی نسبت گزارش ہے اگر بالفرض آپ ہی طالب مناظرہ ہوتے اور آپ وہ حضرات کسی وجہ سے مناظرہ نہ کرتے تو کیا جو شخص بریلوی صاحب سے مناظرہ کا طالب ہو اس کے مقابلہ میں بھی یہ جواب مناسب ہے۔ آپ کسی سے مناظرہ کی درخواست کریں تو آپ کو جواب نہ دے مناظرہ نہ کرے تو اس وجہ سے بریلوی صاحب سے کوئی شخص بھی مناظرہ نہ کر سکے۔ اس کا کیا مطلب، انصاف شرط ہے۔ اگر بریلوی صاحب ہی نے درخواست مناظرہ کی اور اُن سے کسی نے گفتگو نہ کی تو مجھ سے یا کسی شخص سے بریلوی صاحب مناظرہ نہ کریں یہ کس قیاس کا نتیجہ ہے۔ ہمارے حضرت مولانا دامت برکاتہم نے کسی شخص کی طرف سے گفتگو کا اعلان نہیں دیا ہے جس کا جواب یہ ہو سکے کہ جب فلاں آپ کے بڑے گفتگو نہ کی تو آپ سے بھی گفتگو نہ ہوگی۔ ہر شخص اپنا دین اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ اگر مولانا صاحب گفتگو کے خواستگار ہیں تو اپنے معتقدات کی وجہ سے اگر ان عقائد میں کوئی اور بھی شریک ہو تو ہو اس وقت تو فقط حمایت حق منظور ہے نہ کسی کی تقلید اور وکالت۔ اگر دنیا بریلوی صاحب سے گفتگو نہ کرے نہ کرو، جس شخص کو طلب حق منظور ہے اس سے بھی بریلوی صاحب گفتگو نہ کریں۔ یہ کون سا جواب ہے۔ غور فرمائیے، آخر ایک دن مرزا اور خداوند عالم کے روبرو حاضر ہونا ہے بریلوی صاحب کو لطفال سے گفتگو کی حاجت نہیں مگر دوسروں کو تو اُن سے

گفتگو کی ضرورت ہے تاکہ ان کا حق و باطل ظاہر ہو جائے۔ اسکت عن الحق کی وعید سے ڈرنا چاہیے۔ جن مسائل میں تمام عمر صرف ہوتی ہو ان کے تمام پہلوؤں پر نظر ہو۔ اس کے متعلق اگر کچھ دریافت کیا جائے تو سکرت محض ہو رہے خاموشی بے وجہ نہیں ہے خود کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔ اگر گفتگو نہ کرتے تو تمہاری سوالات کے جوابات تو تحریر فرمادیتے جن سے گفتگو کا خود بخود ہی خاتمہ ہو جاتا۔ تین ماہ سے مطالعہ ہو رہا ہے۔ اگر جوابات بن پڑتے تو بہا ورنہ سکوت تو پردہ پوش ہی ہے، ایک چپ سو کو ہر ادے نقل مشہور ہے۔ فاضل کامل تھا ازی صاحب اگر بریلوی صاحب گفتگو کی درخواست کرتے اور حضرت مولانا دامت برکاتہم ان کی طرف سے مناظرہ فرماتے تب یہ تحریر البتہ بجاحتی کذا فاضل موصوف کی جانب سے مہری دستخطی وکالت نامہ چاہیے۔ یہاں تو فاضل موصوف کا کچھ ذکر ہی نہیں اُن کو درمیان میں لانے سے کیا نفع، اس وقت ایک مستقل گفتگو ہے جو تمہاری سوالات کے جوابات پر مبنی ہوگی۔ ہاں بریلوی صاحب گفتگو سے گریز کرتے ہیں اور آپ ان کے حمایتی ٹھہرے ہوئے ہیں۔ آپ کو مہری دستخطی تحریر مشککشانی بریلوی صاحب کی پیش کرنی چاہیے کہ آپ صدر جگر ہیں اور آپ کی ارجحیت اُن کی ارجحیت ہے۔ تب آپ کو کچھ لکھنے کا حق حاصل ہے ورنہ مان نہ مان میں تیرا حمان دخل در معقولات بالکل بے جا اور حق کے خلاف ہے۔ اس جانب سے کسی کی حمایت کا دعویٰ نہیں ہے جس سے مہری دستخطی سند حاصل کی جائے یہ منصب آپ کا ہے آپ مہری دستخطی دستاویز بریلوی صاحب کی حامل کیجیے پھر خدا چاہے تو آپ کی حقیقت بھی کھل جائے گی ورنہ فضول تضييع

اوقات ہے۔ آپ کو ناگوار تو ہو گا مگر معاف فرمائیے آپ کے بریلوی صاحب
درحقیقت مناظرہ کر ہی نہیں سکتے۔ ورنہ اس قدر خوشی اور سکوت غل صاحب
سے دشوار تھا۔ ان کو اپنی تحریرات اور پُر زور دلائل کا حال خوب معلوم ہے
جس مسئلہ میں سو سو دلائل لکھتے ہیں۔ وقت پر خدا چاہے تو معلوم ہو جائے گا
کہ وہ سب تحریرات نام کی تھیں کام کی بات ایک بھی نہیں، یہ تو فرمائیے اگر
مناظرہ منظور نہیں تو جیسے آپ کو یہ جواب لکھنے کا حکم دیا تھا، تین آنے کے ٹکٹ
اور تہیدی سوالات بھی واپس قبول نہیں کرائیے میں آپ سے شرعی طور سے
استغفار کرتا ہوں کہ ٹکٹ اور سوالات کے رکھ لینے کا بریلوی صاحب کو کیا
استحقاق ہے۔ خیر بس! ہم اور کیا کہیں عاقلان خود میدانہ ترک تمام شد
والنصر من اللہ العزیز العظیم۔ نصیر من لیشا۔ لا مانع لفسرہ و ہونیر الناصرین۔ یہ تمام
بائیں کسی عاقل کے نزدیک قابل پذیرائی نہیں۔ یوں تو کل حزب بکالد نیم فرحان
گھر میں جس کو جو چاہا کہہ دیا، لکھ دیا، مردانگی نہیں ہے اگر خداوند عالم کے دربار میں
یہ تعلیٰ اور تشخص فرضی بریلوی صاحب کی شرعی مسائل میں گفتگو نہ کرنے کی علت
ہو سکے اور جواب مقبول ہو تو وہ خود اور آپ بھی خیال کر لیں، ہمارا جو کام تھا کرچکے
اور آئندہ کو ہر اہل باطل کو یہ کہنے کی گنجائش ہوگی کہ تم چونکہ قابل خطاب نہیں
اس وجہ سے تم سے گفتگو نہ ہوگی اور آئندہ سے کبھی یہ نہ کہنا کہ ہم سے فلاں فلاں
نے مناظرہ نہیں کیا۔ چونکہ بریلوی صاحب باتفاق علمائے ہند قابل خطاب
نہیں ہیں بس یہی آپ کا مسلم جواب ہے السر یوخذ باقرارہ والحمد
للہ رب العلمین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ

وصحبہ اجمعین

عبدالکلیل یکم جمادی الاولیٰ یوم سہ شنبہ ۱۳۲۶ھ

از مدرسہ امدادیہ

تمت

اعلان

یہ کتاب چھپنے کے بعد فوراً اجاب مولوی احمد رضا خاں صاحب
کی خدمت میں بغرض جواب بھیجی جائے گی اور زیادہ سے زیادہ
ایک ماہ تک جواب کا انتظار کیا جائے گا۔ خاں صاحب مدد ورج کی
درخواست پر اس سے زیادہ ملتے بھی مل سکتے ہیں واللہ
ناچیز: محمد عبدالوہاب عفا عند اللہ المنعم

نوٹ

بریلوی بزرگ نے مناظرہ فرما کر جہان تر شاوہ آپ نے ملاحظہ فرمایا چونکہ مذکور کا بریلوی دیندار و متعلم تھا
کو گھر تک پہنچانا چاہتے تھے اس لیے حضرت تھانوی کو احمد رضا خاں صاحب کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لیے تیار کر لیا اور اس
آداب کے ساتھ کہ وہ تحریر و محاکم کی باوجود کہ مذکور کا بریلوی دیندار و متعلم تھا کہ احمد رضا خاں صاحب جیسے انسان اور ایک
جید عالم دین ہونا تو درکنار کسی مدرسہ کے فاضل اور سند یافتہ بھی تھے کہ مقابلہ میں حضرت تھانوی کو لانا حضرت
تھانوی کی بہت بڑی ترمیم ہے لیکن استحقاق حق و ابطال باطل کی خاطر یہ سب کچھ برداشت کیا ہوگا احمد رضا
خاں صاحب نے جو طرح قرار اختیار کیا اس کی پوری تفصیل قاصدۃ الغفر نے بلند شہر میں ملاحظہ فرمائی جائے جو
جلدی انجمن کی طرف سے شائع کی جائے گی۔

دقاری جمہور عارف ناظم نشر و اشاعت
محمد شاکر السیالین - لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شَكْوَةُ الْحَادِ

لِزَامِ عِلَّةِ اللَّامِ

كُفْرٍ وَ إِيْمَانٍ كِى كِسْوِى

تصنيف لطيف

رئيس المناظرين حضرت مولانا سيد مرتضى حسن چاند پوری ناظم تعلیمات
و شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

ناشر

انجمن ارشاد اسلامین لاہور

۶۔ جی شاداب کالونی، جمیڈ نظامی روڈ



الحمد لله الذي جعل كلمة الدين كقروا السفلى وكلمة الله هي العليا و
الصلوة والسلام على سيد الانبياء وراس الانبياء وسيدنا ومولانا محمداً و
الكفر والبعد عات وشمس الهدى وعلى اله وصحبه هداة الامة واعلام
الهداية ونجوم الدين.

اَنَّا بَعْدُ ناظرين کلام پر واضح ہو کہ چند سطور جو ذیل میں عرض کی جاتی ہیں ان سے عرض
محض مراغت اور اپنے اکابر سے دفع الزام ہے۔ فاضل بریلوی کو جو کچھ لکھا گیا ہے
وہ اپنی طرف سے نہیں لکھا گیا۔ بلکہ جو کچھ انہوں نے ہمارے اکابر کو لکھا ہے اور مراغت
یا زور کہا ہے اور انہیں کے اقوال سے اُن پر انہیں کے جو اسقام لوٹے ہیں ان کو ظاہر
کر کے یہ استدعا کی گئی ہے کہ ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے جو کچھ ہم نے خان صاحب
کے کلام کا مطلب سمجھا ہے وہ عرض کر دیا ہے۔ اگر ہماری سمجھ میں غلطی ہے تو باادب
عرض کرتے ہیں کہ ہم کو سمجھا دیا جائے۔ ورنہ ہم اس سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ خان
صاحب نے جو کچھ الزامات اپنے منالوں پر لگائے ہیں وہ ان سے بری ہیں اور خود
خان صاحب ہی اپنے اقرار سے اُن کے مورد ہیں۔ اس کے بعد مناظرہ ختم ہو گیا۔ اب
کسی مناظرہ کی اس مسئلہ میں ضرورت نہیں اگر واقعی متفق ہو کر کوئی اسلام کا کام کرنا ہے
تو ہم مستعد ہیں اور اگر منظور نہیں تو مسلمانوں کے سال پر رحم فرمائیے۔ ان کو ہی مخالفین
اسلام سے مقابلہ کرنے دیجئے۔ ہم نہ کسی کو گالی دیتے ہیں نہ توہین کرتے ہیں نہ
یہ ہماری عادت نہ ہماری عرض۔ واللہ تعالیٰ علی ما نقول وکیں۔ مفت کی تمہمت

اور زبان درازی کا ہمارے پاس علاج نہیں وہ خدا کے سپرد ہے۔ حسبنا اللہ و
نعم الوکیل۔

مولوی ساجد رضا خان صاحب! بندہ نے اپنا اشتہار آپ کی خدمت میں
بذریعہ جوانی رجسٹری بھیجا جس کی باضابطہ رسید بھی آگئی۔ مگر جواب سے جواب ہے
حالانکہ اس پر آپ کو سکوت نہ چاہیئے تھا کیونکہ اس میں مطالبہ یہ تھا کہ آپ اپنے والد
مابعد اور اپنا اور اپنے تمام گروہ کا اسلام ثابت فرمائیں۔ آپ کے والد صاحب کا
کفر و ارتداد اور ان کے ققائد پر مطلع ہو کر جو انہیں کافر مرتد وغیرہ نہ کہے اس میں
سائل، تردد، شک، احتیاط، سکوت ہی کرے۔ وہ بھی دیکھا ہی کافر ہے جیسا کہ خان
صاحب، اس کا نکاح عالم میں کسی مسلمان، کافر اصلی، مرتد، اور مرتد سے ناجائز، زنا سے
محض، اولاد کا نسب ثابت نہ ہو گا۔ اور یہ تمام احکام کسی دوسرے کے کہے ہوئے نہیں
ہیں بلکہ خان صاحب ہی کے فتوے کا نتیجہ ہے۔ اس قدر ذہنی کفر خود مجدداتِ زمانہ کا
دیا ہوا ہے۔ اس کا دفع آپ سے نہ ہو سکا پر نہ ہو سکا۔ اور کیسے ہو سکتا تھا جب
خود خان صاحب ہی اس اذیلتقدیری لازمی کفر و ارتداد کو نہ اُٹھا سکے تو اور کسی کی کیا مجال
ہے۔ چونکہ یہ کفر و ارتداد اور تکفیر خان صاحب کو خود ان کی رضا و رغبت سے اور آپ کو
آبا جان سے ملی مٹی۔ اگر آپ اس کو اختیار فرماتے اور بدل نکبہ ما الفینا علیہ آباؤنا
پر پڑھتے تو یہ سمجھا جاتا کہ ہمیشہ سے کفار کا یہ قاعدہ چلا آیا ہے کہ ناکو عار پر ترجیح
دی ہے۔

مگر ہندوستان! تیرے تمام اہل بدعت کو کیا ہو گیا کہ وہ بھی اعلیٰ حضرت کو دُن
کفریات کے علم کے بعد مسلمان جان کر ویسے ہی کافر و مرتد ہونے کو قبول فرماتے

ہیں جیسے وہ تھے۔ نہ کسی کے ہاتھ میں قلم ہے نہ منہ میں زبان جو اپنا اسلام ثابت کر سکے۔ خان صاحب اور ان کے مقابلہ کفریہ پر مطلع ہو کر ان کو کافر نہ جاننے والے تو خان صاحب کے فتوے سے یوں کافر ہوئے۔ اور جو مسلمان خان صاحب کے مقابلہ کفریہ سے متنفذ ان پر کفر کا فتوے دینے کے لیے خان صاحب نے سفر حجاز کیا۔ تو نتیجہ یہ ہوا کہ خود خان صاحب اور ان کے موافق اور مخالف تمام روئے زمین کے مسلمان خان صاحب کے فتوے سے ایسے کافر کہ جو انہیں کافر نہ کہے، کافر کہنے میں شک تردد، احتیاط کرے، سب کافر۔ غرض خان صاحب دنیا میں کسی کو مسلمان دیکھ ہی نہیں سکتے۔

دینا محمد سے ملاوت ہو تو ایمان کیا
کفر کعبہ سے جو لایا وہ مسلمان کیا

نہایت وثوق سے بحول اللہ تعالیٰ و قوتہ عرض کرتا ہوں کہ آپ کی تو حقیقت کیا ہے تمام ہند کے اہل بدعت بھی اگر آپ کے آبا جہان کو ایک راست گو انسان مان کر صرف ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کا مسلمان ان کے اقرار سے ثابت فرمادیں تو یہ محال ہے، منع ہے، ناممکن ہے، اگر یقین نہیں تو کسی کو مستعد کر کے اپنی تصدیق سے جواب شائع فرمائیے۔

اخصوس ہے کہ آپ کے دارالافتاء سے ایک بے معافی بے ایمانی کا اشتہار شائع ہوا اُسے بھٹیاری نامہ کہوں، یا خان صاحب کے عرس شریف کا وہ فاتحہ نامہ کہوں جس کا ثواب روح مقدس کو پہنچایا گیا ہے۔ مسلمان تو مسلمان ایک ادنیٰ شریف آدمی بھی اس قدر غش گالیاں نہیں دے سکتا۔ آپ کو شرم کرنی چاہیئے اور اگر آپ نے ہی اشتہار دیا ہے تو اللہ زود فرزدہ اور زیادہ توفیق دے ہم تو ایسے دور از تہذیب باقوں کا جواب

دے نہیں سکتے۔ اول تو وہ ہمارے مخاطب نہیں اور مخاطب بھی ہوتے تو اس کا تو اگر بریل کی کوئی بانٹاری جواب دے تو دے سکے ورنہ وہ گالی نامہ کوئی دیکھ بھی نہیں سکتا۔ چہ جائیکہ جواب لکھے۔ شریف انسان ایسی گالیاں نہیں دے سکتا۔ خدا کرے بڑے حسرت کی طرح کسی قادیانی سے واسطہ پڑ جائے تو وہ ایک ہی دو دفعہ میں بے نقط سنا کر ہوش درست کر دے گا۔ کیوں نہ ہو آپ کے خان صاحب مجددیت کے مدعی تھے اور وہ بوت کے۔ فرق تو ہونا ہی چاہیئے۔ واقعی ایسا معنوں سندس پریس میں طبع ہونے کے قابل ہے۔ مگر آپ کے آبا جہان کی بد قسمتی کہ ان کا کفر وہ بھی نہ اٹھا سکے۔ وہی ایک راگ جو زمانہ حساب نے ساری عمر گایا اُسے ہی اس میں بھی لایا۔

اس وجہ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام تال، طنبورا، ڈھولک، سازنگی، طبلہ ستار سب ایک ہی دفعہ توڑ کر اس بدعت کی ارتقی کو جہنم میں جھونک کر اس قسم کو ہمیشہ ہی کے لیے ختم کر دیا جائے۔ اپنے اشتہاری علماء و مراد آبادی، مظنی، الوری، کچھوچھو، پنجابی، شہری، دیہاتی، کچھمی، پوہنی، سب کو جمع فرما کر جواب مرحمت فرمائیے۔ چونکہ اس نزاع کو طے کر کے فیصلہ حکم مسلم فریقین سے لینا ہے۔ جس کے بعد چوں و چلگی نجائش ہی نہ رہے۔ اس وجہ سے ہم نے بڑے حضرت آپ کے آبا جہان خان والا شان فاضل احمد رضا خان صاحب کو نگوں مقرر کیا ہے۔

ہمارے کسی بڑے کو تو آپ تسلیم ہی نہیں کر سکتے مگر ہم آپ کے بڑے حضرت کو حکم مانتے ہیں۔ فرمائیے اس سے زائد کوئی طریقہ انصاف اور قطعی فیصلہ کا ہے۔

مدعی لاکھ پر بجاری ہے گواہی تیسری

اگر خان صاحب ہی سے اپنی فتح اور ان کی ہار کی اقراری ہو گئی نہ لی تو بات ہی کیا ہوئی خدا چاہے یہ آخری فیصلہ لاسول اور اذان کا کام دے گا۔ شیطان بدعت اس سے ایسا ہی بھاگے گا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

حضرات ناظرین بغور ملاحظہ فرمائیں! فاضل بریلوی اور ان کی تمام جماعت، اور ہمارے اکابر اور ان کے خدام میں کل دو ائمہ مختلف فیہ ہیں۔ خان صاحب کی جماعت کا دعویٰ ہے کہ خان صاحب نے اکابر علمائے دیوبند کا صریح کفر ان کی کتابوں، اور علمائے حرمین شریفین کے فتاویٰ سے ایسا زبردست پُر زور طریقہ سے ثابت کیا کہ "جو انہیں کافر نہ کہے، ان کے کفر میں شک، تردد، استیسا طہرتے، وہ بھی کافر۔ بلکہ جو اس شخص کو کافر کہنے سے باز رہے کافر نہ کہے وہ بھی درسا ہی کافر۔ پھر جو اس کو دیسا ہی کافر نہ کہے الی غیر النہایہ دنیا کے اس سرے سے اس سرے تک سب کافر ہو جائیں گے۔ ان کا نکاح دنیا میں کسی مسلمان کافر اصلی و مرتد سے صحیح نہ ہو گا بلکہ زمانے محض اور اولاد حرامی ہوگی۔ پھر باوجود سالہا سال کے مطالبوں کے کسی دیوبندی نے مناظرہ نہ کیا؟

یہ دعویٰ تو چٹانی جماعت کا ہے۔

ہم غریب یہ عرض کرتے ہیں کہ یہ دعویٰ اول سے آخر تک غلط بلکہ خود جناب خان صاحب اپنے ہی فتاویٰ کے حکم سے ویسے ہی کافر ہیں جیسا کہ اپنے مخالفوں کو فرماتے ہیں ماہر النزاع صرف یہ ہے۔ اس مقدمہ کو ہم بھنور خان صاحب بہادر پیش کر کے تمام مصل و روداد مقدمہ اوفیصلہ حکم مسلم فریقین ناظرین کی خدمات مالیہ میں بے کم و کاست پیش کیے دیتے ہیں قیصرہ خود نکال لیں۔ واللہ تعالیٰ ہوا موفی۔

امور تنقیح طلب

- ۱۔ اکابر حضرات دیوبند نے مناظرہ سے پہلو تہی کی یا خان صاحب نے۔
- ۲۔ جو الزامات خان صاحب نے لگائے ہیں وہ امور واقعی کفریہ ہیں یا نہیں۔
- ۳۔ علمائے دیوبند بھی ان کو کفریہ عقائد تسلیم کرتے ہیں یا نہیں۔
- ۴۔ اگر وہ مضامین عقائد کفریہ مسلمہ فریقین ہیں تو علمائے دیوبند ان کے معتقد ہیں یا نہیں اور وہ معنی ان کے مراد ہیں یا نہیں۔ مراد نہ ہونے کی صورت میں ان کے معتقدین کو کافر سمجھتے ہیں یا مسلمان۔
- ۵۔ اگر وہ مضامین علمائے دیوبند کے نزدیک بھی کفریہ عقائد ہیں اور وہ ان کی مراد بھی نہیں اور ان عقائد کے معتقدین کو کافر بھی سمجھتے ہیں تو پھر جن عبارات کو خان صاحب نے پیش کیا ہے ان کے صحیح معنی کیا ہیں۔ کس کتاب میں بیان کیے گئے ہیں۔ خان صاحب نے ان معانی کی تغلیط قرآنی ہے یا نہیں۔
- ۶۔ جس صورت میں علمائے دیوبند ان مضامین کو عقائد کفریہ سمجھتے ہیں اور وہ مضامین ان کی مراد بھی نہیں اور اپنے کلام کے صحیح معنی بیان کرتے ہیں تو اب وہ مسلمان ہیں یا کافر۔

۷۔ خان صاحب، یعنی مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اپنے ہی فیصلہ اور فتوے اور علمائے حرمین شریفین کے فتاویٰ کی بنا پر ایسے کافر اور مرتد ہیں کہ جو ان کو کافر اور مرتد نہ کہے وہ بھی دیسا ہی کافر اور مرتد ہے۔ جس طرح خان صاحب تھے۔

پھر اس کافر نے کہنے والے کو جو کافر اور مرتد نہ کہے وہ بھی خان صاحب ہی کی طرح کافر ہے الی غیر النہایہ۔ اور ان میں سے کسی کا نکاح تمام عالم میں کسی سے بھی چاہیے کافر جو مرتد ہو یا ان کا ہم مقیدہ ہو درست نہیں۔ نکاح زنانے محض اور اولاد حرامی ہو گی۔ غرض جو حکم خان صاحب نے اپنے مخالفوں کے لیے صادر فرمایا تھا وہی حکم بعینہ خان صاحب پر لوٹ کر آیا ہے یا نہیں۔

۸۔ علمائے دیوبند نے خان صاحب کا یہ اقرار کفر خان صاحب پر ظاہر کیا نہیں۔ پھر خان صاحب نے اس کا کوئی جواب دیا ہے یا نہیں۔

تبیح نمبر ۱ کے متعلق عرض ہے کہ حضرات اکابر دیوبند نے خان صاحب سے مناظرہ میں پہلو تہی کیا فرمائی بلکہ خود خان صاحب نے پہلو تہی فرمائی۔ چنانچہ خیر اور بلند شہر کے مسلمانوں نے مناظرہ کرنا چاہا تھا اور ہر فرق اپنے اپنے علماء کو میدان مناظرہ میں لانے کا ذمہ دار ہوا تھا۔

حضرات دیوبند جو تحریر مستعدی مناظرہ کے لیے بھیجی تھی وہ پیش ہوتی ہے۔ اگر خان صاحب نے بھی کوئی تحریر بھیجی ہو تو پیش کی جائے۔ یہ تحریک مناظرہ شوال ۱۳۲۸ھ میں ہوئی جس کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو "تأمینۃ الظہر فی بلد شہر" وغیرہ۔

نقل تحریر دستخطی آمدہ از دیوبند مع دستخط حضرات ثلاثہ

باسمہ تعالیٰ حامداً ومصلیاً و مسلمائاً و ذوقاً قوتی المنسوب بدجانب حضرت مولانا مولوی حافظ رشید احمد صاحب محدث گلگاہی۔ اور بعض عبارات تنذیر اناس و

برائین کا طعن و حفظ الایمان کی وجہ سے جو ہم پر اور ہمارے اساتذہ رحمہ اللہ تعالیٰ ابھیں پڑو مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے الزام و اتمام کو بین خداوند عالم جی دے شانہ۔ و توہین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و صحبہ وسلم کا لگا کر تکفیر کی اور کرائی ہے۔ امور مذکورہ میں خان صاحب سے ہم تقریری مناظرہ کرنے کو بالکل مستعد و آمادہ ہیں۔ بقاعدہ مسلمہ خان صاحب الہم قالہم ان مسائل کے طے ہونے کے بعد اور بھی جوان کے اور ہمارے درمیان مسائل متفقہ ہیں۔ گفتگو کے لیے آمادہ ہیں۔ خان صاحب بھی اپنی تحریر مستعدی مناظرہ کے بارہ میں بھیجیں فقط۔

اگر مناظرہ کے وقت کسی کو کوئی عذر پیش آوے تو وہ اپنا دلیل باضابطہ پیش کرے گا کہ جس کا ساتھ پورا ختم ہو کر کچھ بجا دے گا۔

خلیل احمد تقی محمد بندہ محمود عفی عنہ اشرف علی عفی عنہ بقیع خود
میں ۷ قاصمۃ الظہر فی بلد شہر۔

اس تحریر میں مسئلہ تکفیر ہی نہیں جملہ امور مختلفہ گفتگو کے لیے مستعدی ظاہر فرمائی ہے۔ خان صاحب نے بھی اگر اپنے لوگوں کے پاس کوئی اس قسم کی تحریر بھیجی ہو تو ظاہر فرمائیں بلکہ خان صاحب کے لوگوں نے خان صاحب سے ہر چند چاہا کہ وہ بھی مستعدی مناظرہ کی تحریر بھیجیں۔ مگر نہ بھیجی اور نہ بھیجی۔ آخر فیصلہ فتح حضرات دیوبند کا ہوا۔ اور دوسرا بلند شہر نے اس اس پر اپنے دستخط فرمائے۔

رسالہ مذکورہ ۱۷ محرم الحرام ۱۳۲۹ھ کو طبع ہو کر تمام ہندوستان میں شائع ہو چکا ہے۔ پھر بھی خان صاحب کے ہوا خواہوں کا یہ فرمانا کہ حضرات دیوبند مناظرہ سے پہلو تہی کرتے ہیں کس قدر واقع سے دور اور ایمان کے خلاف ہے۔ خان صاحب

نے مسعدی مناظرہ کی تحریر بلند شہر کے لوگوں کو نہ بھیجی یہ قطعی فیصلہ فرمادیا کہ خان صاحب ہی کو مناظرہ کرنا موت نظر آتا تھا۔

ناظرین کرام! اب انصاف سے جو آپ حضرات کو معلوم ہو۔ وہ بیان فرما دیجئے۔

تفتیح نمبر ۴ کے متعلق عرض ہے کہ خان صاحب بریلوی نے حضرت قاسم العلوم والذخائر مولانا مولوی محمد قاسم صاحب قدس سرہ العزیز نافوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کے ذمہ یہ الزام لگایا کہ وہ نفوذِ بائند تھا لے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یعنی آخر النبیین یعنی سب سے بچھڑا نہیں جانتے یہ عقیدہ بالفاق اہل سنت والجماعت کیا معنی تمام مسلمانوں کے نزدیک کفریہ عقیدہ ہے۔

۳۔ ملائے دیوبند بھی اس کو کفریہ عقیدہ جانتے ہیں۔

۴۔ حضرت ملائے دیوبند اس عقیدہ کفریہ کے ہرگز ہرگز معتقد نہیں۔ اور نہ یہ معنی ان کی مراد۔ جو شخص ایسا عقیدہ رکھے وہ اُسے قطعی کافر سمجھتے ہیں وہ مرد اور ملعون جہنمی ہے۔

اس کا ثبوت ملاحظہ ہو۔ خان صاحب نے اپنے دعوے کے ثبوت میں تحذیرِ بالناس کی عبارت ذیل ملائے حریم شریفین کی خدمت میں پیش کر کے کفر کا فتویٰ حاصل کیا ہے۔

بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نہی ہو۔ جب میں آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔

بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نہی پیدا ہو تو بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

خاتم کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں اخیر ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ تقدم یا تاخر زانی میں بالذات کچھ فیصلہ نہیں ۱۲ حرام ص ۱۳

حالانکہ یہ عبارت تحذیرِ بالناس میں ایک جگہ نہیں بلکہ تین مقاموں سے ایک مسلسل عبارت ایسی بنائی ہے جس کو دیکھ کر ہر شخص یہی کہے گا کہ قائل خاتم زانی کا منکر ہے۔

اور یہ بھی ظاہر نہیں کیا گیا کہ یہ عبارت چند مقامات کی ہے اور اس میں خیانت کی گئی ہے کہ کفریہ مسنون بنانے کے لیے اول فقرہ صفحہ ۲۸ کا ہے اور لفظ بلکہ سے ۱۶ صفحہ کی عبارت ہے اور لفظ عوام کے خیال سے آخر تک صفحہ ۳ سے پوری کی گئی ہے۔

ناظرین انصاف فرمائیں کہ اس طرح سے ہر شخص اور تو اور کتاب اللہ سے کفریہ مضامین بنا کر پیش کر سکتا ہے مثلاً:

ان الدائن آمنوا و عملوا الصالحات اولئك
یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ کیلئے وہ
احصاء النار، ہر فیہا خالداون۔
لوگ ہمیشہ آگ میں رہیں گے۔

پھر یہ خیانت ایک عالم ربانی آیت میں آیات اللہ کے اوپر کفر کا فتویٰ حاصل کرنے کے لیے کی جائے مسلمان خود ہی خیال فرمائیں کہ یہ کام مسلمان کر سکتا ہے یا وہ جو اسلام اور خداوندِ عالم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہو۔

سالہا سال تک خان صاحب سحان کی زندگی میں مطالبہ رہا کہ وہ تحذیرِ بالناس دکھاؤ جس میں یہ عبارت مسلسل موجود ہو جس کی بنا پر کفر کا فتویٰ حاصل کیا ہے مگر کون اور کیا

سے دکھاوے یہ حقیقت ہے عمان صاحب اور ملائے دیو بند کے ایمان اور کفر کی۔
یہ کرم تو عمان صاحب نے وہاں کیا جہاں لوگ جنم کے گناہ بخشوائے جاتے ہیں۔ حرم محترم
عائد کعبہ بیت اللہ تعالیٰ اور روز منہ اقدس کے روبرو جو محل سازی سے باز نہ آیا۔ بلکہ
سفر ہی اسی لیے کیا۔ سچے ہندوستان میں کیا کیا نہ کیا ہوگا۔
کفر کعبہ سے جو لایا وہ مسلمان کیسا!

دوسرے اسی تحذیر الناس اور مناظرہ عجیبہ میں جو تحذیر الناس ہی کے متعلق ہے اور
بھی طبع ہو کر شائع ہوا تھا۔ حضرت مولانا مرحوم تصریح فرماتے ہیں کہ ختم زمانی کا ثبوت
قرآن سے، حدیث سے، تواتر سے، اجماع سے ہے۔ جو ختم زمانی کا انکار کرے وہ
کافر ہے۔ میں ختم زمانی کا منکر نہیں بلکہ اس کے ساتھ ختم ذاتی کو بھی ثابت کرتا ہوں۔ جو ختم
زمانی کے لیے علت ہے۔ مگر عمان صاحب ہیں کہ پھر بھی منکر خاتمیت زمانہ کا الزام لگا کر
کفر کا فتوے حرمین شریفین سے لے ہی آئے۔ ملاحظہ ہوں۔ عبارات حضرت مولانا
نافی قوی قدس سرہ العزیز۔

عبارات تحذیر الناس

صفحہ ۲ سطر ۱۶ تا ۱۹۔ جس سے تاخیر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے
اور فضیلت نبویؐ دوبالا ہو جاتی ہے۔

صفحہ ۱ سطر ۳۔ سو اگر اطلاق اور عموم ہے۔ تب تو ثبوت خاتمیت زمانی بدلا لیت
الترامی مروی ثابت۔ اور تصریح نبویؐ انت متی بمنزلہ ہارون من موسیٰ الا انہ

لا تہت بعدی۔ او کما قال۔ جو بظاہر ربط زندقہ اس لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس
باب میں کافی ہے۔ کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا
گو الفاظ مذکور بسند تواتر منقول نہ ہوں۔ سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا
ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ۔ باوجودیکہ الفاظ مشعر تعداد رکعات تواتر
نہیں جیسا کہ ان کا منکر کافر ہے۔ ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔

صفحہ ۱۰ سطر ۱۱۔ اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی ۱۲

صفحہ ۲۱۔ اور زمانہ آخر میں آپ کے ظہور کی ایک یہ بھی وجہ ہے ۱۲ الختم م ۴

عبارات مناظرہ عجیبہ

صفحہ ۲ سطر ۸۔ مولانا حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی تو سب
کے نزدیک مسلم ہے ۱۲

صفحہ ۲ سطر ۹۔ مولانا خاتمیت زمانی کی میں نے تو توجہ اور تائید کی ہے تغلیط
نہیں کی ۱۲۔

صفحہ ۲ سطر ۱۱۔ اوہوں نے نقطہ خاتمیت زمانی اگر بیان کی تھی تو میں نے اس کی
ملکت خاتمیت مرتبی کو ذکر کیا اور شروع تحذیر میں یہ مقتضائے خاتمیت مرتبی کا بہ
نسبت خاتمیت زمانی ذکر کر دیا ۱۲

صفحہ ۳۹۔ خاتمیت زمانی اپنا دین و ایمان ہے۔ ناحق کی تہمت کا اقبہ کچھ
علاج نہیں ۱۲

صفحہ ۴۱ سطر ۱۵۔ اپنے اعتقاد کا حال تو اول تحریر میں عرض کر چکا تھا۔ جس میں تقریر عثمانی کے موافق خاتمتِ زمانی علی الاطلاق منجملہ مدلولاتِ مطابقی لفظ قائم ہو جائے گی۔

صفحہ ۵۰ سطر ۱۰۔ حاصلِ مطلب یہ ہے کہ خاتمتِ زمانی سے مجھ کو انکار نہیں بلکہ یوں کہنے کے لئے گنجائش انکار نہ چھوڑی۔ افضلیت کا اقرار ہے۔ بلکہ اقرار کرنے والوں کے باؤل جمادیئے۔ اور نبیوں کی نبوت پر ایمان ہے۔ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبریا کی کو نہیں سمجھتا۔ ۱۳

صفحہ ۶۸۔ معنی مختار و حق تو مثبت خاتمتِ زمانی ہیں معارض ہونا کیا ۱۲

صفحہ ۶۹ سطر ۱۰۔ اول تقریر تحریر پر تو خاتمتِ زمانی مدلول الترامی قائم التیسیم ہو گا اور دوسری تقریر پر مدلول مطابق ۱۲

صفحہ ۶۹ سطر ۶۔ ہاں یہ مسلم کہ خاتمتِ زمانی اجماعی عقیدہ ہے ۱۲

صفحہ ۱۲۳ سطر ۱۰۔ اور امتناع بالغیر میں کلام ہے۔ اپنا دین و ایمان ہے۔ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں۔ جو اس میں تاق کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں ۱۲ انتم ص ۶۵

یہ چند عبارات مذکورہ جو بطور نمونہ عرض کی ہیں ان سے ناظرین کرام کو متیقح کا نمبر (۵) بھی متیقح ہو گیا ہو گا کہ ختمِ زمانی کا انکار حضرت قاسم العلوم والخیرات قدس سرہ العزیز اور ان کے مجملہ خدام کے نزدیک عقیدہ کفر یہ ہے۔ اور جو شخص منکر خاتمتِ زمانی ہو اُسے کفر اور مرتد سمجھتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ جن عبارات کو کاٹ تراش خیانت کر کے خان صاحب نے پیش فرمایا ہے ان کے صحیح معنی کیا ہیں۔ اس کے لئے ملاحظہ ہو بندہ کار سالہ.....

”السحاب المدد رانی تو صریح اقوال الاختیار“ جس کو طبع ہوئے سالہا سال گذر گئے لفظان صاحب

اور ان کے جملہ معتمدین نے ایک حرف جواب میں نہ لکھا۔ نہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ لکھ سکیں۔

ناظرین باتیکیں! آپ حضرات اب خود غور فرمائیں کہ خان صاحب نے کس قدر ظلم سے کام لیا ہے اور ایک جمیعہ الاسلام و فخر المسلمین کے کافر کھنے میں کس قدر عرق ریزی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ خان صاحب اور ان کے اتباع پر اگر نظر خاتمتِ زمانی نہ فرمائے تو محکم من عادی لہ دلیا فقد آذنتہ بالحدوب اور کما قال کی بنا پر ساری جہنم کا انہیں کو وارث بنا دے اور مسلمان جہنم کے اور ان کے شر سے محفوظ رہیں۔ ہاں ہم یہی چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو توبہ کی توفیق عنایت فرمائے۔ اور تعصب اور اتباعِ ہوی سے ہم سب کو بچا دے۔

ناظرین کرام! یہ اُس بہتان کا ذکر ہے جو حضرت قاسم العلوم والخیرات قدس سرہ العزیز کی نسبت تھا۔ حضرت رشید الاسلام والمسلمین قدس سرہ العزیز پر جو اتر کر کے فتویٰ کفر حاصل کیا ہے اس کو ملاحظہ فرمایا جاوے۔

حضرت مولانا لنگر ہی مرحوم و مغفور کی طرف یہ نسبت کیا کہ حضرت مولانا موصوف نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ و سبحانہ کو بالفعل جھوٹا مانے اور تصریح کرے کہ (معاذ اللہ تعالیٰ) اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولا اور یہ بڑا عیب اس سے صادر ہو چکا تو اُسے کافر بالائے طاق مگر وہ درکنر فاسق بھی نہ کہو۔ سطر ۸۔

یہ نسبت اقرائے معض اور کذبِ خالص ہے۔ حضرت مولانا موصوف اس عقیدہ کو عقیدہ کفر یہ سمجھتے ہیں نہ اس کے وہ خود معتقد ہیں نہ ملائے دیوبند کا یہ عقیدہ کفر یہ نہ ان کی کسی عبارت کا یہ مطلب اور مراد ہے اور جو شخص ایسا عقیدہ رکھے اُسے وہ کافر مرتد

ملعون جنہی سمجھتے ہیں کہ کتاب "تزکیۃ الخوارج" دنیویہ میں اس کا مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ فتوے
بہم کو دکھاؤ۔ وہ فتوے قطعاً اور یقیناً جعلی ہیں۔ بیہل اور بدایوں میں اکثر دستاویز اور تمسک
جعلی بنتے ہیں۔ ایک فتوے جعلی بنالینا کیا دشوار ہے۔ مگر وہ جعلی فتوے بھی آج تک
پیش نہ کیا گیا۔

ثبوت اس کا یہ ہے کہ بندہ نے محمد حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز سے
دریافت کیا کہ آپ کی طرف اس قسم کا فتوے منسوب کرتے ہیں واقعی کیا ہے۔ حضرت
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہایت شدت سے انکار فرمایا اور لکھا کہ:

”معاذ اللہ میں ایسا کس طرح لکھ سکتا ہوں؟“

پنناچہ بندہ نے اپنے رسائل میں خان بدوی کی حیات ہی میں اس مضمون کو شائع
بھی کر دیا۔ مگر اثر کچھ بھی نہ ہوا۔ کیونکہ اثر تو جب ہوتا ہے پسے سے جعل سازی کا علم نہ ہوتا
”تسخیر الناس“ مطبوعہ کتاب کی عبارت میں بیت اللہ، کعبۃ اللہ اور روضہ قدس (زاد ہما لہ
شرقا و غلیبا) کے سامنے جو شخص جعل بناوے اسے ہندوستان میں جعلی فتوے بنانے
سایا دیہ رنگتی ہے۔ اور اگر فرمن کرو فتوے محمد خان صاحب کا جعلی یا ان کے علم میں جعلی
نہ تھا۔ مگر جب حضرت مولانا صاف لفظوں میں انکار فرماتے ہیں ایسے عقیدہ رکھنے والے کو
کافر کہتے ہیں۔ پھر خان صاحب کو کیا گنجائش باقی رہتی ہے۔ مرقعی حضرت مولانا اشرف علی
صاحب کا وکالت نامہ ہزاروں کے مجمع میں مولانا موصوف کے روبرو مراد آباد دنیویہ
میں پیش کرے۔ مولانا اقرا دہائیں۔ مگر خان صاحب ہیں کہ تصدیق نہیں فرماتے۔ تھانہ بمبوں
رجسٹری بھیجتے ہیں۔ کیوں۔ کسی طرح سے ابن شیر خدا کے پنجہ سے جان بچ جائے مگر
ایک کفری فتویٰ پیش ہوتا ہے اور جس کی طرف منسوب ہے، وہ انکار کرتا ہے۔ مگر خان

ہیں نہ قیہ۔ انکار دریافت فرماتے ہیں نہ بعد انکار۔ نہ طلب پر پیش کرتے ہیں۔ اس کے
علاوہ تحریری ثبوت یہ ہے ملاحظہ ہو فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۱۸۱۔

”ذات پاک حق تعالیٰ جل جلالہ کی پاک و منزہ ہے اس سے کہ متصف بہ صفت
کذب کیا جائے۔ معاذ اللہ تعالیٰ۔ اس کے کلام میں ہرگز شائبہ کذب کا نہیں ہے۔۔۔
قال اللہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ فیما یقول جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ
رکھے یا زبان سے کہے کہ وہ کذب بولتا ہے وہ قطعاً کافر و ملعون ہے۔ اور مخالف قرآن و
حدیث کا اور اجماع امت کا ہے وہ ہرگز مومن نہیں۔ تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون
علواً کبیراً۔“

یہ فتویٰ حضرت مولانا گنگوہی کا سا لہا سال سے خان صاحب کی حیات میں طبع ہو
گیا تھا۔ حوالہ بھی دیا گیا۔ خود بھی دیکھا مگر پھر بھی پٹھانی دربار سے فتویٰ وہی کفر کا جاری ہے
بہت اچھا۔ ہم بھی مراد چاہتے ہیں کہ کہیں گے کہ قبر میں تھرانے نہ لگیں، اور اپنے ان حلف
صالح اور یدوں کے لیے بڑے بڑے عمل اپنے ہی پاس نہ بنو لیں تو پھر کہنا۔ خدا
چاہے ہم جو کچھ کہیں گے خود نہ کہیں گے۔ خان صاحب ہی سے کھلوائیں گے۔ عرض
اس مقدمہ کی تیقعات نمبر تک کلی منقہ اور صاف ہو گئیں۔

اب حضرت مولانا خلیل احمد صاحب اور مولانا اشرف علی صاحب قبلہ دامت برکاتہم
کی نسبت عرض کرتا ہوں بخور ملاحظہ فرمایا جاوے۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب فرید مجدد ہم پر یہ افترا کیا کہ:

”براہین قاطعہ میں تصریح کی کہ ان کے پیروائے علم کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

علم سے زیادہ بہتے ۱۲ ص ۱۵

حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم پر یہ بتان یا نہ دھاکہ:
 "حفظ الایمان میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے، ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چار پائے کو حاصل ہے۔" سام صفحہ ۲۱۔

یہ دونوں کفریہ مضامین بھی محض جھوٹ اور افتراء تھے خاص میں۔ یہ دونوں حضرات بفضلہ تعالیٰ زندہ ہیں ہم نے بھی دریافت کر لیا ہے اور جس کا جی چاہے اب پھر دریافت کر لے۔ وہ ان مضامین کو کفر کہتے ہیں۔ اور وہ، اور جملہ علمائے دیوبند ان عقائد کو کفر جانتے ہیں نہ ایسے الفاظ اور مضامین میں انہوں نے کئے۔ نہ ان کی مدد اور جو شخص ایسا اعتقاد رکھے، اسے کافر، مرتد، ملعون، جہنمی سمجھتے ہیں۔ اور جن عبارات کی طرف، خان صاحب نے ان مضامین خبیثہ کو منسوب کیا ہے۔ ان عبارات کا صاف اور صریح مطلب اسباب المردار فی توضیح اقوال الاخیار "وہ توضیح البیان" میں سالہا سال ہوئے مفصل عرض کر دیا گیا ہے۔ جس کے جواب سے خان صاحب اور ان کا تمام گروہ خدا کے فضل سے عاجز ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک عاجز رہے گا۔ اس کا ثبوت ملاحظہ فرمائیے۔

بندہ نے خود ان حضرات سے ان خبیثہ مضامین کے متعلق دریافت کیا ہے کہ خان بریلوی آپ کی طرف ان مضامین کو منسوب کرتے ہیں۔ آپ نے ان مضامین کو مراحۃ یا اشارۃ بیان فرمایا ہے اگر بیان نہیں کیا۔ تو ان امور کی نسبت آپ کا اعتقاد کیا ہے جو شخص ایسا اعتقاد رکھے وہ آپ حضرات اور جملہ علمائے دیوبند کے نزدیک کیا

لے حضرت مولانا عظیم احمد صاحب کا مسودہ مرتب ہو چکے کے بعد وصال ہو گیا ۱۲

شخص ہے۔ جن عبارات کو خان صاحب نقل کر کے یہ خبیثہ مضامین ان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اگر ان سے یہ مضامین مراحۃ نہیں ثابت ہوتے تو اشارۃ و لزوماً جہنمی نکل سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر ان عبارات سے یہ مطالب قیصر نہ مراحۃ ثابت ہوں نہ لزوماً تو پھر آپ نے ان مضامین کو کسی اور جگہ بیان کیا ہے اور ان کے ساتھ پہلے دونوں مضمون بھی سوال دیوبند میں شامل ہیں، یعنی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاقب زمانی ہونے سے انکار کرنا اور خداوندِ عالم جل و علی شانہ کو جھوٹا سمجھنا اور صدور کذب اس سے واقع تسلیم کرنا اس فتوے کا جواب جو ان دونوں حضرات اور جملہ مدرسین دارالعلوم دیوبند وغیرہ نے دیا ہے اس کے بعض بعض مقامات کی عبارات ذکر کرتا ہوں۔ جس کو مفصل دیکھنا ہو وہ رسالہ الختم علی لسان الختم اور قطع التوین من نقول علی الصالحین "ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت مولانا عظیم احمد صاحب دامت برکاتہم نے جو بندہ کے جواب میں تحریر فرمایا ہے اس کا خلاصہ ذیل میں عبارت درج ہے۔

الجواب و معہ الوصول الی العوالب۔ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے جو بندہ پر یہ الزام لگایا ہے بالکل بے اصل اور لغو ہے۔ میں اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو مرتد و کافر و ملعون جانتے ہیں جو شیطان بعین کیا کسی مخلوق کو بھی جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم میں زیادہ کئے۔ چنانچہ براہین کے صفحہ ۴ میں یہ عبارت موجود ہے:

"میں کوئی ادنیٰ مسلم بھی فخرِ عالم علیہ الصلوٰۃ کے تقرب و شرف کمالات میں کسی کو مائل آپ کا نہیں جانتا انتہی۔"

خان صاحب بریلوی نے مجھ پر یہ محض اتہام لگایا ہے۔ اس کا حساب روزِ جزا

ہوگا۔ یہ کفر یہ مضمون کہ شیطان علیہ السلام کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے۔
براین کی کسی عبارت میں صراحت ہے نہ کہنا یہ۔

غرض خان صاحب بریلوی نے یہ محض اہتمام اور کذب خالص بندہ کی طرف
منسوب کیا ہے۔ مجھ کو تو مدتِ عمر کبھی دوسرہ بھی اس کا نہیں ہوا کہ شیطان کیا کوئی
ولی فرشتہ بھی آپ کے علوم کی برابری کر سکے۔ چہ جائیکہ علم میں زیادہ ہو۔

یہ عقیدہ جو خان صاحب نے بندہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ کفرِ خالص ہے
اس کا مطالبہ خان صاحب سے روزِ جزا ہوگا۔ میں اس سے بالکل بری اور پاک ہوں۔

و کفی بالله شہیداً۔

اہل اسلام عباراتِ براین کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔ مطلب صاف اور واضح ہے۔

مرزا غلام احمد فقہ اللہ المتروک القد۔ انجم علی لسان الغنم ص ۶۶

محض عبارت حضرت مولانا اشرف علی صاحب دہلوی کا تتم۔ مشفق و کرم اللہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ۔ آپ کے خط کے جواب میں عرض کرتا ہوں۔

۱۔ میں نے یہ جمیٹ مضمون کی کتاب میں نہیں لکھا اور لکھنا تو دورِ کنارِ میرے قلب میں
اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گذرا۔

۲۔ میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا۔ چنانچہ میں عرض کروں گا۔

۳۔ جب میں اس مضمون کو جمیٹ سمجھتا ہوں اور دل میں کبھی اس کا خطرہ نہیں گذرا جیسا
اوپر معروض ہوا تو میری مراد یہ کہ ہو سکتا ہے۔

۴۔ جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اقتقاد صراحتاً یا اشارتاً یہ بات کہے میں اس شخص
کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصو میں قطعیہ کی اور شقیص کرتا ہے

مضمون سرورِ عالم خیر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

یہ تو جواب ہوا آپ کے سوالات کا۔

میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ اور قول ہمیشہ سے آپ کے افضل مخلوقات

فی جمیع الکلمات العلمیہ والعملیہ ہونے کے باب میں یہ ہے علی

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کتبہ اشرف علی انجم علی لسان الغنم ص ۷

بعض عباراتِ فتویٰ

اب ہم کو ہر مفسر کے متعلق کچھ عرض کی حاجت نہیں رہی مگر محض بغرضِ تفسیر و
تحقیق ہر سوال کے متعلق فیروارِ ایمان داری سے کچھ عرض کئے دیتے ہیں۔

۱۔ تحذیرِ اناس میں ختمِ زمانی کا انکار نہیں بلکہ اس کا ثبوت مدلل تحذیرِ اناس اور
دیگر تحریرات حضرت مولانا قدس سرہ میں بوضاحت موجود ہے اور مکتبہ ختمِ زمانی
کو کافر فرمایا ہے۔

۲۔ حضرت مولانا انگلوہی قدس سرہ کا کوئی فتویٰ ایسا نہیں جس میں کذب بالفعل باری
تعالیٰ نفوذِ باشد واقع یا ممکن الوقوع فرمایا ہے۔ بلکہ ایسے عقیدہ کو اپنے فتوے
میں صریح کفر تحریر فرمایا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حق سبحانہ کا جھوٹ بولنا
محال ہے ۱۲

۳۔ مولانا خلیل احمد صاحب نے ہرگز ہرگز اس کی تصریح نہیں فرمائی کہ علمِ اہلسنن و ترمذی

علم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اور بڑھ کر ہے اور نہ ان کا یہ عقیدہ ہے۔ ایسے عقیدہ کو مولانا سلمہ باطل اور کفر فرماتے ہیں۔

۴۔ مولانا اشرف علی صاحب نے یہ معنون مریض معطل اور کفر کی تحریر میں نہیں لکھا کہ نوذ باللہ آپ کا علم غیب بچہ اور پاگل ہر جانور کی برابر ہے۔ ایسے مضامین علمائے حرمین شریفین کو لکھنا اور فتوے حاصل کرنا سنت بے حیائی اور سراسر کفر ہے۔

۵۔ یہ مضامین کا ذبح کفر یہ حضرات موصوفین نے کسی کتاب میں صراحتاً یا اشارتاً کہیں ہرگز بیان نہیں فرمائے جو ایسا عقیدہ رکھے وہ ہمارے بزرگوں کے اعتقاد میں قتال و مثل ملعون کا فرزند و بیعتی مرتد و اعداؤں کا شیطان کا بھی مستاد ہے جو اکابرین اور اولیاء اللہ کی تکفیر کا دلدادہ ہو۔

۶۔ جن عبارات سے مجدد البدعات اپنے مضامین افتراء اور اختراع کردہ کو بالقرع ثابت کرتے ہیں۔ ان سے اشارتاً اور لفظاً بھی قیامت تک وہ مضامین اہل فہم و انصاف کے نزدیک ثابت نہیں ہو سکتے ہاں ایسا ثبوت تو ہو سکتا ہے جیسا کسی نے کہا تھا:

”عیون باز بر عیون میں باز بر عیون میرا نام محمد یوسف“

باچنیں یہودہ گوئی میتوان گفتن اگر

تو تے داری بگو و دہتے داری بیار

اگر تعین منظور ہو تو ”السحاب الدار فی توضیح اقوال الانبیاء و توضیح البیان فی حفظ الایمان“ ملاحظہ فرمایا جاوے۔ اس میں نہایت وضاحت سے ان عبارات کا مطلب بیان

کیا گیا ہے۔

۷۔ ان مضامین مستفسر و کفریہ کا اثر و تحریرات مؤلف میں ہے۔ اور نہ حضرات کی تحریرات

باقید اور دیگر تالیفات میں کہیں پتہ اور نشان صراحتاً یا ضمناً اصرار کیا گیا ہے ایسے مضامین ہمیشہ کا کسی تقریر یا تحریر میں اصلاً اثر نہیں اور نہ ان کے اتباع میں ان مریض کفریات کا کوئی معتقد۔ ان حضرات پر ایسے لغویات کا افتراء اس قدر ہے اصل جھوٹا کہ نادان جاہل معتقدین بریلوی کو تو میں نہیں کہہ سکتا مگر بریلوی خان بھی خوب جانتے ہیں کہ یہ یاروں کی کار سازی ہے جس کی اصل کچھ بھی نہیں۔ جس کا نتیجہ انشاء اللہ تعالیٰ دنیا میں ناکامیابی اور آخرت میں خسار ہے۔ ما فانا اللہ و المسلمین من ذلک واللہ تعالیٰ ہو الموفق و المعین“ الختم من ۱۳/۱۱/۱۰

عبارات کے زیادہ نقل کرنے میں طول کا خوف ہے اس وجہ سے صرف ایک عبارت اور نقل کرتا ہوں۔

”مسلمان بالکل مطمئن ہو جائیں کہ ہم بالکل سچے پکے حنفی اور سلاسل حضرات اولیاء نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ کے حلقہ بگوش ہیں۔ ہاں انہیں حضرات کی برکت سے بدعات سے مغفرتاں ہے واللہ اللہ علی ذلک جس کام میں بدعت کا شائبہ بھی ہو اس سے احتراز اولی سمجھتے ہیں کیونکہ خود اور نہجاً فقط سنت نبوی میں ہے علی صاحبہا الف الف سلامۃ۔ اور متفق علی سنت اس قدر ہیں کہ ان پر بھی عمل کرنا دشوار ہے۔ پھر جس امر کے بدعت ہو نیکی ایک جماعت علماء مدعی نہ صاحب مذہب سے نقل نہ کتب فقہ میں پتہ اور جب سے وہ شے پیدا ہوئی اسی وقت سے اس میں اختلاف

جس مرتبہ کے لوگ اس کی تحسین کریں، اُسی مرتبہ کے علماء یا اُن سے زیادہ اس کو
اچھا نہ سمجھیں، پھر اس کام کے کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ۳۰ مایر بیٹک
الی مالا یریبٹ۔ اس پر اگر کوئی اعتراض کرے اور حقیقہ اور تقلید سے علاج
یا بزرگوں کا مخالف جتاے تو اس کو خدا سے خوف کرنا چاہیئے۔ کسی کی حقانیت
ہمدرد ڈالنے سے مخفی نہیں ہو سکتی الحق یعلو ولا یصلیٰ

کتبہ فیزالرحمن مبنی عن مفتی مدرسہ عالیہ عربیہ دیوبند۔ (التمس ۱۵)

اس فتوے پر دیوبند کے جملہ مدرسین و مہتممین اور دونوں حضرات کے صاحبزادوں حضرت
مولانا مولوی حافظ حکیم الحاج مسعود احمد صاحب گنگوہی دامت فیہ منہم اور حضرت مولانا مولوی حافظ
الحاج محمد احمد صاحب صدر مہتمم دارالعلوم مدت فیہ منہم اور حضرت شیخ الحدیث نور الدین قادری کے
دستخط موجود ہیں۔ جن صاحب کو منظور ہوا اصل رسالہ ملاحظہ فرمائیں۔

اس کے بعد عرض ہے۔ مسلمانو! عجب منطقی ہے کہ ان تصریحات کے بعد بھی خان صاحب
کی کفریہ مشین سے کفر ہی کا فتویٰ نکلتا ہے۔ مگر یہ تو خان صاحب کا فرض منصبی تھا۔ بقول
بعض جس کا وہ مشاہیرہ پاتے تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو دوزخ کے داروغہ کیسے ہوتے غیر
یہ کہ ان کا فعل ہو گا واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقت الحال۔ یہ کیا ہے وہ آپ خود ہی جھگکتے
ہوں گے۔

ہم اس وقت خان صاحب سے ایک عالم اور مفتی اور حکم مسلم فریقین ہونے کی
حیثیت سے دریافت کرتے ہیں کہ روکلا اور منہل مقدمہ یہ ہے جو حضور کے سامنے
ہے۔ ان حضرات اربعہ کو باوجود اس تبریر اور تھاشی اور مضامین کفریہ کو عقائد کفریہ کہہ کر
ان سے اظہار نفرت کرنے کے بعد بھی خان صاحب اور اُن کے اتباع کفر اور مرتد ہی

فرمائے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ جو انہیں کافر نہ کہے تردد، شک، احتیاط کرے وہ بھی ایسا ہی
کافر جیسا کہ وہ الی غیر النہایت۔ اسی پر گنگوہی اور مناظرہ کا اعلان کرتے ہیں۔ چونکہ خان صاحب
کی جماعت کے متاع ایک آپ ہی معلوم ہوتے ہیں۔ ہم فرضِ شر کے لیے آپ ہی کو
حکم قرار دیتے ہیں۔ حضور جو فرمائیں وہ ہم کو بھی تسلیم ہے۔ دواتِ قلم لے کر فیصلہ قطعی تحریر
فرما کر اس تفتہ کو طے کرادیجئے۔

فیصلہ فاضل بریلوی حکم مسلم فریقین

رواد مقدمہ مدعی اور مدعا علیہم کے بیانات اور شواہد پر نظرِ غائر کرنے سے یہ ہی معلوم
ہوتا ہے کہ مدعا علیہم بری اور سچے پکے سنی، حنفی، مسلمان، صوفی، صاحبِ رشد و ہدایت
اور خود مدعی پر حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے جا کفر لٹا اور وہ خود اپنے ہی فتوے
سے کافر ہو گئے۔

تفصیل اس کی یہ ہے۔

۱۔ فقہائے کرام نے یہ فرمایا ہے کہ جس مسلمان سے کوئی لفظ ایسا صادر ہو جس میں سوا
پہلو نکل سکیں، اُن میں ۹۹ پہلو کفر کھٹے جاتے ہیں اور ایک اسلام کی طرف تو
جب تک ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے خاص کوئی پہلو کفر کا ملول رکھا ہے ہم اُسے
کافر نہ کہیں گے کہ آخر ایک پہلو اسلام کا بھی تو ہے کیا معلوم شاید اس نے یہی پہلو ملا
رکھا ہو اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ اگر واقع میں اس کی مراد کوئی پہلوئے کفر ہے تو ہماری
تاویل سے اُسے قائم نہ ہو گا۔ وہ عند اللہ کافر ہی ہو گا ۱۲ (حمید ایمان ص ۱۳۳)

۲۔ شرح فقہ اکبر میں ہے:

قد ذكرنا ان المسئلة المتعلقة بالكفر اذا كان فيها تسع وتسعون
احتمالاً للكفر واحتمال واحد في نفيه فالاولى للمفتي والقاضي
ان يعمل بالاحتمال الثاني۔

فتاویٰ خلاصہ وجامع الفصولین و محیط و فتاویٰ مالگیریہ وغیرہ میں ہے:

اذا كانت في المسئلة وجوه توجب التكفير ووجه واحد يمنع التكفير
فعلى المفتي والقاضي ان يميل الى ذلك الوجه ولا يفتي بكفره تحسیناً
لللفظ بالنسبة۔ ثمان كانت نية القائل الوجه الذي يمنع
التكفير فهو مسلم وان لم يكن لا ينفعه حمل المفتي كلامه على
وجه لا يوجب التكفير۔ (تیسرے ۲۵، ۲۶)

۳۔ اسی طرح فتاویٰ برازیہ و بحر الرائق و مجمع الانور و صدیقیہ تدبیر وغیرہ میں ہے: تاثر غائیہ و بحر
سل السام و تنبیہ الولاۃ وغیرہ میں ہے:

لا يكفر بالمحتمل لان الكفر نهائية في العقوبة ليستدعى نهائية
في الجنابة ومع الاحتمال لا نهائية۔ (سام ص ۳۶)

۴۔ بحر الرائق و تنبیہ البصار و صدیقیہ تدبیر و تنبیہ الولاۃ و سل السام وغیرہ میں ہے:
والذي تعدوا انه لا يفتي بكفر مسلم امكن حمل كلامه على
محتمل حسن الخ۔ (تیسرے بیان ص ۳۶)

حاصل ان عبارات کا یہی ہے کہ ایک مسئلہ میں مسلمان کے ایک کلام میں اگر بہت
سے احتمالات کفر کے ہوں اور صرف ایک اسلام کا ہو تو وجہ تک یہ معلوم نہ ہو جائے

کہ قائل کی مراد معنی کفری ہیں مفتی اور قاضی کو لازم ہے کہ حسن ظن کی بنا پر وہی معنی
لے جس سے وہ مسلمان رہے۔ پھر اگر واقع میں بھی اسلامی معنی ہی مراد ہیں تو
عند اللہ بھی وہ مسلمان ہی ہے۔ ورنہ اگر اس کی مراد معنی کفری ہیں تو گو مفتی و قاضی اسے
مسلمان کہیں مگر وہ عند اللہ کافر ہی ہے۔ اور چونکہ کسی کو کافر کہنا انتہائی عذاب
لسانی ہے۔ اس وجہ سے اُسے کافر بھی بھی کہیں گے جب اس کے کلام میں کفری
معنی قطعی اور یقینی ہوں اور کوئی دوسرے صحیح معنی کا احتمال بھی نہ ہو۔ اور یہ بات
کہنے اور یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جس مسلمان کے کلام کے کوئی معنی اچھے نہ مل سکیں
اُس کے کفر پر ہرگز ہرگز فتویٰ نہ دیا جائے۔

۵۔ اس کی تحقیق جامع الفصولین و رد المحتار و ماشیہ ملائرف و فروع و ملقط و فتاویٰ حیدر
آباد تارخانہ و مجمع الانور و صدیقیہ تدبیر و سل السام وغیرہ کتب میں ہے۔ نصوص عبارات
رسائل علم عجیب مثل اللؤلؤ و المکنون و غیرہ میں ملاحظہ ہوں و باشد التوفیق۔ یہاں صرف حدیث
تدبیر شریف کے کچھ کلمات بشریہ ہیں۔

جميع ما وقع في كتب الفتاوى من
يعني كتب فتاویٰ میں بتھے الفاظ پر حکم کفر کا جزم
كلمات صرح مصنفون فيها بالجزم
کیا ہے ان سے مراد وہ صورت ہے کہ قائل
بالكفر يكون الكفر فيها محملاً على ارادة قائلها
نے ان سے پہلے کہ مراد لیا ہو ورنہ ہرگز
معنى ملوایہ الكفر۔ اذا لم تكن ارادة قائلها ذلك
کفر نہیں۔ (تیسرے ص ۳۵)

۶۔ ہم احتیاطاً بتائیں گے۔ سکوت کریں گے جب تک ضعیف، ما ضعیف احتمال نے کا حکم کفر
جاری کرتے نہیں گے۔ انتہی مختصر۔ (تیسرے ص ۳۳)

۷۔ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لادانہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا
۲۲۱

ہے۔ جیسے مکہ و کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جیسے۔ اور حکم اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف یا ضعیف عمل بھی باقی نہ رہے۔ فان الاسلام یعلو ولا یعی - (تہذیب ص ۳۳)

۸۔ اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں۔ ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے۔ اُسے کافر نہیں کہتے ۱۲ (تہذیب ص ۳۳)

۹۔ اہل لاکہ الا شہ پر بدگمانی حرام اور ان کے کلام کو جس کے صحیح معنی بے تکلف درست ہوں، خواہی خواہی معاذ اللہ معنی کفر کی طرف ڈھال لے جانا قطعاً گناہ کبیرہ۔ (برکات الاملا ص ۲۷)

اس کے بعد آیات قرآنہ و احادیث نبویہ سے استدلال فرما کر فرماتے ہیں۔
۱۰۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ کلمہ گو کے کلام میں اگر ۹۹ معنی کفر کے نکلیں اور ایک تاویل اسلام کی پیدا ہو۔ واجب ہے کہ اسی تاویل کو اختیار کریں اور اُسے مسلمان ہی ٹھہراویں کہ حدیث میں آیا ہے:

الاسلام یعلو ولا یعی - اسلام غالب رہتا ہے اور مغلوب نہیں کیا جاتا۔

ذکر بلا وجہ محض منہ زوری سے صاف ظاہر واضح معلوم معروف معنی کا انکار کر کے اپنی طرف سے ایک ملعون ہر دود و مصنوع مسرود احتمال گھڑے اور اپنے لیے ظلم غیب و اطلاع حال قلب کا دعویٰ کر کے زبردستی وہی ناپاک مراد مسلمانوں کے سر باند میں قیامت تو نہ آئے گی، حساب تو نہ ہوگا۔ ان بتانوں، طوفانوں پر بارگاہ قہار سے مطالبہ جواب تو نہ ہوگا۔ ہاں ہاں جواب تیار رکھو۔ اس سخت وقت کے لیے

جب مسلمانوں کی طرف سے جھگڑتا آئے گا لاکہ الا شہ ۱۲

(برکات الاملا ص ۲۸ مختصراً)

تسلک عشرہ کاملہ۔ ان عبارات کے بعد فیصلہ ظاہر ہے کہ حضرات اکابر علماء دیوبند کی عبارات میں اگر ۹۹ احتمالات باطلہ کفریہ بھی ہوتے اور ایک ضعیف احتمال صحیح اسلام کا ہوتا تب بھی واجب تھا کہ ان کو مسلمان ہی کہا جاتا جب تک کہ معنی کفری کا مراد ہونا قطعاً یقیناً ثابت نہ ہو جاتا چہ جائیکہ ان کی عبارات کا مطلب بالکل صاف اور پاک ہے معنی کفر کا وہاں احتمال بھی نہیں جس کو ترکیب الخواطر اور السحاب المذہر اور توضیح البیان میں مفصل بیان کر کے سالہا سال سے جواب کا مطالبہ کیا گیا۔ مگر کسی مخالف سے ایک حرف تک نہ لکھا گیا۔ مخالف کیا معنی خود اعلیٰ حضرت دم بخود رہے اور سکوت سے تسلیم کر گئے کہ جو معنی عبارات کے بیان کئے ہیں وہ صحیح ہیں اور مخالف (یعنی خود خان بریلوی) نے خواہ خواہ اپنی طرف سے ملعون، مسرود، مردود، مصنوع معنی گھڑ کر خلاف عبارت و مراد متکلم کی طرف منسوب کر کے قطعاً گناہ کبیرہ کیا۔ اور بالآخر عین چاہ کن راجحہ دیش

خود اسی پر تکفیر ایسی لڑی کہ اس کو رفع نہ کر سکا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی صحیح ہوا اور صحیح ہوا۔ محض گناہ کبیرہ تو جب ہوتا کہ جب حضرات موصوفین اپنی مراد بیان نہ فرماتے۔ اور کلام و جوہ مختلفہ صحیحہ و باطلہ کو متکلم کو صحیح معنی بے تکلف درست ہوتے۔ مگر یہاں تو قیامت یہ ہے کہ ہر متکلم معنی کفری کو کفر کہتا اور اس کے معتقد کو کافر ہر متکلم، ملعون، جہنمی سمجھتا ہے اور یہ بھی صاف کہتا ہے کہ معنی کفری میری مراد نہیں میرے دل میں بھی یہ تعبیر مسنون کبھی نہیں گذرا۔ اور پھر یہی کہا جاتا ہے کہ اس کی

مراد معنی کفری ہیں اور یہ کافر ہے جو اُسے کافر نہ کہے وہ کافر ہے۔ یہ بدگمانی نہیں ہے بلکہ ہمتان اور عداوتِ اسلام و ایمان و مخالفتِ حکمِ خدا نے تقدس و نبی و شان ہے۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔

خان صاحب کو پتا بیٹے تھا کہ ایسے شخص کو (جو حضراتِ دیوبند کو) کافر کہے ضرور ایسا کافر کہتے کہ جو اس کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ کیونکہ یہاں تو ایمان کو کفر اور مسلمان کو کافر کہنا ہے جو کافر ہے۔

خان صاحب تو یہ فرماتے ہیں کہ اگر عبادت میں قوی سے قوی احتمالات بھی کفر کے ہوں گے اور اُن سے ادنیٰ ضعیف سے ضعیف بھی احتمالِ اسلام کا ہو تو واجب ہے کہ اس کلامِ مسلم کے وہی معنی لیے جائیں جس سے وہ مسلمان رہے اور یہاں تو معنی کفری کا ضعیف سا ضعیف اور ادنیٰ سے ادنیٰ احتمال بھی نہیں۔ پھر یہاں بجز اسلام اور ایمان کے کفر کی کیا مجال ہے۔ جو اپنا بدنما چہرہ دکھائے۔

اگر کوئی خان صاحب کا حقیقی دشمن یہ کہے کہ حرمی بات میں تاویل معتبر نہیں تو اپنا حوصلہ ہر بدعتی پورا کر لے۔ خان صاحب نے ایسا قطعی فیصلہ فرمایا ہے کہ اب کوئی بدعتی حضراتِ اکابرِ علمائے دیوبند کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو ہم نہیں خان صاحب ہی اس کی آنکھ نکھوادیں گے۔ حضراتِ اکابرِ علمائے دیوبند کے کلام میں اگر وہ مضامین کفریہ جن کی صراحت کا دھوکہ دے کر علمائے حرمین سے کفر کا فتویٰ حاصل کیا ہے صراحتاً موجود ہوتے تو آج تک تذکیۃ النواظر اور السحاب اللہ رار و توضیح البیانہؒ

لہ جواب نہ دیتے۔

مذہب گذریں زمانہ ہو گیا

مطالبہ یہ ہے کہ صراحتاً تو درکنار اُن جمیث معنوں کا تو وہاں احتمال بھی نہیں اگر ہے تو ثباتِ فراو۔ مصنف فرماتے ہیں کہ ختمِ زمانی کا منکر کافر۔ ختمِ زمانی کا ثبوت قرآن سے حدیث سے، اقوات سے، اجماع سے، اور اس کتاب میں جس کی عبارت میں خیانت کر کے تین جگہ کی عبارت کو ایک عبارت بنا دیا ہے وہیں منکر ختمِ زمانی کو کافر کہنا ہے۔

پھر اپنی عبارت کا مطلب بھی صاف صاف، خود مصنف ہی فرماتے ہیں۔

اسی طرح جس کی طرف فتویٰ منسوب وہ فتوے سے منکر، معنوں سے

منکر، عقیدہ رکھنے والے کو کافر کہیں۔ یوں ہی دوسرے حضرات جس جمیث

معنوں کو ان پر افتر کیا گیا ہے وہ اُسے جمیث کہیں تمام حردل میں کہیں

اس کفری معنوں کا خطرہ تک نہیں گذرا۔ اور جو اس کا معتقد ہو اس کو کافر

مرد، ملعون، جہنمی کہیں۔ پھر بھی ان کے کلام میں وہ مضامین صراحتاً موجود

ہوں، کوئی انسان تو کہہ نہیں سکتا ہاں کوئی اور کہے تو کہہ دے مگر ثبات وہ

بھی نہیں کر سکتا۔ صراحتاً تو درکنار۔

ہم تو یہ عرض کرتے ہیں کہ وہ مضامین کفریہ بطریقِ لزوم ہی، کوئی ان عبارات سے

نکال دے، خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے عرض کرتا ہوں کہ ابدِ عتِ ملعون تیرے

کسی فرزند میں یہ قدرت نہیں ہے کہ ان مضامین کو ان عبارات سے نکال دے۔ لیکن

بغرضِ محال اگر وہ مضامین اُن میں صراحتاً بھی ہوں تو خوب اچھی طرح سن لو کہ جناب

نہان بریلوی پھر بھی یہی فیصلہ صادر فرماتے ہیں کہ حضراتِ اکابرِ دیوبند جن پر بے انصافی

سے کفر کا فتویٰ حاصل کیا گیا ہے۔ وہ ہمارے نزدیک بہر صورت مسلمان ہیں مومن

ہیں۔ اب تو معذرت دیو بند کی طرف سے دی گئی نہیں بلکہ کلمہ فریقین ہونے کی حیثیت سے
 خان صاحب نے ان کے ایمان، اسلام کا قطعی فیصلہ صادر فرمادیا ہے۔ جو مدلل و مکمل
 ہو چکا۔ اب بریلوی، مولد آبادی، انٹلی، کچھوچھوی، الوری، پنجابی، بھاری، خزانہ کیس کا بہتے
 والا ہوا اگر کچھ ہمت ہے تو خان صاحب کے اس فیصلہ کا خان صاحب کے کلام سے
 جواب دے کر اس کو منسوخ کرادے مگر ہاں اسی طرح کہ خان صاحب پہلے رہیں اور مسلمانوں
 میں بھی شامل ہوں۔ خان صاحب کو جھوٹا، خائن، کذاب، کافر، کہہ کر جواب نہ ہو۔ اب
 ہمیں دیکھنا ہے کہ کیا جواب ملتا ہے مگر جواب پر چھوٹے خان صاحب کے دستخط
 ہونے چاہئیں۔ جمال بھائی، تمام بھائی کسی نے آپ کے نام اشتہار چھاپ کر
 آپ کو بھی مصیبت میں ڈال دیا۔ اب آپ اپنی اشتہاری ملا سے اس کا جواب لکھواؤ۔
 دیکھا مناظرہ یوں ہوتا ہے۔ اور ایمان یوں ثابت کیا جاتا ہے اور کفر یوں۔

اب ہم اپنا دعویٰ خان صاحب ہی کے فیصلہ سے ثابت کرتے ہیں۔ پھر فرمائیے
 کیا قوبت ہوگی۔ خان صاحب نے تو کہیں کا بھی نہ چھوڑا۔ ہم نے کہا تھا کہ خیروں کو
 اپنی طرف متوجہ نہ کرو۔ بدعتیوں نے سمجھا کہ آجکل اہل دیوبند میں کچھ اختلاف ہے تو تم
 بھی کچھ نفع اٹھاؤ۔ بہت اچھا فرمایئے کچھ نفع ہو یا خسار اللہ نیا لا آفرقہ ذلک ہوا خسران
 الہیین کا مصداق ہوا۔

تصویر کا دوسرا نسخہ

کیفراتے ہیں ملت حضرت، مجدد البدعات فاضل بریلوی احمد رضا خان صاحب کلمہ مسلم

فریقین اپنے اور اپنی اولاد اور اتباع و متعقدین کے بارہ میں۔ آپ ایسے کافر، مرتد و ذمہ
 دہیز اپنے ہی فتوے اور اقرار سے ہیں یا نہیں کہ آپ کے اقوال باطلہ اور عقائد کفرانہ
 پر مطلع ہو کر اگر کوئی آپ کو صرف ادنیٰ اسے ادنیٰ درجہ کا مسلمان ہی کہے نہیں بلکہ آپ کے
 کفر و ارتداد اور ملعون اور جہنمی ہونے میں شک تردد احتیاط برتتے ساکت رہے تو وہ بھی بڑا
 ہی کافر ہے۔ جیسے آپ۔ کوئی فتویٰ جناب نے ایسا بھی دیا ہے۔ جس کا یہ نتیجہ ہو کہ
 آپ کا اور آپ کے اتباع اور مسلمان جاننے والوں کا عالم میں کسی مسلم غیر مسلم حتیٰ کہ خود
 اپنے ہم عقائد سے بھی کجاح درست نہ ہو۔ زن و شوہر کے تعلقات زنائے محض
 اور اولاد حرامی محرم الارث ہو۔ اپنی کتب کے حوالہ سے جواب مرحمت ہوتا کہ جملہ متعقدین
 متبعین، متوسلین، عقائد کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد مسلمان جاننے والے۔ یا کافر
 اور مرتد کہنے میں شک تردد احتیاط کرنے والے تو بیکر کے مسلمان ہو جائیں یا آپ کے
 پاس ہی آنے کا ارادہ فرمائیں۔ وہ لوگ کسی دیوبندی ذمہ دہ کے فتوے کو تسلیم نہیں کر سکتے
 وہ تو صرف حضرت ہی کے ارشاد مبارک کو واجب تسلیم جانتے ہیں۔

الجواب ومنہ الوصول الی الصواب

کچھ کہا جائے گا وہ کتب مطبوعہ رضانیہ سے کہا جائے گا۔ واقعی بات کے چھپانے
 کی کوشش حاصل ہے۔

ہو گیا کفر نہاں طرز سخن سے ظاہر

اب چھپانا ہے بیش بانا کیا ہے

دائم عز و زود دوستو! مرید و معتقدو! بات یہی ہے کہ فاضل بریلوی اور ان کی اہلاد اور جملہ اتباع اور اب ان کو کافر نہ کہنے والے انہیں کے فتوے، اور حرمین شریفین کے فتوے سے ایسے ہی ہیں جیسا کہ سوال میں مذکور تھا۔ اگر کوئی مخالف ایسا کہتا تو ممکن تھا کہ کوئی جواب، کوئی تاویل کی جاتی، مگر خود وہ راپر علاج۔ نقل مشہور ہے کہ جی

کردنی خویش آمدنی پیش

یا توبہ کرو اور حضرات علمائے دیوبند اور مولانا اسماعیل صاحب شہید رحمہ اللہ تعالیٰ نے کو مسلمان کو اور جو کچھ ان کی طرف نسبت کیا ہے جیسا کہ واقع میں وہ علط اور افتراء تھے محض اور کذب بخالص ہے۔ اسی طرح اس کا بھی اقرار کرو مگر اس میں اسلام کی تائید اور سنت، کابل بالاہوتا ہے۔ جس کو اہل بدعات کبھی گوارا نہیں کر سکتے۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ قابع بدعت، سامی سنت، شہید مہم اور اکابر دیوبند کو جنہوں نے بدعت کا ستیاناس کر دیا۔ انہیں مسلمان کہا جائے۔ بہر حال راستے صرف دو ہی ہیں یا ان کو مسلمان کہہ کر سب خیانتوں کا اقرار فرماؤ، اور یا ان کو عار پر ترجیح دو، اور خان صاحب بڑے حضرت اور اپنا سب کا کفر وار تہاد تسلیم کر کے جہنم کے لیے تیار ہو جاؤ، رہی یہ بات کہ ان معقول باتوں کا جواب دیا جائے سو یہ بظاہر محال ہے، کیونکہ حیات سالہا سال سے رسائل میں طبع ہو کر عالم میں شائع ہو گئی ہے اس کو اب کون چھپا سکتا ہے۔ بریلوی جماعت کی بڑی نسل ہوئی کہ سوتے شیر ان شیر خدا کو پھر جگا دیا۔ بہر حال ماتم اور مرنیہ خوانی سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اب غور سے ملاحظہ فرماؤ۔ سرکار خان صاحب کیا فرماتے ہیں۔ اور پھر سب کو ملا کر نتیجہ نکالو۔

خان صاحب کی عبارات

تظہیر کی وجہ سے خان صاحب نے جو عربی عبارات کا ترجمہ کیا۔ ہے وہ ہی نقل کیا جاتا ہے۔ اصل عبارت دیکھنی ہو تو حوالہ پر ملاحظہ فرمایا جائے۔

۱۔ امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عقائد کفریہ کی کتاب مظہر فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات قدیم ہیں نہ نو پیدا ہیں نہ کسی کی بنائی ہوئی تو جو انہیں مخلوق یا حادث کہے یا اسباب میں توقف کرے یا تنگ لادے وہ کافر ہے، اور خدا کا منکر ۱۲ (تہذیب ص ۲۶)

۲۔ نیز امام ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب الوصیۃ میں فرماتے ہیں: جو شخص حکام اللہ کو مخلوق کہے اس نے عظمت والے خدا کے ساتھ کفر کیا ۱۲ (تہذیب ص ۲۶)

۳۔ نفس منکرہ کا جزیر یعنی امام مذہب حنفی ستینا امام یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں:

”جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشنام دے یا حضور کی طرف جھوٹے کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگا دے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گستاخے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا۔ اس کی جو رو اس کے نکاح سے نکل گئی، دیکھو کسی صاف تصریح ہے کہ حضور آدمی صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے اس

کی جود و نکاح سے نکل جاتی ہے۔ کیا مسلمان اہل قبلہ نہیں ہوتا یا اہل کلمہ نہیں ہوتا، سب کچھ ہوتا ہے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے ساتھ نہ قبلہ قبول نہ کلمہ مقبول والی عیاذ باللہ رب العالمین :-

(تمہید ایمان ص ۲۷)

۴۔ اصل بات یہ ہے کہ اصطلاح ائمہ میں اہل قبلہ وہ ہے کہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو۔ ان میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر ہوتا ہے۔ ایسا کہ جو اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔

شفاعت شریف و بزازیر و دروغ و غر و قناوی خیر یہ وغیرہ میں ہے:

”تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے معذب یا کاثر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے“ ۱۲ (تمہید ص ۲۷-۲۸)

۵۔ مجمع الانہر و درختار میں ہے:

”جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہو اس کی تو یہ کسی طرح قبول نہیں اور جو اس کے مذاب یا کفر میں شک کرے خود کافر ہے“ ۱۲

(تمہید ص ۲۸)

امحمد شہ کہ نفس مسئلہ کا وہ گراں بہا جزیرہ ہے جس میں ان بدگویوں کے کفر پر اجماع تمام امت کی تصریح ہے اور یہ بھی کہ جو انہیں کافر نہ کہے خود کافر ہے“ (تمہید ص ۲۸)

۶۔ بخلاف بدگوئی حضور پر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوئی نفسہ کفر ہے جس میں کوئی

احتمال اسلام نہیں :- ۱۲ (تمہید ص ۳۰)

۷۔ ذکر ایک ملعون کلام تلمذ یب خدا یا تنقیص شان سید انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں صریحاً ناقابل تاویل و توجیہ ہوا اور پھر بھی حکم کفر نہ ہوا اب تو اسے کفر نہ کہنا کفر کو اسلام ماننا ہو گا اور جو کفر کو اسلام مانے خود کافر ہے۔ ابھی شفا و بزازیر و دروغ و غر و قناوی خیر یہ و مجمع الانہر و درختار و غیرہ یا کتب مقدمہ سے سن چکے کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرے کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ ۱۳ (تمہید ص ۳۵)

ضروری تنبیہ

۸۔ احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ ہے۔ ۱۳ (تمہید ص ۳۷)

۹۔ شفا شریف میں ہے: اذعاناً لئلا دلیل فی لفظ صحاح لا یقبل۔ صریحاً لفظ

میں تاویل کا دعویٰ نہیں سنا جاتا۔ ۱۲ (تمہید ص ۳۷)

۱۰۔ شرح شفا قاری میں ہے: هو مردود عند القواعد الشوعیۃ۔ ایسا دعویٰ شریعت میں مردود ہے۔ ۱۲ (تمہید ص ۳۷)

۱۱۔ نسیم الریاض میں ہے: لا یلتفت لمثلہ و یعد ہذا یانا۔ ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہو گا اور وہ نہ بیان کجی جائے گی۔ ۱۲ (تمہید ص ۳۸)

۱۲۔ قناوی تتمہ اور الاشباہ والنظائر وغیرہ میں تصریح فرمائی کہ اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب سے پچھلا نبی نہ جانے تو مسلمان نہیں اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

میرے علم کا آخر الانبیاء ہونا۔ سب انبیاء سے زمانہ میں پچھلا ہونا ضروریات دین ہے۔ ۱۲ (حسام ص ۱۱)

۱۳۔ اور بیشک نسیم الریاض میں فرمایا: جیسا کہ اس کا نفس اصل کتاب میں گذر چکا کہ جو کسی کا علم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ بتا دے اس نے بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حیب لگایا اور حضور کی شان گنہگار کی تو وہ گالی دینے والا ہے اور اس کا حکم وہی ہے جو گالی دینے والے کا ہے اصلاً فرق نہیں۔ اس میں سے ہم کسی صورت کا استثناء نہیں کرتے اور ان تمام احکام پر صریحاً اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ سے اب تک برابر اجماع چلا آیا ہے۔ ۱۲ (حسام ص ۱۱)

۱۴۔ اور بیشک بزازیہ اور دندہ اور غزالی اور قتادی خیرہ اور مجمع الانہر اور در مختار وغیرہ مسمند کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا کہ جو ان کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔ ۱۲ (حسام ص ۲۵)

۱۵۔ اور شفاء شریف میں فرمایا ہم اسے کافر کہتے ہیں جو ایسے کو کافر نہ کہے جس نے ملت اسلام کے سوا کسی ملت کا اعتقاد کیا یا ان کے بارہ میں توقف کرے یا شک لاوے۔ ۱۲ (حسام ص ۲۵)

اس وقت صرف انہی چندہ عبارتوں پر اکتفا کیا جاتا ہے اگر ضرورت ہوئی تو اور بھی پیش کی جائیں گی ان عبارات سے اسود ذیل ثابت ہو گئے۔

کہ جو کوئی کسی ضروری دین کا منکر ہو یا خداوند عالم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے جھوٹا کہے، کسی قسم کا حیب لگا دے۔ کوئی نفس ثابت کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں تردد و شک کرے، احتیاط برتے وہ بھی کافر ہے۔ صریح کلام میں

تاویل سمجھ نہ ہوگی۔

اسی طرح اس کی بیوی بھی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ وغیرہ وغیرہ جو امور عبارات مذکورہ میں مذکور ہیں۔ اس بات کو اور ظاہر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو مسلمان کسی ضروری دین کے انکار کرنے یا کسی ضروری دین کے منکر کو کافر نہ کہنے کی وجہ سے کافر ہو جاوے وہ مرتد ہے۔ اور اس کا نکاح عالم میں کسی مسلم غیر مسلم حتیٰ کہ خود مرتدین سے بھی ناجائز ہے۔ بطور نمونہ عبارات ذیل پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ بالجملة اگر غیر مقلد عقیدہ کفر یہ رکھتا ہو تو اس سے نکاح محض باطل و زنا ہے۔ کہ مسلمان عورت کا نکاح کافر سے اصلاً صحیح نہیں۔ ۱۲ (ازالۃ العارض)

یہ عبارت اگرچہ خان صاحب کی نہیں مگر اس فتوے پر علمائے پٹنہ دہار و بدایوں کے دستخط ہیں۔ اور خان صاحب نے اسی کی موافقت میں اپنا رسالہ ازالۃ العارضا ہے۔ اس وجہ سے اس کو بھی خان صاحب ہی کی عبارت سمجھنی چاہیے۔

۲۔ وہابی ہو یا اقصیٰ جو بلند سب عقائد کفریہ رکھتا ہے جیسے ختم نبوت حضور پروردہ... خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار یا قرآن عظیم میں نقص و دخل بشری کا اقرار تو ایسوں سے نکاح باجماع مسلمین بالقطع والیقین باطل محض و زنا ہے صرف ہے اگرچہ صورت صورت سوال کی عکس ہو۔ یعنی سستی و الیٰ عورت کو نکاح میں لانا چاہے کہ مدعیان اسلام میں جو عقائد کفریہ رکھیں ان کا حکم مثل مرتد ہے۔ کیا حقیقتاً نہ

المقاتلة المسفدة عن احکام البدعة المحفدة - تلخیص و ہندیہ و مدلیقہ مدیرہ وغیرہ میں ہے۔ احکامہ جو مثل احکام المرتدین اور مرتد و نواہ عورت کا نکاح تمام عالم میں کسی عورت و مرد مسلم یا کافر مرتد یا اصلی کسی سے نہیں ہو سکتا۔ ۱۲

۸۔ اور نکاح کا جواز و عدم جواز میں مگر ایک مسئلہ فقہی۔ تو یہاں حکم فقہاری ہوگا کہ ان سے مناکحت اصلاً جائز نہیں خواہ مرد و بانی ہو یا عورت و بائعہ اور دوستی ۱۲

(ازالۃ العارص ۱۰)

۹۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم اس بات میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں اور ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں، نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اسے کافر نہیں کہتے مگر یہ صرف براہ احتیاط ہے و بارہ تکفیر حتی الامکان۔ احتیاط اس میں ہے کہ سکوت کیجئے مگر وہی احتیاط جو وہاں مانع تکفیر ہوئی تھی۔ یہاں مانع نکاح ہوگا کہ جب جوہر فقہان کرام کے حکم سے ان پر کفر لازم۔ تو ایسی مناکحت زنا ہے۔ تو یہاں احتیاط اس میں ہے کہ اس سے دور رہیں اور مسلمانوں کو باز رکھیں۔ (ازالۃ العارص ۱۱)

۱۰۔ لہذا انصاف! کسی سنی صحیح العقیدہ معتقد فقہائے کرام کا تلبیس سلیم کو ادا کرے گا کہ اس کی کوئی عزیزہ کیمرہ ایسی بلا میں مبتلا ہو جسے فقہائے کرام عمر بھر کا زنا بتائیں۔ تکفیر سے سکوت زبان کے لیے احتیاط تھی اور اس نکاح سے احتراز فرج کے واسطے احتیاط یہ کون سی شرع ہے کہ زبان کے باب میں احتیاط کیجئے۔ اور فرج کے بارہ میں بے احتیاطی۔ انصاف سے نظر کیجئے تو بنظر واقع حکم اسی قدر سے منقح ہو گیا کہ نفس الامر میں کوئی وہابی ان خرافات سے خالی نہ نکلے گا اور احکام فقہیہ میں واقعات ہی کا لحاظ ہوتا ہے۔ نہ احتمالات غیر واقعہ۔ (ازالۃ العارص ۱۱)

ملک عشرۃ کاملہ۔ ان عبارات سے یہ امر تو بخوبی ثابت ہو گیا کہ جو مسلمان کسی ضروری دین کا انکار کرے یا کسی مسلمان کو کافر مشرک اعتقاد آیا اعتقاد نہ ہو ویسے ہی گالی دینا منظور ہو کہہ کر۔ یا خدا نے تقدس یا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی گالی دے

یا کوئی عیب یا نفس لگا کر کافر ہو جائے وہ مرتد ہے جو اسے کافر مومن نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر اور مرتد ہے۔ اور ان سب کا تمام عالم میں کسی مسلم تکلیف دہی کہ خود ان کے ہم عقائد مرتدین سے بھی نکاح ناجائز نہ مانے محض ہے اور جب نکاح ناجائز اور نہ مانے محض ہے تو اولاد بھی ضرور ولد الزنا اور محرم الارث حرامی ہوگی۔

آب یہ اور ثابت کرنا رہا کہ خان صاحب اپنے ہی فتوے اور اپنے ہی قول سے کیسے کافر ہوئے کسی ضروری دین کا انکار کیا یا کسی ضروری دین کے منکر اللہ تعالیٰ و تقدس یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی نے ان کے نزدیک گالی دی، عیب لگایا، اور وہ قطعاً یقیناً کافر ہو گیا جس کو کافر نہ مانا صاحب بریلوی پرفرنس اور ضروریات دین سے عقائد خان صاحب نے اس کو باوجود ان مروج کفریات کے مسلمان کہا یا کم سے کم اس کے کافر کہنے میں شک، تردد، یا احتیاط فرمائی۔ اور کفر کو اسلام کہہ کر یا کفر پر داعی ہو کر خود قطعی کافر ہوئے اور پھر اس کی اطلاع کے بعد جس نے خان خاں صاحب کے مجدد امام و حجتا کریم، اونی سے اپنی وجہ کا مسلمان کہا، نہیں جس نے خان صاحب کے حکم کھلا کافر ہو کر کہنے میں نہ کیا شک کیا، احتیاط فرمایا وہ خود کافر ہو گیا۔ آخر خان صاحب کے کافر ہونے کی تواریح صحت کیا تھی۔ تو جواباً عرض ہے کہ خان صاحب کے نزدیک جس شخص نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی مروج گالی دی کہ جس میں تاویل کی بھی گنجائش نہ ہو اور وہ شخص فقہار اور متکلمین کے نزدیک باجماع کافر اور مرتد ہو۔ اور خان صاحب کو اس کے گالیاں دینے کا ایسا یقین حاصل ہے کہ بار بار خدا نے تقدس کی قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ اس نے آنحضرت سرور عالم روحی فداه سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مروج گالیاں دیں، جن میں تاویل کی بھی گنجائش نہیں۔ اسی طرح اس نے خداوند عالم جل مجدہ کو بھی گالیاں دیں اور

ایسی ایسی ناپاک گالیاں، جو کوئی چڑھا اور چار بھی نہ سُن سکے۔ بلکہ ہر عیب سے اس کو طوٹ کیا۔ اور جس شخص نے مزدوریاں، دین کا بھی انکار کیا۔ غرض جس شخص سے بڑھ کر شاید دنیا میں نہ کوئی کافر و مرتد ہوا نہ ہو۔ ایسے کافر کو جو با جماع تمام امت محمدیہ کے نزدیک قطعاً یقیناً کافر ہو۔

جناب مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی قبل اہل بدعات ایسے شخص کو بھی کافر نہیں کہتے بلکہ کافر نہ ہونے کا ہی خود فتوے دیتے ہیں اور اسی کی ہدایت فرماتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ معاذ اللہ العظیم خداوندِ عالم جل مجدہ اور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو کوئی شخص کتنی ہی غلیظ اور فحش مغالطات گالیاں دے۔ اور تمام مزدوریاں دین کا بھی صریح انکار کر دے۔ مگر خان صاحب کے نزدیک پھر بھی وہ شخص کافر نہیں اُسے کافر نہ کہو اس میں سلاستی ہے۔ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ اسی میں استقامت ہے ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ اسی پر فتویٰ ہے اسی پر فتویٰ ہونا چاہیے۔

اس کے بعد نتیجہ صاف اور ظاہر ہے کہ خان صاحب اپنے ہی فتوے کی رو سے اور علمائے حرمین شریفین کے فتوے کی رو سے۔ ایسے مرتد اور کافر ہیں کہ جو انیس کافر اور مرتد وغیرہ ذمیرہ نہ کہے وہ خود ایسا ہی ہے جیسے خان صاحب۔ اور پھر ان تمام امام، مقتدی، پیر و مرید کا عالم میں کسی مسلم غیر مسلم حتیٰ کہ خود ان کے ہم عقائد سے بھی نکاح درست نہیں نہ ان کے محض اور حرام کاری ہے۔ پھر ملا دجلیسی ہوگی ظاہر ہے۔ جیسا بیچ و لیا ہی پھل۔ ہم کچھ نہیں کہتے۔ اب ہمارے ذمہ خان صاحب کے کلام سے صرف دو امر ثابت کرنے رہے۔

اول وہ شخص کون ہے جو خان صاحب کے اعتقاد میں ایسا ہے جو ذرا گالیاں نفس لام

میں وہ ایسا ہو یا نہ ہو۔ بلکہ ہمارے علم میں قطعاً یقیناً پاک اور بری۔ نعوذ باللہ العظیم منها) دوسرے یہ بات کہ خان صاحب نے باوجود ان تصریحات کے علم کے اس کو کافر نہ کہا ہوا لم

امراول کا ثبوت

جناب فاضل بریلوی کو چونکہ سنت رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کا بہت دعوئے ہے اس وجہ سے وہ دنیا میں کسی اور متبع سنت کو دیکھ ہی نہیں سکتے بقول شخصے

کہ

میں ہی میں ہوں تری محفل میں کوئی اور نہ ہو
اُس وجہ سے اگر کوئی اور بھی ایسا ہو جس کو لوگ عادم سنت خیال کریں تو خان صاحب کو شرکت گوارا نہیں ہوتی

شرکت غم بھی نہیں چاہتی غیرت میری!

غیر کی ہر کے ہے یا شبِ فرقت میری

خان صاحب کو کافر اور مرتد ہے دین وغیرہ وغیرہ جو کچھ بھی کہو سب کچھ ہونا منظور ہے۔ مگر اپنے زمانہ میں کسی اور کا چراغ جلتا نہیں دیکھ سکتے۔ اسی وجہ سے پہلی عنایت دربار چٹانی سے حامی سنت، قاری جمعیت حضرت مولانا مولوی اسماعیل صاحب شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کے مال پر بندوبست ہوئی اور ان کی طرف ذیل کے عقائد نظر فرمائیے کہ منسوب فرمایا۔ پھر ہمارے ابا برکی طرف بہت ہی ہمت سے متوجہ ہوئے مگر جو دلدل میں پھنستا ہے۔ جس قدر زور کرے

نیچے ہی کو جاتا ہے۔ وہ مظلوم بن پریشان صاحب نے یہ افترا پردازی کر کے کفر غریبہ
حضرت مولانا مولوی اسماعیل صاحب شہید مرحوم دہلوی میں۔ ان کی طرف خان صاحب نے جو
مقتاد کفر یہ ملعونہ منسوب کر کے اپنا قطعی یقینی کفر ثابت فرمایا۔ ان کی عبارات ذیل میں مذکور
ہوتی ہیں۔

۱۔ مسلمانو! مسلمانو! خدا را ان ناپاک شیطان ملعون کلموں کو غور کرو۔ مسلمانو! اللہ
انصاف کیا ایسا کلمہ کسی اسلامی زبان و قلم سے نکلنے کا ہے۔ حاشا اللہ! پانڈیوں،
پنڈتوں وغیرہم کلمے کا فرق، مشرکوں کی کتابیں دیکھو۔ ان میں بھی اس کی نظر نہ
پاؤ گے کہ ایسے کلمے کلمے ناپاک لفظ تمہارے پیارے نبی تمہارے پیچھے رسول
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کلمے ہوں۔

(الکوثر الشہابیہ ص ۱۲۰، ۱۲۱)

۲۔ گواس مدعی اسلام بلکہ مدعی امامت کا بھیجہ پیر کر دیکھئے کہ کس بکرے سے محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بے دھڑک یہ صریح سب و دشنام کے لفظ لکھے دئے (اور
ان کی شان میں ادنیٰ گستاخی کفر ۱۲ حاشیہ) اور روز اخیر اللہ عز و جل غالب تمہارے غضب
منظم و عذاب الیم کا اصل اندیشہ نہ کیا ۱۲ (ایضاً ص ۱۲)

۳۔ مسلمانو! کیا ان گالیوں کی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع نہ ہوئی یا مطلع ہو کر
ان سے انہیں ایذا نہ پہنچی۔ ہاں ہاں! واللہ انہیں اطلاع ہوئی۔ واللہ واللہ انہیں ایذا
پہنچی۔ واللہ واللہ جو انہیں ایذا دے اس پر دنیا و آخرت میں اللہ جبار قہار کی لعنت
اس کے لیے سختی کا عذاب شدت کی عقوبت ۱۲

(ایضاً ص ۱۲)

۴۔ اور انصاف کیجئے تو اس کلمی گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں۔

(ایضاً ص ۳۳)

۵۔ اب تمہیں ظاہر ہو گیا کہ اس عجیب بددین نے جو ہمارے عزت والے رسول دو جہان
کے بادشاہ، بارگاہ عالم پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ لعنتی کلمات نکلے، انہوں
نے ہمارے اسلامی دلوں پر تیر و خنجر سے زیادہ کام کیا۔ پھر ہم اُسے اپنے سچے بھائی
گروہ میں کیونکر داخل کر سکتے ہیں ۱۲ (ایضاً ص ۳۴)

خان صاحب اسی کی تو نہیں بھی شکایت ہے۔ اگر یہ بات واقعی ہوتی تو آپ
مزدور کافر کہتے مگر آپ تو اس شخص کو کافر نہیں مسلمان ہی کہتے ہیں اسی پر فتوے دیتے
ہیں اسی کو اپنا مذہب بتاتے اسی کو اپنا مختار اور مرضی اور پسندیدہ فرماتے ہیں کہ کافر
کہو اسی وجہ سے تو آپ ایسے کافر ہوئے کہ اب جو آپ کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر
ہے۔ ہمیں تو اگر کسی کی نسبت یہ اعتقاد ہو جائے کہ بارگاہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ
وسلم میں ایسا گستاخ ہے ہم تو اس کے کافر کہنے میں خدا بھی تامل نہ کریں۔ یہی ہمارا
اور ہمارے اکابر کا مذہب ہے۔ اسی پر فتوے دئے جاتے ہیں اسی میں سلامتی اور استقامت
ہے۔

فرامیٹے مومن کون ہوا اور کافر کون۔ مدعا یوں ثابت ہوتا ہے۔ اسلام یوں بلند
اور کفر یوں سرنگوں ہوتا ہے۔ منظر اس کا نام ہے حقانیت اسے کہتے ہیں۔ مگر
بیٹہ کرا کرا کر اسلام پر افترا اور بہتان باندھنے کا تجربہ ہوتا ہے۔ کہو بدعتو! اب بھی
شہید مرحوم کو کافر کہو گے۔ اب اگر انہیں کافر کہو گے تو خان صاحب ہی کے فتوے
سے خود کافر ہو جاؤ گے۔ پوچھو پھر کہے کافر کہیں، کسی نہ کسی کو تو کافر کہنا ضرور ہے

درد کھانا کیسے سہم ہوگا جہان صاحب ہی سے دریافت فرماؤ۔ جہان صاحب فرماتے ہیں کہ صرف فاضل بریلوی ہی کو کافر کہو۔ جو چہ گھڑیں حاصل ہو باہر کیوں تلاش کرو۔ وہ اسے شہید غازی تھج پر صدا کیے شمار کرتے ہیں تو نے زندگی میں بھی جہاد کر کے مخالفوں کو ان کے ٹھکانے پر پہنچا دیا اور تو اب بھی غازی ہی ہے۔ تیرے مخالف اب بھی زندہ نہیں رہ سکتے۔ غازی زندہ باد۔

۶۔ مسلمانوں! دیکھا تم نے کیسے نبیٹ و ناپاک دیکھنے سے اس شخص نے تمہارے پیار سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی۔ اور ہنوز دعویٰ اسلام باقی ہے۔ سبحان اللہ یہ منہ ادرید دعویٰ ۱۲۔ (ایضاً ص ۳۹)

جہان صاحب یہی آخری عبارت اپنے لیے بھی لکھ دیکھئے۔ ماشاء اللہ یہ منہ اور مسور کی دال "مسلمان ہونا کارے دارد۔"

۷۔ تبیین میں نے اس کفریہ ملعونہ کی تنقیح و تفریح میں ذرا اپنے قلم کو وسعت دی کہ یہ مقام اس کی اس شد شقاوت کا تقادہ تو خدا کے فضل سے مسلمان کے مسلمان ہی رہے۔ مگر ہاں آپ کی شقاوت اور بد بختی ایسی ثابت ہوگی کہ جہنم کی آگ بھی اُسے پاک نہیں کر سکتی نعوذ باللہ العظیم ناقل..... اب اس قول نبیٹ، انصبت الاقوال بکوار جس الابوال کے بعد مجھے اس کی کفریات، جزیہ زیادہ گنانے کی حاجت نہیں کہ ملول وجہ ملال ہے دیکھئے بھی آپ کے قطعی مرتدا اور کافر ہونے میں زیادہ عزم کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ مگر تاکہ آپ کے منتقدین معلوم کر لیں کہ واقعی..... جو مرتد آپ کو ملے گا شاید کسی کو نہ ملے۔ اس وجہ سے عزم کرتا ہوں۔ ناقل اگر جاملاتا اور سن لیجئے کہ اس کے حصہ میں جزیات کثیرہ کے علاوہ بعد ابواب جہنم سات کلیات

کفر کے ہیں۔ ۱۲۔ (ایضاً ص ۴۰)

لیکن آپ کی قسمت میں کس قدر کلیات کفر ہیں اس کو خدا ہی خوب جانتا ہے۔ ۸۔ (۱) جابجا قرآن عظیم ایک بات فرمائی اور یہ صاف اُسے غلط باطل کہہ جائے۔

(شفاء شریف ص ۲۲ معین الاحکام علاء الدین طرابلسی حنفی مطبوعہ مصر ص ۲۲۹)

جو شخص قرآن مجید یا اس کے کسی حرف سے گستاخی یا اس کا انکار یا اس کی کسی بات کی تکذیب یا جس بات کی قرآن نے نفی فرمائی اس کا اثبات یا جس کا اثبات اس کی نفی کرے دانستہ یا اس میں کسی طرح کا شک لائے وہ باجماع تمام علماء کافر ہے۔

۲۔ اس کے طور پر قرآن عظیم میں جابجا شرک موجود۔

۳۔ اس کے نزدیک انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے شرک صادر ہوئے۔

۴۔ یوں ہی حضرات ملائکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے شرک صادر ہوئے۔

۵۔ یہی خیال نبیٹ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت۔

۶۔ جن باتوں کو یہ صاف صاف شرک بتاتا ہے وہ اس کے اکابر کی تصنیفات و تحریرات میں اپنی گھلی چھری میں تو اس کے نزدیک معاذ اللہ وہ سب مشرک تھے۔ پھر یہ نہیں

امام و پیشوا و ولی خدا کہتا ہے اور بڑی بلیں چوڑی تعریفیں کرتا ہے اور جو مشرکوں کو ایسا

جائے خود کافر ہے تو یہ اس کا نیم اقاروی کفر یہ ہو مگر خان آپ کا پورا اقاروی کفر یہ

ہے کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے اس کو فاضل بریلوی اپنے لٹو سے میں پورا اقاروی کافر

فرماتے ہیں۔ یہ سچ ہے؛

دروغ گو را حافظہ نباشد

مگر بقول خود:

”کافر ضرور کافر بائیں“ ناقص

۷۔ کھٹے شرکوں کے بھاری تودے خود اس کے کلام میں برساتی حشرات الارض کی طرح

پھیلتے ہیں۔ تویہ پولہ اقراری کفر یہ ہے۔ ۱۲ (ایضاً ص ۴۰، ۴۱، ۴۲)

۱۳۔ یہاں اللہ سبحانہ کے علم کو لازم و ضروری نہ جانا اور معاذ اللہ اس کا جمل ممکن مانا کہ غیب

کا دریافت کرنا اس کے اختیار میں ہے۔ چاہے دریافت کرے چاہے جاہل ہے

یہ صریح کفر ہے ۱۲ (الکبیر الشہابیہ ص ۱۱، ۱۲)

۱۵۔ یہ خود اپنے اقرار سے عیث کافر کہتے بت پرست ہیں۔ یہ خود ان کا اقراری کفر تھا۔ پھر

اسی صغیر پر فرماتے ہیں۔ یہی اقرار کفر کہ جو اپنے کفر کا اقرار کرے وہ کفر ہے ۱۲

(ایضاً ص ۱۱، ۱۲)

۱۶۔ اسی قول میں تمام امت کو کافر مانا۔ یہ خود کفر ہے۔ شفا شریف میں امام تہامنی عیاض

ص ۳۶۲ و ص ۳۶۳ پر فرماتے ہیں نقطہ بتکفیر کل قائل قال قولاً بوصول

بہ انی تضلیل الامة۔ جو کوئی ایسی بات کہ جس سے تمام امت کو گمراہ ٹھہرانے

کی طرف راہ نکلتی ہو یقیناً کافر ہے۔ (ایضاً ص ۱۱۲، ۱۱۳)

۱۷۔ جب چاہے دریافت کرنے کا صاف یہ مطلب ہے کہ ابھی تک دریافت ہوا

نہیں۔ ہاں اختیار ہے کہ جب چاہے دریافت کر لے۔ تو علم الکی قدیم نہ ہوا۔ اور یہ

کھلا کفر ہے الخ ۱۲ (ایضاً ص ۱۲، ۱۳ سطر آخر)

۱۸۔ یہاں صاف اقرار کر دیا کہ اللہ عز و جل کی بات واقع میں جھوٹی ہو جانے میں تو حرج

نہیں۔ پھر صغیر ۱۱ کی سطر آخر میں فرماتے ہیں:

”حضرات انبیاء عظیم الصلوٰۃ والسلام کا کذب جائز ماننے والا بالاتفاق

کافر ہوا

اللہ عز و جل کا کذب جائز ماننے والا کیونکر بالاجماع کافر و مرتد نہ ہو گا ۱۲

(ایضاً ص ۱۱۲)

۱۹۔ اس میں صاف تصریح ہے کہ جو کچھ آدمی اپنے لیے کر سکتا ہے وہ سب خدا نے

پاک کی ذات پر بھی روا ہے جس میں کھانا، پینا، سونا، پانچاد پھر پانچا شب کرنا جتنا

خوبتا امرنا سب کچھ داخل ہے لہذا اس قول حدیث کے کفریات حد شمار سے

خارج ۱۲ (ایضاً ص ۱۱۵، ۱۱۶)

۲۰۔ اس میں صاف اقرار ہے کہ اللہ عز و جل کا جھوٹ، بولنا متنع بالغیر بلکہ محال مادی بھی نہ

ہو۔ یہ صریح کفر ہے ۱۲ (ایضاً ص ۱۱۵، ۱۱۶)

۲۱۔ عقیدہ ائمہ میں قسم ہے ہزار مقدس اور عرس شریف کی قبولی کچھ بڑی کی اور اس کریم کی۔

خدا جانے ہم ماہرین یہ کہتے کیا ہے۔ کہ شہید مرحوم خداوند عالم کا کذب محال نہیں بلکہ

فعلیت کذب کے خان صاحب کے نزدیک صاف و صریح قائل ہوں تو وہ کافر نہ

ہوں اور حضرت مولانا گلو بی گھس سرہ العزیز کی طرف جعلی فتویٰ منسوب کیا جاوے

اور وہ خود اس عقیدہ کو کفر یہ کہیں گران پر ایسا ذیل فتویٰ کہ جو انیس کافر نہ کہے، کافر کہنے

میں شک تردد کرے، وہ بھی کافر ہی

قرآن آن خدا کے ایک نام دو ہوا ہے

جمال بھائی آپ کو بھی قسم ہے بدعت کی ضیغی اور لاچارگی کی اپنے اشتہاری

علماء کو ضرور متوجہ فرما کہ ہمارے علمبان کو لوہہ اللہ تعالیٰ دور کر دیں مگر جواب ہمارا

دیا ہوا نہ ہو۔

۲۱۔ اسی قول میں مراحۃ مان لیا کہ اللہ تعالیٰ میں عیب و آلائش کا آنا جائز ہے مگر مصلوۃ ترفع کے لیے اس سے بچنا ہے۔ یہ مراحۃ عزوجل کو قابل ہرگز نہ نقص و عیب و اولوگی ماننا ہے۔ کہ یہ بھی مثل کفریہ ہفتم ہزاروں کفریات کا خمیر ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی شان میں کوئی ایسی بات نہ۔ یا۔ ہاں کہے جس میں کھلی منقہست ہو کافر ہو جاتا ہے ۱۲ (ص ۱۰۱۶)

۲۲۔ اسی قول میں صدق الہی بلکہ اس کی سب صفات کمال کا اختیار مانا۔ (ایضاً ص ۱۰۱۶) پھر ص ۱۶ سطر ۱۶ پر شرح فقرہ کبر کا یہ ترجمہ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کی سب صفات ازل میں نہ وہ پیدا ہیں نہ مخلوق۔ تو جو انہیں مخلوق یا مملوشت بتائے یا اس میں توقف یا شک کرے وہ کافر ہے“

۲۳۔ اس قول میں صاف بتایا کہ جن چیزوں کی نفی سے اللہ تعالیٰ کی مدح کی جاتی ہے وہ سب باتیں اللہ عزوجل کے لیے ہو سکتی ہیں ورنہ تعریف نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے لیے سونا، داگنا، بکتنا، جوڑو، بیٹا، بندوں سے ڈرنا۔ کسی کو اپنی بادشاہی کا شریک کر لینا، ذلت و خواری کے باعث دوسرے کو اپنا بازو بنانا وغیرہ وغیرہ سب کچھ روا محظرا کہ ان سب باتوں کی نفی سے اللہ تعالیٰ کی مدح کی جاتی ہے۔ یہ سب صریح کفر ہیں ۱۳ (ایضاً ص ۱۰۱۶)

۲۴۔ یہاں انبیاء و ملائکہ و قیامت و جنت و نار وغیرہ تمام ایمانیات کے ماننے سے صاف انکار کیا ۱۴ (ایضاً ص ۱۹) پھر ص ۲۱ پر فرماتے ہیں:

”تو ان اقوال مذکورہ کے صاف یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا

انبیاء و ملائکہ کسی پر ایمان لائے سب کے ساتھ کفر کرے اس سے بڑھ کر اور کیا کفر ہوگا؟ ۱۵

اس قول میں ناپاک ہیں اس قائل بے باک نے بے پردہ و حجاب صاف صاف تصریحیں کیں۔

۲۵۔ بعض لوگوں کو احکام شرعیہ جزئیہ و کلیہ بے وساطت انبیاء اپنے فرتلب سے بھی پہنچتے ہیں۔

۲۶۔ خاص احکام شرعیہ میں انہیں وحی آتی ہے۔

۲۷۔ ایک طرح وہ انبیاء کے منقذ ہیں، اور ایک طرح تقلید انبیاء سے آزاد احکام شرعیہ میں خود محقق۔

۲۸۔ وہ انبیاء کے شاگرد بھی ہیں اور ہم استاد بھی ہیں۔

۲۹۔ تحقیقی علم وہی ہے جو انہیں بے توسط انبیاء خود اپنی قلبی وحی سے حاصل ہوتا ہے۔ انبیاء کے ذریعے سے جو کتاب ہے وہ تقلیدی بات ہے۔

۳۰۔ وہ علم میں انبیاء کے برابر و ہمسر ہوتے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ انبیاء کو ظاہری وحی آتی ہے انہیں باطنی۔ وہ انبیاء کے ساتھ معصوم ہوتے ہیں۔ اسی مرتبہ کا نام حکمت ہے یہ حکم کھلم کھلی کو نبی بتاتا ہے ۱۲ (ایضاً ص ۲۱)

بدلتیو! آپ کو قسم ہے خان صاحب کی بے انصافی کی۔ یہاں انکار ختم نبوت کفر نہیں۔ اور حضرت مولانا نانووی انکار ختم قرآنی کو کفر کہیں۔ مگر ان کو کافر کہا جلتے کہ وہ اب بھی ہماری بات کے قائل ہوئے؟ یا نہیں تو جواب دو۔

۳۱۔ یہ قول یقیناً باجماع اہل سنت و جہ سے کفر ہے۔ ازاں جملہ یہ کہ اس میں

اللہ تعالیٰ سے بے وساطت دینی احکام شریعت ملنے کا وہاں ہے اور یہ نبوت کا دعوئے ہے۔ امام الوہابیہ کے کفر اجماعی کا یہ تمام جزئیہ والعیاذ باللہ رب العالمین ۱۲ (دعائے الکوثر الشہابیہ ص ۲۳)

یہ چند عباریں الکوثر الشہابیہ کی نمونے کے طور پر پیش کی گئی ہیں جن میں یہ فرمایا ہے کہ یہ عقیدہ صاف مرتج کفر ہے۔ اجماعی کفر ہے۔ قائل نے اس بات کو صاف صاف کہا امر متج کہا۔ جہاں نہ کوئی تاویل مل سکتی ہے نہ لزوم والزام کا فرق ہو سکتا ہے اور جہاں بالفاق امت اجماعی کفر ہے وہاں فقہاء اور متکلمین کا اختلاف بھی نہیں ہو سکتا غرض خان صاحب کو اپنے فرمانے کے مطابق قائل کی قطعاً یقیناً تکفیر کرنی اور اس کو کافر کہنا ضروری تھا مگر یاد ہو اس اعتقاد کے پھر بھی قائل کو کافر نہیں کہتے ہیں تو اپنے اقرار اور فتوے سے خود کافر ہوئے۔ گو خان صاحب کی اس قسم کی عبارات بہت ہیں مگر فتاویٰ رضویہ کا ایک مقام اور نقل کر دوں۔

ما منظر ہوتا تو لے رضویہ ص ۴۵، ۴۶ مولانا شہید مرحوم کے ذمہ بہتان باندھ کر ان کی طرف ذیل کے فتاویٰ کفریہ کو منسوب کیا ہے۔

”نقل کفر کفر نباشد“

۳۲۔ خداوند وہ ہے جسے مکان زمان جہت ماہیت ترکیب عقلی سے پاک کہنا بدعت متیقہ کے قیاس سے ہے۔ اور مرتج کفریوں کے ساتھ گفنے کے قابل۔

۳۳۔ خدا کا سچا ہونا کچھ ضروری نہیں جھوٹا بھی ہو سکتا ہے۔

۳۴۔ خدا کی بات پر اعتبار نہیں۔

۳۵۔ خدا کی کتاب تقلد استناد نہیں اس کا دین لائق اعتقاد ہے۔

۳۶۔ خدا کی ایسی ذات ہے جس میں ہر نقص اور عیب کی گنجائش ہے۔

۳۷۔ خدا اپنی مشیخت بنے رکھنے کے لیے قصداً عیب بننے سے بچتا ہے اگر چاہے تو ہر گندگی سے آلودہ ہو جائے۔

۳۸۔ خدا وہ ہے جس کا علم حاصل کئے سے ہوتا ہے اس کا علم اس کے اختیار میں ہے اگر چاہے تو جاہل رہے۔

۳۹۔ خدا وہ ہے جس کا ہلنا

۴۰۔ بھولنا

۴۱۔ سوتا

۴۲۔ اذگھٹنا

۴۳۔ غافل ہونا

۴۴۔ غلام ہونا

۴۵۔ حتیٰ کہ مرنا مناسب ممکن ہے۔

۴۶۔ کھانا

۴۷۔ پینا

۴۸۔ پیشاب کرنا

۴۹۔ پانچا نہ پھرنا

۵۰۔ ناچنا

۵۱۔ تھرکنا

۵۲۔ نٹ کی طرح کھیلنا

۵۳۔ عورتوں سے جماع کرنا

۵۴۔ لواطت جیسی بے حیائی کا ترک ہونا

۵۵۔ سختی اور عفت کی طرح خود معقول بننا

۵۶۔ کوئی خباثت کوئی مضعیفیت خدا کی شان کے خلاف نہیں

۵۷۔ خدا کھانے کا منہ

۵۸۔ بھرنے کا پیٹ

۵۹۔ خدا مردی، زنی کی ملامت دکھاتا ہے اور بالفعل موجود ہیں۔

۶۰۔ صمد نہیں، خوف دار کھل ہے۔

۶۱۔ سلوک قدوس نہیں

۶۲۔ غشی مشکل

۶۳۔ کم سے کم آپ اپنے کو ایسا بنا سکتا ہے۔

۶۴۔ خدا وہ ہے جو آپ کو بلا سکتا ہے۔

۶۵۔ خدا وہ ہے جو اپنے کو ڈبو سکتا ہے۔

۶۶۔ خدا وہ ہے جو ہر کھاکر یا اپنا گلا گھونٹ کر یا بندوبست مار کر خود کشی کر سکتا ہے۔

۶۷۔ خدا کے ماں باپ جو دیوتا سب ممکن ہے۔

۶۸۔ خدا ماں باپ سے پیدا ہوا ہے۔

۶۹۔ خدا بڑی طرح پھیلتا بیٹھا ہے۔

۷۰۔ خدا ہر جہاں کی طرح چمکا ہے۔

۷۱۔ خدا ایسا ہے جس کا کلام فنا ہو سکتا ہے۔

۷۲۔ خدا بندوں کے خوف کے باعث جھوٹ سے بچتا ہے کہ کہیں بندے جھوٹا نہ سمجھیں۔

۷۳۔ خدا بندوں سے چڑا چھپا کر پیٹ بھر کر جھوٹ بک سکتا ہے۔

۷۴۔ خدا وہ ہے جس کی خبر کچھ ہے علم کچھ۔ اگر خبر سچی تو علم جھوٹا ہے اور اگر علم سچا ہے تو خبر جھوٹی۔

۷۵۔ خدا وہ ہے جو سزا دینے پر مجبور ہے اندھے کو بے غیرت ہے۔

۷۶۔ خدا اگر معاف کرنا چاہے تو حیدر کو صوبہ تائبہ بنالطی کی طرف لے۔

۷۷۔ خدا وہ ہے جس کی خدائی کی اتنی حقیقت ہے کہ جو شخص پٹر کے پتے گئے تو اس کی خدائی کا شریک ہو جائے۔

۷۸۔ خدا وہ ہے جو اپنا سب سے بڑھ کر مقرب ایسوں کو بناتا ہے جو اس کی شان کے آگے بھارے بھی بدتر ہیں۔ جو چوڑے ہوں چھاروں سے لائق تیش ہیں۔

۷۹۔ خدا وہ ہے جس نے اپنے کلام میں خود شرک کر لیا اور جا بجا بندوں کو شرک کا حکم دیا۔

۸۰۔ خدا وہ ہے جس کے سب سے اعلیٰ رسول کی شان اتنی ہے جیسے قوم کا چودھری یا گاؤں کا پدبان۔

۸۱۔ خدا وہ ہے جس نے حکم دیا کہ رسولوں کو ہرگز نہ ماننا رسولوں کا ماننا بڑا خطیہ ہے۔

بعض عبارات جو بڑے طول ترک کر دی گئیں۔ اور بعض جگہ ایک دو لفظ زائد کر دیئے گئے ہیں۔ یعنی صرف تفسیر کا مرجع اور اشارہ کا اشارہ ظاہر کر دیا گیا ہے۔

جن صاحب کو اصل عبارت دیکھنی ہو وہ فتاویٰ رضویہ کے ص ۴۵، ۴۶ کو

ملاحظہ فرمائیں۔ خدا چاہے ایک حرف کا بھی فرق نہ ہوگا۔

حضرات ناظرین! خود فرمائیں کہ جس شخص کے یہ عقائد ملعونہ ہوں جو جناب فاضل بیرونی احمد رضا خان صاحب نے نہایت سچائی اور دیانتداری سے بیان فرمائے ہوں گے۔ اس بے ایمان مرتد سے بڑھ کر کوئی کافر ہو سکتا ہے۔ پھر معنائیں بھی صاف صاف صریح عبارات میں ہوں جہاں کسی تاویل وغیرہ کی گنجائش بھی نہ ہو اور لزوم اور التزام کافر بھی نہ نکل سکے۔ اور متکلمین اور فقہائیں اختلاف بھی نہ ہو۔ اور ایسے شخص کو کافر کہنا بھی اجماعی قطعی مسئلہ ہو جہاں چون و چرا کی گنجائش باقی نہ رہے۔ اور پھر بھی خان صاحب اپنا آخری حکم یہی لگائیں کہ اگرچہ تمام روئے زمین کے علماء، محدثین، مفتیین، فقہاء و متکلمین ایسے شخص کو کافر متہد کہیں۔ مگر خان صاحب فرماتے ہیں کہ نہ اس تم ایسے شخص کو کافر متہد کہو، اس میں احتیاط ہے۔ اسی پر فتویٰ ہوا اسی بے سلامتی اور سلاحد اور استقامت ہے۔ تو اس کا مطلب تو یہی ہوا کہ خان صاحب نزدیک یہ تمام کفریات جائز ہیں۔ یہ تمام عقائد باطلہ رکھ کر بھی مسلمان کافر نہ ہو۔ سلم ہی رہے حالانکہ خان صاحب کے فتاویٰ پہلے منقول ہو چکے کہ جو ایسے شخص کو جس کا ان میں سے ایک عقیدہ بھی ہو کافر نہ کہے، کافر کہنے میں شک کرے، تردد کرے، احتیاط برتے، وہ خود کافر مرتد ہے اس کا نکاح عالم میں کسی سے صحیح نہیں، ازوائے محض ہے وغیرہ وغیرہ۔ چہ جائیکہ جس کے اس قدر عقائد کفریہ صریحہ غیر قابل تاویل بیان کئے جائیں۔ جس سے زیادہ دنیا میں نہ کوئی کافر ہوا نہ ہو۔ مگر پھر بھی خان صاحب اُسے کافر نہیں کہتے تو اپنے ہی فتوے سے خود کافر مرتد ہوئے (جن کا نکاح عالم میں کسی سے صحیح نہیں) یا نہ ہوئے۔ پھر جو ان کو امام، مجدد، قطب، نوحہ دہ وغیرہ کہیں وہ یہ کہے

ڈبل کافر ہوں گے اور خان صاحب کے ساتھ لگے یا نہیں۔ جو صاحب جواب کی تکلیف کو افرائیں نہ تو اسے لکھیں لزوم اور التزام کافر متکلمین اور فقہاء کا اختلاف نہ لے بیٹھیں ورنہ خدا چاہے بہت نام ہوں گے اور یہ فرمانا کہ شہید مہوم کی توبہ مشہور ہے اس سے تو توبہ ہی پہلی ہے آئندہ اختیار ہے تنبیہ نے کر دیا ہے۔

حضرات ناظرین! یہی ہماری عرض ہے جس کو ہم مولوی حامد رضا خان صاحب سے عرض کرتے ہیں کہ حضرات دیوبند اور ان کے خدام تو جو ان پر بہتان لگاٹھے گئے تھے جواب دے کر عند اللہ وعند الناس بری ہو گئے۔ آپ کے والد ماجد اور ان کو ان عقائد ملعونہ کے علم کے بعد جو کافر نہ کہے وہ سب کے سب انہیں کے فتوے سے کافر ہیں۔ اس کا کوئی جواب آج تک خان صاحب نے دیا ہو تو اس سے مطلع فرمائیے۔ ورنہ خود کوئی جواب دے بیٹھے۔ مگر غور سے ۵

سنجیل کے قدم رکھنا دشتِ غار میں جنوں

کہ اس فواج میں سودا برہنہ پا بھی ہے

ہم خدا کو سامنے ناظر سمجھ کر عرض کرتے ہیں کہ ہم کو سمجھنا مقصود ہے اگر ہماری رائے کی مصلیٰ ہے تو ہم کو مطلع فرمائیے۔ ورنہ اپنے والد صاحب اور ان کے جملہ مریدین، معتقدین حتیٰ کہ جو انہیں صرف مسلمان ہی جانتے کافر نہ کہیں۔ ان کے کفر و ارتداد کا مع احکام مذکورہ کبے اعلان فرما دیجئے۔

یہ فرمانا علماء دیوبند ان کو مسلمان جانتے ہیں تو ان کا اسلام متفق علیہ ہوا اس میں گفتگو کی کیا ضرورت ہے۔ صحیح نہیں۔ اس وجہ سے کہ اگر ہمارا ان کو مسلمان سمجھنا

صحیح ہے تو پھر ہمارے جن اکابر پر کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے وہ غلط ہو کر ان کا بھی ایمان ثابت ہوتا ہے یہ ناممکن ہے کہ خان صاحب کو کوئی شخص مسلمان کہے اور حضرات اکابر دیوبند کو کافر کہے۔ خان صاحب کے مسلمان کہنے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ ان کو کذاب بھوٹا قرار دیا جاوے۔ مگر ان کے مریدین کے نزدیک ان کو منفرد کذاب کہنا جہنم میں جانے سے بھی زیادہ دشوار ہے۔ تو ہم جس طرح سے خان صاحب کا اسلام ثابت کرتے ہیں۔ وہ طریقہ ان لوگوں کے نزدیک غلط اور باطل ہے تو اب خان صاحب اس وجہ سے بھی مسلمان نہ رہے۔ جو وہ ہم نے بیان کی تھی۔ لہذا ان کے معتقدین پر لازم ہے کہ جب ہم ان سے دریافت کرتے ہیں تو ان کو ان کا پھر اپنا اسلام ثابت فرماتا چاہیئے۔ ورنہ یہ اقراری کفر تسلیم کیا جائے گا۔

اور یہ بھی واضح کر دینا ضروری ہے کہ جس بنا پر خان صاحب کو ہم مسلمان سمجھتے تھے اب ہمیں بھی اس میں تردد ہو گیا۔ خان صاحب کی ایک عبارت اب ایسی نظر آئی کہ خان صاحب کو اگرچہ منفرد کذاب سمجھو اور یہ بھی کہو کہ حضرات اکابر دیوبند مولانا کشمیر شہید مرحوم پر جو کفریات خان صاحب نے بدعنوانی و راحت منسوب کئے ہیں، وہاں ان کا ادق سے ادق احتمال بھی نہیں جو واقعی بات ہے، مگر خان صاحب پھر بھی اپنے فتوے سے کافر اور مرتد ہی رہتے ہیں۔ اگر ان کے صاحبزادہ صاحب اور مرید معتقد اس پر راضی ہو جائیں کہ خان صاحب کو منفرد کذاب سمجھ کر حضرات اکابر دیوبند اور شہید مرحوم کو سچا پتہ مسلمان سنی حنفی سمجھیں گے تو پھر ہم وہ عبارت بھی پیش کر دیں گے جس سے خان صاحب اب بھی مسلمان نہیں ہو سکتے کافر ہی ہیں دیکھو گالیاں زد و کلام کی بات کہو۔ ہماری غرض صرف تحقیق و انکشاف حقیقی ہے۔ جو

بات کو مدلل کو۔

خان صاحب نے جو آخری جرنی حکم شہید مرحوم پر لگا کر پھر انہیں کافر نہیں کہا۔ جس کی بنا پر اپنے ہی فتوے سے کافر تدویر وغیرہ بھرتے ہیں اب وہ عبارات عرض کرتا ہوں۔

۱۔ بالجمہاد نیم ماہ و مہر نیم روز کی طرح ظاہر و زاہر اس فرقہ متفرق یعنی دہلیہ اسماعیلیہ اور اس کے امام تاجریام پر جو تعلقاً یقیناً اجماعاً دیوبند کثیرہ کفر لازم اور بلاشبہ مجاہد فقہائے کرام و اصحاب فتوے اکابر و اعلام کی تصریحات و دفعہ پر یہ سب کے سب مرتد کافر باجماع ائمہ ان سب پر اپنے تمام کفریات ملعونہ سے بالقرع و سحر و جہنم و جہنم و کلام اسلام پر مٹا کر فرض و واجب

(الکوثر الشہادیہ ص ۶۱، ۶۲)

اس عبارت سے پہلی عبارت کو ملا کر جن کا حاصل یہ ہے کہ کافر کو کافر کہنا فرض ہے جو اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ عبارت ذیل کو ملا کر خود فیصلہ فرالینا چاہیئے کہ خان صاحب ٹول کافر ہوئے یا نہیں۔ خان صاحب جملہ عبارات مذکورہ کے بعد اپنا مذہب یہ ارشاد فرماتے ہیں۔

۱۔ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں الکفار یعنی کافر کہنے سے، کف لسان (یعنی زبان کا روکنا) مانع و مختار و مناسب۔ (الکوثر الشہادیہ ص ۶۲، تنہید ۴۲)

۲۔ یہ حکم فقہی متعلق بکلمات سنی تھا اگر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں بے حد برکتیں ہمارے علمائے کرام پر نہ کچھ دیکھتے اس طلب کے پیر سے بات بات پر سچے مسلمانوں کا نسبت حکم کفر و شرک سنتے ہیں۔ بایں ہمہ نہ شدت غضب و امن احتیاط اُن

کے ہاتھ سے پھڑپھڑاتی ہے نہ قوت انتقام حرکت میں آتی ہے وہ اب تک یہی تحقیق فرما رہے ہیں کہ لازم اور التزام میں فرق ہے۔ اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات ہے اور قائل کو کافر مان لینا اور بات ہے حامل نہ ہوا کہ کوئی کتنا ہی صراحتہ کفر کے اس کے قول کو کفر کو مگر قائل کو کافر نہ سمجھنا چاہیے۔ اسی کافر نہ کہنے سے تو خود کافر ہوئے۔ ناقلی

ہم احتیاط برتن گے سکوت کریں گے۔ جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا، حکم کفر جاری کرتے ہوئے ڈریں گے۔ (تہذیب ص ۴۲، ۴۳)

مگر علامہ دیوبند کا وجود یکہ مضامین کفریہ کو کفریہ کہہ کر یہ فرمائیں کہ ان جیسے مضامین کا ہم کو خطرہ بھی نہیں آیا۔ ہمارے کلام کا یہ مطلب بھی نہیں مگر خان صاحب وہاں نہ خدا سے ڈرے (بل شانہ) نہ دنیا کی ذلت کی پرواہ کی اور ان کو کافر کہہ کر اور ایسے عقائد جیسے رکھنے والے کو کافر نہ کہہ کر دونوں طرف سے ایسے کافر ہوئے کہ بجز کفر کے کوئی راستہ ہی باقی نہ رہا۔

۳۔ اور امام الطائفہ (اسمعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔ (خان صاحب جو اہل لا الہ الا اللہ کے معنی پہلے بیان فرمائے ہیں وہ بھول گئے کیا خداوند عالم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے دھڑلک لگائیاں دینے والا بعین جہاں کسی تاویل کی بھی گنجائش نہ ہو وہ بھی اہل لا الہ الا اللہ میں داخل ہے ناظرین خود فرمائیں۔ ناقلی)

جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لیے اصل کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے۔ فان الاسلام یعلو

پہلے ۱۲

(تہذیب ص ۴۳)

واقعی حضرات اکابر دیوبند۔ عقائد کفریہ کو کفر کہیں اپنی کتاب کی عبارات پیش فرمائیں اپنی عبارتوں کا صاف مطلب بیان کریں اور جو ان مضامین جیسے کا مستند ہو یا بدون اعتقاد اپنی زبان سے کہے اُسے کافر کہیں۔ پھر اس سے زیادہ کفر کی روشنی دیں پھر ان دربار میں اور کیا ہو سکتی ہے۔ اگر ایسے پتھے پتھے مسلمانوں کو بھی خان صاحب کافر نہ کہیں کفر کا فتوے حاصل کرنے کے لیے عرب کا سفر نہ کریں تو پھر خود کافر کیسے ہوتے۔

کفر کعبہ سے جو لایا وہ مسلمان کیسا

اپنے فتویٰ سے جو کافر ہوں انسان کیسا

ہاں جس کا کلام صاف صریح غیر متعلیٰ التاویل معانی کفریہ میں بیان کر کے اجماعی قطعی تمام آیت کا اس پر کفر کا فتوے غلط ہو کریں۔ پھر اگر خان صاحب بھی اُسے کافر کہیں تو خود قطعی کافر کیسے ہوتے۔ تقدیر کا ازلی کفر کیسے جاسکتا ہے۔

۴۔ ہم اس باب میں قول مسکلمین اختیار کرتے ہیں۔ ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اُسے کافر نہیں کہتے ۱۲ (تہذیب ص ۴۳)

ہاں خان صاحب مقلد ہو یا غیر مقلد آپ فقہاء کے اجماعی فتوے کو مقلد ہو کر چھوڑ سکتے ہیں۔ فرمائیے آپ وہابی غیر مقلد ہیں یا حضرات دیوبند بہر حال فقہاء کا تو اجماعی قطعی فتوے میں ہو گا کہ احمد رضا خان صاحب کافر جو انہیں کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔ اور یہاں فقہاء اور مسکلمین میں اختلاف ہی کہاں ہے۔ یہ عقائد جیسے جو مذکور ہوئے ان میں تو آپ کا دعویٰ ہے کہ صراحتہ یوں کہا جاتا ہے کہ جس میں

مراستہ ضروریات دین کا انکار ہے۔ پھر متکلمین کا خلاف کیا۔ اگر یہ بھی ضروریات دین کا انکار نہیں تو پھر اس کی صورت بھی خود ہی تحریر فرمادیں گے۔

بدقیقہ! دیکھا کفریوں ثابت ہوتا ہے۔ کافریوں پر کڑے جاتے ہیں۔ غیر متقدموں

کایوں پر تہہ بگتا ہے۔

کچھ اس طرح سے کیا میں نے شکوہ الاماد

ننگا ہیں جھک گئیں ان کی زچہ جواب بنا

ملائے حق طین نہیں کافر کہیں۔ یہی صواب ہے۔

وہو الجواب دہ یفتی وعلیہ لفتی

وہو المذہب علیہ الاعتقاد وفیہ

السلامت وفیہ السداد۔

(تہذیب ۴۲)

ناظرین! اب فرمائیے کہ خان صاحب کے اقراری کافر متدہونے میں کوئی تامل

ہے ان کے فتوے کے موافق ان کا نکاح عالم میں کسی سے صحیح ہو سکتا ہے۔

ان کی اولاد کیسی ہوئی۔ یہیں عرض کر سکی ضرورت نہیں۔ ناظرین خود فیصلہ فرمالیں۔

جو دنیا کو کافر کہتے تھے خدا کی قدرت ہے کہ اپنے ہی اقرار سے ایسے کافر

سہ ادا اگر لازم بھی ہو تو یہ بھی فرادیا جائے کہ لازم میں ہے یا غیر میں اور لازم اور التزم

میں جس تے فرق کیا ہے وہ لازم غیر میں کے اندر کیا ہے یا بین میں بھی خان صاحب نے

کفر سے کوئی مفر نہیں چھوڑا ۱۲

ثابت ہوئے جس کا رن محال ہے۔

اک بچا جام پیرتے تھے سمجھوں کو منڈرتے

آج اس کو نچہ میں ان کی بھی حجامت ہو گئی

ہم نے جو دعویٰ کیا تھا کہ حضرات دیوبند نے مناظرہ سے پہلے ہی ان کی اس

کو بھی ثابت کر دیا۔ نیز یہ کہ انہوں نے کوئی کفری مضمون لکھا نہ ان کا بار بار

سے مراد نہ ان کفری معنی کا ان عبارت میں احتمال اور خان صاحب کے ان کے فتویٰ

سے وہ مسلمان ہیں اور خان صاحب کا خود اپنے اقراری فتوے سے کہ کافر متدہونا

بھی واضح ہو گیا اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ خان صاحب کے عقائد باطل پر مبنی ہو کر

اب جو انہیں بچا کچھ کافر متدہونہ وغیرہ کہے وہ بھی دیسا ہی کا لڑکے جیسا کہ

خان صاحب ہیں۔ اور ان سب کا عالم میں کسی سے نکاح بیاہ درست نہیں۔ ان کے بعض

ہے۔ اور حضرت شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے واقع میں مومن ہیں ان کا کہنا کہ کافر متدہونا بھی ایسا

قطع اور یقینی اجماعی ثابت ہو گیا کہ اب کوئی بدعتی بھی اگر کچھ گستاخ کرے کہ خان

صاحب کا فتویٰ اس کے لیے بھی کفر کا موجب ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ تو قادر

مطلق ہے۔ تیری قدرت کے قریب تو اپنے اولیاء کی یوں حمایت فرما کہ جسے کہ خان

صاحب اور شہید مرحوم کو مسلمان کہیں بل بخلانہ۔ کیونکہ جب مسلمان کہ کافر کہہ دیا ہے

تو مسلمان ہی کہا جاوے گا۔

اگر کوئی صاحب اس تحریر کا جواب دیں تو چاہیے کہ گالیاں نہ دیں۔ انہیں اختیار

ہے گواصل مضمون کا جواب ضرور ہو۔ اور مہربانی فرما کر جنہ کے رسائی ملے نظر فرمالیں

ورنہ بے سوچے کچھ جواب کہنے میں اور ذلت اٹھانی پڑے گی۔ آمین

حق واضح کر چکے تھے مگر خان صاحب کے مریدوں نے اپنے طوے مائے تازہ کرنے کے لیے پھر خان صاحب کے دیرینہ کفر کو تازہ کیا ہے۔ مولوی حامد رضا خان صاحب کے مریدوں کو اگر اس سے رنج ہو تو جمل بھائی قاسم بھائی سے کہیں کہ اول انہوں نے کیوں اشتہار دیا اور حقیقتہً تصور ان کا بھی نہیں لکھنے اور چھپوانے والا تو سنا گیا ہے کوئی اور ہے مگر واقعی اسے خان صاحب کو کافر نہ کہ ملوکر اپنی بیوی سیدھی کرنی نہیں تھیں تو مرد میدان بنے اور جو کچھ لکھنا ہوا اپنے نام سے لکھے تو پھر خدا پیا ہے ہم اور اچھی طرح عرض کر دیں گے۔ مولوی حامد رضا خان صاحب کے دستخط سے جو جواب ہو گا وہ قابل التفات ہو گا۔ یا کوئی ذمہ دار شخص جواب لکھے گا دیکھنے کب تک جواب خط سے نکلیں گے

وَكُفِيَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ وَأَخْرَجَهُمُ اللَّهُ مِنَ الْغُلَمِينَ وَالصَّلَاةَ
وَالسَّلَامَ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ
بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

بندہ سید محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ ابن شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

ناظم تعلیمات و شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند ۸ ربیع الثانی ۱۳۳۵ ہجری

الحاصل

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کی اولاد اور مجاہد مریدین اور معتقدین بلکہ خان صاحب کے عقائد باطلہ معلوم کرنے کے بعد کوئی ان کو ادنیٰ ادنیٰ درجہ کا ایک ناسخ گنہگار مسلمان بھی سمجھے تو ہماری اس کے لیے حرف ایک ہے کہ خان صاحب کو مغتری کذاب ناسخ مرتجب گناہ کبیرہ سمجھے۔ اور بزرگان دین حضرت مولانا اسماعیل شہید اور اکابر دلو بند حضرات اسرار ہم کی طرف خان صاحب نے جو عقائد کفریہ منسوب کیے ہیں اور کذب معنی اور

خاص میں نہ وہ حضرات ان عقائد کفریہ کے صراحتہً التزام کیا لازماً معتقد تھے اور نہ خان صاحب بنی کا واقع میں یہ خیال تھا کہ ان حضرات کی عبارات کا یہ مطلب ہے جو خان صاحب نے محض جھوٹ ان کی طرف نسبت کیا ہے کہ وہ ان عقائد ملعونہ کے معتقد تھے مگر پھر بھی خان صاحب کسی دنیاوی وجہ اور طمع وغیرہ غرض نفسانی میں ان کو یہ جھوٹ بولا اور افترا پردازی کی۔ نہ وہ بزرگان دین معاذ اللہ کافر نہ خان صاحب ملحد و کافراں اپنے ہی اقرار سے خان صاحب اٹلی درجے کے فاسق اور مرتکب گناہ کبیرہ ضرور ہیں کہ ایک مقدس جماعت پر کفر یا کتمت لگائی گا اس صورت میں ایمان پختا ہے۔ اور اگر یہ صورت خان صاحب کی اولاد اور مسلمان جاننے والوں کو پسند نہیں تو پھر وہ خان صاحب کا ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کا مسلمان نہ بننا ثابت فرمائیں۔ ہماری سمجھ ناقص اس کے سمجھنے سے قاصر ہے۔ اس وجہ سے ہم نے ان کو کفر سے بچانے کے لیے ان کے حامل پر رحم کھا کر ناسخ فاجر کہا اور کافر نہ کہا لیکن ان کو سچا جان کر ادنیٰ یہ عقیدہ رکھ کر

خان صاحب نے جو کچھ اُن جملوں کی طرف عقائد منسوب کیے ہیں وہ نیک معنی سے بیان کیے ہیں اور خان صاحب کا یہی مقصد تھا کہ ان کے یہی عقائد تھے جو خان صاحب نے بیان فرما دیئے ہیں۔ تو پھر خان صاحب کا اسلام ثابت کرنا محال ہے وہ اپنے ہی اقرار سے ٹھیک پکے مرتد اور کافر ہیں۔ ایسے کہ جو انہیں کافر نہ کہنے میں شک نہ کرے وہ بھی ایسا ہی کافر ہے الی غیر النہایت۔ جس کا بیان مغفل ہو چکا۔ ہم نے یہ دریافت کیا جاتا ہے کہ خان صاحب نے شہید مرحوم کو مسلمان کہاں کہا ہے۔ اور اس کو باہر لپوچا جاتا ہے اس کے متعلق عرض ہے کہ اول تو خان صاحب کے کافر اور مرتد ہونے کے لئے اس کی ضرورت نہیں کہ وہ شہید مرحوم کو مسلمان کہیں بلکہ جو عقائد اُن کی طرف منسوب کیے ہیں اس کے بعد ان کو کافر نہ کہنا کفر کف میں احتیاط کرنا۔

خان صاحب کے کافر اور مرتد ہونے کا اقراری سبب ہے، دوسرے جو ہم نے خان صاحب کے عبارات نقل کی ہیں اگر خدا جل مجدہ نے کچھ دی ہے تو سوچو۔ معلوم رہ جائے گا اور اگر سمجھ میں نہیں آتا تو پھر اپنے ملا سے یہ لکھا دو کہ اگر ہم خان صاحب کے کلام سے شہید مرحوم کا مسلمان ہونا ثابت کر دیں گے تو خان صاحب کو کافر و مرتد نہ لیں گے اگر بعد میں بھی مرنے کی

ایک ہی مانگ رہی تو پھر کیا۔ بات وہ کہو جس سے خان صاحب کا اسلام ثابت ہو جائے۔ ایک امر یہ بھی واضح کر دو کہ جو عقاید کفریہ خان صاحب نے شہید مرحوم کی طرف منسوب کر کے مراۃ کلا حویٰ کیا آدھ کہیں اُن پر قسمیں کھائیں ہیں اور پھر فتویٰ دیتے ہیں کہ انہیں کافر نہ کہو تو اس سے یہ لازم آیا یا نہیں۔ کہ یہ عقائد دائرہ اسلام سے خارج نہیں ان عقائد سے آدمی کافر نہیں ہوتا، اسلام ان عقائد کا متحمل ہے، اگر انہیں عقائد پر مسلمان مہر گیا تو امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و التہیہ میں شمار ہو گا، اور آخر کار ابد الابد کے لئے جنت میں داخل ہو گا۔ کفار کی طرح ابدی جہنمی

نہیں ہیں نے ان عقائد کو خان صاحب کے عقائد لازم جو کہا ہے وہ صحیح ہوا یا نہیں۔ میرا یہ دعو نہیں کہ خان صاحب نے یہ کہا ہے کہ میرے یہ عقائد ہیں کہ عوام کو دھوکا دیا جائے کہ خان صاحب نے اپنے یہ عقائد کب بتائے ہیں یہ تو دوسرے کے عقائد بیان کیے ہیں۔ میں بھی یہی عرض کرتا ہوں کہ دوسرے کے عقائد بتا کر اُس دوسرے کو کافر نہیں کہتے دوسروں کو کافر کہنے کی اجازت دیتے ہیں۔ تو یہ فتویٰ دینا ہی اس کو مستلزم ہے کہ آپ کے نزدیک یہ عقائد کفریہ ملعونہ دائرہ اسلام میں داخل ہیں، ان کا اعتقاد کفر میں داخل نہیں۔ بلکہ اسلام ہی میں داخل ہے، اور جو ایسے قبیحہ والے کو کافر نہ کہے وہ کافر۔ لہذا خان صاحب کافر ہوئے، اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔ لہذا خان صاحب کی اولاد اور مجملہ معتقدین اور کافر نہ کہنے والے سب کافر ہوئے اور ان پر وہ سب احکام عائد ہوں گے جو خان صاحب نے بیان فرمائے ہیں۔

مسلمان اچھی طرح سے اس فرق کو سمجھ لیں تاہم بھائی آپ یہی چاہتے تھے کہ فریقین کی تحریریں پڑھی جائیں اور تا تصفیہ مناظرہ جاری رہے۔ اپنے وعدہ کے موافق یا خود تحریروں کو شائع کریں یا جیسے اس طرف کی تحریریں شائع کرتے ہیں ہماری تحریر کو بھی شائع فرمائیں۔ ورنہ اس کا جواب دیں ۱۲۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سورت کی بے جان مورت سرایا تو زیر

بدعت ملعونہ کی ننگی تصویر

بدعت کے فونیہ فرزند درمیانی حضرت نے۔ ایک عجیب ہی رسالہ بریلوی دھرم کی ننگی تصویر شائع فرمایا ہے اگر مولوی حامد رضا خان صاحب کو پسند ہو تو اس سال کے عرس شریف میں کم سے کم سوال کرو اس کا ختم کر اگر اعلیٰ حضرت کے روح کو ایصالِ ثواب فرمایا جائے۔

اگر یہ گالی نامہ بڑے حضرت کی حیات میں ہوتا تو کیا بعید ہے کہ کتاب الوصیت میں خان صاحب نے جس قدر تذیروں پر غور کھانوں کی فرست دی ہے ان سب کے بدلہ ہی کی فاتحہ خوانی کا ارشاد ہوتا۔

اس قدر فحش اور نیک نظدہ اور ناپاک کلام بجز فرزندانِ بدعت کے اور کس کو کہنا آتا ہے۔ یوں اپنا نامہ اعمال سیاہ کرتے ہو۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کا اس سے کیا جھگڑتا ہے۔ غلامِ حق صاحب سورتی نے تو اعلیٰ حضرت کو بھی طاق میں بٹھا دیا، ان بے چاروں کا کیا تصور ہے اور پر ہی سے یہی تعلیم ہے۔

موضوع اس رسالہ کا یہ ہے کہ گوہرِ ہشتی کے ابتدائیں کسی صاحب نے احکامِ شریعت کی تشریف لکھی ہے۔ حرام اور مکروہ تحریمی کی تشریف لکھ کر بعض رسائل میں حرام کا حکم لکھا ہے۔

اس کا منکر کافر ہے اور بے غدر چھوڑنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ۱۲ اور مکروہ تحریمی کا یہ اس کا انکار کرنے والا فاسق ہے اور بغیر مذرئہ ترک کرنے والا گنہگار اور عذاب کا مستحق ہے ۱۳ یا تو سہو کا تب ہے اصل عبارت یوں ہوگی اور اور بے غدر نہ چھوڑنے والا اور نہ ترک کرنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے ۱۴

نہ کا لفظ کا تب سے چھوٹ جانا مستبعد نہیں۔ یا اصل عبارت یوں ہی ہو اور بیان میں تسامح ہوا اور چونکہ ان احکام کی تشریف اور ان کے احکام میں کسی کا اختلاف نہیں اس وجہ سے بدعتی کا خطرہ نہیں ہوا اور ظاہر قہر تو جہر نہ کی گئی اور یہی وجہ ہے کہ آج تک سوائے سورتی صاحب کے اور کسی کو یہ شبہ بھی نہیں ہوا۔ اور نہ کسی مسلمان کو۔ شبہ ہو سکتا ہے۔

پھر تفصیل یہ ہے کہ بعض رسائل کے حواشی پر یہ لکھا ہوا بھی ہے کہ یہ مضمون حضرت مولانا غلام العالی کا نہیں ہے۔ اور بعض رسائل میں عبارت مختلف اور بدلتی ہوئی بھی ہیں جس پر کوئی شبہ نہیں ہو سکتا اور خود بھی صاحب رسالہ نے ایک کو نقل بھی کیا ہے۔ مگر پھر بھی حضرت ممدوح کو گالیاں دینا صرف بریلوی ہی دھرم کا کام ہے۔ چونکہ بزرگوں کے معتقد ہیں اس وجہ سے چاہتے ہیں کہ اعمال تو اعمال ان کا ایمان بھی بزرگوں پر شمار ہو جائے معلوم نہیں کہ سورتی صاحبی صاحب خاندانِ بدعت میں کس حیثیت کے بزرگ ہیں اس وجہ سے ان کو نہیں بلکہ بلادِ مستثنائے اعلیٰ

تمام ہندوستان کے بدعتیوں کو چیلنج عام ہے

بریلوی، امرا آبادی، کچھوچھوی، بنارسی، آرو، پنجابی، بنگالی، جگلی، شری، سحر

بری، کسے باشند وہ سب کے سب اس بے حیاء نامہ کو ملاحظہ فرما کر یا تو اس سورتی کی جہالت اور بے حیائی اور فحش کلامی سے اظہار نفرت فرما کر یہ لکھ دیں کہ جب بعض گویہ ہشتی کے عاشق پر یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ عبارت مولینا موصوف کی نہیں ہے۔ اور ملک میں کتاب متعدد بار طبع ہوئی اور جو طبع کرائے اس کو ابانوت عام ہے۔ تو حضرت مولینا ممدوح پر کیا ذمہ داری ہے کہ ہر کتاب کی کاپیاں اور پروف دیکھ کر اس کی تصحیح بھی خود ہی کیا کریں۔ اور بفرض تصحیح کسی ایک حرف کی بھی غلطی نہ رہ سکے۔ نیز بعض دیگر مطابع کی طبع شدہ کتاب میں عبارات بھی مختلف اور بدلی ہوئی ہیں۔ جس پر بظاہر کوئی خدشہ نہیں۔ بعض کو خود صاحب رسالہ نے نقل بھی کیا ہے۔ پس اس صورت میں تو رسالہ مذکور بجز نامہ اعمال سیاہ کرنے کے اور منہ ہی کیا رکھتا ہے۔ اور جس طرح مولینا موصوف کے ذمہ یہ نہ تھا کہ تمام رسائل کی خود تصحیح فرمائیں اسی طرح یہ بھی ضروری نہیں کہ انہیں اس تغیر و تبدل کا علم بھی ہو اور بعد علم وہ تمام ہندوستان میں اسی قدر انہیں لوگوں کے پاس بذریعہ اشتہار وغیرہ اطلاع دیں کہ پہلی عبارت غلط تھی اور یہ صحیح ہے اور چونکہ احکام کے حکم بھی متفق علیہا اور علماء میں مشہور ہیں اس وجہ سے غلط فہمی کا بھی کوئی احتمال نہیں۔ اور بالقعہ کوئی طالب علم بھی اس میں غلطی نہ کرے گا۔ اس وجہ سے یا سہو کتاب سے دونوں جگہ لفظ "ہ" چھوٹ گیا ہے۔ اور یہ غلطی کچھ بھی مستبعد نہیں جس کو اہل علم خوب جانتے ہیں اور اگر کتاب کی غلطی نہیں تو پھر بھی ادنیٰ خور سے اہل علم کے نزدیک یہ کلام مٹا ہے اور اس کے منہ صحیح بھی ہو سکتے ہیں۔ بہر حال حضرت مولینا موصوف کو جو کمالیاں دی گئیں یہ فعل انسانی فطرت سے خارج ہے۔ کوئی شریف ذی علم ایسا نہیں کر سکتا۔ اور ہم ایسے شخص سے اظہار نفرت اور اس کے افعیل ملعون پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اس شخص نے تمام بریلوی جماعت کو بدنام کیا ہے۔ یہ فعل بجز جاہل متعنت و متعصب کے کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ ورنہ پھر سب مل کر یا کم سے

کم مولوی حامد رضا خان صاحب خود یا کسی و مہ دار سے لکھوا کر خود مستحضر فرمادیں۔

- ۱۔ کہ یہ تحریر قطعاً حضرت مولینا موصوف کی ہے۔
- ۲۔ اور یقیناً اس میں کتاب کی غلطی بھی نہیں ہے۔
- ۳۔ اور قطعاً کسی صحیح نسخہ کی تاویل کی بھی گنجائش نہیں ہے۔
- ۴۔ اور بہر صورت اس کے مولینا موصوف کا ہر ذمہ وار ہیں۔
- ۵۔ اور سورتی صاحب نے جو کچھ بھی لکھا ہے وہ قطعاً صحیح ہے۔

تو پھر اوپر دعوت ملعونہ تجھے خوب یاد ہے کہ کوٹری کو بھی تیرا کوئی خریدار نہ ہوگا۔ اور تو در بدر بیک انگشتی پھرے گی مگر تجھے پناہ کی جگہ نہ ہوگی۔ سورتی صاحب اور جمال بھائی تمام بھائی صاحب کو چاہیے کہ اپنے اشتہاری علماء سے درخواست کریں کہ یا تو حق امر کو ظاہر فرمادیں ورنہ جو ابھی عرض کیا گیا ہے اسے لکھ دیں اور ساتھ ہی آیات ذیل کا ترجمہ فرما کر مطلب بھی بیان فرمادیں۔

قل تعادوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا بہ شیئاً و بائوا الدین
احساناً ولا تقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم وایاہم ولا تقربوا الفواحش ما ظہر منها
وما بطن ولا تقتلوا النفس التي حرم الله الا بالحق ذنکم وکم بہ لعلکم تعقلون۔ ولا تقربوا
مال الیتیم الا بالاتی حی احسن حتی يبلغ اشدہ و اقربوا الیکمل والمیزان بالقسط
لا نکلف نفساً الا وسعہا و اذا قلتم فاعد لواء و لو کان ذاقہ
وبعهد اللہ انقوا ذلکم و شکربہ لعلکم تذكرون و ان
هذا صراطی مستقیماً فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ
ذکم و شکربہ لعلکم تتقون۔

اس وجہ سے کہ سورتی صاحب یا ان کے کسی اور بیوی بھائی سے خوف ہے کہ جو امر اشیاء
و سوالات حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم سے کیے ہیں، کہیں اس قسم کے
سوالات معاذ اللہ العظیم مسلمانوں کے خدا سے نہ کر بیٹھے۔ یا نیوگ کے شوق میں آریوں کو یہ
اعتراض نہ بتلاویں کہ جو اعتراض مولانا علیہ السلام کے کلام پر ہے وہی قرآن شریف پر بھی ہے
کیونکہ اول تو ارشاد ہوا کہ اسے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ ان لوگوں سے فرما دیجئے کہ میں
تم پر وہ اشیاء پڑھ کر کشتہ داروں جو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمائی ہیں۔ اور پھر فرمایا:

۱۔ شرک نہ کرنا۔

۲۔ والدین کے ساتھ احسان کرنا۔

۳۔ اولاد کو انفلکس کی وجہ سے قتل نہ کرنا۔

۴۔ ظاہری اور باطنی فواحش اور مجرمیوں اور بدکاریوں کے قریب بھی نہ ہونا۔

۵۔ اور کسی کو قتل نہ کرنا۔

۶۔ اور حق پر قتل نہ کرنا۔

۷۔ یتیم کے مال کے قریب نہ جانا۔

۸۔ جو یتیم کے لیے بھلائی ہو وہ نہ کرنا۔

۹۔ ناپ تول کو صحیح صحیح پورا پورا ناپ تولنا۔

۱۰۔ اور جو بات کہ تو انصاف کی گنا اگرچہ کسی قریب کے مقابل میں کیوں نہ ہو۔

۱۱۔ اور خداوند عالم جل مجدہ سے جو عہد کیا ہے اسے پورا کرنا۔

۱۲۔ یہ میرا صراطِ مستقیم ہے اس کی اتباع کرو۔

۱۳۔ اور دوسرے راستوں کی اتباع نہ کرو اور نہ صراطِ مستقیم سے الگ ہو جاؤ گے۔

حضرات علماء بدعت! اللہ تعالیٰ آپ کو حق پونے کی توفیق عنایت فرمائے۔ یہ
تیرہ نمبر جو مذکور ہوئے ان میں سے کوئی بھی حرام ہے ہمارے دین مذہب علم و تعلیم و تعلیم میں تو کوئی
چیز بھی حرام نہیں بلکہ سب ہی فرض ہیں۔ پھر محرمات میں ان کو ذکر فرمائے۔ خے کی وجہ بتائیے تو امید ہے
کہ سورتی صاحب اور دوسرے بدعتیوں کو اگر کچھ شرم ہوگی تو نہ معلوم کیا کر بیٹھیں گے اور اگر چہ
ہی رہے تو ہمیں عبارت متنازعہ فیہ کا مطلب بیان کرنا بھی سہل ہو جائے گا۔ اور اگر اہل
بدعت شرک و بدعت محرمات شرعیہ کو اس وجہ سے رواج دیتے ہیں کہ وہ آیات شریفہ کے
ظاہری معنوں پر عمل کرتے ہیں اور ان کے نزدیک یہی مراد خداوندی ہے تو تمام جہنم مبارک
ہو یہی لکھ دیا جائے۔ پھر ہم عبارت مذکورہ کے معنی اور طرح سے بیان کر دیں گے انشاء اللہ
تعالیٰ بحولہ و قوتہ برائے ماننے کی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بدعت ملعونہ میں بھی
خاصہ دیا ہے، کہ انسان علم سنت و قرآن حدیث عاتقا ہی نہیں بلکہ تلبیست بھی مسلوب ہو
باقی ہے۔ ہم آپ حضرات سے کیا عرض کریں۔ اس کو آپ کے بڑے حضرت سے بدلہ
عرض کر چکے ہیں وہ بھی خوب جانتے تھے اور آپ نے بھی خوب بیان لیا ہو گا۔ نہ جانا ہو تو
منقرضہ اچھی طرح سے بتا دیں گے۔

ایک برس میں مشورے کر کر مار لکھا جس کی یہ حقیقت ہے اگر خدا نے علم نہیں دیا تو کوئی
ہی مناسب ہے۔

مسلمانوں پر یہ امروا ضح ہونا چاہیئے کہ ہم تو بدعت سے بدعت ملعونہ کو مطلقاً منقطع
دے چکے۔ تھے اور دوسرے مخالفین اسلام آریہ، قادیانی وغیرہ کی حدت میں مصروف
تھے۔ مگر فرزند ان بدعت نے اول بلا تحریک پادرد سے اشتہار دلو کر نئے
سر سے سے قلعہ شروع کیا ہے۔ اس کے ذمہ دار ہم نہیں ہیں بلکہ بدعتی اور خاص بدعتی

ہیں۔ تمام بھائی، بھال بھائی کو چاہیئے کہ حسبِ وعدہ دونوں طرف کی تحریر میں شائع فرمائیں مسلمان خود فیصلہ فرمائیں گے کون مسلمان ہے کون کافر۔ کون گالیاں دیتا اور فحش کلامی کرتا ہے کون اس سے مقتب رہتا ہے۔

یہ رسالہ مسلمانوں کے پاس رہنا چاہیئے۔ عداپا ہے یہ فرقہ جو کچھ قیامت تک اس بحث میں کہے گا اس کا جواب اس میں موجود ہے۔ چنانچہ شکوہ اتحاد کے جواب میں دو اشتہار ہمارے نظر سے گذرے، ایک پادرے کا اور ایک بریٹی کا ہم خداوند عالم جل مجدہ کا شکر ادا نہیں کر سکتے کہ دونوں میں کوئی بات بھی نئی نہیں جس کا جواب ہم پہلے عرض نہ کر چکے ہوں۔ ایک ہی بات کو بار بار ذکر کرنا اور جواب دینا وقت کو ضائع کرنا ہے۔

مولوی حامد رضا خان صاحب یا ان کا کوئی اشتہاری ذمہ دار شخص اس رسالہ پر تعلم اٹھا۔ مئے تو خدا پسا ہے ہم ان کی خدمت گذاری کے لیے نہایت تہذیب و ستائش سے حاضر ہیں۔ صرف اس قدر چاہئے ہیں کہ بڑے خان صاحب کے فتوے سے جو ان پر کفر و ارتداد وغیرہ کے احکام لگائے ہیں ان کو ٹھنڈے دل سے سُن کر کوئی معقول جواب مرحمت فرمائیں، یہ فرمادینا کہ گالیاں دیتے ہیں بدتہذیبی کرتے ہیں۔ جواب نہیں آپ ہم کو اور ہمارے اکابر کو وہی الفاظ کہیں تو وہ تو حکم شرع شریف ہو گیا۔ اور وہی بات ہم عرض کریں تو گالیاں۔

خدا کے لیے انصاف فرمائیئے یہ کون سی دیانت ہے افسوس تو اس کا ہے کہ آپ ہمیں گالیاں دے کر بھی کام کی بات نہیں فرماتے۔ خیر یہ آپ کا فعل ہے۔ ہمیں مسلمانوں کی خدمت میں عرض کرنا ہے کہ ہم جو کچھ

بھی عرض کرتے ہیں ان صاحب کے کلام سے عرض کرتے ہیں۔
واللہ تعالیٰ هو الموفق واللہ الصمد فی الاولیٰ والاخرۃ وعلیٰ رسولہ
والہ وصحبہ الصلوٰۃ والسلام۔

بندہ سید محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ ابن تیسر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
ناظم تعلیمات و شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند ۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۲ھ



مقدمہ کتاب کے مآخذ

- ۱۔ آزاد خی ہند : رئیس احمد جعفری : مشہور ایڈیشن لاہور - ۱۹۶۹ء
- ۲۔ امانۃ المتواری فی مصاححہ عبدالباری : مولوی احمد رضا خان : مطبع اہلسنت و جماعت بریلی - ۱۳۳۱ھ
- ۳۔ احکام شریعت :
- ۴۔ احکام نوید شریعہ بہرلم لیگ : مولوی شمس علی نعمان : مطبع سلطان واقع پیر ولین شاہی بریلی - ۱۳۵۸ھ
- ۵۔ اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام : مولوی احمد رضا خان : مطبع اہلسنت و جماعت بریلی
- ۶۔ اقبال اور ملا : خلیفہ عبدالحکیم :
- ۷۔ اقبال کے مدوح علماء : قاضی افضل حق قریشی : مکتبہ محمودیہ لاہور - ۱۹۷۸ء
- ۸۔ اقبال نامہ : مجموعہ مکتوبات اقبال : جمع کردہ شیخ عطاء اللہ ایم ایس : ناشر شیخ محمد شرف لاہور
- ۹۔ امداد الفتاویٰ : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی : مطبع کراچی
- ۱۰۔ امداد المفتین : حضرت مولانا مفتی محمد شفیع : ادارۃ المداف کراچی
- ۱۱۔ تجانب اہل السنۃ عن اہل الضلالتہ : مولوی ابوالطاهر محمد طیب : بریلی الیکٹرک پریس بریلی - ۱۳۶۱ھ
- ۱۲۔ تحقیقات قادریہ : محمد جمیل الرحمن خان : شائع کردہ جماعت رضائہ مصطفیٰ بریلی - ۱۳۶۹ھ
- ۱۳۔ تحذیر الانحوائن عن الرتبہ فی ہندوستان : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی : جید پریس دہلی
- ۱۴۔ تنکیزی افسانے (تفہیم) : مولانا محمد : ناشر مولانا محمد دین نوان کوٹ لاہور - ۱۹۷۶ء
- ۱۵۔ تنظیم کچم قرآن کریم : شائع کردہ انجمن حزب الاحباب لاہور
- ۱۶۔ توضیح البیان فی حفظ الایمان : حضرت مولانا مرتضیٰ الحسن چاند پوری
- ۱۷۔ الحجرات السنیہ علی زبائر السوالات الیگیہ : مسلم لیگ کے خلاف چار بڑی علماء کے فتاویٰ

لاہور : مطبع سلطان شاہی - ۱۳۵۸ھ

- ۱۸۔ حجۃ واہرہ بوجوب الحجۃ الکاضیہ : مولوی محمد مصطفیٰ رضا خان : مطبع حسنی بریلی - ۱۳۴۲ھ
- ۱۹۔ حسام البحرین علی منکر الکفر والین : مولوی احمد رضا خان : اشرفی کتب خانہ الحدیث دہلی دروازہ لاہور
- ۲۰۔ حفظ الایمان : حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی : مکتبہ تھانوی : دفتر الایقانہ کراچی
- ۲۱۔ حیات العلیحضرت : مولوی ظفر الدین : مکتبہ ضویہ آرام باغ کراچی
- ۲۲۔ حیات امیر شریعت : جاناہ مرزا : مکتبہ تبصرہ ممرا شاد باغ لاہور
- ۲۳۔ حیات صدر الافاضل : غلام معین الدین نعیمی : ادارۃ نصیریہ ضویہ سواد اعظم لاہور
- ۲۴۔ خواص الاعتقاد : مولوی احمد رضا خان
- ۲۵۔ الدلائل القاسمہ علی الکفرۃ النیاسہ : مولوی احمد رضا خان : مطبع سلطان شاہی بریلی - ۱۹۶۲ء
- ۲۶۔ دوام العیش فی الاکتہ من قریش : - - - - - : مطبع حسنی بریلی - ۱۳۳۹ھ
- ۲۷۔ دوام الخیر : مجموعہ اشعارات : مرتبین الماکن جماعت رضائہ مصطفیٰ : - - - - - : ۱۳۴۸ھ
- ۲۸۔ دوام قوسے : شائع کردہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور - ۱۹۷۷ء
- ۲۹۔ دھماکہ : مرتبہ ناظم اعلیٰ انجمن خدام التوحید و است : دارالاشاعت کراچی
- ۳۰۔ ذکراقبال : عبدالحکیم ملک : بزم اقبال : کلب روڈ لاہور
- ۳۱۔ رسائل رضویہ : مرتبہ محمد عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری : مکتبہ حامدہ گنج بخش روڈ لاہور
- ۳۲۔ روزگار فقیر : فقیر سید حمید الدین : آئین کتب پریس کراچی
- ۳۳۔ سرگزشت اقبال : ڈاکٹر عبد السلام عورتشید : اقبال اکادمی پاکستان
- ۳۴۔ سوانح الصحفرت :
- ۳۵۔ ضیاء القنادیل لرفیع نظام الابطال : مولوی ابوالکلام سیالہ : ناشر انجمن حزب الاحناف لاہور
- ۳۶۔ الطاری الداری بہقوات عبدالباری : مولوی احمد رضا خان
- ۳۷۔ طرق البدنی والارشاد الی احکام الامارۃ والجماد : مولوی محمد مصطفیٰ رضا خان : ناشر جماعت مبارکہ

حنافہ مصطفیٰ بریلی ۱۳۳۹ھ

- ۳۸۔ حمید اہل اکابر : مولانا محمد سرور خان مفسر : ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نعیمیہ العلوم گوجرانوالہ
- ۳۹۔ عرفان شریعت : محمود بعض قادیانی احمد رضا خان اسی دارالاشاعت لاہور
- ۴۰۔ القصور علی ادوار انکساف : مرتب ابوالبرکت سید احمد : ناشر انجمن حزب الاحناف لاہور ۱۹۲۵ء
- ۴۱۔ قدردیان علی مرتد بقادریان : مولوی احمد رضا خان : رضوی کتب خانہ لاہور ۱۹۵۲ء
- ۴۲۔ قدردیان علی الکفار الدیاد : مولوی محمد طیب : مطبع سلطان بیٹی ۱۳۵۹ھ
- ۴۳۔ کفای الفقیہ القاجم فی احکام قرطاس الدراہم : مولوی احمد رضا خان : نوری کتب خانہ لاہور
- ۴۴۔ الحجۃ ابو تمند فی ایۃ المستن : مولوی احمد رضا خان : مطبع حسنی بریلی ۱۳۳۹ھ
- ۴۵۔ مسلک ایک کی زیر بنجہ دہی : مولوی محمد میاں قادری : اسد شریک پریس ضلع ایبٹ ۱۳۵۸ھ
- ۴۶۔ مسئلہ خلافت و جزیرۃ العرب : مولانا ابوالکلام آزاد : دارالکتاب لاہور
- ۴۷۔ مقالات یوم رضا : مرتبین قاضی عبداللہ کوکب و حکیم محمد سرور امرتسری : کنول آرٹ پریس لاہور ۱۹۶۸ء
- ۴۸۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت : مرتبہ مولوی محمد مصطفیٰ رضا خان : کامیاب دارالتبلیغ اردو بازار لاہور
- ۴۹۔ ملفوظات وکیلات اشرفیہ : مرتب : مولانا محمد عینی : مکتبہ تحفانی : دفتر "الابقاء" کراچی
- ۵۰۔ مصحح دماغ مجتہدین : مولوی ابوالسعود محمد عبدالعظیم : شائع کردہ : دفتر جماعت مبارکہ

حنافہ مصطفیٰ بریلی ۱۳۴۰ھ

- ۵۱۔ نصرت الابرار : مولوی محمد لکھنوی : مطبع صحافی لاہور اپریل سن گنج ۱۳۰۶ھ
- ۵۲۔ نقش حیات : شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی :
- ۵۳۔ نگارستان : نظر علی خان : مکتبہ کاروان : لاہور ۱۹۶۳ء
- ۵۴۔ روزنامہ مشرقی لاہور : ۲۶ ستمبر ۱۹۷۸ء
- ۵۵۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور : ۷ اکتوبر ۱۹۷۸ء

- ۵۶۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور : ۹ اکتوبر ۱۹۷۸ء
- ۵۷۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور : ۱۹ اکتوبر ۱۹۷۸ء
- ۵۸۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور : ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۸ء
- ۵۹۔ ہفت روزہ زندگی لاہور : ۲۰ تا ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۸ء
- ۶۰۔ سپر ٹائم انٹین سٹار : فرانس راجسن : کیمرج یونیورسٹی پریس

تصحیح : انجمن ارشد المسلمین کے ناظم اعلیٰ جناب انوار احمد صاحب ایم کلم ہیں۔ ایم ای نہیں
کاتب کی غلطی کی وجہ سے "تحریک پاکستان اور بریلویوں کا کردار ترمیم" لے چھپ گیا۔ دوبارہ الدلائل
القابروہ میں پھر غلطی کا اعادہ ہو گیا لہذا قارئین تصحیح فرمائیں۔
(قادیانی، محمد عارف)

ناظم نشر و اشاعت : انجمن ارشد المسلمین : لاہور

پیل

”مجموعہ رسائل چاند پوری جلد اول“ کے نام سے جو رسائل ”انجمن ارشاد المسلیین“ کی طرف سے شائع ہوئے ہیں ان کی تلاش و جستجوئیں ہیں جن دشواریوں اور عہد نما مراحل سے گزرنا پڑا ہے ان کا ذکر باعث تطویل بھی ہے اور غیر ضروری بھی نصف صدی سے زائد عرصہ ہوا کہ یہ رسائل محدود مقدار میں طبع ہوئے تھے اس لیے ان کی فراہمی میں آج جن مشکلات کا ہمیں سامنا ہے وہ ہمارے لیے غیر متوقع نہیں۔ لیکن عہد مشکلات کیست کہ آسان نشود

اس لیے ہم علماء دیوبند کو حق پر سمجھنے والے ہر شخص سے عونا اور اہل علم حضرات سے خصوصاً اپیل کرتے ہیں کہ حضرت چاند پوری رحمہ اللہ کے درمضانیت سے متعلق مزید رسائل (مثلاً رد التکفیر الطین الاثرب۔ نار الغضا۔ بس المہاد۔ منزہ الالہ السبوح قطع التین وغیرہ) کی فراہمی میں ہمارے ساتھ تعاون کریں تاکہ مجموعہ رسائل چاند پوری کی جلد دوم جلد سے جلد شائع کی جاسکے۔ اگر یہ کتب آپ کے پاس ہوں یا کسی اور صاحب کے پاس تو انہیں آپ کو معلوم ہو تو ہمیں بذریعہ خط جلد سے جلد مطلع فرمائیں یا دوسرے کے عاریتہ لی ہوئی تمام کتب بحفاظت تمام جلد سے جلد واپس دی جائیں گی۔ نیز درمضانیت متعلق یا خود رمضانوں کی نایاب کتب جن صاحب کے پاس ہوں اس سے بھی مطلع فرمائیں۔ خط صاف اور خوش خط لکھیں اور اپنا پتہ مکمل اور صاف تحریر فرمائیں۔

مدارے محمد عارف ناظم نشر و اشاعت انجمن ارشاد المسلیین

انجمن کی مطبوعہ زیر طبع کتب

مقاصح احیاء: از مولانا محمد ضیف مبارکپوری حضرت شیخ الہند کے اشعار مرثیہ پر جو اعتراضات گلابی فیضوں کی طرف سے کیے گئے ہیں ان کے مسکت جوابات نیز حضرت مولانا اسماعیل شہید و دیگر علماء دیوبند کی عبارات پر سے الزامات کا دفعہ۔ قیمت ۳ روپے

الدلائل القاہرہ: از احمد رضا خاں صاحب۔ جناب احمد رضا خاں صاحب کا مسلم بکچریشنل کانفرنس پر فتویٰ کفر جو ۱۰۰ مسلم لیگ پر لکھتے ہوئے چسپاں کیا گیا کہ انہی لوگوں نے مسلم لیگ قائم کر لی ہے اس لیے وہی فتویٰ آج مسلم لیگ پر بھی لاگو ہے۔ اس فتویٰ پر نورانی صاحب والد عبد العظیم صدیقی میرٹھی صاحب محبت انشی رضا خانی علیہ السلام دستخط ہیں نیز مولوی ابوالبرکات صاحب کا وہ فتویٰ بھی شامل کر دیا گیا ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ تمام عظیم مسٹر محمد علی جناح کی تعریف کرنے والا شخص مرتد ہے اور اس کا نکاح بھی ٹوٹ گیا نیز ایسے شخص کا بایکٹ کیا جائے۔ قیمت ڈھائی روپے

تکفیری افسانے: از مولانا نور محمد صاحب۔ رضا خانی کتابوں کے ان مضامین کا مستند مجموعہ جن میں تقریباً ہر ایک نمایاں اور خام قلم مسلمان پر کفر کا حکم لگا گیا ہے۔ (اعاذنا اللہ) مع سپاسنامہ جو ریلوی پیروں نے جلیا زوالہ بارغ میں گرل چلانے والے رسوائے زمانہ غلام گوشت جنرل اوڈو اور گورنر پنجاب کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ کتاب بڑی دلچسپ ہے۔

قیمت چھ روپے

تحریک پاکستان اور بریلویوں کا کردار :- از انور احمد ایمل کلام :- جس میں مصوٰر پاکستان
ڈاکٹر اقبال اور بانی پاکستان قائد اعظم بریلویوں کی نظر میں کیا تھے؟ نیز مصوٰر پاکستان کے خلاف
ایک زلزلہ کا افسانہ، مسلم لیگ میں دیوبندیوں کی اکثریت بریلویوں کا پاکستان کو کفری سلطنت قرار
دینا اور بنارس سنی کانفرنس کی حقیقت وغیرہ موضوعات پر بریلویوں کے ناقابل تردید جوابات
ثابت کیا گیا ہے کہ بریلویوں نے تحریک پاکستان کی زمرن مخالفت کی بلکہ اس کو ناکام بنانے کی
ہر ممکن کوشش کی۔ جدید ایڈیشن باضافات کثیرہ زیر طبع ہے۔ قیمت

الشہاب الثاقب :- از شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی۔ حسام الحق بن کا ایسا ذلیل فتن
جواب جو رضا خانی دوستوں کو قیامت تک یاد رہے گا۔ اس ایڈیشن کی امتیازی خصوصیت یہ ہے
کہ حضرت مدنی رحمہ اور شہاب ثاقب پر پرنسپل محمد مسعود صاحب کی طرف سے وارد کئے گئے تمام
اہم اعتراضات کے جوابات بطور مقدمہ اس ایڈیشن میں شامل کرے گئے ہیں۔ زیر طبع
مجموعہ رسائل چاند پوری جلد اول :- از مولانا رفیع الحسن چاند پوری۔ سات رسائل کا مجموعہ
مولانا چاند پوری کے رسائل ردِ رضا خانیہ میں ایک نمایاں امتیازی مقام رکھتے ہیں جن
کی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے نیز ایک انتہائی قویٰ مقدمہ بھی اس ایڈیشن میں شامل کر
دیا گیا ہے۔ قیمت

مجموعہ رسائل چاند پوری جلد دوم :- از مولانا رفیع الحسن چاند پوری زیر جمع و ترتیب
فصل الخطاب فی مسئلۃ الغراب :- مجموعہ فتاویٰ علما ہند۔ مسئلہ غراب آخری اور فیصلہ کن کتاب ہے۔
"قائمۃ النظر فی بلند شہرہ" حضرت مولانا شرف علی تھانوی دیر علما دیوبند کے مناظرہ پر آمادہ ہو جانے کے بعد
ان کے مقابلے احمد رضا خان صاحب کے فرار کی تفصیلی روداد۔ زیر طبع۔
واصل اوصایا شریف :- از احمد رضا خان صاحب۔ غیر محزون اور اصل و ماباثر لکھنے والے کے ایک ایسا عکس
مولانا محمد مرتضیٰ بریلوی حضرات کی تحریفات پر تفصیلی کلام کیا گیا ہے۔ زیر طبع۔

مطبوعات مکتبہ محمودیہ، محاندیر، اکرم پبلک لائبریری

مجاہد شیعہ : قیمت ۹ روپے

مراہ آباد جیل میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کی دس قرآن کریم کے سب میں سات مجلسیں

علمی لطائف، رموزِ قرآن اور اسوار و جگہ کا مجموعہ۔

ترتیب شریح : حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ جس قدر رفعتی شیخ الحدیث مدرسہ امینیہ دہلی

دینی تعلیم کے ۱۲ رسالے (قیمت ۹ روپے ۲۵/۵۰)

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے محسوس کیے، ادب ہوں۔ ہاں بچے فواید دار اور سادہ فہم اسلامی احادیث
مزیں اور مسائل سے باخبر ہوں ساتھ ہی اردو اور سب آشنا ہوں تو حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ
تالیف فرمودہ دینی تعلیم کے رسالے کا کورس شروع کریں۔ ان کو پڑھائیں جو پڑھ کر سے لیکر انھوں جماعت کے طلبہ کیلئے
درجہ وار ترتیب دیا گیا ہے (فوجی چھپ کر تیار ہو گئے ہیں) کتابت و طباعت عمدہ، کانغذ آفٹ

متحدہ قومیت اور اسلام (قیمت ۶ روپے)

حضرت اقدس مدنی نے نظریہ قومیت پر اسلامی نقطہ نظر سے روشنی ڈالی ہے۔ جدید نظریات رکھنے والوں
کے لیے دعوتِ فکر ہے۔ فطریہ قومیت پر حضرت اقدس مدنی اور علامہ اقبال
کی خط و کتابت بھی اس کتاب کے آغاز میں شامل کر دی گئی ہے۔ (صفحہ ۹۲)

شوہدِ تقدس اور ترویجِ ازمات (صفحہ ۲۱۸ قیمت ۱۰ روپے)

حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب نے یہ مکرر آراء کتاب مؤردی صاحب کی کتاب خلافتِ مکیہ
کے جواب میں لکھی تھے بصیرت افروز و متفاد مباحث کا مجموعہ ہے۔ اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
"اولئک ہم الراشدون" کا معنی ان کا نہیں بلکہ ان کے عقائد و عقول ہیں۔ انھوں نے شیخ عثمان کے تقدس شاپرڈول ہے۔

فی سبیل اللہ فساد

بریلی کے علامہ تھیں مہنگاب مرحوم کے بعض شہرہ میں زبان درازی کی اس حد پر
مکمل تھے کہ ان کے نزدیک حجۃ الاسلام مولانا حق نام نانوتوی، شیخ الاسلام رشید احمد
گلپڑی، شیخ الحدیث علامہ انور شاہ، شیخ الہند مولانا محمد الحسن، شیخ الاسلام
مولانا حبیبی احمد دینی، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی، شیخ التفسیر مولانا احمد علی،
امیر شریعت مجدد علماء اللہ شاہ بخاری، اور انتہا یہ ہے کہ رئیس المجاہدین شاہ امین شہید
بھی کافر و محمدتے ! انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

ناوک نے تیرے حیدر چھوڑاڑنے میں ترشے ہے مرغ قبلہ نما آجیلانے میں
ان خود فروش و اعلیوں کا یہ سلسلہ سبب شتم تحریر و تقریر میرے سامنے آیا تا انتہائی
حد مراد اس کے ساتھ تعجب جو اگر اس قسم کی خود کاشٹہ فصل بھی یہاں موجود ہے
چنانچہ مندرجہ ذیل ۲۹ اشار اس محاسب کا حرب آغا تھے، جو اس خانہ کوہ تکبیر کی
خدمات کے لئے اس آندہ کے ساتھ بے اختیار زبان پر آگئے تھے۔
شاید کہ اتر ہائے کسی دل میں بری بات

دل میں اگر مال نہ لائیں بریلوی
کافر کی رحم پہ نازاں ہے کون شخص
تکفیر کس کے منبر و محراب کی دلیل
کھولے ہیں کس نے اپنی قبائوں کے پیچ خیم
کھاتا ہے کون دین فزوشی کی روٹیاں
بند لو کس کی تیغ جہانم کا ہدف
باتیں کروں گا ان سے یقیناً کھری
کس خاندان علم کا شیوہ ہے بت گری
کس کی ہاں ہے دعوت ارشاد سے تہی
زندگی گئی ہے کس کے عماموں کی برتری
بختی ہے کس کو کان پر شریع پیسری
بیتا ہے کس پہ حادثہ چرخ چنبری

علماء ہند کا شاندار مہنی

حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب مدظلہ

حصہ اول :

حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ العزیز، آپ کے معاصرین کرام، خلفاء عظام اور خلفاء غفار نیز سلطنتِ مغلیہ کے
عظیم الشان چار تاجداروں کے حالات اس دو صد و پنجاہ سالہ دور کے سیاسی و معاشی رجحانات و مقتضیات،
علماء امت کی مجاہدانہ اصلاحی سرگرمیاں اور ان کے نتائج و غیرہ تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔
حصہ دوم :

حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے انقلاب انگیز سیاسی اور اقتصادی نظریات اور
تعلیم و تربیت کے مرکز ستاد العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رتلا علیہ
کی تربیت اور سیاسی حالات کے پیش نظر آپ کا فیصلہ حضرت سید احمد صاحب شید اور مولانا امین صاحب
اور ان کے رفقاء کا مجاہدانہ اقدام، جنگ اور تیغ جنگ، اٹھارویں صدی عیسوی کا سیاسی بحول ہستیار
طاقتیں، شاہان اودھ، حافظ رحمت خاں شہید، فیصلہ اور مرہٹے، مرہٹوں کی ریکستیں اور ان کے کام
لفظ و ہلی کی ایجاد اور اس کے اثرات، آل سعوی کی تاریخ، سکوکومت کا عروج و زوال وغیرہ وغیرہ۔
حصہ سوم :

ایک حیرت انگیز انقلابی تحریک جو بنگال کے مشرق سے لے کر شمالی ہند کی مغربی سرحد تک پھیلی ہوئی تھی جو
۱۸۵۷ء کے جمہیت ناک خونی ہنگاموں کے بعد بھی سالہا سال زندہ رہی جس کے مقابلہ کیلئے بھٹانوی فوجوں کو بار بار
خون کی بھری کھیلنی پڑی۔ اس کے رہنماؤں کے حالات، ان کے اخلاق و کردار، ان کی بے نظیر و بے مثال
قبائیاں، مقدمات اور ان کے فیصلے، سکوکومت کی سرگذشت اور اس زمانہ کے قابل قدر سیاسی بحکافات،
حصہ چہارم :

۱۸۵۷ء اور ہانہا زبان مختیریت کے متعلق جامع اور مکمل کتاب جس کو ۱۸۵۷ء کا انشائیکلو پیڈیا کہنا چاہیے جس میں
اسباب و وجوہات پر سننے انداز میں بحث کے بعد مجاہدین کے کارناموں کو زیادہ واضح کیا گیا ہے۔ بہت سے
ایسے حضرات کا تعارف کرایا گیا ہے جن کا تذکرہ کسی مصنف نے نہیں کیا۔

قیمت مکمل سیٹ مجلد : ۱۱۲ روپے

کچھ یاد بھی ہے دین فروشانِ عصرِ نو! کیوں کروں سے شرم رسولِ خدا گئی
 نانوتوی پر کفر کا فتویٰ؟ حیا کرو! توہین کر رہا ہے رسالت کی تقاضی؟
 دشنام ہو گئے ہیں کمالات دیوبند تضحیک کا شکار ہیں ایمان و آگہی
 شریل محمد! ہیں شہیدانِ بالاکوٹ؟ یارِ ابنِ خود فروش! یہ لفظ خود سری؟
 احمد علی کی ذات پر کچھ اچھال کر کرتے ہو ایک عاشقِ صادق کی کسری؟
 لڑکھان سے انور و محمود کا جواب کس پر غرور؟ کس پر جاتے ہو برتری؟
 کل تک تھے آپ لارڈ کلائیو کے خانہ زاد پاتے تھے خاندانِ حکومت سے ہمہری
 کھکول لے کے شرعِ فردوسی کا ہاتھ میں یہ ذکر و حفظ ہے کہ نوائے گداری
 سی آئی ڈی سے کہنہ ڈابل کی آڑ میں لوگوں کے دل میں اپنی بھاتے ہو برتری
 تم وارثِ سموم و خزاں ہو خدا گواہ تم سے بنے ہیں گوہرِ شب تاب کنکری
 کہتا ہوں صاف صاف خدایانِ ذکر و حفظ! میری طرف سے دل پہ لکھو حرفِ آخری
 چھوڑنا تم نے شیوہ کا فرگری اگر دلوں کا خاکِ پا میں تمہاری سکندری
 نہ لگا کروں گا تم کو شرافت کے نام پر ٹکھا اماردوں کا نقابِ فنوں گری
 محلوں گالے کے پرچمِ شوقِ ذوقِ وقار دینا پہ آشکارا ہے میری شناسی
 وقت آگیا کہ تیغِ علی بے نیام ہو خیر سے بڑھ کے آپ فتنے کے کشتی
 اتانہیں تسلیم پہ کوئی ناروا خیال ٹکاتا نہیں نباں پہ کوئی حرفِ گفتنی
 اس کا زبار کفر پہ شیخِ احمدیٹ ہو یوں کر ہے ہو دینِ ہمہ سیر کی چاکری؟

یہ بات اور صاف کرو بزدلانِ شہر کے سال کی ہے ڈپٹی کمشنر کی نوکری؟
 کب تک ہے ہو خفیہ و خفیہ سے فیض یاب جس نے بکھا دیئے تمہیں آدابِ کافری
 سوچا بھی ہے کہ آپ کے فتوؤں کی آبناب کھتی ہے اپنے دامنِ صدچاک میں مٹی
 کہتا ہے تم سے گنبدِ خضریٰ کا تاجدار زیبا ہے جس کو دونوں جہانوں کی سروری
 نانوتوی کی معنوی اولاد کے خلاف طوفانِ سب وشم ہے ایماں کی جاں کنی
 جو کچھ لکھا ہے دل سے لکھا ہے خدا گواہ
 شور و ش نہیں یہ محض نواہائے شاعری

سومناقی

پیرانِ تسمہ پا مجھے شورش کریں معاف باتیں کروں گا ان سے یقیناً کھری کھری
 ابریشمی عجب پہ ہے بنیادِ اتقا زعم و رعب کے بل پہ ہے موقوفِ برتری
 سوداگرانِ شرحِ رسالت مآب میں فرزندِ سومنات ہیں مائل بہ داوری
 منبر پہ دلِ مسیری آواز کا فنوں حجاب کی دہاں پہ خطابت کی ساحری
 دامن پہ داغِ ہلے ریا کی علامتیں دل میں نہ سوزِ عشق نہ معرفتِ ہمہری
 صورت پہ زامہ اندھ ہوست کی سلولیں فطرت میں راہبانِ ارادوں سے ابتری

چاہیں تو ہم کو دار پہ کھینچو ا کے دم نہ لیں

شورشِ بمانِ شرک بہ عنوانِ مجہری

در مدح
امیر المومنین حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ

گلاب ناب سے دھوتا ہوں مغز اندیشہ کہ فکر بدعت بنی قسیم کو تر ہے
وہ کون امام جہان و جہانیاں احمد کہ محض ثقت مدنی ثقت پیہر ہے
زمین کو مہر فلک سے نہ کیوں ہو دعویٰ نور کہ اس کا رایت اقبال سایہ گستر ہے
عروج سنگ و قصر جاہ یہ کہ جسے ہزار طعن خسیض آوج لامکاں پر ہے
زبکہ کام نہیں ہے اسے سوائے جہاد جو کوئی اس سے مقابل ہے سو وہ کافر ہے
شرف ہے مہر کو اس کے زلف سے دم زبکہ روز و شب انصاف سے برابر ہے
وہ بادشاہ ملائک سپاہ کو کب دیں کہ نور شمس و قمر جس کی گردش کر ہے
وہ شعلہ خصلت الحاد سوز بھنک گداز کہ جس کا نقش قدم مہر روز محشر ہے
وہ برق خرمین ارباب شرک و اہل صنلال کہ شعلہ خوشہ حاصل تو دانہ جنگر ہے
وہ قہر بان فلک تو سن و بجوم خشم کہ ترک چرخ غلام اس کا مہر چاکر ہے
وہ شاہ مملکت ایسا کہ جس کا سال خروج
امام برحق مہدی نشان علی فر ہے



جو سید احمد امام زمان و اہل زماں کرے ملاحد بے دین سے ارادہ جنگ
تو کیوں نہ صفحہ عالم پہ لکھے سال غنا خروج مہدی کفتار سوز، ملک تنگ